

فَقِيهٌ وَأَحَدُ شُعَاةِ الشَّاطِئِينَ مِنَ الْفَيْ عَابِدٍ

اَحْمَدُ لَهْ وَالْمَشْهُورَةُ قَامِي مَعْدُودُهُ اَمَّا عَظَمُ سَيِّدُ الْغَرْبِ عَجْمُ مِنْ خَلِصِ عَامِ رُوزْكَارِ

تَرْجُمَةُ الْاَوَّلِ

خَلَاصَةُ

تَرْجُمَةُ الْاَوَّلِ

مَوْلَانِ مَوْلَايِ اَحْمَدُ حَسَنُ مَذْهَبِي دَوَّيِلِ بَانِي كُورْتِ حَسْبِ دَرِ اَبَادِ

دَرْ مَطْبَعِ مُقَقَّنِ دِيكُنِ وَتَوَقَّعْ حَيْدَرِ اَبَادِي طَبْعُ كَرِيمِ

فهرست ابواب و مضامین کتاب بده الاوطاخ خلاص غایت الاوطاخ

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۲۵	حرمیت ملکیت	۲	کتاب النکاح
۲۶	حرمیت نکاح مشرک	۱۱	تعریف نکاح
۱۱	جواز نکاح کتابیه	۱	صفت نکاح
۲۷	ناجواز زنی نکاح با اهل کتاب	۱	انقاد نکاح
۲۸	حرمیت مطلقه ثلاثه	۳	عدم انقاد نکاح
۱۱	حرمیت متده غیر	۵	شرائط ایجاب و قبول
۱۱	نکاح با اهل	۱۱	شهادت نکاح
۳۳	تعلیق النکاح با شرط	۱۱	صحیح نکاح و فساد
۱۱	فرق مطلق علی الشرط و بشرط و بشرط فاق	۱۱	امر در باب نکاح
۳۵	باب الولی	۱۳	تذکیل نکاح
۳۶	ثبوت ولایت	۱۱	محررات نسبه
۱۱	اقسام ولایت نکاح	۱۵	حرمیت صهر
۴۹	استیدان نکاح	۱۱	شرائط حرمیت مطلقه
۴۳	سکوت بمنزله نطق	۲۲	حرمیت ضامعت
۴۶	فرق باکره بالفه و نیمه بالفه	۱۱	حرمیت اجتماع محارم
۴۴	شهادت بلوغ	۴۳	اجتماع جائز
۵۱	اقسام جدائی	۲۲	نکاح بمحارم و عاصیه
۱۱	جدائی بمنزله فسخ	۱۱	نکاح بمحارم و عاصیه

صفحه	مضمون	عائده	بالمضمون
۵۲	جدائی پسندله طلاق	۱۰۷	مهر محجل
۵۶	اختیار و وصی کا نکاح بین	۱۰۸	بہیہ
۵۷	اختیار و ولی کا نکاح بین	۱۰۹	باب نکاح الکافر
۵۸	نکاح ولی بعد نفیت ولی قریب	۱۱۰	قواعد فی نکاح الکافر
۵۹	باب الکفارة	۱۱۱	اسلام احد الزوجین
۶۰	اعتبار کفالت	۱۱۲	تفریق زوجین از تباہین دارین
۶۱	وکالت نکاح	۱۱۳	فسخ نکاح از ارتداد زوجین
۶۲	باب المهر	۱۱۴	صورۃ بقارہ نکاح مرتدین
۶۳	اسماء	۱۱۵	باب الرضاع
۶۴	اقل	۱۱۶	تعریف رضاع
۶۵	خلوت صحیحہ	۱۱۷	مدت رضاع
۶۶	مهر نکاح فاسد	۱۱۸	حکم رضاع
۶۷	مهر مشل	۱۱۹	مصدق احکام رضاعت لولی
۶۸	شہادت مهر مشل	۱۲۰	اقرار رضاعت
۶۹	ضمانت ولی بابتہ مهر	۱۲۱	ضمان مهر
۷۰	اختلاف مهر	۱۲۲	کتاب الطلاق
۷۱	ہدیہ نمیشل نکاح	۱۲۳	تعریف طلاق
۷۲	جہیز	۱۲۴	تخصیص الفاظ در طلاق
۷۳	مهر ستماس و ذمیہ	۱۲۵	طلاق واجبہ
۷۴	مهر مخفی و علانیہ	۱۲۶	طلاق حرام

صحنه	مضمون	صفحه	مضمون
۱۳۰	اقسام طلاق	۱۴۰	طلاق با انکار محمد بنه
۱۳۱	اقسام الفاظ طلاق	۱۴۱	احکام طلاق
۱۳۲	انفاظ کنایه	۱۴۲	تأیید فرائض طلاق امر یا نهی
۱۳۳	محل طلاق	۱۴۳	طلاق با اشاره انگشتان
۱۳۴	اہل طلاق	۱۴۴	طلاق با عن
۱۳۵	رکن طلاق	۱۴۵	الفاظ طلاق با عن
۱۳۶	طلاق حسن	۱۴۶	اسم جنس افرادی
۱۳۷	طلاق حسن	۱۴۷	باب طلاق غیر المنجولین
۱۳۸	طلاق بدعی	۱۴۸	تعلیق طلاق به لفظ قبل و بعد
۱۳۹	وجوب رجعت	۱۴۹	باب الکنایات
۱۴۰	طلاق مکره	۱۵۰	تعریف کنایه
۱۴۱	طلاق بازل و دست	۱۵۱	اقسام اعتدی مکرر سه بار
۱۴۲	طلاق فضولی	۱۵۲	باب تفویض طلاق
۱۴۳	طلاق محسنون	۱۵۳	باب الامر یا نهی
۱۴۴	طلاق صبی و معتوه	۱۵۴	معنی امر یا نهی
۱۴۵	طلاق مبرسم	۱۵۵	طلاق به نیستیت زوجہ
۱۴۶	عدد طلاق	۱۵۶	توکیل طلاق
۱۴۷	باب طلاق صریح	۱۵۷	باب التعلیق
۱۴۸	تعریف طلاق صریح	۱۵۸	تعریف تعلیق
۱۴۹	شرط خطاب در طلاق	۱۵۹	شرط صحت تعلیق

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۲۴۳	انفاظ شرج	۲۴۳	شرط تجسس
۲۴۴	تعلیق طلاق بولادت	۲۴۵	کثرت بدت ایلا
۲۴۵	طلاق طلاق بولادت	۲۴۶	باب الایلا
۲۴۶	استثنا عوفی	۲۴۷	کثرت بدت ایلا
۲۴۷	اقسام استثنا	۲۴۸	رکن ایلا
۲۴۸	استثنا وضعی	۲۴۹	شرط ایلا
۲۴۹	تقریف تعلیق	۲۵۰	حکم ایلا
۲۵۰	باب طلاق المریض	۲۵۱	کثرت بدت ایلا
۲۵۱	تقریف فار	۲۵۲	سبب ایلا
۲۵۲	باب الرجیة	۲۵۳	اقسام الفاظ ایلا
۲۵۳	تقریف رجعت	۲۵۴	باب الحکملع
۲۵۴	انفاظ رجعت	۲۵۵	کثرت بدت خلع
۲۵۵	کتابیات رجعت	۲۵۶	شرائط خلع
۲۵۶	رجعت فعلی	۲۵۷	مال حرام بعوض خلع
۲۵۷	رجعت	۲۵۸	مال حلال بعوض خلع
۲۵۸	تجسس محرم بطلان جوی	۲۵۹	خلع حبس
۲۵۹	دعوی رجعت	۲۶۰	خلع بعوض مالی عین
۲۶۰	شهادت رجعت قولی	۲۶۱	خلع عوض محرم
۲۶۱	انقطاع رجعت	۲۶۲	خلع عوض غلام محرم
۲۶۲	تعلیل	۲۶۳	خلع بشرط بیعت نقد

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۳۳۴	خلع حشاش	۳۳۵	باب العیس
۳۳۶	خلع مراض	۳۳۷	تقریف عین
۳۳۷	خلع حکامیه ورام و لوندی	۳۳۸	باب القهقهه
۳۳۸	طلاق بجهاب خلع	۳۳۹	تقریف عینه
۳۳۹	تواهمش طلاق رجعی بوضو	۳۴۰	مواضع ایشماره و
۳۴۰	بل بدل خلع	۳۴۱	باب ویزو بک
۳۴۱	باب الطهار	۳۴۲	رکن عدت
۳۴۲	تقریف طهار	۳۴۳	اقام عدت
۳۴۳	حکم طهار	۳۴۴	سایه چو عدت و کما
۳۴۴	باب الکفار	۳۴۵	تقریف عدا و بی
۳۴۵	تقریف کفار	۳۴۶	عدت غسل
۳۴۶	سب کفار	۳۴۷	باب الحضانة
۳۴۷	مقدار طعام کفاره	۳۴۸	تقریف حضانت
۳۴۸	باب اللعان	۳۴۹	باب النفقة
۳۴۹	تقریف لعان	۳۵۰	تقریف نفقة
۳۵۰	شروط لعان	۳۵۱	اسباب نفقة
۳۵۱	کون لعان	۳۵۲	سبب وجوب نفقة
۳۵۲	حکم لعان	۳۵۳	بار و عورتون کازوج بر نفقة
۳۵۳	طریقه لعان	۳۵۴	تقریف نشوز
۳۵۴	میما و نفی نسب	۳۵۵	تقریف دعوی و حکم نفقة

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۲۳۵	صلح بر نفقه	۲۸۱	باب الرجوع فی المبه
۲۳۲	نفقه غلام زوجه	۲۸۰	ماخ رجوع فی المبه
۲۲۵	ملاقات زوج و والدین	۲۸۸	جو حقوق موت سیاقا ہو جائیں
۲۲۴	تقر نفقه زوج و والدین	۲۸۵	میه بالمعاوضہ
۲۲۹	نفقه مطلقہ	۲۸۴	معاوضہ مومہوت بعض مومہوت
۲۵۸	نفقه اصول	۵۰۰	تقریف ملک
۲۵۹	نفقه بر عمارم نسبیہ	۵۰۵	کتاب الشفوعہ
۲۶۲	نفقه بحالت احتمالات وین	۱۱	تقریف شفوعہ
۲۶۶	نفقه مہاک	۱۱	سبب شفوعہ
۲۶۱	کتاب المبه	۱۱	شرط شفوعہ
۱۱	تقریف مہیہ	۵۰۶	رکن شفوعہ
۱۱	صفت مہیہ	۱۱	حکم شفوعہ
۱۱	سبب مہیہ	۱۱	صفت شفوعہ و ترتیب شفوعہ
۱۱	شرائط مہیہ	۸۱۱	باب طلب الشفوعہ
۲۶۹	اثر مہیہ	۱۱	وقت طلب شفوعہ
۱۱	صحت مہیہ	۱۱	الفاظ طلب و طریق طلب
۲۶۱	نیز عقیدہ و ن قبضہ کہ صحیح نہیں ہے	۵۲۵	باب انتہی ہی فیہ اولاً اثبت
۲۶۳	تکبیل مہیہ	۱۱	میں اشیاء میں شفوعہ نہیں ہے
۲۶۶	رجوع قرابتدار و مہیہ فاسد	۵۲۸	باب مایسطل الشفوعہ
۱۱	مخلوع متصل مان قبضہ مانلی	۵۲۹	حیوانات سقوط شفوعہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۴۲	بیج تلجیہ	۵۹۵	اپنے غلام کو وصی کرنا
۵۴۱	کتاب الوصایا	۵۹۶	فصل دو وصیوں کا
"	تعریف وصیت	۵۹۷	وصی قاضی
۵۴۲	شرائط وصیت	۵۹۸	اثر مشرت
۵۴۳	رکن وصیت	۶۱۱	کتاب الفرائض
۵۴۵	مدت عمل انسان و حیوان	"	تعریف فرائض
۵۴۷	وصیت المسلم للکافر و الذمی یکسہ	"	تقسیم مال
"	وصیت بحق وارث	۶۱۸	موالغ ارث
۵۵۰	معاودت سن الوصیت	۶۲۰	حصص فرعی الفروع بیان فی ذی الفروع
۵۵۰	وصیت لفقراء البلدة المعین	۶۲۲	تعریف حصص
۵۶۰	باب وصیت ثلث المال	"	اتمام عصبہ
۵۶۳	مسئلہ سعایت	۶۲۴	باب المناجیح
۵۷۵	باب الوصیۃ للقاتل و غیرہم	"	تعریف منہج
"	تعریف ہمسایہ	"	تعریف کسر
۵۸۳	باب الوصیۃ باخدمتہ و السکنی و النمرہ	۶۳۶	عول
"		۶۳۷	تعریف تماثل
۵۹۰	وصایاے ذمی و مستامن	"	تعریف تماثل
۵۹۳	باب الوصی	۶۳۸	تعریف توافق
"	تعریف وصی	"	تعریف تباہین
۵۹۴	شرائط وصایت	۶۳۹	تصحیح مسائل

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۶۷۴	رد	۶۷۴	قصاص بر قاتل دیوانه
۶۵۳	باب تعریف ذوی الارحام	۶۸۴	سقوط قصاص
۶۷۴	تعریف ذوی جسم	۶۷۴	قتل عید مشرک
۶۷۴	انقسام ذوی الارحام	۶۹۰	قتل غلام مرهون
۶۷۴	طریقه تقسیم زکوة بر ثناء و دایان	۶۷۴	قتل غلام اجاره
۶۷۴	میراث خنثی	۶۹۷	عفو قصاص
۶۷۵	تعریف خنثی	۶۷۴	استرداد مقتول
۶۸۰	میراث مفقود	۶۹۵	زهر خورانی
۶۸۱	میراث مرتد	۶۹۷	کلاه دبا گر مارنا
۶۸۲	میراث اسیر	۷۰۰	مستثنیات عامه
۶۷۴	کتاب انجیایات	۷۰۰	حفاظت خود اختیاری
۶۷۴	تعریف جنایت	۷۰۴	فعلین یعنی قطع و قتل
۶۷۴	تعریف قتل	۷۰۸	قاعده ضمان و عدم ضمان
۶۸۳	انقسام قتل	۷۰۸	باب الشهادة فی القتل
۶۸۳	تعریف قتل عمد	۷۱۲	کتاب الحجر
۶۸۴	تعریف قتل شبه عمد	۷۱۲	تعریف حجر
۶۸۵	تعریف قتل خطا	۷۱۲	سبب حجر
۶۸۶	تعریف قتل جاری مجرای خطا	۷۱۲	تمام شد
۶۸۶	تعریف قتل با سب		
۶۸۶	تعریف قتل خود و قصاص		

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

الحمد لله الواهب ذوالجلال والصلوة والسلام علی محمد وآله وصحبه ذوالجمال و
الکمال۔ احقر الرمن احمد حسن بن مولوی حافظ محمد حسن برنی نویل ہائیکورٹ
حیدرآباد دکن عرض کرتا ہے کہ ست سالہ عہد میں بعد سلطنت مر اسنوکت
رستونظنت جامی دین مشین ناصر ایل یقین حضرت میر محبوب علی خان بہا
رستم دوران فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک اصبحا
گریٹ کمانڈر شہزاد آف انڈیا خلد الملکہ ودولتہ بمعیت عم مکرم مولو
محمد ابراہیم صاحب کیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن میں قیام پذیر ہوا ایمان بوجہ
حکومت اسلامی کے بنظر فہام عام ایک کتاب معاملات شرع متعلقہ یہ کارروائی
عدالت کی تالیف کی خواہش ہوئی اور بعد غور و تامل کے غایتہ الاوطار کی طرف
توجہ کی غایتہ الاوطار در المختار شرح تنویر الابصار کا ترجمہ ہے جس کے
مصنف شیخ الاسلام عبد اللہ محمد تاشی رحمہ اور شارح محمد علاء الدین جصکفی اور
شرح مولوی سید علی صاحب مرحوم بلہوری و مولوی محمد احسن صاحب

نانوتوی ہیں۔ یہ کتاب فقہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں لاجواب اور
 مستند اور واجب المصطفیٰ اور مقبول علماء روزگار سے مترجمان ذی شان
 نے مسائل کثیرہ مثل حواشی علامہ سبکی و طحاوی و شیخ رحمٰنی و محمد عابد سندی
 و ابن مابد شامی و غیر ہم کے غایتہ الاوطار میں شامل کیے ہیں اسوجہ سے
 یہ کتاب اور زیادہ عمدہ اور کامل بن گئی ہیں لے اس کتاب میں سے آٹھ
 کتابیں یعنی وہ مضامین جو امتحان و کالت اور معاملات عدالت کے واسطے
 کار آمد اور ضروری ہیں بھارت مختصر و عام فہم اس کتاب میں جمع اور تیز
 مادیوں و بحوالہ حاشیہ کے درج کیے اس نظر سے کہ نہایت آسانی سے اور
 تھوڑے وقت کے صرف کر نہیں مسائل سے بخوبی آگاہی پجائے اور طوالت
 عبارت اور اول بحثوں کی وجہ سے جتنے حکم مسئلہ جاننے والے کو چپان
 سرکار نہیں ہو مطالب سمجھنے میں جو وقت پڑتی تھی اور وقت صرف ہوتا
 تھا وہ نہر اور جو لوگ بوجہ سنگینی وقت غایتہ الاوطار کے متقاوت سے معذور
 تھے مستفید ہوں اور جو کہ یہ میری کتاب کل مسائل مندرجہ کا خلاصہ
 اور انتخاب ہے لہذا اسکا نام زبدۃ الاوطار رکھا گیا ہے
 یہ ظاہر ہے کہ انسان کا کوئی کام سہو و خطا سے خالی نہیں ہے اور نہ
 میں علم و فضل کا مدعی ہوں لہذا اہل علم و فضل سے جو تالیفات کی
 مشکلات سے آگاہ ہیں امید کرتا ہوں کہ جہاں مجھ سے سہو ہوا ہو اسکو
 معاف فرمائیں۔

احمد حسن برنی کچل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن
 یکم جمادی الاول ۱۳۸۵ھ میرزا جعفر

يَا فَتَاهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وشفيع النبيين
سيدنا ومولانا محمد وآل محمد واصحابه جمعين

کتاب النکاح

مسائل نکاح کے بیان میں

(۱) نکاح نزدیک فقہاء کے عقد مخصوص کا نام ہے یعنی ایسی بندش ایجاب قبول کی جو مفید ہو ملک تمتع کو (یعنی حلال ہو نفع لیں مرد کا اس عورت سے کہ نہیں روکتا اس کے نکاح کو مانع شرعی جیسے ذمی رحم محرم ہونا یا مشرک ہونا یا ناجنس ہونا) اور بالقصد تمتع کا فائدہ بخشنے۔

(۲) نکاح نزدیک علماء اصول اور لغت عربی کے حقیقت ہے جمع میں اور مجاز ہے عقد میں۔

(۳) نکاح منعقد ہوتا ہے ایجاب اور قبول سے جو موضوع ہوں فعل باضی کے واسطے مثلاً کوئی کہے نکاح کیا میں نے اپنی ذات یا اپنی بیٹی یا اپنی موکلہ کا تجھ سے اس کلام کو ایجاب کہتے ہیں اور مرد کہے یا عورت یعنی دوسرے کے میں نے قبول کیا اپنی ذات کے واسطے یا اپنے بیٹے یا اپنے موکل کے واسطے اس دوسرے کلام کو قبول کہتے ہیں خواہ مرد کہے خواہ عورت عرض کرے

ابتداء سے کلام کو خواہ کیسی طرف سے ہو ایجاب کہتے ہیں اور اوس کی منسوخت کو قبول۔

(۴) اور بھی منعقد ہوتا ہے نکاح اون دو لفظوں سے کہ اون میں ایک تو موضوع ہو ماضی کیواسطے دوسرا استقبال یا حال کیواسطے تو استقبال سے مراد امر کا صیغہ ہے جیسے مرد کے دلی سے یا عورت کے وکیل سے میرا نکاح کر دے یا خود عورت سے کہے کہ میرا نکاح اپنی ذات سے کر دے یا یون کہے کہ تو میری جو رہو مجھ سے اسب تہ صیغہ امر کا خود ایجاب نہیں بلکہ ضامن کہ دوسرے کو وکیل کرتا ہے اپنے نکاح کیواسطے بھرجب دوسرے نے کہا اور مجلس میں کہ میں نے نکاح کر دیا یا قبول کیا یا مان لیا یا نہ اور غرض تو یہ قول قائم ہو گیا بجائے ایجاب و قبول عامہ میں کہے کہ نکاح صحیح ہو گیا بعضوں کے نزدیک یہ صیغہ امر کا خود ایجاب ہے تو وکیل نہیں بجا لیتا (۵) منعقد ہوتا ہے نکاح اسطر جبر بھی یعنی حال کہے کہ میں اب تیرے نکاح کرنے والا ہوں یا یون کہے کہ میں آیا تیرے پاس منشی کرنے والا یا مرد کے عورت کے باپ سے کہ کیا تو نے وہ عورت مجھ کو دی شطیکہ مجلس نکاح کی ہو تو ولالت حال نافع ہوئی استفہامی معنی کو یا منشاؤ کو اور اگر مجلس وعدہ کرنے کی ہو تو اسی کلام سے وعدہ نکاح کا ہوگا اور نکاح منعقد نہ ہوگا۔

(۶) اگر مرد نے کہا عورت سے ام میری جو رہو اوس نے جواب دیا کیسا نکاح منعقد ہو گیا بنا بر مذہب مختار۔

(۷) جب کہ ایجاب اور قبول لفظی شرط ہو تو نکاح منعقد نہ ہوگا قبول لفظی جیسے چہرہ پیغہ کرنا بدون لفظ قَبِلْتُ کے۔

(۸) منعقد نہ ہو گا نکاح تعاظمی سے مثلاً یا پنے اپنی بیٹی کسی کو دی او سنے
مہراؤ کو حوالہ کیا شاہدوں کے روبرو بدو ن تلفظ کے۔

(۹) نہیں منعقد ہوتا نکاح شخص حاضر کے کہنے سے بلکہ نائب کے کہنے سے
نکاح منعقد ہو تب سے بشرطیکہ شاہدوں کو مضمون خط سے آگاہ کر دیا ہو خواہ خط
پیش کیا جواد نہ پائی جس حالت میں خط میں صیغہ امر کا نہ ہو بلکہ لکھا ہو کہ میں نے نکاح
کیا تب سے اگر صیغہ امر کا ہو یعنی میرا نکاح اپنی ذات سے کر دے تو اس
صورت میں عورت و دون طرف کی متوائی اور متصرف ہوگی فتح القدر
تو اس صورت میں عورت کا یوں کہنا کہ میں نے اپنا نکاح اوسکے ساتھ کر دیا
قایم مقام ایجاب رد قبول کے ہو گا اوس وقت میں خط کا مضمون شاہدوں
کو سنا حاضر نہ ہو گا فقط قبول سنا نا کافی ہے۔

(۱۰) نہ منعقد ہو گا نکاح اقرار سے نیار مذہب مختار خلاصہ یعنی مرد نے کہا یہ
میری جو رہے کیونکہ اقرار ثابت چیز کے اظہار کا نام ہے اقرار انشاء نہیں
حال آنکہ نکاح میں انشاء نہیں۔

(۱۱) بعضوں کا کہنا کہ اگر اقرار نکاح کا شاہدوں کے حضور میں ہوا تو نکاح صحیح ہو گا
اس صورت میں اقرار کو انشاء نکاح قرار دیا گیا اب نکاح ہوا۔

(۱۲) اگر زوج نے اقرار کیا شاہدوں کے روبرو نکاح کا اور حال آنکہ نکاح
بدون گواہوں کے ہوا تھا تو اس میں اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ اگر زوج اور
زوجہ نے مہر کا نام لیا تو نکاح جدید منعقد ہوا اور اگر عورت مرد نے بدون نکاح
ہوے اقرار نکاح کا کیا تو نکاح منعقد نہ ہو گا مگر اوس وقت نکاح منعقد ہو گا جب شاہدوں نے
یوں کہا کہ ہم نے اس اقرار کو نکاح بنایا پھر دونوں نے قبول کیا حاشیۃ المدنی
پس استدراک انشاء کر دالا گیا ذخیرہ یعنی اقرار جملہ خبریہ ہے اور نکاح جملہ انشائیہ

منعقد ہوتا ہے اس واسطے اسکو اثبات قرار دیا۔

(۱۳) نہیں منعقد ہوتا نکاح اس کلام سے کہ میں نے تیرے نصف بدن سے نکاح کیا بنا براحتیاط کے کذا اور خانیہ (کیونکہ حلت و حرمت جمع ہوئی ایک ذات میں تو احتیاطاً حرمت کو غلبہ دیا۔ بلکہ ضروری صحت نکاح کی واسطے یہ کہ نسبت کرے نکاح کو عورت کے تمام بدن کی طرف یا اس عضو کی طرف جو بجائے کل بدن کے بولا جاتا ہے جیسے پشت اور شکم کذا فی ذخیرہ۔

(۱۴) اور جب ملا یا ایجاب کو تسمیہ مہر کے ساتھ تو ہوگا مہر تمامی ایجاب تو اگر قبول کیا دوسرے تسمیہ مہر سے پہلے تو نکاح صحیح نہ ہوگا بواسطہ توفیق ہونے اول کلام کے اپنے آخر پر مثلاً عورت نے مرد سے کہا کہ میں نے نکاح کیا تیرے ساتھ ہزار درہم پر مرد نے قبول کیا مہر کے نام لینے سے پہلے تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔

(۱۵) ایجاب و قبول ایک مجلس میں ہو اگر دونوں حاضر ہوں اگر مجلس میں ہو اگر عورت نے ایک مجلس میں ایجاب کیا اور مرد نے دوسری مجلس میں قبول کیا تو نکاح نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی غائب ہو اور اس نے خط لکھا تو اسکا مجلس شرط نہیں۔

(۱۶) اور بھی شرط ہے کہ ایجاب قبول کے مخالف نہ ہو مثلاً مرد نے کہا کہ میں نے نکاح کو قبول کیا نہ مہر کو یا کہا میں نے تیرے ساتھ ہزار درہم پر نکاح کیا اور عورت نے جواب دیا کہ میں نے نکاح قبول کیا نہ مہر تو نکاح خالی ہوا مہر سے تو مہر مثل ہوگا حال آنکہ باہم دونوں میں مغائرت ہو تو ایجاب مخالف ہوا قبول کے لہذا عقد صحیح نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ الدنی

(۱۷) صحیح ہے کہ مہر کا عورت کی طرف سے مثلاً مرد نے کہا کہ میں نے

ہزار درہم مہر پر تجھ سے نکاح کیا عورت نے کہا کہ میں نے پانچ سو درہم مہر پر نکاح قبول کیا۔ تو اس میں مرد کو کسی مہر کا قبول کرنا شرط نہیں (کیونکہ یہ اسقاط اور ابراہی)

(۱۸) اگر عورت نے کہا کہ میں نے ہزار درہم مہر پر نکاح کیا اور مرد نے کہا کہ میں نے وہ ہزار درہم مہر کو قبول کیا تو صحیح ہے بشرطیکہ عورت نے دہرا کو قبول کر لیا ہو اسی مجلس میں۔

(۱۹) اور بھی شرط ہے کہ نکاح مضاف نوزمان مستقبل کی طرف مثلاً کوئی کہے کہ میں نے نکاح کیا تیرے ساتھ کل کے دن یا کہ میں قبول کروں گا کل تو عقد صحیح نہ ہوگا۔

(۲۰) اور بھی شرط ہے کہ نکاح معلق نہ ہو کسی شرط پر مثلاً کسی نے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اگر میرا باپ راضی ہوگا تو عقد صحیح نہ ہوگا

(۲۱) اور بھی شرط ہے منکوحہ نامعلوم نہ ہو مثلاً کسی شخص کی دو بیٹیاں ہیں اور اس نے ایک بیٹی کا نکاح بے نام لئے کر دیا تو نکاح صحیح نہ ہوگا بسبب جہالت کے

(۲۲) گو شرط نہیں ہے ایجاب و قبول کے معنی جاننے کی اس عقد میں قصد کرنا اور نہ کرنا یکساں ہے اس لئے کہ اس عقد میں نیت کی جہت میں کذا فی حاشیہ (کیونکہ اگر کوئی ہزل سے نکاح کرے یا طلاق دے تو صحیح ہو گیا اگرچہ قصد اس کا نہیں ہے بخلاف بیع کے) کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۲۳) نکاح صحیح ہے تزویج اور نکاح کے لفظ سے کیونکہ یہ دونوں لفظ اس کے واسطے موضوع ہیں اور جو لفظ ان کے سوا ہیں وہ کناہ ہے (یعنی غیر صحیح) اور نکاح کا کناہ وہ لفظ ہے جو موضوع ہو واسطے تملیک ذات کے بطور تملیک

کامل کے (مثلاً عورت کے کہ میں نے اپنی ذات کو مہبہ کیا یا تنہک و مالک کیا یا صدقہ دیا یا دیڈالا وغیرہ اور دوسرے قبول کیا تو نکاح صحیح ہوگا)

(۲۴) نکاح صحیح نہ ہوگا شرکت کے لفظ سے (کیونکہ شرکت میں پوری ملکیت نہیں)

(۲۵) ملکیت ذات کی بالفعل ہو جیسے مہبہ اور ملکیت اور صدقہ اور عطا

(تو اگر کسی نے کہا کہ میں نے وصیت کی اپنی لونڈی کی قربت کی ہزار دہم

کے بدلے اپنی موت کے بعد اور دوسرے شخص نے قبول کیا تو نکاح صحیح نہ ہوگا)

(۲۶) نکاح صحیح ہر بلفظ بیع سلم اور استیجار کے سوا اگر عورت کو اجسرت قرار دیا

تو نکاح صحیح ہوگا مثلاً یوں کہ میں نے اپنا گھر ایک برس کو اجارہ دیا تیری

بیٹی کے بدلے۔ اور اگر یوں کہ میں نے اجارہ دیا اپنی بیٹی کو ہزار دہم

کے بدلے تو نکاح نہ ہوگا بوجہ عدم ملکیت دائمی کے کذا فی حاشیۃ الدی

(۲۷) نکاح صحیح ہوتا ہر بلفظ قرض اور صلح اور صرف کے اور جو لفظ کہ ذات کی ملکیت

کا فائدہ بخشے بشرط نیت مستحکم کے یا قرینہ مقام کے اور سمجھنے شروع کے مقصود کو

یعنی لفظ مہبہ وغیرہ میں نکاح جب منعقد ہوتا ہے جب کہ نکاح کی نیت ہو یا قرینہ

ہو اور گواہ بھی اس مطلب کو سمجھ گئے ہوں (کیونکہ یہ الفاظ کنا یہ ہیں صریحاً نکاح

کیواسطے موضوع نہیں ہیں جو حاجت نیت کی نہ ہو۔

(۲۸) صحیح نہیں نکاح بلفظ اجارہ و اعارہ و وصیت و رہن و ودیعت اور مانند

انکے جو ملک کی مفید نہیں لیکن ایسی الفاظ سے شبہ نکاح کا ثابت ہوتا ہے اور حد

طبیقاتی ہے اور اس صورت میں عورت کو مہر ملیگا جو کمتر ہو مہر سہمی و مہر مثل میں۔

(۲۹) نکاح منعقد نہیں ہوتا ان الفاظ سے جنہیں تعحیف یا تحریف ہو (نقطوں کی

غلطی مثلاً زوج بمعنی حبت کو روح بمعنی جان کہنا تعحیف ہے اور صورت کے غلطی

مثلاً سلیم بر وزن کریم کو سلیم بر وزن حسین بولنا تحریف ہے) اور تو اس تو اولیٰ جی

اسوے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا کہ اسکا عدد و رقم صحیح سے نہیں بلکہ تبدیل
و تغیر ہو تو نہ حقیقت ٹھہر نہ مجاز تو انکا کچھ اعتبار نہیں کہ انفی تکوین لہذا
اگر اتفاق کر لیوے کوئی قوم ایسے غلط الفاظ نویسی پر اور عدد و راونکا
بالقصد ہو تو ہو گا یہ اجتماعی تکلم وضع جدید تو اس وقت میں غلط لفظ
سے نکاح منعقد ہو گا اسی پر فتویٰ دیا شیخ الاسلام مفتی ابوسعید نے۔
(۳۱) منعقد نہیں ہوتا نکاح قاطعی سے (کیونکہ تعظیم اور تکریم فرج کی جہت
خروج اور اجناس کی طرح ذلیل نہیں کہ ایجاب و قبول لفظی اوس میں
شرط نہ ہو)۔

(۳۱) صحت نکاح میں شرط ہر سنا ہر ایک کا عاقدین سے دوسرے کے لفظ کو
واسطے ثبوت رضا سے طرفین کے۔

(۳۲) اور شرط ہر صحت نکاح میں موجود ہونا دو شاہدوں کا (کیونکہ ادنیٰ جبر
اعمال کا دو شاہدین تو بدون شاہدوں کے صحیح نہیں۔

(۳۳) ضروری امتیاز منکوحہ کی شاہدوں کے واسطے تاکہ جہالت نہ رہے۔

(۳۴) اگر منکوحہ مجلس عقد میں حاضر ہو تو اشارہ اسکی طرف کفایت کرتا ہے
اور چہرہ کھول کر دیکھنا زیادہ تراحت سیاط ہے۔

(۳۵) اگر جسم منکوحہ نظر نہ آوے اور وہ اندر مکان سے ایجاب و قبول کرے تو
اگر وہ اکیلی ہو تو نکاح جائز ہو اور اگر اس کے ساتھ اور بھی عورتیں ہوں تو درست
نہیں (کیونکہ جہالت مرتفع نہیں ہوئی۔

(۳۶) اگر منکوحہ نے کسی کو اپنے نکاح کا وکیل کیا ہو تو وہاں بھی تفصیل ضرور ہے

اگر منکوحہ مجلس عقد سے غائب ہو اور وکیل نکاح باندھے ہو تو اگر شاہد عورت کا
نکاح کا لکھنا اور اسکو پہچانتے ہوں تو فقط اسکا نام لینا کفایت کرتا ہے

اور اگر عورت کو نہ پہچانتے ہوں تو اس کا نام اور اور اس کے باپ دادا کا نام ایسا نہ کر
ہو۔ گزائے بھر

(۴۸) گواہ دو مرد ہوں یا ایک مرد و دو عورتیں مرد ہوں دونوں عاقل بالغ
ہوں دونوں ساتھ ہی سامع ہوں عاقدین کے قول کو بنا بر مذہب اصح کے
(تو اگر عاقدین نے ایجاب اور قبول ایک گواہ کو سنایا پھر دوسری مجلس میں دہر کر
گواہ کو سنایا نکاح درست نہ ہوگا اور اسی طرح حضور نامس اور امسن سے
نکاح صحیح نہیں۔

(۴۹) دونوں گواہ سمجھتے ہوں عاقدین کا کلام نکاح ہو بنا بر مذہب مختار کذا فی
سجرات الرائق (تو اگر ہندی گواہوں کے روبرو عربی یا فارسی میں ایجاب اور قبول
ہوا اور ان کو نکاح ہونے کا فہم نہ ہو تو نکاح صحیح نہ ہوگا اور اگر فہم ہو گیا تو
گواہ الفاظ کے معنی نہ سمجھے تو نکاح صحیح ہوگا۔

(۵۰) دونوں گواہ ہوں کا مسلمان ہونا شرط ہے عورت مسلمان کے نکاح میں
اگرچہ فاسق ہوں (کیونکہ گواہی کا فرض مسلمان پر درست نہیں۔
(۵۱) اگر دونوں گواہوں پر تہمت زنا کی لگانے سے بار پڑی یا دونوں اہل
ہوں تو یہی گواہی درست ہے۔

(۵۲) اگر گواہ بیٹے زوج اور زوجہ کے ہوں جیسے عورت کا بیٹا دوسرے شوہر
سے ہو اور مرد کا بیٹا دوسری عورت سے یا دو بیٹے زوج کے ہوں دوسری
عورت سے یا زوجہ کے ہوں دوسرے خاوند سے یا انہیں زوج اور زوجہ
کے نکاح سابق کے دو بیٹے ہوں تو ان کی گواہی درست ہے۔

(۵۳) نکاح نہیں ثابت ہوگا دونوں بیٹوں کی گواہی سے اگر بیٹے والا عی
ہوگا یعنی فقط عورت کے دو بیٹے ہوں یا فقط مرد کے دو بیٹے ہوں تو ان کی ہی

گواہی سے نکاح صحیح ہو جائیگا لیکن اگر عورت کے دو بیٹوں کی گواہی سے نکاح ہوا تھا اور مرد نکاح کا منکر ہوا اور عورت نکاح کی مدعی ہوئی تو اس کے بیٹوں کی گواہی سے قاضی کے روبرو اس کا دعویٰ ثابت نہ ہوگا اور جس صورت میں اگر مرد مدعی ہوگا تو عورت کے بیٹوں کی گواہی سے اس کا دعویٰ ثابت ہو جائیگا اور علیٰ ہذا القیاس مرد کے دو بیٹے گواہ ہوں اور عورت منکر نکاح ہو اور مرد دعویٰ نکاح کا کرے تو مرد کے بیٹوں کی گواہی سے قاضی کے روبرو اس کا دعویٰ ثابت نہ ہوگا اور عورت کا دعویٰ ایسی صورت میں ثابت ہو جائیگا (کیونکہ فرع کی گواہی سے اصل کا نفع ثابت نہیں ہوتا البتہ ضرر ثابت ہوتا ہے)

(۴۴) صحیح ہر نکاح مسلمان مرد کا ذمی عورت سے دو ذمیوں کے سامنے گواہوں ذمی عورت کے دین کے مخالف ہوں یعنی اگر عورت نصرانیہ ہو تو گواہ یہودی ہوں یا بالعکس اسکے مگر ثابت نہ ہوگا نکاح ذمیوں کی گواہی سے مسلمان کے منکر ہونے کے وقت

(۴۵) قاعدہ کلیہ ہم حنفیوں کے نزدیک صحت شہادت میں یہ ہے کہ چوتھوں مالک یہہ سکتا ہے قبول نکاح کا اپنی ذات کی ولایت سے اس کے روبرو نکاح ہی منعقد ہوگا مثلاً فاسق اور ذمی کو قبول نکاح کا اختیار ہو تو ان کا گواہ ہونا ہی درست ہے بخلاف عصبی اور عبد اور مجنون کے کہ ان کو اپنی ذاتوں کا اختیار نہیں۔

(۴۶) پدر صغیرہ نے کسی مرد کو امر کیا نکاح صغیرہ کا پھر نکاح کر دیا اس کی دلیل روبرو ایک مرد یا دو عورتوں کے در حالے کہ باپ موجود ہو تو نکاح صحیح ہوگا اس سلسلے کہ باپ کو اس صورت میں عاقد قرار دیا جائیگا جیسا کہ تو یہ باپ خود قاضی ہوا اور دلیل اور دوسرا مرد یا دو عورتیں شاہ نکاح کی ہونگی تو بلا تاہل نکاح صحیح ہے

(۴۷) اگر باپ موجود نہیں اور وکیل نے ایک مرد یا دو عورتوں کے سامنے نکاح یا تو نکاح صحیح نہ ہوگا (کیونکہ وکیل عاقد ہوا)

۴۸ نکاح کر دیا باپ نے جو ان عاقل بیٹی کا ایک شاہد کے سامنے ہو جائے ہوگا بشرطیکہ بیٹی مجلس عقد میں موجود ہو (کیونکہ بیٹی عاقد قرار دیا ہوگی اور باپ اور دوسرا مرد شاہد ہو جائینگے اور اگر بیٹی مجلس عقد میں موجود نہ ہوگی تو نکاح درست نہ ہوگا۔

(۴۹) قاعدہ کلیہ مسائل امر میں یہ ہر کہ امر کرنے والا جب موجود ہوگا تو وہ بھی مباشر اور عاقد قرار دیا جاوے گا اور شخص مامور سفیر شخص ہوگا (۵۰) مامور کی گواہی اسی صورت میں مقبول ہوگی جب تک کہ وہ آپ کے عاقد نہ کہے تاکہ لازم نہ آوے گوہی دینا اپنی ذات کے فعل پر یعنی جب مامور نے آپ کو عاقد کہا تو اوس وقت میں اوسکی گواہی درست نہ ہوگی (کیونکہ خود اپنے فعل کی گواہی دینا جائز نہیں۔

(۵۱) نکاح کیا مالک نے اپنے بالغ غلام کا اوسی غلام اور ایک شاہد کے سامنے تو نکاح جائز نہ ہوگا (کیونکہ بدون اجازت مالک کے غلام کو عاقد ہونے کی قیادت نہیں اور اگر اجازت دی مالک نے اپنے غلام کو نکاح کرنے کی پھر غلام نے عقد کیا مالک اور ایک مرد کے حضور میں تو نکاح صحیح ہوگا (کیونکہ غلام عاقد ہوا اور مالک اور دوسرا مرد شاہد ہو گئے۔

(۵۲) ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو نے میرا نکاح اپنی بیٹی سے کر دیا دوسرے نے کہا کہ میں نے کر دیا یا کہا ہاں تو نکاح درست نہ ہوگا جب تک کہ ایجاب کر نیوالا یوں نہ کہے کہ میں نے قبول کیا (کیونکہ یہاں ایجاب کر نیوالے کی طرف سے تمکین نہیں کہ حاجت قبول کی نہ ہو۔

(۵۳) اگر ایک مرد نے دوست سے کہا کہ تو اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دے اور اسے
 کہا کہ نکاح کر دیا تو بعد اسکے قبول کیا میں نے کہنے کی حاجت نہیں عقد کامل ہو گیا
 (کیونکہ مرد کی طرف سے باپ عورت کا وکیل سمجھا جاویگا اور ایک شخص متولی طلاق
 کا ہو سکتا ہے بخلات ہی کے)

(۵۴) عورت کے نکاح کا وکیل چوک گیا عورت کے باپ کے نام میں بدو نہ
 ہونے عورت کے تو نکاح صحیح نہ ہوگا بسبب عدم امتیاز کے اور اگر عورت وہاں
 موجود ہے تو نکاح میں کچھ ضرر نہ ہوگا۔

(۵۵) اگر چوک گیا مرد اپنی بیٹی کے نام میں نکاح کرنے کے وقت تو نکاح صحیح
 ہوگا۔ لیکن اگر بیٹی مجلس عقد میں حاضر ہو تو اسکی طرف اشارہ کرئیے کہ اسکا
 نکاح کیا میں نے نکاح صحیح ہوگا (کیونکہ اشارہ قوی تر ہے نام سے)۔

(۵۶) ایک مرد کی دو بیٹیاں ہیں او سے بڑی بیٹی کے نکاح کا ارادہ کیا اور
 غلطی سے چوٹی بیٹی کا نام لیکر چوٹی بیٹی کا نکاح درست ہو جائیگا کذا فی
 خانیہ بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو اور اگر چوٹی بیٹی کی سبکی مشکوہ ہو یا زوج کی محرم ہو تو
 اس صورت میں دونوں کا نکاح صحیح نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی (کیونکہ

محل نکاح نہیں ہے)
 (۵۷) اگر بیہوش نکاح کے ارادہ کر لیا لے نے چند قوم کو شگنی کیا سب سے نکاح
 کر دیا باپ نے یا کسی اور ولی سے اذن کے حضور میں تو نکاح صحیح ہوگا۔
 فقط ایک لفظ بولنے والا مخاطب قرار دیا جاوے گا باقی لوگ شاہد ہو جاویں گے
 فقہ القدری اسی پر فتویٰ ہے۔

(۵۸) ایک مرد نے دو سرے سے کہا کہ میرا نکاح اپنی بیٹی سے کر دے اس شرط پر کہ اسکی
 طلاق تیرے ہاتھ میں ہے اس صورت میں نکاح صحیح ہوگا اور باپ کو طلاق

کا احتیاز نہ ہوگا کیونکہ طلاق کی نفوذی نکاح سے پہلے درست نہیں۔
 (۵۹) وکیل کیا ایک مرد نے دوسرے کو کہہ اوسکا نکاح فلا فی عورت کر دی مثلاً
 ایک نذر درہم پر سو زیادہ کر دیا مہر وکیل نے مثلاً دو ہزار کا مہر مقرر کر دیا تو یہ نکاح
 نافذ نہ ہوگا موکل چاہے تو زیادتی مہر کی قبول کرے اور نکاح کو صحیح کر دے
 اور چاہے نہ ملے تو نکاح باطل ہو جائیگا۔ اور اگر موکل کو زیادتی مہر کا علم نہیں
 یہاں تک کہ عورت کی قربت کی تو بھی باقی رہیگا اختیار زوج کو اگر نکاح صحیح رکھنا تو مہر
 قبول کر لیا اور اگر فسخ کرے گا تو عورت کو کمتر مہر سہمی اور مہر مثل سے ملےگا کیونکہ
 نکاح غیر نافذ جسکو نکاح موقوف کتبہ نکاح فاسد کی برابر ہے اور اوسہم کمتر مہر ملتا ہی
 (۶۰) نکاح کیا کسی نے خدا اور رسول کی گواہی سے تو نکاح درست نہ ہوگا بلکہ
 بعضوں نے کفر کا فتویٰ دیا ہے یہ وہ دلیل اول یہ کہ اوسنے حرام کو طلاق مانا
 اسواسطے کہ اللہ اور رسول نے نکاح کی گواہی آدمیوں پر مخصوص رکھی ہے اسکے
 سوا دوسرے کی گواہی کا حکم نہیں ہے دوسرے یہ کہ جب اوس نے رسول کو گواہ
 قرار دیا تو رسول کو علم غیب ثابت کیا۔ حال آنکہ علم غیب حق تعالیٰ کو خاص ہو کذا
 فی حاشیۃ المدنی۔

(۶۱) شہر عاجن عورتوں کا نکاح مرد کو درست نہیں وہ سات سبب ہیں پہلا سبب
 حرمت کا قربت سے ہے نسبی سات عورتیں حرام ہیں مان بہن بیٹی پوتیلی
 خالہ بھینجی۔ بھانجی۔

(۶۲) حرام ہے نکاح (مرد ہو یا عورت) اپنی جڑ سے اگرچہ نہایت اونچی ہو مثلاً
 مان باپ دادی دادا پردادی پردادا۔ سردادی سردادا نانا نانی پر نانا
 پر نانی سر نانی سر نانا اور بھانجک ہو۔

(۶۳) حرام ہے نکاح (مرد ہو یا عورت) اپنی شاخ سے اگرچہ نہایت نیچی ہو مثلاً بیٹی

بیٹی۔ پوتا۔ پوتی۔ پر و تار پروتی۔ نانی۔ نانی۔ پرنانی۔ پرنانی علیٰ ہذا الغیاس

(۶۴) حرام ہے نکاح اپنی بہن سے جس سے بچائی کی بیشی ہو سوتیلی کی

(۶۵) حرام ہے نکاح اپنی بہن سے سگی ہو یا سوتیلی یا اغیانی۔

(۶۶) حرام ہے نکاح اپنی بھانجی سے سگی بہن کی بیٹی ہو یا سوتیلی کی۔

(۶۷) حرام ہے نکاح اپنی بہن سے۔

(۶۸) حرام ہے نکاح اپنی خالہ سے۔

(۶۹) برابر ہے حرمت ان سات رشتہوں کی: نانا سے بہن یا نکاح سے اس شرط

میں داخل ہے پوپی اور خالہ اور داخل ہے پوپی اور خالہ کی حرمت میں دادا اور دادی

کی پوپی اور خالہ۔

(۷۰) سوائے اصل نفع کے باقی رشتہ برابر ہیں حرمت میں سگی بہن یا سوتیلی یا اغیانی

(۷۱) مادری پوپی کی پوپی حلال ہے لکھونکہ مادری پوپی کا باپ دادی کا زوج

ہے تو مادری پوپی کی پوپی دادی کے زوج کی بہن ہوئی تو لکھونکہ زوج

الام کی بہن حرام نہیں تو زوج اکحد کی بہن بطریق اولیٰ حرام نہوگی۔

(۷۲) اگر پوپی سگی یا سوتیلی ہے تو پوپی کی پوپی حرام ہوگی لکھونکہ جان

پوپی یا باپ کی بہن ہے تو پوپی کی پوپی دادا کی بہن ہوئی۔

(۷۳) سوتیلی خالہ کی خالہ خالہ ہے لکھونکہ سوتیلی خالہ کی مان سگی نانی نہیں

بلکہ نانا کی زوجہ ہے تو اسکی سگی بہن نانا کی سالی ہوئی اور نانا کی ایسی سالی

نانی پر حرام نہیں) اور اگر سگی خالہ یا مادری خالہ ہے تو اس صورت میں خالہ

کی خالہ حلال نہیں۔ کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۷۴) چچا اور پوپی کی بیٹی اور ماموں اور خالہ کی بیٹی حلال ہے لکھونکہ

فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کہ سوائے ان محرمات کے اور سب عورتیں حلال ہیں

تو چونکہ بیوی اور خالہ کی بیٹیاں اور مادری بیوی کی بیوی
مذکورین داخل تینوں میں اون کی حلت صحت ثابت ہوگی)
دوسرا بیب حرمت کا سلسلہ الی رشتہ ہے۔

(۷۵) حرام ہے اپنی زوجہ بدخولہ کی بیٹی یعنی ربیبہ (جو عورت کہ پہلے خاوند
سے ساتھ آئے اپنی ماں کے) اور داخل ہے ربیبہ کی حرمت میں بیب کی
بیٹیوں کی حرمت۔

(۷۶) اگر عورت سے یعنی مادر ربیبہ سے نکاح کیا اور یہ دونوں جماع کے اوپر
طلاق دیدی تو اس کی بیٹی سے نکاح درست ہے۔

(۷۷) حرام ہے اپنی زوجہ کی ماں اور دادا یا نانا سگی بیوی یا
سوئی کی حرمت ثابت ہونی ہے بجز نکاح صحیح کے اگرچہ اس سے جماع کیا ہو
کیونکہ بجز نکاح فاسد کے خوش دامن حرام نہیں ہوتی جب تک کہ جماع یا مساک
وغیرہ نہ ہوا ہو۔

(۷۸) حرمت ربیبہ کا مقید ہونا جماع زوجہ پر اور خوش دامن کی حرمت بلا
قید اسوئے ہے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ ماؤں کا جماع بیٹیوں کو حرام کر دیتا
ہے اور بیٹیوں کا فقط نکاح بدون جماع حرام کر دیتا ہے ماؤں کو۔
(۷۹) کثافت میں ہے کہ ساس وغیرہ شہوت سے قائم مقام دخول کے
تزوید ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔

(۸۰) حرام ہے اپنی اصل کی زوجہ یعنی جن عورتوں سے باپ دادا نے نکاح
صحیح کیا ہو خواہ اون سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

(۸۱) حرام ہے مطلقاً اپنی شاخ کی زوجہ یعنی اولاد کی شاخ خواہ کب قید ربیبہ ہو
جیسے پوتا اور نانی اور اس کے بچے درجہ واسلہ خواہ اون لوگوں نے اپنی

زواج سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو (کیونکہ بیٹے پوتے کی زوجہ باپ
دادا پر حرام ہے یہاں جماع مشروع نہیں ہے فقط نکاح صحیح ہونا چاہیے۔

(۸۲) ایک مرد نے خریج کی اپنے باپ کی لونڈی کو وکھ کو وکھ کی حلال
نہیں اگر اوسکو معلوم ہے کہ باپ نے اوس سے وطی کی ہے۔

(۸۳) نکاح کیا ایک مرد نے باکرہ عورت سے اعدا و سکوا کر نہ پایا پھر دھچکا
اوس سے کہ تیرا زنا بکارت کس نے کیا اوس نے کہا کہ میرا زنا بکارت تیرے باپ
نے کیا اور زوج نے اوسکی تصدیق کی تو اوسکا نکاح ڈرڈ لکھا جڑوں میں کے رخصت
اس واسطے شوہر پر واجب نہیں ہوا کہ یہ قصور چھوڑے تا جبکہ اوسنے اول کیون نہیں کیا
(۸۴) اور اگر مسئلہ بالابین شوہر نے عورت کی تصدیق نہیں کی تو نکاح نہیں
ٹوٹتا چاہے اوسکو رکھے چاہے چھوڑ دے۔

(۸۵) حلال ہے اپنے باپ کی زوجہ کی بیٹی یعنی سوتیلی ماں کی لڑکی جو باپ کے
نطفہ سے نہ ہو اور اپنے فرزند کی زوجہ کی بیٹی جو فرزند کے نطفہ سے نہ ہو کیونکہ
ان دونوں میں خون کا میل نہیں ہے۔

(۸۶) حرام ہے سسرالی رشتہ سے عورت غرنیہ کی اصل زنا سے حرام جماع مراد ہے
نکاح فاسد کی منکوحہ اور جاریہ مشترکہ اور زوجہ عایضہ نہ نفسا کے جماع سے حرمت مصاہرہ
کی ثابت ہوتی ہو تو اعتبار جماع کا ٹھہرا حلال ہو یا حرام یہ حرمت فقط زنا پر مخصوص نہیں ہے
(۸۷) حرام ہوا اصل اوس عورت کی جسکو شہوت سے مساس کیا اگرچہ سر کے لیے بالوں
کو مساس کیا ہو اگرچہ ایسا باریک کپڑا حائل ہو کہ بدن کی گرمی کے وصول کا باغ نہ ہو تو
لگے ہوئے بالوں میں مساس کرنا حرمت کا سبب نہیں اور اس طرح کاٹبے کپڑا حائل
ہونا جو کہ بدن کی گرمی کے وصول کا باغ ہو مسوسہ سے حرمت کا سبب نہیں۔

(۸۸) حرام ہوا اصل اوس عورت کی جس نے مرد کو شہوت سے چھو لیا یا مرد کے آلہ تناسل کو

شہوت سے دیکھ لیا۔

(۸۹) حرام ہر اصل اوس عورت کی جسکی شرگاہ اندرونی کو مرد نے شہوت سے دیکھ لیا گو شیشہ میں دیکھا ہو یا اوس پانی سے دیکھا ہو جبکہ اندر عورت داخل ہے۔
(۹۰) اگر مرد نے عورت کی شرگاہ آئینہ میں دیکھی یا عورت حوض پر بیٹھی ہو اور اوسکی شرگاہ پانی سے نظر پڑی یا ظاہری شرگاہ نظر پڑی اور باطنی شرگاہ نہیں دیکھی تو اوسکی اصول اور فروع کی حرمت ثابت نہیں (کیونکہ وہ عکس ہر اصل نہیں ہر)

(۹۱) فروع محرمات مذکورہ کے حرام ہیں مطلقاً یعنی جیسے عورت مرنیہ اور مسوسہ اور ماسہ اور ناظرہ اور منظورہ کے اصول حرام ہیں ویسے ہی فروع بھی حرام ہیں (اصول پدیری و مادری اگرچہ بقدر عالی ہوں فروع پدیری و دختری اگرچہ کس قدر سفلیں ہوں)
(۹۲) اعتبار شہوت کا مس کرنے اور نظر کرنے کی وقت کا ہونا بعد کا واسطے شہوت حرمت مذکور کے (کیونکہ ماس کی وقت شہوت ہوگی تو حرمت مذکور ثابت ہوگی اور اگر بعد ماس کرنے اور نظر پڑنے کے وقت نہ ہوگی تو اوسکا کچھ اعتبار نہیں)
(۹۳) مقدار شہوت کی ماس اور نظر کرنے میں یہ ہر کہ آلتہ تاسل جنبش میں آوے یا نظر اور ماس کرنے سے جنبش بہ نیت سابق کے زیادہ ہو جاوے اگر سابق سے کچھ شہوت تھی اسی پر فتویٰ ہر کذا فی بحر الرائق

(۹۴) مقدار شہوت عورت اور مرد بیٹھے سے یہ ہر کہ دل میں جوشش اور خوش ہو یا دل کی خواہش سابق سے زیادہ ہو جاوے شیخ کے مانند بن عیین اور مریض اور مقطوع الذکر۔

(۹۵) عورت کی شرگاہ کے نظر کرنے سے جنبش آلتہ تاسل کی شرط تعین ہر کہی پر فتویٰ ہر کذا فی جوہرہ

(۹۶) حرمت ماس اور نظر کرنے کے اوس وقت تک ہر جب تک انزال نہیں ہوا تو

اگر انزال ہو گیا مساس اور نظر کر نیکے ساتھ حرمت ثابت نہیں اسی پر فتویٰ ہے۔
 (عدم انزال سبب حرمت اصول سے ہے کہ جب تک انزال نہیں ہوتا جماع کی حیثیت
 باقی رہتی ہے لہذا اوسکو قایم مقام جماع کے کر دیا بخلاف انزال کے کہ اوسوقت
 مطلق خواہش جماع کی نہیں ہوتی پر کیونکہ جماع کے قایم مقام ہو۔ کذا فی حاشیہ المدنی
 (۹۷) جماع اپنی زوجہ کی بہن کا اوسکی زوجہ کو حرام نہیں کر دیتا معنی حرمت
 مصاہرت کی سوائے فروع اور اصول کے اور کہیں ثابت نہیں ہے لیکن اگر طبعی
 باشبہ ہوے تو زوجہ کی بہن پر عدت بیٹنا واجب ہے اور عدت تک زوجہ کے
 جماع سے پرہیز لازم ہے کذا فی حاشیہ المدنی

(۹۸) حرام نہیں اصول اور فروع اوس عورت کی جسکی شرکاء نہانی میں
 نظر پڑی آئینہ سے پایانی سے (کیونکہ جو شرکاء نظر پڑی وہ العکاس ہے
 نہ خود شرکاء اور اسکی طرح تصور اور خیال کر نیئے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔
 (۹۹) حرمت مصاہرت کی زنا اور مساس اور نظر سے جب ہو جبکہ عورت
 زندہ لایق شہوت کے ہو اگرچہ زمانہ ماضی میں لایق شہوت کے تھی اور اب
 (۱۰۰) اگر عورت بڑھی بد شکل ہو یا عورت مردہ یا نو برس سے کم عمر کی ہو تو
 اوسکے جماع اور مساس وغیرہ اور نظر کرنے شرکاء سے اصول اور فروع
 کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

(۱۰۱) عورت یا مرد کے اغلام سے مطلق حرمت مصاہرت نہیں ہوتی (کیونکہ
 اغلام سے مساس ہوتا ہی نہیں علت حرمت جماع کی وہ جماع ہے جس سے طفل
 پیدا ہو اور مساس وغیرہ سے اسواسطے حرمت ثابت ہے کہ وہ اوس جماع کا سبب

ہے اور اغلام میں اسکا مطلق خیال نہیں) کذا فی حاشیہ المدنی
 (۱۰۲) حرمت مصاہرت کی ثابت نہیں ہوتی اوس عورت کے جماع سے حکا

قبل اور زبردستی کرنا کہ ایک ہو گیا ہو (کیونکہ اس بارے میں یقین کامل نہیں ہے کہ دخول
فقط قبل میں ہوا یا وہیں مگر ایسی حالت میں حرمت اس وقت ہوگی جب عورت
اوس سے حاملہ ہو یا نہ ہو۔)

(۱۰۳) نکاح کیا ایک شخص نے معفیہ و عیبر نہ تھا تو مست پر صحبت کر کے اوس کو طلاق
دے دی بعد گزرنے عدت کے عورت شہوت انگیز ہو کر اس سے نکاح کیا تو جائز ہے پہلے شوہر کو
اوس کی بیٹی سے نکاح کرنا کیونکہ شوہر اس کے پاس لایا شوہر کے لئے ہی جو عیب
ہو حرمت مصاہرت کا لیکن ہاں اس عورت کی شوہر اول پر بلاشبہ حرام ہے
(کیونکہ نکاح بنات محرم ہوا مہارت کا۔)

(۱۰۴) حرمت مصاہرت میں شرط ہے کہ مرد ہی لایق شہوت کے ہو تو اگر چاہے کیا
باپ کی زوجہ سے اس کے لڑکے نے جو قریب البلوغ نہیں ہے تو باپ کی زوجہ باپ
پر حرام نہ ہوگی کذا فی فتح القدیر۔

(۱۰۵) مسائل مذکورہ میں کچھ فرق نہیں ہے ماس اور شہوت کی نظر کرنے سے
درمیان قصد کرنا والے اور ہولجان والے اور چوکنے والے اور زبردستی کے
یعنی ہر صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔

(۱۰۶) اگر چاہے شوہر نے زوجہ کو یا زوجہ نے شوہر کو قریب کیوں اسلئے اور لگ گیا
مرد کا ہاتھ زوجہ کے جوان بیٹی کو خواہ بیٹی اوس مرد سے ہو یا اوس سے یا لگ گیا
ہاتھ مرد کی جو رو کا مرد کے جوان بیٹے کو خواہ اوس عورت سے ہو یا اوس سے
تو مان ہمیشہ کو باپ پر حرام ہو جاوے گی کذا فی فتح القدیر (کیونکہ جب شہوت
سے ماس ہو تو عمدہ اور خطا دونوں برابر ہیں)

(۱۰۷) بوسہ لب اپنی خوشہ امن کی کسی جگہ کا تو حرام ہو جاوے گی زوجہ کی
کو بوسہ منہ کا لیا ہو مگر اوس حال میں حرام نہ ہوگی جب کہ شہوت کا نہ ہونا ثابت ہو

(کیونکہ اصل بوسہ میں شہوت تھی تو بوسہ لینا شہوت سے خالی نہیں) کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۸) خوشدامن کے مساس کرنے میں مرد پر زوجہ حرام نہیں ہوتی جب تک نہ یقین کرے شہوت کا اگر یقین ہو گا شہوت کا تو زوجہ حرام ہوگی۔

(۱۰۹) باہم گلے لگنا مثل بوسہ کے ہر اسی طرح چٹکی لینا یا دانت سے کاٹنا اگرچہ اجنبی عورت سے ہو ایسی صورتوں میں اجنبی عورت کی بیٹی بھی مرد پر حرام ہو جائے گی اور ان امور میں مطلق شہوت نہ ہوگی تو حرمت ثابت نہ ہوگی اور کفایت کرتی ہو ان امور میں شہوت دو میں سے ایک کے یعنی مرد یا عورت کے دونوں کی شہوت ہونا ضرور نہیں ہو اگر ایک کو بھی شہوت ہو جائے گی تو حرمت ثابت ہوگی۔

(۱۱۰) ان امور میں قریب البلوغ اور دیوانہ اور مست بالغ کے برابر ہر پہر حرمت نے اپنی بیٹی کا بوسہ لیا تو مان اوسکی اوسپر حرام ہوگی۔

(۱۱۱) حرمت معاہرت سے نکاح نہیں تو طہت یا ہانک کہ عورت کو دوسرے نکاح کرنا حلال نہیں بدون طلاق کے اور عدت گزرنے کے بعد نکاح ہو سکتا ہے اور قربت کرنا اوس حرمت میں موجب حد زنا نہ ہوگا پس اگر زوج قبل تفریق کے صحبت کرے گا تو اوسپر حد زنا واجب نہ ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۱۲) نظر کرنا اپنی بیٹی کی شرمگاہ کو شہوت سے اوسکی زوجہ کو حرام کر دیتا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۱۳) اگر بیٹی ڈر سی اور تنگی گس گئی ہے باپ کے بچونے میں اور باپ کو اوس سے شہوت ہوئی تو حرام ہو جائے گی باپ پر اوس بیٹی کی مان بستر لیکر مساس کیا ہو اوسکو مرنے اور بغیر مساس کے فقط گس جانے سے حرمت ثابت ہے

نہ ہوگی رکنا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۴) جو لڑکی نویرس سے کہ عمر کی ہے وہ شہماۃ یعنی شہوت کے لڑائی میں ہے اس پر فتویٰ ہے حلالی ہو یا دہلی۔

(۱۱۵) دعویٰ کیا نہ زوجہ نے شوہر پر کہ میری مان یا بیٹی کا یوسہ لیا شہرہ نے شوہر سے یا بون دعویٰ کیا کہ میں نے شوہر کے اصول یا نروج کا یوسہ لیا شوہر ثبوت سے منکر ہے تو شوہر کے قول کی انتہا یعنی ہوگی نہ زوجہ کی اپنی مصدقہ میں حرمت مناسبت ثابت نہ ہوگی۔

(۱۱۶) شوہر کے قول انکار شہوت کی تصدیق اس وقت نہ ہوگی جب کہ اوٹے شوہر زوجہ کی بیٹی کی طرف بحالت ایسا دگی کہ تناسل کے پھر زوجہ کی بیٹی کو گلے سے لگاوے یا اوٹکی چھاتی پکڑے یا اوٹپر سوار ہو یا اوٹکی شرمگاہ کو تھام کرے یا اوٹکے منہ کا یوسہ لے تو ان صورتوں میں حرمت مناسبت ثابت ہو جائیگی اور ملنا دو لون رخساروں کا منہ کے ساتھ یعنی رخساروں کا یوسہ لینا اور منہ کا یوسہ لینا یا یہ ہے (کیونکہ مرد سے کہہوٹ کا قریبہ موجود ہے) کذا فی جوہرہ وفتح القدیر۔

(۱۱۷) ایکہ دے کہ لڑکی نے اپنی خوتہ امن سے کیا کیا اسنے لڑکی کے کہنے سے کیا ہو اس سے جماع کیا تو حرمت مناسبت ثابت ہو جائیگی اگرچہ بیٹی سے کہا ہو۔

(۱۱۸) قبول ہوگی گواہی شہوت سے چھوٹے اور یوسہ لینے کے اقرار پر۔

(۱۱۹) اگر ایک مرد نے شاہدوں کے رویہ و اقرار کیا کہ میں نے زوجہ کی بیٹی

کو شہوت سے مساس کیا یا یوسہ لیا پھر جب زوجہ نے اس کا دعویٰ کیا اور مرد منکر ہوا اس صورت میں اس کے اقرار کی گواہی مسموع ہو کر زوجہ پر نوج پر حرام ہو جائیگی اور یہی طرح قبول ہے گواہی چھوٹے اور یوسہ لینے اور

مرد کے آٹھ تناسل یا عورت کی شہرہ گاہ دیکھنے پر نیا بر مذہب ختم کر کے (کہوں کہ شہوت اوس قسم کی چپڑہ چپڑہ فی الجملہ اطلاع ہو سکتی ہے آٹھ تناسل کی دنیا کی سے یا اور اشارے سے)

تیسرا سبب حرمت کا شیر خوارگی سے ہے۔

(۱۲۰) حرام ہیں سب رشتے جنکی تحریم نسباً اور صاہرۃ مذکور ہوئی شیر خوارگی میں مگر جنکی حالت رضاعت سے مستثنیٰ ہے۔

(۱۲۱) دایہ کے سب قرابتدار شیر خوار پر حرام ہیں اور شیر خوار کی طرف سے زوجان اور فروغ دایہ حرام ہیں پس اگر شیر خوار مرد سے لڑاؤ کی عورت اور اگر شیر خوار عورت سے لڑاؤ کا شوہر اور اولاد دایہ اور اس کے قرابت والوں پر حرام ہے کسی نے اس طرح اسکو نظم کیا ہے **از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند** و از جانب شیر خوار زوجان و منروع ہر۔

(۱۲۲) ایک مرد نے اپنی زوجہ کو دوبار طلاق دی اور زوجہ شیر دار ہے اس مرد کے نطفہ سے پھر عدت کے بعد عورت نے نکاح کیا کسی شیر خوار لڑکے سے اور بوجہ اسکے کہ اوس عورت نے دودھ پلایا اوس صغیر کو حرام ہوگی اور پھر اوس عورت نے نکاح کیا دوسرے مرد سے اور جماع کیا اوس مرد نے عورت سے اور پھر طلاق مابین دی تو اب یہ عورت شوہر اول کی طرف کبھی نہیں پھر سکتی (کیونکہ وہ زوجہ ہو گئی مرد کے رضاعی بیٹے کی اور یہو کبھی حلال نہیں ہو سکتی پدر شوہر پر۔

چوتھا سبب حرمت کا اجتماع دو مہنوں کا ہے یا عورت کے ساتھ اوسکی عمیہ یا خالہ کا نکاح میں آنا۔

(۱۲۳) حرام ہے جمع کرنا محرم عورتوں کا نکاح میں کوئی صحیح مثلاً دو مہنوں کو

نکاح بین کرنا یا نالہ یا زانیہ یا چوپلی اور بیٹھی سے نکاح کرنا محارم عام بین
اسی ہون یا رضاعی

(۱۳۸) نکاح صحیح کی فہم سواستے ہے کہ نکاح فاسد بین وطی درست نہیں تو
اگر ایک عورت سے نکاح فاسد کر کے اس کی بہن سے نکاح صحیح کیا تو درست ہو کیونکہ
نکاح فاسد بین وطی کرنا کمال نہیں کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۳۹) حرام ہے جمع کرنا محارم کا عدت بین اگرچہ طلاق باین کی عدت ہو۔

(۱۴۰) حرام ہے جمع کرنا محارم کا وطی بین بواسطہ ملک عین کے یعنی حبس
لوٹڈی تصرف بین آوے تو اس کی بہن یا خالہ یا چوپلی کو ساتھ ہی تصرف
بین نہ لائے۔

(۱۴۱) قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ نکاح اور عدت اور وطی ملک عین سے جمع کرنا اون دو
عورتوں کا حرام ہے کہ اون دو میں سے جسکو مرد فرض کیجے تو نہ حلال ہوا و سکو
دوسری کبھی مثلاً عورت اور اس کی چوپلی سوا اگر عورت کو مرد فرض کرین تو چوپلی
کے ساتھ نکاح حلال تو گا اور اگر چوپلی کو مرد فرض کیجے تو بھتیجے سے نکاح
درست نہ ہو گا اس طرح خالہ اور بھانجی کا حال ہے (کیونکہ تیسرا لا اصول بین
صحاح ستہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت موجود ہے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے کہ نہ نکاح کیا
جاوے عورت کا اس کی چوپلی سے یا خالہ پر (کیونکہ جمع بین المحارم سے
قطع رحم ہوتا ہے۔

(۱۴۲) جائز ہے جمع کرنا عورت بین اور اس کے شوہر کی بیٹی میں اور عورت
بین اور اس کے بیٹے کی خور و میں اور لونڈی میں بھرا اسکے مالک کی بیوی میں
(کیونکہ جمع کرنا اون عورتوں کا حرام ہی جبکہ مرد رض کرنے سے دونوں نظر

سے حرمت ہوا اور ان یتیموں میں سے ایک طرف سے حرمت نہ ہو اور دوسری طرف سے نہیں مثلاً پہلی صورت میں اگر عورت کو مرد فرض کیجئے تو اس صورت کی بیٹی اوپر حرام نہیں اور اگر شوہر کی بیٹی کو مرد فرض کیجئے تو اوپر عورت حرام دوسری صورت میں اگر بیٹے کی جوڑو کو مرد فرض کیجئے تو عورت اوپر حرام نہیں اور اگر عورت کو مرد فرض کیجئے تو حرام ہوگی ریسری صورت میں اگر بیٹی کو مرد قرار دیجئے تو لونڈی حرام نہیں اور اگر لونڈی کو مرد کہنے تو بی بی حرام ہے۔

(۱۲۹) اگر نکاح صحیح کیا لونڈی کی بہن سے جس لونڈی کو صحبت میں لایا گیا ہو تو نکاح اسکی بہن کا صحیح ہوگا لیکن دونوں میں سے کسی کو تصرف میں لانا جب تک کہ علت جماع کو اپنے اوپر کسی سبب سے حرام نہ کرے یا لونڈی کی صحبت سے پرہیز کرے یا منکوحہ کو چھو نہ دے (کیونکہ نکاح جماع کے حکم میں ہے) یہاں تک کہ اگر مشرقی مرد نے نکاح کیا مغربی عورت سے پذیر فیض ولی کے تو ثابت ہوگا کہ اب اولاد کا مشرقی مرد سے بوجہ ثابت ہونے جماع حکمی کے بسبب نکاح ہونے کے (کیونکہ قطع مسافت بطریق کرامت یا بواسطہ اعمال علویہ کے ممکن ہے)

(۱۳۰) اگر لونڈی سے جماع نہ کیا ہو تو مرد کو جائز ہے کہ اسکی بہن منکوحہ سے جماع کرے (کیونکہ مملوک ہونا وطنی کے حکم میں نہیں ہے)

(۱۳۱) وطنی کے اسباب وطنی کے برابر ہیں حرمت جمع میں یعنی اگر لونڈی سے مساس یا قبیل شہوت کے ساتھ کیا پھر اسکی بہن سے نکاح کیا تو کسی کی وطنی بدولت تحریم دوسری کے حلال نہ ہوگی۔

(۱۳۲) ایک مرد نے نکاح کیا دو محارم سے ایک ایجاب اور قبیل سے مثلاً دو یتیموں کا نکاح کیا یا جو دو یتیموں کے ماتم ہو حرمت میں یا دونوں سے نکاح

کیا رقعہ میں یعنی ہر ایک سے ایجاب اور قبول علیحدہ کیا اور پہلا نکاح ہول گیا تو جدائی کی جاوے گی مرد اور عورتوں میں اور یہ جدائی طلاق ہوگی نہ فسخ یعنی اس میں احکام طلاق کے جاری ہون گے نہ فسخ کے۔

(۱۳۳) واجب ہوگا دونوں کے واسطے آدابہر عینی وجوب نصف مہر کا لہذا یہ مسئلہ میں ہر جہان دو عقد سے نکاح ہوا (کیونکہ بعوت دونوں نکاح کے بطلان نکاح اور واجب نہ ہونے مہر کا حکم ہر مگر و طہی سے البتہ مہر واجب ہوگا۔

۱۳۴ وجوب نصف مہر کا اس وقت ہر جبکہ دونوں کے ہر برابر ہوں مقدار میں اور جس ہونے میں اور مہر معین ہو گیا ہو عقد میں اور جدائی قبل دخول کے ہوئی ہو۔ یا ہر ایک عورت دعویٰ کرتی ہو کہ میرا نکاح پہلے ہوا اور دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں۔

۱۳۵ اگر مختلف ہوں دونوں کے مہر پر اگر معلوم ہوں دونوں کے مہر نہ فلا اتنا اور فلان کا اتنا تو ہر ایک کو اسکا چوتھائی مہر ملے گا اور ہر ایک کا مہر بالخصوص معلوم نہ ہو اگرچہ یہ معلوم ہو کہ ایک کا ہزار ہے مثلاً اور دوسیر کا دویس ہزار تو اس صورت میں ہر ایک عورت کو دونوں مہر سے جو کمتر ہو اسکا نصف نصف ملے گا یعنی ہر ایک کو پانچ سو۔

(۱۳۶) اگر مہر معین نہ ہو تو واجب ہر ایک پوشاک دونوں کی واسطے عورت کے

(۱۳۷) اگر جدائی دونوں بہنوں کی بعد دخول کے ہوئی تو واجب ہوگا ہر ایک کو مہر کامل سبب ثابت ہونے مہر کے دخول سے۔

(۱۳۸) اگر جدائی دونوں کی ایک عورت کے مدخولہ ہو نیکی بعد ہوئی تو مدخولہ کو مہر کامل ملے گا اور غیر مدخولہ چوتھائی مہر پاوے گی۔

پانچواں سبب حرمت ملکیت کے سبب سے ہر مالک کا نکاح اپنی لونڈی سے باہر

کا نکاح اپنے غلام سے۔

(۱۴۰) حرام ہے نکاح کرنا مالک کا اپنی لونڈی سے (کیونکہ جماع کی ملکیت مالک کو نکاح کے پہلے سے ثابت ہے) یہاں حرمت سے مولیٰ کا عذاب مراد نہیں ہے بلکہ مولیٰ پر احکام نکاح مثل مہر اور طلاق وغیرہ کے لازم نہ آتین گے۔ اس زمانہ میں احتیاطاً یہی بہتر ہے کہ اپنی لونڈی سے نکاح کر لے تاکہ اگرچہ ہو تو جماع اس کا نکاح سے حلال ہو جاوے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۴۱) حرام ہے غلام کو نکاح کرنا اپنی بیوی سے (کیونکہ مملوک بہ نام الحنف ہے مالک ہونے کے)۔

چھٹا سبب حرمت شرک ہونے سے جیسے مجوسید اور بت پرست سے نکاح کرنا (۱۴۱) حرام ہے نکاح عورت مشرکہ بت پرست سے بالاتفاق۔ آفتاب پرست اور ستارہ پرست اور صورت پرست اور معطلہ اور زندیق یعنی ملحد اور مانیکا اور اباحیہ بت پرست میں داخل ہیں کذا فی فتح القدیر۔

(۱۴۲) جو مذہب ایسا ہو کہ اس کے اعتقاد پر تکفیر وارد ہو تو اس عورت سے نکاح نہیں جائز (کیونکہ مشرک کا نام ان سب کو شامل ہے کذا فی حاشیۃ المدنی) (۱۴۳) صحیح ہے نکاح کتاب والی عورت سے اگرچہ مکروہ ہے بکراہت تترہی بہتر یہ ہے کہ نہ کرے کذا فی فتح القدیر

(۱۴۴) کتابیہ حربیہ سے نکاح مکروہ ہے بالاتفاق (کیونکہ مسلمان دارالحرب میں نہ رہ پڑیں اور محبت اہل کفر سے ان کے اعتقاد اور اخلاق بگڑ نہ جائیں کذا فی حاشیۃ المدنی)

(۱۴۵) کتابیہ وہ عورت ہے جو نبی مرسل صلوات اللہ وسلامہ علیہ نبیینا وعلیہم السلام کا ایمان رکھتی ہو اور کتاب آسمانی کا اقرار کرتی ہو جیسے یہود اور

نصاروی اگرچہ اہل کتاب حضرت مسیح علی نبینا وعلیہم السلام کو معبود جانتے ہوں
گو کہ وہ اس اعتقاد سے مشرک ہو گئے لیکن شرع میں اہل کتاب کو مشرک سے جدا
کیا ہر چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا **لَمْ یَکُنِ الْکَافِرُ مِنَ الْکُفْرِ وَامِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ**
وَالْمُشْرِکِیْنَ۔

(۱۴۸) جائز ہر مناکحت معتزلہ (ایک فرقہ ہوا سلام کا جو قرآن مجید کو مخلوق کہتے
ہیں قیامت میں وید اراکھی کے منکر ہیں عباد کو خالق اپنے افعال کا جانیے
وغیر ذلک من الصالح) کے (کیونکہ اہل سنت اہل قبلہ میں سے کیسی تکفیر نہیں
کرتے اگرچہ واقع ہو گئی ہر تکفیر اون کی بطور الزام کے مباحثہ خلا فیہ میں گذر
نے نہ رہا فانیق۔

(۱۴۹) رافضیوں کے سبب فرقے اور معتزلیوں کے سبب گروہ اہل کتاب
میں داخل ہیں کذا فی شرح منہج النصار۔

(۱۵۰) جائز نہ ہوگا سستی حررت کا نکاح رافضی سے (کیونکہ عورت مسلمان
ہو اور مرد کافر حال آنکہ سلسلہ کا نکاح کافر سے جائز نہیں کذا فی شرح منہج النصار۔
(۱۵۱) فاضل ربلی نے رافضی اور معتزلی کو رقبیل اہل کتاب قرار دیا تو ان

عورتوں سے اہل سنت کو نکاح کرنا درست ہو اور سلسلہ کا نکاح رافضی یا معتزلہ
سے جائز نہ ہوگا اور یہی قول عادل الاقوال ہو (کیونکہ رافضیوں کے کفر میں
شک نہیں سبب اون کے اعتقاد کفریات کے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۵۲) صحیح نہیں ہر نکاح عورت ستمارہ پرست سے جس کے پاس آسانی کتاب
نہیں ہو (صاحب ایک فرقہ ہوا کفار کا اسکے اہل کتاب ہونے میں اشتباہ ہو چکا
ہدایہ نے کیا کہ صاحبہ عورت سے نکاح درست ہو اگر اوسکو کسی نبی کا ایمان ہو
آسانی کتاب ہو اور نہیں تو نہیں۔

(۱۵۱) حلال نہیں مطلقاً پرست کی ملک میں سے۔
 (۱۵۲) صحیح نکاح عورت بے پرست کا (سابق میں عدم حلت مذکور ہو چکی
 ہو تو تکرار نہ ہوئی کیونکہ عدم صحت عدم حلت کو لازم نہیں ہے۔
 (۱۵۳) صحیح نکاح اوس عورت سے جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو اگرچہ
 مردھے محرم ہو تو بھی صحیح ہے کذا فی حاشیۃ المدنی
 (۱۵۴) صحیح نکاح کرنا لونڈی سے اگرچہ کتا یہ ہو یا بیوی کے ساتھ نکاح کرنا
 مقدور ہو۔

(۱۵۵) قاعدہ حنفیوں کے نزدیک یہ ہے کہ جو وطن ملک میں سے حلال ہے نکاح
 سے بھی حلال ہے اور جو ملک میں سے حلال نہیں ہے وہ نکاح سے بھی حلال
 نہیں ہے (پس کتا یہ لونڈی کی وطن ملک میں سے حلال ہے تو نکاح سے بھی
 حلال ہے اور لونڈی کی وطن ملک میں سے باوجود قدرت نکاح حرمہ کے جائز
 ہے تو نکاح بھی جائز ہے اور مجوسہ اور بت پرست کی وطن ملک میں سے حلال
 نہیں تو نکاح بھی درست نہیں ہے۔

(۱۵۶) صحیح ہے نکاح حرمہ کا لونڈی پر (یعنی اول لونڈی سے نکاح کیا ہو پہلی
 سے نکاح کرے)

ساتراں سبب حرمت کا بیوی پر لونڈی سے نکاح کرنا احرام ہے نکاح کرنا لونڈی
 سے بیوی کے اوپر۔

(۱۵۷) اگرچہ نکاح ام ولد کا حرمہ کی عدت میں ہو اور گو عدت طلاق باری کی
 ہو کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۵۸) صحیح ہے اگر رجوع کیا لونڈی کی طرف باوجود حرمہ کے (کیونکہ طلاق جہی
 میں ملکیت نکاح لونڈی کی ہوتی رہتی ہے تو حرمہ پر ادخال البتہ لازم نہ آیا۔

(۱۶۰) صحیح نہیں ہے نکاح حرہ اور لونڈی کا ایک عقد میں۔

(۱۶۱) اگر ایک مرد نے نکاح کیا چار لونڈیوں سے اور پانچ حرہ سے ایک عقد میں تو لونڈیوں کا نکاح صحیح ہوگا باوجود باطل ہونے نکاح حرہ کے (اگرچہ جیسا حرہ پر لونڈی کا نکاح درست نہیں ہے ویسے ہی حرہ اور لونڈی کا نکاح ایک عقد میں صحیح نہیں ہے لیکن یہاں اس واسطے درست ہوا کہ جب پانچ حرہ کا نکاح باطل ٹھہرا تو چار لونڈیوں کا نکاح صحیح ہو گیا)

(۱۶۲) صحیح ہے نکاح فقط چار حرہ کا اور فقط چار لونڈیوں کا مرد کو واسطے۔

(۱۶۳) جائز ہے حر کو لونڈی رکھنا صحبت کی واسطے جتنی لونڈیاں چاہے۔

(۱۶۴) جتنی عورتوں کا نکاح مرد کو جائز ہے اس کے نصف کا غلام کو نکاح صحیح ہے یعنی دو حرہ کا یا دو لونڈیوں کا اگرچہ غلام مدبر ہو (مدبر اس کو کہتے ہیں جس سے لگ کے کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہو) اور سوائے اسکے نفرت لونڈیوں کا منع

ہو غلام پر (کیونکہ غلام کو کسی چیز کی ملکیت نہیں ہے سوائے طلاق منکوحہ کے) صحیح ہے نکاح حاملہ کا جس کا حمل نہ ناسے ہے پس سوائے حاملہ زمانہ کے اور

(۱۶۵) سے نکاح جائز نہیں ہے (کیونکہ اس کا نسب ثابت ہے اگرچہ حمل کا فرض ہی سے ہو یا لونڈی کے ایسے مالک سے جو اس کا اقرار کرتا ہے پس اگر اقرار نہ کرے تو نکاح حاملہ سے درست ہے کذا فی حاشیۃ المدنیؒ)

(۱۶۶) زانیہ حاملہ کا نکاح درست ہے وطنی درست نہیں لڑکا ہونے تک اسکے سوائے اور حاملہ کا نکاح درست ہے نہ وطنی۔

(۱۶۷) زانیہ حاملہ سے زانی مرد نے نکاح کیا تو اس کو اس کی وطنی کرنا باقی حنفی اور شافعی کے حلال ہے اور بیٹا اس کا ہوگا اور اس پر نفقہ دینا لازم ہوگا (کیونکہ وطنی اس کو حلال ہے بھلائی غیر زانی کے) بشرطیکہ نکاح کرنے سے چھ مہینہ

یا زیادہ مدت میں لڑکا پیدا ہو اور اگرچہ مہینہ سے کم میں پیدا ہو گا تو ثابتاً البتہ نہ ہو گا کذا فی نہر الفایق۔

(۱۶۸) اگر نکاح کر دیا ایک مرد نے اپنی حاملہ لونڈی کا یا حاملہ ام ولد کا بعد از کثرت حمل کے اقرار کرنے سے پہلے تو جائز ہے (کیونکہ باوجود غلم کے نفی کی ہر ولد کی اپنے نسب سے) کذا فی نہر الفایق عن التوشیح۔

(۱۶۹) صحیح ہے نکاح اوس عورت سے جس سے وطی کی جاتی تھی مالک سے صحیح یعنی اگر ایک شخص کی لونڈی تھی اور اوسکے تصرف میں رہا کرتی تھی پھر مولیٰ نے دوسرے شخص سے نکاح اوس عورت کا کر دیا تو درست ہے بشرطیکہ حاملہ نہ ہو (کیونکہ لونڈی قوی فراش مالک کی نہیں ہے یہاں تک کہ اگر اوسکے لڑکا پیدا ہو تو بدون اقرار مولیٰ کے ثابت النسب نہ ہو گا بخلاف زوجہ کے) اور استبراء کرے زوج اوسکا نہ وجوباً نہ استحساناً کذا فی ہدایہ اور امام محمد کے نزدیک استبراء مستحب ہے اور اگر لونڈی خریدی تو مشتری پر استبراء واجب ہے اگرچہ عورت یا لڑکے سے خرید کی ہے بلکہ اوسکے مالک پر واجب ہے استبراء (یعنی بدون ایک بار حیض کے صحبت نہ کرنا) نکاح کر دینے سے پہلے بنا بر قول صحیح کے۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۱۷۰) واجب نہیں مرد پر بدکار عورت کو طلاق دینا اگرچہ زنا کے سبب سے ہو یا ترک فرائض وغیرہ سے ہو کذا فی مجتبیٰ۔

(۱۷۱) واجب نہیں عورت پر اپن خلاص کرنا مرد بدکار سے کذا فی مجتبیٰ

(۱۷۲) (کچھ مضائقہ نہیں طلاق دینے میں یا خلاص کرانے میں جبکہ دونوں طرفین کہ اقامت احکام الہی کی نہ کر سکیں گے کذا فی مجتبیٰ)

(۱۷۳) صحیح ہے نکاح حلال عورت کا جو ملائی گئی محرم عورت سے یعنی ایک عورت

مرد پر حلال ہو اور دوسری حرام تو ان دونوں سے ایک سے عقد میں نکاح کیا تو طلاق عورت کا نکاح صحیح ہو گا اور بیعت کا باطل اگر زمینیں سب حلال عورت کا ہو گا یعنی دونوں کا مد او سکو ملے گا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دونوں کے مد مثل پر تقسیم ہو گا۔

(۱۷۴) اگر صحبت کی عورت سے تو او سکو مد مثل ملے گا کتنا ہی ہو۔
 آٹھواں سبب حرمت کا مطلقہ ٹٹہ بھی حرام ہے اسکا ذکر فصل حبث میں کیا گیا
 نواں سبب حرمت کا غیر کی منکوحہ اور معتدہ حرام ہے (ایضاً)
 (۱۷۵) باطل ہے نکاح نکاح متعہ کا (متعہ او سکو کہتے ہیں کہ کوئی شخص عورت سے کہے کہ میں نے تجھ سے متعہ کیا مثلاً دس دن یا مہینے تک یا مال پر) باجماع صحابہ اسکی حرمت ثابت ہو منکر اسکی حرمت کا کافر ہو کلمہ فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۷۶) نکاح موقت (یعنی نکاح میں مدت مقرر کرنا) باطل ہے۔
 (۱۷۷) موقت اور متعہ میں یہ فرق ہے کہ متعہ میں لفظ متعہ بولنا ضرور ہے اور موقت میں لفظ تزویج اور نکاح کا لازم ہے متعہ میں مقدار ہر کی لازم ہے موقت میں نہیں ہے متعہ میں گواہ شرط نہیں ہیں اور موقت میں گواہ شرط ہیں۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۷۸) موقت نہیں ہے اگر نکاح کیا عورت نے اس شرط پر کہ او سکو یا مہینہ کے بعد طلاق دیگا (کیونکہ طلاق قاطع ہے نکاح کا تو مدت کی شرط قاطع میں ہوتی نہ نکاح میں تو شرط باطل ہوگی اور نکاح صحیح ہوگا بخلاف موقت کے کہ او سمین خود نکاح مشروط ہے۔

(۱۷۹) یا اگر نیت کی نکاح کر نیوالے نے زوجہ کے ساتھ کہ اتنی مدت میں

تک نکاح ہر نکاح موقت میں داخل نہیں ہے
 (۱۸۰) کچھ مضامین ہیں ہذا رات (یعنی دو عورتیں جنکے پاس شو ہر دو
 رہے نہ رات کو) کے نکاح میں کذا فی عینی
 (۱۸۱) حلال ہے مرد کو وطی اوس عورت کی جس نے مرد پر دعویٰ کیا قاضی کے
 نزدیک اسپر کہ مرد نے اوس سے صحیح نکاح کیا درہمالیکہ وہ عورت نکل
 ہے وجود نکاح کی (یعنی حلال ہے محرم نہیں خالی ہے موانع نکاح سے مثلاً غیر کی
 منکوحہ یا معتدہ نہیں ہے) اور حکم کر دیا قاضی نے ثبوت نکاح کا بسبب گواہی
 اون گواہوں کے جنکو عورت نے قائم کیا حال آنکہ درحقیقت مرد نے اوس
 نکاح نہیں کیا تھا مدعیہ اور دونوں گواہ جوٹے تھے تو قاضی کا حکم ظاہرین
 نافذ ہوگا یعنی نفقہ وغیرہ مرد پر لازم ہوگا اور باطن میں بھی نافذ ہوگا یعنی بلا
 تردد وطی حلال ہوگی امام صاحب کے نزدیک بہ اثار علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اگر نکاح نہ تھا تو بھی شہادت شہود سے ہو گیا کذا فی حاشیۃ المدنی
 (۱۸۲) حلال ہے مرد کو وطی اوس عورت کی اگر اوس نے عورت کے نکاح کا دعویٰ
 کیا اور گواہ سنکر قاضی نے حکم دیا۔

(۱۸۳) اول صورت میں دعویٰ باطل کرنے سے عورت گنہگار ہوگی اور ثبوت
 ثانی میں مرد گنہگار ہوگا۔ صاحبین کا قول ہے کہ وطی نہ کرے لیکن حکم قاضی
 کا ظاہر میں نافذ ہوگا بالاتفاق احتیاطاً اسی پر فتویٰ ہے کذا فی شریعہ
 (۱۸۴) اگر حکم کیا قاضی نے عورت کی طلاق کا شہادت زور سے
 یا وجودیکہ عورت کو زور ہونا شہادت کا معلوم ہے قضا نافذ ہوگی اور
 حلال ہوگا عورت کو نکاح کر لینا دوسرے مرد سے بعد گزرنے مدت
 عدت کے۔

(۱۸۵) حلال ہر شاہد روز کو نکاح کر لیں ما دس عورت سے (کیونکہ قضا نافذ ہو گئی نظر ہو و باطن میں اور حرام ہو گئی عورت پہلی شوہر پر۔ نزدیک امام ابو یوسف کے دونوں شوہر پر حلال نہیں تہ اول پر نہ ثانی پر نہ نزدیک امام محمد کے شوہر اول پر حلال ہر جب تک شوہر ثانی نے صحبت نہ کی ہو اور اگر صحبت کی تو اول پر حرام ہو گئی بسبب وجوب عدت کے۔

(۱۸۶) نکاح کا معلق کرنا شرط پر صحیح نہیں ہر (کیونکہ تعلیق بالشرط اسقاط خالصہ کو مخصوص ہر جنین حلف واقع ہوتی ہر) جیسے طلاق اور عتاق اور نکاح اونہیں سے نہیں ہر کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۸۷) مثلاً کہنے کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اگر باپ میرا راضی ہو گا دوسرے کہا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہ ہو گا بوجہ معلق ہونے نکاح کے خطر محتمل ہر کہ شرط واقع ہو یا نہ ہو۔ اگر باپ مجلس میں حاضر ہو گا اور مجلس میں قبول کریگا تو نکاح جائز ہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی۔ فی فتح القلہ وفتحکما و تہریر و تہاریر فانیہ و تہانہ وغیرہ۔ (۱۸۸) صحیح نہیں اصناف کرنا نکاح کا زمانہ آئندہ کی طرف مثلاً یوں کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا آج کے بعد کل یا پرسون۔

(۱۸۹) باطل نہیں ہوتا نکاح شرط فاسد سے مثلاً یوں کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اس شرط سے کہ مہر نہ دوں گا یا اپنا گھر مجھ کو عاریت دے یا اپنا نفقہ مجھے نہ مانگیو یا میری خدمت کرنا۔ تو اگر شرط باطل کے ساتھ عقد ہو گا تو شرط باطل ہو گی عقد باطل نہ ہو گا اور نکاح کو معلق بشرط محتمل الوجود کیا تو شرط نکاح دونوں باطل ہیں۔

۹۰ اس مقام میں فرق بت نامعلق علم بشرط و مثلاً بشرط فاسد بشرط تاکہ نادانوں کو حیرانی نہ پڑے۔ معلق علم بشرط سے مراد یہ ہر کہ ایسے شرط نکاح

کی تعلیق کرے کہ وہ محتمل الوجہ ہو نہ متحصل الوجہ مثلاً ایسے دل کی خوشی یا خوار
یا ہوا چلنا یا پانی برسنا یا کسیکے جیسے مرنے پر نکاح معلق کرنا اور سکو معلق علی بشرط
کہتے ہیں۔

(۱۹۱) نکاح مشروط بشرط فاسد سے مراد یہ ہے کہ نکاح کے ساتھ ایسی شرط کرے
جو لوازم نکاح کے مخالف ہو مثلاً امرا اور نفقہ نہ دینا علی ہذا القیاس

(۱۹۲) نکاح معلق اور سوقت درست ہے جب کہ اسکی تعلیق کرے بشرط ماضی ہو
بلا تردید پر یعنی سابق سے شرط پائی گئی ہو یا وقت ایجاب اور قبول کے حادث
ہوئی ہو مثلاً کہینے کہا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کر دیا بشرط انے زید کے
دوسرے نے قبول کیا اور حالت قبول میں فوراً زید آگیا تو نکاح منعقد ہو جاوگا
لذا فی حاشیہ المدنی

(۱۹۳) جب شرط موجود پر تعلیق ہوتی تو نکاح تحقیق نہ ہو گیا معلق نہ باپس ایسی
وقت منعقد ہو جاوگا مثلاً ایک شخص نے اپنے فرزند کے واسطے کسی کی
بیٹی سے منگنی کی تو اس کے باپ نے کہا کہ میں تجھ سے پہلے اسکا نکاح کر چکا
ہوں فلاں نے شخص سے اس نے اس کی تکذیب کی پر بیٹی کے باپ نے
کہا کہ اگر میں نے فلاں نے شخص سے نکاح نہیں کیا ہو تو البتہ اسکا نکاح تیرے
بیٹے سے کیا تو اس نے قبول کر لیا پر اسکا کذب معلوم ہو گیا خود اس کے اقرار
سے یا فلاں شخص کے اظہار سے تو یہ نکاح منعقد ہو گیا بوجہ معلق ہونے
نکاح کے شرط موجود پر یعنی نکاح معلق اس سبب صحیح نہیں ہے کہ شرط
کا وجود حاصل نہیں اور جب شرط موجود ٹھیری تو نکاح معلق نہ بلکہ تحقق
ہو گیا اور البتہ صحیح ہو گا۔

(۱۹۴) اس طرح نکاح صحیح ہو جاوگا جب معلق علیہ یعنی جیسے تعلیق نکاح کی ہوتی

وہ ایجاب اور قبول کی مجلس میں پایا جاوے مثلاً عورت نے مرد سے کہا کہ میں نے تجھ سے ہزار درہم پر نکاح کیا اگر فلاں شخص آج راضی ہو اور وہ شخص مجلس میں حاضر تھا تو بولا کہ میں راضی ہوا تو نکاح صحیح ہو گا بطریق استحسان کے اور اگر حاضر نہ ہو گا تو نکاح جائز نہ ہو گا۔

(۱۹۵) اگر یوں کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اگر میرا باپ راضی ہو اور اجازت دے، پھر دوسرے نے قبول کیا تو صحیح نہیں (کیونکہ اس میں تعلیق ہوا اور نکاح تعلیق کا احتمال نہیں رکھتا پس اگر باپ مجلس میں حاضر ہو گا اور قبول کرے گا تو نکاح جائز ہو گا اور نہیں تو معلوم ہوا کہ فقط موجود ہونا معتبر علیہ کا مجلس میں کافی نہیں ہے جب تک کہ وہ راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے اور اگر مجلس کے بعد اجازت دیا تو وہ اجازت جائز نہ ہو گی کذا فی حاشیہ (۱۹۶) نہ الفایق میں کتاب التصرف کے قبل مسئلہ تعلیق برضا کے لکھا ہے یوں کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ تعلیق علی الاطلاق صحیح نہیں خواہ باپ مجلس میں حاضر ہو کر راضی ہو یا نہ ہو اور معلق علیہ خواہ باپ ہو یا اجنبی کسی طرح صحیح نہیں ہے اس اطلاق کو صاحب نہرنے خانیہ سے نقل کیا تو مفتی کو چاہیے کہ اہل کرے اس مسئلہ کے بیان میں اس واسطے کہ خانیہ نہایت معتد کتاب ہے قاضی خان اوس کی تصحیحات پر اعتماد کرتا ہے کذا فی حاشیہ المدنی۔

باب الولی

یہ باب ہے تعریف اور احکام ولی میں

(۱۹۷) ولی لغت میں معنی دوست ہے خلاف دشمن اور عرف میں ولی عاقل بالغ کو کہتے ہیں۔

(۱۹۸) شرع میں ولی اوسکو کہتے ہیں جو بالغ عاقل اور وارث ہو۔ اگرچہ

فاسق ہو بنا بر مذہب صحیح کے بشرطیکہ پردہ در حرمت کہونے والا نہ ہو تو نکل گیا
صفت ولایت سے لڑکا اور دیوانہ اور بیہوش اور وصی مطلقاً (یعنی وصی کو
مطلقاً ولایت نکاح نہیں خواہ اس کو باپ نے وصیت نکاح کر دینے کی
کی ہو یا نہ کی ہو) اور کافر اور غلام بنا بر مذہب صحیح کے۔

(۱۹۹) ولایت عبارت ہے جاری ہونے قول سے غیر یہ یعنی دوسرے پر
اس کا قول نافذ ہو جاوے خواہ وہ خوش ہو یا ناخوش۔

(۲۰۰) ثابت ہوتی ہے ولایت چار چیز سے اول قرابت سے دوسرے
ملک سے مثلاً لونڈی یا غلام کا نکاح مالک کر دے تیسری ولایت آزاد
کرنے سے مثلاً نکاح آزاد کا سید کر دے چوتھی امامت سے مثلاً لا وارث
کا نکاح بادشاہ کر دے یا قاضی کر دے۔

(۲۰۱) نکاح میں ولایت دو قسم کی ہے اول ولایت مستحب عاقلہ بالغہ
پر اگرچہ کنواری ہو (یعنی باپ وغیرہ کو بالغہ بیٹی پر جبر کرنا نہیں پہنچتا ہے
نکاح میں لیکن مکلفہ کو مناسب ہے کہ اپنا نکاح دلی پر رکھے تاکہ خلاف فقہاء
سے بچے اور غصب پہنچائی نہ ہو۔

(۲۰۲) دوسری قسم زبردستی کی ولایت ہے چوٹی لڑکی پر اگرچہ کنواری
نہ ہو اور ولایت جبری بالغہ بیہوش پر اور لونڈی پر (اجبار کے معنی یہ ہیں
کہ دلی کے عقد کرنے سے اس کا نکاح نافذ ہوتا ہے گو یہ انکار کریں)

(۲۰۳) نافذ ہو گا نکاح حرم بالغہ عاقلہ کا بدون رضا مندی دلی کے کفو
میں یا غیر کفو میں (کیونکہ اس پر ولایت استحبابی ہے جبری نہیں موافق مذہب
امام اعظم اور ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے امام شافعی اور
مالک کے نزدیک عورتوں کو بدون اولیا کے نکاح کا اختیار نہیں ہے۔

(۲۰۴) قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ جو اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو وہ اپنی دست
میں بھی تصرف کر سکتا ہو تو قاعدہ بالغہ کو اپنے مال میں تصرف کر سکا اختیار
تو نکاح کا بھی اختیار ہو اور صغیر اور مجنونہ کو اپنے مال کے تصرف کا اختیار
نہیں ہو تو اپنے نکاح کا بھی اختیار نہیں ہو۔

(۲۰۵) جائزہ ولی کو جب عصبہ بنفسہ ہو اگرچہ غیر محرم ہو مثلاً چچا کا بیٹا
کرنا غیر کفو میں اس طرح کہ قاضی کے پاس جا کر نکاح کو منسوخ کر دالے تو ذوی الارحام
اور مان اور قاضی کو حق اعتراض کا نہیں ہو۔

(۲۰۶) ولی نے عورت کا نکاح کفو سے کر دیا پر عورت نے اسکو چھوڑ کر
دوسرے غیر کفو سے نکاح کیا بدون مرضی ولی کے تو اب بھی ولی کو تفریق کا
اختیار ہوگا (کیونکہ نکاح اول کی رضا مندی سے لازم نہیں آتا کہ دوسرے
نکاح سے بھی راضی ہو تو منسوخ کر دے بشرطیکہ سکوت کیا ہو ولی نے یہاں تک
کہ عورت شوہر غیر کفو سے جنی اگر اس سے لڑکا پیدا ہوا تو ولی کو حق
اعتراض کا نہ رہا۔

(۲۰۷) اگر تفریق بعد دخول ہوئی تو عورت کو مہر معین ملے گا اور اس پر
ندت لازم آوے گی اور اگر قبل دخول کے تفریق ہوئی تو مہر نہ ملے گا
کیونکہ جدائی شوہر کی طرف سے نہیں ہوئی کذا فی حاشیۃ المدنی نظر فرمایا
(۲۰۸) اگر ولی ساکت رہا یہاں تک کہ عورت حاملہ ہو گئی تو حق منسوخ کا ساقط
ہو گیا کذا فی دُرر۔

(۲۰۹) فتویٰ دیا گیا غیر کفو میں عدم جواز نکاح کا یعنی اگر عورت غیر کفو سے
بدون مرضی ولی کے نکاح کر لے تو اصلاً جائز نہیں کذا فی المعراج عن النجاشیہ۔
(۲۱۰) اگر زوج کفو ہو تو نکاح بدون ولی کے نافذ ہوگا اور اگر غیر کفو ہو تو ہرگز

نافذ نہ ہوگا کذا فی معراج عن خانیہ۔

(۲۱۱) شوہر اول کو حلال نہ ہوگی مطلقہ ثلثہ جس سے نکاح کیا غیر کہو سے ہے۔
مرضی ولی کے (کیونکہ تب فتویٰ ہوا نکاح غیر کفو کے عدم جواز پر تو ایسا نکاح
سے شوہر اول کو مطلقہ حلال نہ ہوگی۔

(۲۱۲) اگر مطلقہ ثلثہ کا کوئی ولی نہیں ہو یا ولی راضی ہو گیا شوہر غیر کہو کو
جان بوجہ کر تو مطلقہ ثلثہ شوہر اول پر حلال ہوگی بعد طلاق دینے شوہر ثانی
(۲۱۳) برہان الائمہ نے ذکر کیا کہ فتویٰ امام اعظم صاحب کے قول پر سبب
ثبوت دلیل کے یعنی اگر مکلفہ غیر کفو سے نکاح کرے بدون مرضی ولی کے تو باہر
ہو باکرہ ہو یا ثیبہ کذا فی حاشیۃ المدنی عن نہر الفایق۔

(۲۱۴) یاد رکھنا چاہیے کہ مسئلہ بالا میں فتویٰ مختلف ہے۔
(۲۱۵) بنا بر قول اول کے یعنی ظاہر الروایت کے راضی ہونا بعض اولیا کا قبل
عقد کے یا بعد عقد کے سب کی رضامندی کی برابر ہے (کیونکہ
حق ولایت میں تجزئی نہیں ہوتی تو ایک کے راضی ہونے سے دوسرے کو
حق اعتراض نہ رہا۔

(۲۱۶) ایک ولی کی رضامندی کے برابر ہے اگر سب ایک درجہ میں برابر ہوں
مثلاً دو بہائی یا دو چچا۔

(۲۱۷) اگر اولیا برابر درجہ کے نہ ہوں ایک اقرب ہو مثلاً باپ اور دوسرے بعد
مثلاً بہائی تو اولیا میں اقرب کو حق ہو فسخ کا یعنی اگر بہائی نکاح کر دے تو باپ
فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۸) اگر عورت کا کوئی ولی نہیں ہو تو عقد صحیح اور نافذ ہے مطلقاً خواہ کہو سے
ہو یا غیر کفو سے بالاتفاق۔

(۲۱۹) مہر کا قبض کرنا اوس ولی کا جس کو حق اعتراض ہو یا قبض کرنا اور حق
کا جو مہر کے مانند ہو اوس قسم سے جو رضامندی پر دلیل ہو مثلاً تحفہ اپنا
رضامندی ہو باعتبار دلالت حال کے اگر عدم کفایت ثابت ہو قاضی
نزدیک قبل ممانعت ولی کے۔

(۲۲۰) اگر عدم کفایت قاضی کے نزدیک ثابت نہیں نالاش سے پہلے توہر
وغیرہ کا قبض کرنا ولی کی رضا پر دلیل نہیں ہے۔

(۲۲۱) ایک ولی کا تصدیق کرنا کہ زوج کفو ہو ساقط نہیں کرتا ہر باقی اولیا
کے حق کو کذا فی المبوط۔

(۲۲۲) اگر اجازت نکاح کی مانگی بالغہ سے اوسکے ولی نے (اور یہ ہی سنت
ہو) یا ولی کے وکیل نے یا اوسکے پیغامی نے اجازت مانگی یا اوسکا نکاح
کر دیا ولی نے اوسکے استیذان سے اور خبر کر ہی بالغہ کو نکاح کی ولی کے
پیغامی نے یا فضولی عادل نے (فضولی وہ شخص ہے جو ولی کا وکیل اور سبیل
نہو) پھر سکوت کیا بالغہ نے رد نکاح سے حالت احتیار میں۔ تو اگر سزا
کے وقت عورت کو چینگ یا کمانسی آئی پھر بعد فراغت کے آہستہ
کما کہ میں راضی نہیں تو نکاح رد ہو گا (کیونکہ ایسا سکوت عذر بواختیار
لایق اعتبار کے نہیں ہے)

(۲۲۳) اگر اسدا ان کے وقت یا نکاح کی خبر سننے کے بعد بالغہ نے کوئی
اجنبی بات کی تو ایسا تکلم سکوت میں شمار کیا جاوے گا (کیونکہ کلام اجنبی
رد نکاح نہیں تو اجازت میں داخل ہو اسطرح داخل ہو اگر بالغہ ہنسے دین
ستحر کے (کیونکہ اگر استحر سے ہنسی تو یہ مضحکہ اذن نہ ہو گا۔

(۲۲۴) اذن ہو گا اگر بالغہ مسکرائی یا مدون آواز کے اور آواز کا دنا

نہ اذن ہوگا نہ رد نکاح یہاں تک کہ اگر راضی ہوگی بعد اوس روئے کے تو نکاح
منعقد ہو جاویگا کذا فی المصباح۔

(۲۲۵) تمام صورت سکوت اور تبسم اور پکا اور اذن مذکورہ بالا
بمقابلہ ولی کے اوس صورت میں رضا میں جب کہ ولی ایک ہی ہے۔

(۲۲۶) اگر اولیا نکاح کرنے والے کثیر ہوں اور ادایا نے علیحدہ علیحدہ
نکاح کرنے کا اسعدان چاہا مثلاً عورت کے دو بھائی میں ایک نے کہا
کہ میں تیرا نکاح زید سے کرتا ہوں دوسرے نے کہا کہ میں تیرا نکاح محمود سے
کرتا ہوں اور عورت چپ رہی تو یہ سکوت اذن نہ ہوگا۔

(۲۲۷) اگر اولیا نے بالغہ کا علیحدہ علیحدہ نکاح کیا بدون استیذان بالغہ کے
اور بالغہ ہر ایک کی تزویج منکر چپ ہو گئی تو یہ نکاح موقوف ہوگا یہاں تک
کہ بالغہ ایک پر قولی یا فعلی اجازت ظاہر کرے کذا فی براج در اگر دونوں
کو جائز رکھا تو دونوں باطل ہونگے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۲۲۸) سکوت اجازت ہوگا اگر نکاح باقی ہو، خبر معلوم ہونے تک اور اگر
نکاح باطل ہو گیا بسبب موت شوہر کے یعنی شوہر کے مرنے کے بعد بالغہ
کو خبر نکاح کی پہونچی تو اسوقت میں اسکا سکوت اجازت نہ ہوگا۔

(۲۲۹) اگر بعد مرنے شوہر کے عورت نے کہا کہ میرا نکاح کر دیا تھا میرے
باپ نے میرے اذن سے اور شوہر کے وارث اس کے منکر میں تو عورت
کا قول معتبر ہوگا تو اپنے شوہر کی وارث ہوگی اور عدت بشیہ گئی۔

(۲۳۰) اگر عورت نے کہا کہ میرا نکاح میرے باپ نے بدون میرے اذن
کے کیا لیکن جب مجھ کو خبر نکاح کی ہوئی تو میں راضی ہو گئی اس صورت
میں قول شوہر کے وارثوں کا معتد ہوگا تو اسکو نہ مہر لگانا میراث۔

(۲۱۳۱) عورت کا یون کہنا کہ غصہ اور سکا بہتر ہو اس سے روہر اگر قبل عقد کے وقت اس سداں ولی کے بیان کیا اور اگر بعد عقد کے خبر سنکر کہا تو روہر نہیں ہو اجازت ہو کذا فی ظہیر یہ۔ قبل عقد اور بعد عقد دونوں صورتیں ہیں یہ قول انکار ہو کذا فی حاشیۃ المدنی عن النحر۔

(۲۱۳۲) نکاح کیا بالغہ کا ولی نے مثلاً ابن العم نے اپنے ساتھ بدرن اول بالغہ کے تو سکوت اور سکاروہی (کیونکہ ابن العم اس صورت میں اصیل ہوا اپنی طرف سے اور فضولی ہوا عورت کی طرف سے اور متولی عقد طرفین میں شرط ہو کہ فضولی نہ ہو ایک طرف یا دونوں طرف سے تو یہ عقد قابل اجازت کے نہیں ہو بیان تک کہ اگر عورت اجازت قوی جی تو بھی صحیح نہیں ہو۔ (۲۱۳۳) اگر اس سداں قبل عقد کے ہو تو سکوت کرنا اور سکار صحت ہو جاوے گا اور عقد صحیح ہوگا بالاتفاق کذا فی حاشیہ۔ (کیونکہ ابن العم اس صورت میں اصیل ہوا عورت کی طرف سے اور اصیل ہوا اپنی طرف سے تو اب اسکو متولی عقد طرفین ہونا صحیح ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۲۱۳۴) اگر اذن مانگا ولی نے عورت سے ایک مرد معین میں تو اس سے کیا مانا مگر نکاح کر دیا اوسے شخص سے تو ساکت ہو گا بعد خبر معلوم ہونے کے تو نکاح صحیح ہوگا قول اصح میں۔

(۲۱۳۵) اگر عورت کو خبر ہوئی نکاح کی اس نے انکار کیا پہر بولی کہ میں رضی ہوں تو نکاح صحیح نہ ہوگا سبب ناجائز ہو جانے نکاح کے اول انکار سے۔ (۲۱۳۶) بہتر جانا بہر فقہانے تجدید نکاح کو زفات کے وقت (کیونکہ غالب عادت کنواری عورتوں کی اطہار نفرت کی ہوتی ہے وقت سن بے یکایک خبر نکاح کے تو احتمال ہو کہ وقت سننے اعلان نکاح کے نفرت ہوئی ہو اور اس

وجہ سے نکاح باطل ہو گیا ہو (مگر یہ جب ہی جب کہ نکاح قبل اسمدان ہو گیا ہو
اگر بعد اسمدان کے ہوا ہو تو کچھ حاجت نہیں ہے۔

(۲۳۷) اگر اذن لیا ولی نے عورت سے ایک مرد معین کیواسطے تو عورت
نے سکوت کیا پر ولی نے وکیل کیا ایک شخص کو واسطے نکاح اوس عورت
کے ساتھ اوس مرد کے جسکا نام لیا تھا تو یہ توکیل اور عقد وکیل جائز ہو اگر
زوج اور مہر کی معرفت عورت کو ہو گئے ہو کذا فی قنیہ۔

(۲۳۸) صحت نکاح میں معرفت زوج کی ضروری ہے عورت ہی جان گئی ہو
اور وکیل ہی جان گیا ہو معرفت مہر میں اختلاف ہے۔

(۲۳۹) وکیل کو اختیار نہیں ہے کہ دوسرے کو وکیل کرے بدولت
موکل کے تو نا بالغہ نے جب سکوت کیا تو ولی اوسکا وکیل ٹھیرا پھر اوسکو
وکیل کرنے کا اختیار نہیں جو نکاح کرنا اوسکا جائز ہو تو اس صورت
لازم آتا ہے عدم جواز نکاح کا۔ یا یہ کہا جاوے کہ یہ مسئلہ قاعدہ مذکور سے
مشتمل ہے یعنی ہر چند وکیل کو اختیار توکیل نہیں ہے لیکن نکاح میں خستیا
ہے اسیواسطے فقہانے تصریح کر دی ہے کہ وکالت نکاح حقیقی وکالت نہیں
ہے بلکہ بیان سفیر محض معتبر ہوتا ہے اور اسیواسطے حقوق عقد کے وکیل کی
طرف رجوع نہیں کرتے۔ اور باب الوکالت میں ہے کہ اگر موکل قیمت معین
کرے تو وکیل کو اختیار ہے کہ دوسرے کو وکیل کر دے اسی طرح بیان
ہے اگر شوہر اور مہر معروف اور معلوم ہیں تو البتہ وکالت صحیح ہوگی
تو اب کچھ اشکال باقی نہیں رہا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۲۴۰) سکوت بالغہ کا اذن ہوگا اگر وہ جان گئی ہو شوہر کو کہ وہ کون
ہے۔ اگرچہ علم شوہر کا در ضمن عام ہو۔ مثلاً ولی نے کہا کہ میں نکاح تیرا کرتا ہوں

۳۴۱) عسایون میں سے یا چچا کے بیٹوں میں سے ایک دکنے ساتھ رضا ہوگی بشرطیکہ وہ متناہی ہوں تاکہ ہر ایک کا حال عورت کو معلوم ہو سکے۔ اور اگر غیر متناہی ہوں تو رضا ثابت نہ ہوگی جب تک کہ ولی کو اپنا امر سپرد نہ کرے۔ مثلاً یون کے کہ جو تو کرے میں اوس میں را منی ہوں یا میرا نکاح جسے تو چاہے کر دے تو البتہ رضا ثابت ہوگی۔

۳۴۲) شرط نہیں علم مہر کا اسعدان میں (کیونکہ صحت نکاح مہر پر وقت نہیں کہانی ہر ایہ بعض نے کہا کہ مہر کا ذکرنا شرط ہے (کیونکہ قلت و کثرت مہر سے شوق مختلف ہوتا ہے کذا فی البحر۔

۳۴۳) نکاح کر دیا بالغہ کا ولی نے اوسکے رو پر و پر چپ ہو رہی ہوگی صحیح ہوگا قول اصح میں بشرطیکہ شوہر کو جان کٹے ہو۔

۳۴۴) سکوت لطلق کے برابر ہے مسئلہ میں۔

۱ سکوت باکرہ کا وقت اسعدان ولی کے قبل عقد کے ہو یا بعد عقد کے

۲ سکوت کرنا اوسکا اپنے قبض مہر کے وقت۔

۳ سکوت باکرہ کا اپنے بالغ ہونے کے وقت اپنے خیار ضمن میں حکم

باپ داد کے سوا اور ولی نے اوسکا نکاح کیا ہو۔

۴ عورت نے نکاح کرنے کی قسم کھاتی ہو پھر اس کے باپ نے اوسکا

نکاح کر دیا اور چپ رہی تو حائث ہوگی یعنی قسم توڑ جائے گی۔

۵ سکوت مقصدق علیہ یعنی فقیر کا برابر قبول کے ہونے موہوب لہ کا۔

۶ قبض موہوب لہ اور مقصدق علیہ کی وقت سکوت کرنا مالک کا

میں داخل ہے۔

۷ سکوت وکیل کا قبول ہے اور رد کرنے سے وکالت رد ہو جاتی ہے۔

- ۸ سکوت مقررہ کا قبول ہے۔
- ۹ مؤوض الیہ (یعنی جسکو کچھ سپرد کیجئے) کا چپ رہنا قبول ہے اور رد کرنے سے رد ہوتا ہے۔
- ۱۰ موقوف علیہ (جسپر کوئی چیز وقف کیجاوے) کا سکوت قبول ہے اور رد کرنے سے رد ہوتا ہے۔
- ۱۱ بیع التجیہ (بایع یا مشتری نے کہا کہ میں اس بیع کو صحیح کرتا ہوں اور دوسرا چپ رہا) میں سکوت سے بیع صحیح ہوگی۔
- ۱۲ غامین میں قسم مال کے وقت مالک قدیم کا سکوت رضامندی ہے۔
- ۱۳ عہد کو بیع و شری کرتے دیکھ کر شری یا بیع کا سکوت کہ ناخیا کو ساقط کرتا ہے۔
- ۱۴ مشتری کا قبضہ بیع پر دیکھ کر اس بایع کا سکوت کہ ناخیا کو جس بیع میں اختیار تھا اجازت ہے قبضہ کرنے کی۔
- ۱۵ بیع معلوم ہو نیکی وقت شیخ کا سکوت حق شفعہ کا مبطل ہے۔
- ۱۶ غلام کو غیر کا مال خرید و فروخت کرتے دیکھ کر مولیٰ کا سکوت تجارت کی اجازت ہے۔
- ۱۷ مولیٰ نے قسم کھائی کہ غلام کو تجارت کا اذن نہ دینگا پھر سکوت کیا خرید و فروخت کرتے دیکھ کر تو حائث ہوگا۔
- ۱۸ غلام کا سکوت کہ ناوقت انعقاد بیع اور رہن کے اقرار ہے غلامی کا۔
- ۱۹ ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلا نے شخص کو اپنے گھرنے اور ترے دو گنا پھر اسکو اپنے گھر میں اور ترے دیکھا اور سکوت کیا تو حائث ہوگا۔
- ۲۰ شوہر کا سکوت کہ ناعورت کی ولادت کی وقت یا مبارکبادی نے وقت اقرار ہے ثبوت نسب کا پھر سکوت کے بعد نفی ولد کا اختیار نہیں ہے۔

۲۱ سولی کا سکوت نزدیک ولادت ام ولد کے اقرار ہو دلد کا۔

۲۲ قبل بیع کے بیع کا عیب سن کر سکوت کرنا رضا بالعیب ہر شبہ علیک
غیر عادل ہو۔

۲۳ سکوت باکرہ کا دقت معلوم ہونے تزیج ولی کے رضا ہو نکاح کی۔

۲۴ زوج نے یا کسی اور قریب نے زمین فروخت کی اور اس وقت شوہر
نے سکوت کیا تو یہ سکوت اقرار ہو اس امر کا کہ وہ زمین شوہر کی نہیں ہے
اسی پر فتویٰ ہے مشائخ تہ قند کا بخلاف مشائخ سنی رائے نہ وجہ کا سکوت
زوج کی بیع کے وقت اقرار ہو اپنی عدم ملکیت کا۔

۲۵ ایک شخص نے دیکھا کہ اس کا اسباب یا گھر کہیں بیجا پردت ہو گیا
اوپر نفرت کرتا رہا اور یہ شخص جی ہو تو اس کا سکوت اس کے وجوہ کا مقسط ہے۔

۲۶ شرکت عمان کے دو شریک ہیں ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں تم
لوٹھی کو خاص اپنے واسطے لیتا ہوں اور دوسرے چ رہا تو اس میں دونوں
کی شرکت نہ ہوگی۔

۲۷ وکیل سے موکل سے کہا کہ فلا فی چیز کو خاص اپنے واسطے میں خریدتا
اور وہ ساکت رہا تو وہ چیز وکیل ہی کی ہوگی۔

۲۸ صبیحی قفل کو خرید و فروخت کرتے دیکھ کر اس کے ولی نے سکوت کیا تو یہ

۲۹ غیر کو شک بہارتے دیکھا یہاں تک کہ جو اس میں تھا وہ بہ گیا تو
یہ سکوت رضا ہو۔

۳۰ قسم کھائی۔ کہ ملوک سے خدمت نہ لوں گا پھر وہ بدو

اس کے امر اور نہی کے خدمت کرنے لگا اور یہ ساکت ہو تو حائف ہو گا کہ اگرچہ

۳۱ مان نے بیٹی کے چہرے میں کچھ سبب پا کر دیا اور اس کا کہتا ہوں کو کہ لینا نہیں ہوتا

۳۳ مان نے بیٹی کے جہیز میں وہ سامان دیا جس کا رواج ہوا اور تاکہ
ساکت تھا تو مان اور سکی ضامن نہ ہوگی۔

۳۴ زیور پہنے لوٹدی کو بیچا بدون شرط کے پھر لوٹدی مشتری کو
مع زیور حوالہ کی اور وہ اس کو لیکیا اور بالغ ساکت رہا تو یہ سکوت
بمنزلہ تسلیم ہوگا زیور کا مالک مشتری ہوگا۔

۳۵ استاد کے آگے شاگرد کا پڑھنا اور استاد کا چپ رہنا سکوت
بمنزلہ نطق کے ہر قول صحیح میں۔

۳۵ بے عذر مدعی علیہ کا ساکت رہنا انکار ہوا اور بعضوں نے کہا کہ انکا
ثبوت کذا فی الفضل الخلاصہ۔

۳۶ سکوت راہن کا مرتب کے قبضہ کرتے وقت مرہون پر رضا ہو۔
۳۷ قاضی نے شاہد کا حال نہ کی سے پوچھا اور اس نے سکوت کیا تو
اس کا سکوت تبدیل ہو شاہد کی کذا فی اشباہ و انظار۔

(۳۴۳) اگر اذن چاہا باکرہ بالغہ سے غیر ولی اقرب نے (یعنی جہنمی یا ولی غیر)
ولی اقرب کے ہوتے تو اس کے سکوت کا کچھ اعتبار نہیں ہو بلکہ اس وقت بولنا
ضرور ہو مثل شیب (جس کا ایک بار نکاح ہوا اور صحبت بھی ہوئی پھر شوہر کی موت
یا طلاق سے فرقت ہوگی) بالغہ کے۔

(۳۴۴) باکرہ بالغہ اور ثیبہ بالغہ میں سوائے سکوت کے اور کچھ فرق نہیں ہو
مثلاً باپ نے اذن نکاح کا چاہا تو اس وقت میں باکرہ بالغہ کا سکوت دلیل ہو
رضا کی اور ثیبہ کا سکوت کافی نہیں ہو بدون رضا سے قولی کے یا اس میں غفل
کے جو رضا سے قولی کے مانند ہو (جیسے اپنا مہر مانگنا یا نفقہ مانگنا اور وطن کی
قدرت دینا یا اپنی خوشی سے شوہر سے خلوت کرنا کذا فی تلخیص اور مبارکناہ)

قبول کرنا اور خوشی سے ہنسنا بھی مانند انحال رضا کے رضا مندی پر دلیل ہیں۔
 (۲۴۵) جس عورت کی بکارت زایل ہوئی اور چھلنے یا کودنے یا حیض کے بکتر
 ہونے سے یا وہاں زخم لگنے سے یا زیادہ عمر ہونے سے تو وہ عورت حقیقتاً
 باکرہ ہے کہ مطلق مرد سے خبر نہیں مانند اس عورت کے جسکی تفریق واقع
 ہوئی شوہر کے مقطوع الذکر وخصیتیں ہونے سے یا اسکے نامرد ہونے سے
 یا طلاق دینے یا مرد نے شوہر سے بعد خلوت قبل وطی کے۔

(۲۴۶) اگر از الہ بکارت ہوا زنا سے تو یہ عورت حکمی باکرہ ہے یعنی عیناً
 باکرہ کے ہے بشرطیکہ تکرار زنا کی نہ ہوئی ہو اور زنا کی حد بھی اوسپر قائم نہ ہوئی
 ہو خلاصہ یہ ہے کہ باکرہ حقیقی اور حکمی کا سکوت وقت استدلالی کے
 بجائے نطق کے ہو بولنا اوسکا شرط نہیں ہے۔

(۲۴۷) اگرچہ بار زنا ہوا اور اوسپر حد زنا کی ماری گئی تو وہ باکرہ نہیں ہے
 شیب ہے مانند اس عورت کے جسکی شبہ سے صحبت ہوئی یا نکاح فاسد سے
 (۲۴۸) اگر زوج نے کہا باکرہ بانہ سے کہ تجھکو خبر ہو پچنی نکاح کی سوتو ساکت
 رہی اوسنے کہا بلکہ میں نے نکاح کو روکیا حال آنکہ دونوں کے گواہ نہیں ہیں
 اپنے دعویٰ پر اور دخول ہی رضا مند ہی نہ ہوا تو قول اصح میں عورت کا
 قول لایق اعتبار ہو گا قسم کے ساتھ بنا بر قول مفتی بہ کے۔

(۲۴۹) مقبول ہونگے زوجہ کے گواہ زوج کے سکوت پر (کیونکہ سکوت دو
 لبون کا ملانا ہے اور یہ امر وجودی ہے نہ عدمی تو زوج کے گواہ لغوی کے نہوے
 (۲۵۰) اگر دونوں گواہ لائے تو عورت کے گواہ اولے میں (لیکن اگر شوہر
 گواہ لایا عورت کی رضا مندی پر یا اوسکی اجازت پر تو شوہر کے گواہ اولیٰ
 ہونگے۔

۲۵۱) نکاح کر دیا عورت کا مثلاً اوسکے باپ نے نابالغہ جانکر تہ عورت نے کہا کہ میں تو بالغ ہوں نکاح صحیح نہیں درحالیہ کہ وہ قریب البلوغ ہے۔ اگر باپ یا زوج نے کہا یہ صغیرہ ہے تو بھی قول عورت کا معتبر ہوگا اگر ثابت ہو کہ عمر نو برس کی ہے۔

(۲۵۲) اگر صغیرہ نے کہا کہ میں نے نکاح رد کیا جب میں بالغ ہوئی اور زوج اوس کی تکذیب کرتا ہو تو یہاں معتبر قول زوج کا ہوگا (زوج اپنی زوال ملک کا منکر ہو اور صغیرہ منکر ہو ظاہر میں) اس واسطے کہ لایق اعتبار منکر کا قول ہوتا ہے نہ مدعی کا۔

(۲۵۳) قول زوج کا لایق اعتبار کے ہے اگر اختلاف ہوا ہو بعد زمان بلوغ کے اگر وقت بلوغ کے اختلاف ہو تو قول صغیرہ کا معتبر گا کذا فی شرح الوصیاء اسکندریہ اور کہنا چاہیے۔

(۲۵۴) لازم ہوگا نکاح صغیرہ اور صغیرہ کا (یعنی اذکو خست یا رضخ کا) نہ ہوگا بعد بلوغ کے (اوس صورت میں کہ اونکے باپ دادا نے بذات خود بنقصان بیع) (یعنی صغیرہ کا مہر کم یا صغیرہ کا مہر زیادہ کر دیا ہو یا صغیرہ کا نکاح غیر کفو سے) کر دیا ہو اور اسی طرح صغیرہ یا صغیرہ غلام لونڈی کا نکاح جو مولے نے کر کے آزاد کیا اور اسی طرح مجنونہ کا نکاح جو اوسکے بیٹے نے کیا ہو بشرطیکہ باپ دادا کی بد تدبیری ازراہ بیباکی معروف نہ ہو ورنہ نکاح صحیح نہیں بالاتفاق یا باپ دادا نے مست ہو کر نکاح کیا یا غاسق یا شریر یا محتاج سے نکاح کیا جو نان نفقہ دینے پر قادر نہیں یا ولیس کب والے سے مثلاً خا کر و ب یا موچنی یا جولاہہ سے نکاح کیا تو بھی نکاح صحیح نہ ہوگا (کیونکہ ایسی صورت میں حماقت ولی کی کھل گئی گمان شفقت علیہ)

(۲۵۵) اگر نکاح کیا صغیر یا صغیرہ کا سوائے باپ دادا کے دوسرے نے اگرچہ مان ہو یا قاضی یا باپ کا وکیل تو ہرگز غیر کفو انقصان صریح سے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ کذا فی نسخ القدیر غایتہ البیان۔

(۲۵۶) اگر باپ دادا نے اپنے وکیل سے مہر کی مقدار معین کر دی تو نکاح صحیح ہوگا۔ کذا فی الفائق۔

(۲۵۷) اگر نکاح کر دیا عورت کا سوائے باپ دادا کے کسی دوسرے نے کفو سے یا تہ مہر مثل کے تو نکاح صحیح ہے لیکن صغیرہ اور صغیرہ اور احمق اور مخنون کو اختیار ہے نکاح فسخ کر دینے کا اگرچہ بعد دخول کے ہو۔

(۲۵۸) فسخ کا اختیار ہے بالغ ہونے کے وقت اور بعد بلوغ ہونے کے نکاح کے معلوم ہونے کے وقت (یعنی اول سے) اگر نکاح معلوم تھا تو بلوغ کے وقت اختیار ہے اور اگر اول سے نکاح معلوم نہ تھا تو بعد بلوغ کے بھی معلوم ہونے تک اختیار ہے۔

(۲۵۹) صغیرہ لونڈی کا نکاح مالک نے کر دیا پھر اس کو قبل بلوغ آزاد کر دیا تو اونہیں دو اختیار یعنی اختیار عتق اور اختیار بلوغ جمع ہو گئے۔

(۲۶۰) صغیرہ لونڈی کو اختیار عتق سے فسخ کا اختیار ہے اور یہ قوی ہے خیار بلوغ سے (کیونکہ خیار عتق بسبب سکوت اور قیام مجلس کے یا طلق نہیں ہوتا ہے بخلاف خیار بلوغ کے۔ کذا فی حاشیۃ الممدنی۔

(۲۶۱) اگر بالغ ہوے زوجہ اور زوج صغیر ہی اور زوجہ نے نکاح توڑنا چاہا تو تفریق گزادی جاوے گی دو تون صغیر کے باپ کے ربوبہ یا وصی کے ربوبہ سے حکم قاضی کے۔

(۲۶۲) اگر وقت بلوغ صغیرہ کے قاضی نے فسخ نہیں کیا بیان تک کہ دونوں

میں سے ایک مرگیا تو بے سبب باقی رہنے نکاح کے ایک دوسرے کا وارث ہوگا اور تمام مہر لازم آوے گا (کیونکہ موت ہنزلہ دخول کے ہے مہر پورا کرنے میں)۔

(۲۶۲) پھر جدائی اگر عورت کی طرف سے ہے تو فسخ ہے نکاح کا کم نہیں آتا طلاق کے عدد کو یعنی اگر صرفہ سے بعد فسخ کے نجوشی او سکے نکاح کیا تو زوج پوری تین طلاق کا مالک ہوگا یا مان وہ فرقت مراد ہی جو غیر ہے خیار بلوغ کے کیونکہ وہ تو محض فسخ ہے طلاق کا اوسمیں احتمال نہیں۔

(۲۶۳) نہیں لاحق ہوتی طلاق اوس عورت کو جو فسخ کی عدت میں ہے مگر مرتد ہو جانے میں طلاق لاحق ہوتی ہے (یعنی مرتدہ کی عدت میں طلاق میرہ سکتی ہے۔

(۲۶۴) اگر فرقت جابت زوج سے ہے تو طلاق ہے۔ فرقت زوج سے فرقت مراد ہی جو عورت کی طرف سے نہ ہو سکے تو تقبیل اور اسلام اور ارتداد اور خیار بلوغ وغیرہ فرقت زوج سے نکل گئے (کیونکہ اس قسم کی فرقت طلاق نہیں بلکہ فسخ ہے اس واسطے کہ مرد اور عورت دونوں کی طرف سے فرقت ہوتی ہے نہ مخصوص ساتھ مرد کے۔

(۲۶۵) مرد کی طرف سے فرقت طلاق ہے لیکن ملک (یعنی ایک مرد نے لوٹدی سے نکاح کیا پھر اوس کو خرید لیا تو نکاح فسخ ہو گیا اور جدائے مرد کی طرف سے ہووے تو طلاق نہوئی فسخ ہوا) یا ارتداد میں طلاق نہیں (کیونکہ ارتداد زوجہ بھی فسخ ہے طلاق نہیں ہے۔

(۲۶۶) ہم خفیون کے نزدیک جو جدائی زوج کی طرف سے ہو اون سب جدا تہوں میں زوج پر مہر دینا واجب ہے سوائے خیار بلوغ کے کہ اوسمیں

مہر ساقط ہے۔ کذا فی المدنی طحطای

(۲۶۷) مشروط ہے سب جدائیوں میں حکم قاضی کا مگر آٹھ جدائیوں میں قاضی کا حکم مشروط نہیں ہے کوئی فرقت یہ وہ حکم قاضی کے تمام نہیں ہوتی زوجین کو قاضی کے پاس رجوع کرنا ضرور ہے مگر ان جدائیوں میں قاضی کے حکم کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ فرقتِ خیارِ عتق کی۔ فرقتِ ملک کی۔ فرقتِ اسلامِ حربی کی۔ فرقتِ تقبیل وغیرہ کی۔ فرقتِ سبی کی۔ فرقتِ ایلا کی۔ فرقتِ تباینِ دارین کی۔ فرقتِ فسادِ عقد کی۔

(۲۶۸) جدائیِ نکاح کی دو جنس میں منحصر ہے۔ فسخ یا طلاق۔

(۲۶۹) جو جدائی بمرتبہ فسخ کے ہے وہ بارہ ہیں۔ کذا فی نہد الفایق

اول۔ تباینِ دار مثلاً عورت دارا کرب چھوڑ کر دارا سلام میں آئی مسلمان ہو کر یا ذمیہ ہو کر تو اپنے شوہر سے جدا ہو گی تو فی الفور اس کا نکاح درست ہو دوم فرقتِ کمی مہر کے ساتھ نکاح ہو کے مثلاً عورت نے اپنا نکاح مہر مثل سے کم پر کر لیا تو ولی دو وزن میں نقص ریق کر دے گا اگر قبل دخول کے نقص ریق ہو تو کچھ مہر تپا دے گی اگر بعد دخول کے تفريق ہو وے تو مہر سہمی پاوے گی۔

سوم فرقتِ فسادِ عقد کے سبب سے مثلاً لونڈی سے نکاح کیا ہو پر۔ چہارم فرقتِ فقدانِ کفہ کے سبب سے مثلاً عورت نے نکاح کیا غیر کفہ سے تو اوہ کو حقیقی فسخ کر دینے کا اختیار ہے۔

پنجم فرقتِ تقبیل کے سبب سے مثلاً عورت نے شوہر کے پیہ کو شہوت سے مساس کیا یا بوسہ لیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا شوہر نے زوجہ کی بیٹی کو مساس کیا تو نکاح فسخ ہو گیا۔

ششم فرقت سببی یعنی عورت کا مفید ہو کر دارالاسلام میں آنا (تباہی دار) سے جدا ہوتی ہے سببی سے جدا نہیں ہوتی اگر سببی مع تباہی دار مراد لہجہ تو فقط تباہی دار فرقت میں کافی ہے۔ کذا فی حاشیہ المدنی۔

ہفتم فرقت بوجہ مسلمان ہو جانے حربی کے مثلاً شوہر حربی مسلمان ہوا اور عورت کے تین حیض گزر چکے یا تین مہینہ گزر گئے تو یہ جدائی فسخ ہے۔

ہشتم فرقت ارضاع یعنی ششہ خواہی مثلاً جوان عورت نے اپنی بی بی کو دودھ پلایا جس کی عمر دو برس سے کم تھی تو دو نواہ فسخ ہو گیا۔

نہم فرقت خیارت یعنی صغیرہ لونڈی کا نکاح کر دیا پھر اس کو قبل بلوغ انا کر دیا تو اب اس کو خیارت عتق حاصل ہے واسطے فسخ نکاح کے۔

دہم فرقت خیارت بلوغ یعنی صغیرہ حرہ کا نکاح کر دیا کسی نے سواہر پاپ دادا کے تو وقت بلوغ کے صغیرہ نکاح فسخ کر سکتی ہے

یازدہم فرقت ارتداد یعنی مثلاً مرد مرتد ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا۔

دوازدہم فرقت ملک بعض مثلاً زوجہ زوج کی مالکہ ہو جاوے یا زوج

زوجہ کا مالک ہو جاوے کل ملکیت ہو یا بعض تو نکاح باقی نہ رہیگا (ملک بعض

اس واسطے کہ جب ملک بعض میں فرقت ہوے تو ملک کل میں بطریق اولیٰ فرقت ہوگی۔

(۲۷۰) جو جدائی ہمبزلہ طلاق کے ہے وہ چارہ میں کذا فی نہر الفایوق۔

اول فرقت محبوب مثلاً عورت نے مرد کو مقطوع الذکر و اخصیبتین پایا۔

دوم فرقت عنین مثلاً عورت نے مرد کو نامرد پایا۔

سوم فرقت طلاق مثلاً مرد نے چار مہینہ صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی اور چار مہینہ

بدون جماع گزر گئے۔

چہارم فرقت اٹھان مثلاً مرد نے عورت کو یہ کاری کے ساتھ منسوب کیا
بدون گواہوں کے پھر کاذب پر لعنت کر کے دو ٹون میں جدا کی ہو گئی۔

(۳۷۱) باطل ہوتا ہے اختیار باکرہ کا بشرطیکہ مختار ہو سکوت میں منہ و
نواور اصل نکاح کا علم رکھتی ہو تو اگر چہ چھٹیک اور کھانسی آنے سے یا کسی کے
منہ غیر کر لینے سے بول نہ سکے تو یہ سکوت عذری مبطل خیاب نہیں ہے بطرح
اگر قبل خلوت کے باکرہ نے مقدار مہر کی پوچھی یا زوج کا حال پوچھا یا سلام
کہا یا ہون پر تو ایسے کلام سے اختیار باطل نہیں ہوتا کذا فی نہر الفایق۔

(۳۷۲) خیاب بلوغ کا دراز نہیں ہوتا آخر مجلس تک کیونکہ خیاب بلوغ کو شل
شفیع کے اتحاد مجلس ضرور ہے یعنی مجلس میں عورت کو بلوغ ہوا یا علم نکاح کا
ہوا تو فوراً اظہار کرے اگر سکوت کر گئی تو پھر سماعت ہوگی

(۳۷۳) اگر حق شفیع کا خیاب بلوغ کے ساتھ جمع ہوا تو ابتدا اختیار بلوغ
سے کرے (کیونکہ یہ دینی امر ہے اور گواہ کرے اپنے بلوغ پر یوں کہتی
ہوئی کہ میں اب بالغ ہوئی یہ کہنا احیاء حق کی ضرورت کے سبب سے ہے

(۳۷۴) جیسے خون حیض کا دیکھنے طلب کرے اس اگر رات کو خون
دیکھے تو زبان سے یوں طلب کرے کہ میں نے نکاح فسخ کیا اور صبح کو
گواہ کرے اور کہے کہ میں نے خون اب دیکھا (کیونکہ حیض ہر دم اندک اندک

جاری رہتا ہے صبح کو یہ کہنا کہ میں نے اب دیکھا کذب نہیں ہے علاوہ اس کے
بضرورت احتیاط حق اس میں کذب بھی روا ہے کذا فی حاشیہ المدنی
(۳۷۵) سکوت سے خیاب بلوغ کا باطل ہو جاتا ہے اگرچہ صرہ باکرہ حق

خیاب سے جاہل ہو (کیونکہ دارالاسلام میں صرہ کا عذر جمل اسوا سے قبول
نہیں ہو سکتا کہ وہ جان و مال کی مالک تھی اس لئے کیوں احکام شرعی نہیں

(۳۷۶) بخلاف ازاد کے خیار کے کہ او سکوا متداد ہے دریافت ہونے
مک پہ سبب مصروف رہنے لونڈی کے خدمت مولیٰ بین (لونڈی کاغذ
جمل اس واسطے مقبول اور معتبر ہے کہ مالک کی خدمت سے فراغت نہ تھی کہ
احکام شرعی کو سیکھتی

(۳۷۷) خیار صغیر اور ثیب کا جبکہ وہ بالغ ہوں باطل نہیں ہوتا سکوت
سے بدون رضامندی صریح کے یا جو فعل کہ رضامندی پر دلالت کری جیسے
بوسہ لہنا اور مساس کرنا اور مہر کا دنیا پس اگر لڑکا نابالغ تھا اور ثیب بھی
صفیہ نہ تھی اور نکاح کر دیا غیر اب وجہ نے تو او لگا خیار بجز و بالغ ہونے کے
باطل نہیں ہوتا اون دونوں کے کھڑے ہو جانے سے مجلس سے اون کے
اختیار کا وقت تمام عمر ہے سو باقی رہیگا اختیار جب تک رضامندی پائی
جاوے۔

(۳۷۸) اگر شوہر نے بعد بلوغ ثیب کے جماع کیا اور عورت نے دعویٰ
کیا کہ جماع زیر دستی سے تھا تو عورت کی تصدیق کی جاوے گی (کیونکہ ظاہر
حال اور لگا صدق ہے۔

(۳۷۹) قاعدہ یہ ہے کہ دعویٰ اپنی زیر دستی کا کرے او سکا قول
لائق اعتبار کے ہے اگرچہ دشمنی حاکم کی قید میں ہو اس قاعدہ کو یاد رکھنا
چاہیے

(۳۸۰) ولی النکاح (نہ ولی المال بین) وہ ہے جو عصبہ بذات خود ہو
یعنی عصبہ بنفسہ ہو تو عصبہ بنفسہ کی تہذیب سے عصبہ غیرہ نکل گیا۔

(۳۸۱) عصبہ بنفسہ وہ ہے جو لگا ور کے میت سے یعنی ازاد عورت
غیر مکلف سے بدون واسطے عورت کے خلیل باپ اور بیٹا اور مولیٰ عصبہ

بنفسہ ہیں۔ گدائی حاشیہ المدنی
(۲۸۲) ولایت نکاح کی ترتیب اوپر ترتیب وراثت اور حجب کے ہی
نو مقدم ہوگا مجنونہ کا بیٹا مجنونہ کے باپ پر (کیونکہ بیٹا حاجب ہوتا ہے
باپ کا ساتھ حجب نقصان کے اس واسطے ولایت بیٹے کی مقدم ہوئی
باپ پر۔

(۲۸۳) شرط ولایت عصہ بنفسہ کی یہ ہے کہ مکلف اور مسلمان ہو
عورت مسلمان کے حق میں (کیونکہ کافر کی ولایت نہیں ہے اور عید
اور صغیر کی تو مطلق ولایت نہیں ہے۔

(۲۸۴) مسلم کو کافر پر ولایت نکاح و مال نہیں ہے مگر عام سب سے
التمہ ولایت ہے مثلاً مسلم مالک ہو کافر لونڈی کا یا پادشاہ ہو یا قاضی
یا شاہ ہو۔

(۲۸۵) کافر کو ولایت ہے انہی بیٹی کافرہ پر باتفاق اصل کفر میں
حماثلت چاہے گو ملت ہر ایک کی جدا ہو مثلاً نصرانی کو یودی کی بیٹی
پر ولایت ہے۔

(۲۸۶) اگر عورت کا کوئی عصہ ہو تو ولایت نکاح کی مان کو ہے پھر داری
کو (قینہ میں اسکے عکس ہے) پھر ولایت سے بیٹی کو محنون اور مجنونہ
کی پھر بونی کو پھر ناتن کو سب طرح اخیر فروع تک پر ولایت ہے نانا کو پھر
سگی بہن کو پھر سوتیلی بہن کو پھر مادری اولاد کی اولاد کو۔

(۲۸۷) پھر ولایت بقیہ ہے ذوی الارحام کو یعنی پھر بیچون کو پھر مامون
کو پھر خالان کو پھر چچا کی بیٹیوں کو اسی ترتیب سے اون کی اولاد کو
یعنی اصلی پو بیچون کی اولاد کو پھر مامون کی اولاد کو علی ہذا القیاس شہمی

(۲۸۸) پھر ولایت ہے مولیٰ الموالات کو (مولیٰ الموالات اوسکو کہتے ہیں جو کسیکے ہاتھ پر کوئی کافر مسلمان ہو) مثلاً زید کے ہاتھ پر نالہ سلطان ہوا اور وہ جمہول نسب تھا وہ مر گیا تو اوسکی بیٹی صغیرہ کے نکاح کی ولایت زید کو ہوگی۔

(۲۸۹) پھر ولایت ہے پادشاہ کو پھر قاضی کو جبکی سند قضا میں تصریح کر دیتی ہو نکاح صغار کی ولایت کی پھر قاضی کے نائبوں کو اگر قاضی کو ترجیح صغار کا حکم نہ ہو تو قاضی کی نائبوں کو ترجیح صغار کی درست نہیں ہے (۲۹۰) جائز نہیں وصی کو وصی ہونے کی راہ سے کہ نکاح کرے یتیم کا کسی طرح اگرچہ اوسکو باپ نے نکاح کر دینے کی وصیت کی ہو۔

(۲۹۱) جائز نہیں قاضی کو ترجیح صغیرہ کی اپنی ذات کے واسطے نہ اوس جسکی گواہی اوسکے حق میں مقبول نہیں یعنی جیسے باپ اور بیٹا کذا فقہ معین الاحکام

(۲۹۲) صغیرہ نے نکاح کیا اپنا اوس جگہ جہاں کوئی ولی اور عالم یعنی قاضی وغیرہ نہیں ہے تو یہ نکاح موقوف رہے گا اور نافذ ہوگا یہ سبب اجازت صغیرہ کے بعد بالغ ہونے کے (یہ نکاح باطل نہیں ہے بلکہ موقوف ہے کیونکہ پادشاہ اوسکا اجازت دینے والا موجود ہے سوالیٰ صدور عقد کے وقت اگر اوسکا کوئی مجیز یعنی اجازت دہندہ نہ ہو تو وہ عقد باطل ہے جواب اوسکے مخیر یا شاہ موجود ہے۔

(۲۹۳) اگر نکاح کیا دو برابر کے ولی (مثلاً دو بھائی یا دو چچا) نے تو پہلا نکاح مقدم ہوگا اور تقدم اور تاخیر نہ معلوم ہو تو دونوں باطل ہوں گے (۲۸۴) جائز ہے ولی ابعہ کو نکاح کر دینا حتیٰ اقرب کے غائب نہیں

پس اگر نکاح کر دیا ابھنے اقرب کی موجودگی میں تو نکاح موقوف رہیگا
اوسکی اجازت پر مثلاً اُسوتیلے بھائی نے نکاح کر دیا سگے بھائی کے ہوتے
تو نکاح موقوف رہیگا سگے بھائی کی اجازت پر سگے بھائی چاہے تو جائز
رہے چاہے باطل کر دے۔ کذا فی قسمستانی اور اگر اقرب مر گیا یا بالکل غائب
ہو گیا تو اب ولایت البد پر پھرائی تو بھی نکاح جائز نہ ہوگا بدون اوسوقت
کی اجازت کے

(۲۸۵) ترفیح البد کی جائز ہے جب اقرب غائب ہو بمقدار مسافت قصر
یعنی تین شبانہ روز کے اسی پرستوی سے بتین میں کذا فی حاشیۃ المدنی
(۲۸۶) غیبت کی مقدار بیان تک ہے کہ کفو ملگنی کرنے والی کا ولی
اقرب کے جواب کا منتظر نہ رہ سکے اسی پرستوی سے ملتقی باقانی ابن کمال
محرم الرایق حاشیۃ المدنی۔

(۲۸۷) ثمرہ اختلاف بین القولین کہ اوس ولی اقرب میں ظاہر ہوگا
جو چہرہ ہاشر میں اس طرح کہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ احتیاط غیبت منقطع ہے
یا نہیں اس صورت میں بموجب روایت متن کے البد کی ترفیح جائز نہوگی
کیونکہ مسافت قصر کی نہیں اور بموجب روایت ملتقی کے جائز ہے اگر کفو ظاہر
نہ کر سکے۔

(۲۸۸) اگر نکاح کیا عورت کا ولی اقرب نے اپنے محل غیبت میں تو یہ
نکاح جائز نہ ہوگا بنا پر قول ظاہر کے کذا فی ظہر یہ۔

(۲۸۹) نہراغایق میں ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں کیونکہ یہ سبب غیب کے ولایت
منقطع ہوگی محیط مبسوط حاشیۃ المدنی۔

(۲۹۰) اور ثابت ہے کہ اولیا البد اولیا رنسی سے ہوں تو بادشاہ اور

قاضی کل گیا کذا فی شرح الوہبانیہ

(۲۹۱) اگر خوف ہو کفو نکلنے کا اور ولی اقرب نکاح نہ کرے تو قاضی

نکاح کر دے فتاویٰ عن غیاث المغتیبین

(۲۹۲) اقرب کی اتباع ترمذیج سے ابعد کو نکاح کر دینا ثابت ہے بالاجماع

(کیونکہ جب اقرب نے بالکل نکاح کو روک دیا تو ولایت سے معزول ہوا

اسوقت ابعد قائم مقام اقرب ہوگا۔

(۲۹۳) باطل نہ ہوگی نیت اقرب میں ترمذیج ابعد کی جو پہلے ہو چکی اقرب

کے پھر آنے سے بہ سبب حاصل ہونے ترمذیج کے پوری ولایت سے۔

(۲۹۴) ولی نکاح محنون اور محنوں کا بیٹا ہے نہ باپ اگرچہ بیٹا سافل

ہو مثل پوتہ پر پوتہ کی امام اور ابو یوسف کے نزدیک (اور مال کے تصرف

میں تو باپ ولی ہے باتفاق شافعی اور محمد کے) اگرچہ جنون عارضی ہو

مگر ہے کہ باپ محنوں کے نکاح کر دینے کا امر کے بیٹے کو تاکہ باتفاق

امام اور صاحبین کے صحیح ہو۔

(۲۹۵) اگر اترا کر کیا صغیر یا صغیرہ کے ولی نے یا مرد کے وکیل یا

عورت کے وکیل نے یا غلام کے میان نے نکاح کا تو اقرار نافذ نہ ہوگا کیونکہ

اقرار اپنی ذات پر حجت ہوتا ہے نہ غیر پر۔

(۲۹۵) صغیر اور صغیرہ جب کہ بالغ ہو کر نکاح کے منکر ہوں اسوقت میں

ولی کا اقرار نافذ نہیں۔

(۲۹۶) اگر ولی نے اون کی حالت صغیر میں نکاح کا اقرار کیا اور دونوں

نے بعد بلوغ کے اسکا انکار کیا تو بالاتفاق صحیح ہے منہج القدر ماضیہ المدنی

(۲۹۷) لونڈی کے مالک کا اقرار نافذ ہے (کیونکہ منافع اسکی قرابت کے

مولیٰ کی ملک ہیں مثلاً ایک مرد نے ایک لونڈی کے نکاح کا دعویٰ کیا اور
اوسکے گواہ نہیں اور اوس لونڈی کے میان نے اوسکی تصدیق کی تو
اقرار مولیٰ کا نافذ ہوگا۔

(۲۹۸) اقرار ولی کا اوسوقت نافذ ہوگا جب گواہ گواہی دین نکاح کی
اسطر پر کہ قاضی قائم کرے ایک کو مدعی و غیر کی طرف سے تاکہ وہ نکاح کا
انکار کرے پھر اوسپر گواہ قائم ہوں۔

(۲۹۹) یا صغیر اور صغیرہ بالغ ہوں پھر اوسکی تصدیق کر بن لہجہ ولی
کے امر کی یا تصدیق کرے موکل اپنے و مکمل کی اقرار کی یا اعلام اپنے
میان کے اقرار کی نزدیک امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے معاجین کے
مزدبک باوہا شہادت کے بھی ولی و غیرہ کے اقرار کی تصدیق ہوگی۔

(۳۰۰) یہ مسئلہ اقرار کا خارج ہے فقہاء کے اس قول سے کہ جو مالک
بے انشاء کا وہ مالک ہے اقرار کرنے کا بھی باوجودیکہ ولی انشاء نکاح
کا مالک ہے لیکن اقرار نکاح کا مالک نہیں تو یہ مسئلہ قاعدہ مذکور سے
مستثنیٰ ہے اور اس استثناء کی اور بھی مثالیں ہیں مثلاً وصی یتیم کا فرض
لتیا تو اوصی اوسکے انشاء کا مالک ہے اور اوسکے اقرار کا مالک نہیں ہے۔
یعنی اوسکا اقرار بدون شہادت کے نافذ نہیں ہے۔

(۳۰۱) سوال کیا درست ہے ولی مجنون اور احمق بدیدہ پیر کو اوسکا
نکاح کر دنیا ایک عورت سے زیادہ شارب النہر کا پیر ہو کر کہتا ہے
یہ مسئلہ اپنے مذہب میں نے نہیں دیکھا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
نے اسکو منع کیا ہے اور اوسکو جسی کے حق میں جائز رکھا ہے بہیہ حاجت

باب الکفارت یہہ باب ہے کفو کے بیان میں

عرب کسی چیز کے برابر ہونے کو کا فاء یوستے ہیں (کتاب النکاح بن کفارت سے مراد مخصوص برابر یا ہونا عورت کا کمتر مرد سے۔ سو اگر عورت نے اپنا نکاح کیا افضل مرد سے تو بیان ولی کو حق تفسیق کرانے کا نہیں ہے کہیونکہ ولی کو یقاً ننگ نہیں ہے۔

(۳۰۲) برابر ہے معنوی شروع نکاح میں تو اگر نکاح کے وقت مرد عورت کی برابر تھا پھر کمتر ہو گیا۔ مثلاً خاسق ہو گیا تو نکاح شنیع نہیں ہوتا کفارہ معتبر ہے لزوم نکاح کے واسطے۔

(۳۰۳) ہر چند نکاح بدون کفارت کے بھی صحیح ہے مگر ولی کا حق اعتراض باقی ہے۔

(۳۰۴) کفارت کا اعتبار ہے مرد کی جانب سے (کہیونکہ عورت شریفی انکار کرتی ہے کمتر کے فرائض ہونے سے اور مرد طالب ہے فرائض کا تو اوسکو ریج نہ ہو کا کمتری مفروض سے۔

(۳۰۵) کفارت کا اعتبار مرد کی جانب میں ہے امام اور صاحبین اور سب کے نزدیک قول صحیح میں کذا فی الجنازۃ۔ لیکن خطیرہ وغیرہ میں عورت کی کفارت کا اسقاط امام کے نزدیک ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک کفارت بہر معنی ہے عورت کی جانب میں بھی۔

(۳۰۶) کفارت حق ہے ولی کا نہ حق عورت کا۔ تو نکاح کیا عورت نے ایک مرد سے اور حال اوسکا عورت کو معلوم نہ تھا سونا گمان و ظلام نکلا تو عورت کو اختیار نہ ہو گا بلکہ اوسکے اولیا کو حق فسخ ہو گا۔

(۳۰۷) اولیا نے عورت کا نکاح کر دیا اوسکی رضامندی سے اور نجانا اولیا نے عدم کفارت کو پھر معلوم کیا کہ زوج کفو نہیں ہے تو کب تک اختیار

فتح نہیں ہے مگر جب کہ شرط کر لی ہے اولیات نے کفاست کی اور خیر کر دی ہو زوج نے کفو ہونے کی نکاح کے وقت پھر ظاہر ہو ا کہ کفو نہیں ہے تو اولیا کو حق فسخ ہو گا۔ کذا فی الولو احمد

(۲۰۹) سستی کفاست واسطے لزوم نکاح کے بخلاف امام مالک کے اونکے نزدیک کفاست کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

(۲۰۹) اور اعتبار برابری کا بحیثیت نسب کے ہے (کیونکہ آدمی نسب کا پڑا فخر کرتا ہے قریش آپس میں ہمسر و برابر ہیں قریش اولاد نضر بن کنانہ کی ہیں جنہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بارہویں پشت میں ہیں پھر باقی عرب آپس میں ہمسر ایک دوسرے کے ہیں۔ عجم کے لوگ ہمسر عرب کے نہیں ہیں۔

(۲۱۰) کفاست نسب کا اعتبار فقط عرب میں ہے (کیونکہ عجم کے لوگوں میں نسب ضائع ہو گیا تو ان میں برابری محترم ہے حرم ہونے میں اور مسلمان ہونے میں۔

(۲۱۱) جو مرد خود مسلمان ہو یا آزاد ہو وہ برابر نہیں ہے اوس عورت کے جس کا باپ مسلمان یا حر ہے یا آزاد ہے اور مان اوس کی جڑہ اصلی ہے (۲۱۲) جس مرد کا باپ مسلمان یا حر ہے وہ برابر نہیں ہے اوس عورت سے جس کا باپ اور دادا دونوں مسلمان ہوں اور باپ دادا کا حر اور مسلمان ہونا برابر ہے چند پشت کے اسلام اور حر ہونے کے یعنی دو پشت کی آزادی اور اسلام برابر ہے۔ آزادی اور اسلام دس پشت کے بسبب تمام ہونے نسب کے دادا پر

(۲۱۳) برابر ہو مسلمان بنفسہ آزاد بنفسہ کے (کیونکہ مسلمان کے باپ

دادا حرتی مگر مسلمان نہ تھے۔ اور آزاد کے باپ دادا مسلمان تھے مگر مرد
نہ تھے تو غیب سے دو دونوں خالی نہیں ہے۔ مستحق القدر
(۳۱۷) جو مرد آزاد ہے کم ذات کا وہ برابر نہیں اوس عورت کے
جسکا آزاد کر نوالا شریف ہے۔

(۳۱۵) جو مرد ہو کہ پھر مسلمان ہو برابر ہے اوس مسلمان۔ کہ ہو
مرد نہیں ہو۔

(۳۱۶) کفارت درمیان دو ذمیوں کے معتبر نہیں مگر دانت سے دفع فساد
کے یعنی راجہ اور چارہ دونوں برابر ہیں لیکن قاضی رایہ کی بیٹی کی جدائی
کر دیگا جس نے چارہ سے نکاح کیا بخیال رفع فساد کے نہ بیکالی کفارت۔ کہ
(۳۱۷) معتبر ہے عرب اور عجم میں کفارت دیندار کی یعنی برہمن کا ریکی تو
مرد فاسق برابر نہیں عورت صالحہ کے یا فاسقہ کے جو صالح کی بیٹی ہے
فاسق خواہ مطلق ہو یا غیر مطلق برابر قول ظاہر کذا فی نہر۔

(۳۱۸) معتبر ہے کفارت مال میں اس طرح کہ زوج قادر جو مہر معجل پر بطور
رواج کے اور قادر ہو ایک مہینہ کے نفقہ پر اگر پیشہ ور نہ ہو۔

(۳۱۹) اگر پیشہ ور ہو تو کسب کر سکتا ہو ہر روز بقدر اتنا نفقہ
عورت کے قدرت نفقہ پر اوس وقت ضرور ہے جب کہ عورت کو ردہشت
جماع کی ہو۔ والا قدرت فقط مہر معجل کی کافی ہے۔ کذا فی ذخیرہ۔

(۳۲۰) برابری معتبر ہے پیشہ میں سو جولاہہ کی برابری نہیں درزی کی
بیٹی سے اور درزی برابر نہیں نیازا اور سوداگر کے اور یہ دونوں برابر
نہیں عالم اور قاضی کے۔

(۳۲۱) حکام ظالمین کے خدام تو سب پیشہ ورون سے خسیس اور بدتر

ہیں اگرچہ صاحب عروت اور مالدار ہوں کیونکہ اولنگ مال ظلم و ستم سے جمع ہوا ہے۔
 (۳۲۲) وقف کے وظائف اور روزینہ وار اور خطبہ خوان ہم سب پر تاجہ کا اگر وظیفہ
 حنفیہ ہو جسے درباری اور اسی مدرس یا ناظر ہمسرے امیر کی بیٹی کا مصرعین کذا فی بحر
 (۳۲۳) کائنات میں شہر کا کچھ اعتبار نہیں ہے لوگ انوں کا رہنے والا کفہ شہر
 کے رہنے کا نہ کفوین قول بصورتی کا اعتبار ہے نہ عقل کا اعتبار ہے زان علیہ نکاح
 اعتبار ہے جسے بیخ فسخ ہو جاتی ہے جیسے خدام اور برسس اور گندہ دہنی
 بر خلاف مذہب شافعی کے۔

(۳۲۴) اعتبار کائنات کا ہے نزدیک شروع عقد کے تو ضرر نہیں کرتا
 زوال ہمسرہ کا بعد عقد کے مثلاً شروع عقد میں ہمسرہ بچہ فاسق ہو گیا
 تو نکاح فسخ نہ ہوگا۔

(۳۲۵) اگر شوہر پہلے دباغ تھا پھر تاجر ہو گیا تو اگر دباغت کی عار باقی
 ہے ہمسرہ ہوگا اور اگر دباغت کی عار باقی نہیں ہے تو ہمسرہ ہوگا
 کذا فی تہذیب الفقہاء۔

(۳۲۶) مرد عجمی یا برہمن ہے عورت عربی کے اگرچہ عجمی عالم ہو یا
 بادشاہ بقول اصح۔ نسخ القدر بکسر الراء

(۳۲۷) لڑکا کفوے بسبب مالکدات اپنے باپ کے یا ماں کے یا اپنے
 دادا کے کذا فی نہر (کیونکہ اکثر یہ لوگ اپنے بیٹے کا گھر اوٹھا لیتے ہیں یعنی مہر
 بھل کا بار اوٹھا لیتے ہیں نہ نفقہ کا کذا فی ذخیرہ۔

(۳۲۸) نکاح کیا عورت کے کمتر مہر مثل سے تو جائز ہے ولی عصہ کو روک دینا
 یہاں تک کہ مہر مثل او سکا پورا ہو جاوے یا جدائی کر دے قاضی دو لون میں
 (کیونکہ حق دلی کا واسطے دفع عار کے ہے)

(۳۲۹) اگر طلاق دی عورت مذکور کو شوہر نے قبل تفریق ولی کے دخول سے پہلے تو نصف مومنین ملیگا۔

(۳۳۰) اگر تفریق کر دی ولی نے دونوں میں مستقبل و طلی کے تو کچھ مہر نہیں ملیگا۔ اور اگر تبعہ دخول کے تفریق ہوئی تو پورا مہر ملیگا۔

(۳۳۱) اگر دونوں میں کوئی مر گیا مستقبل تفریق کے تو مہر معین ملے گا۔ لکیون کہ ولی کو مہر مثل پورا کر لینے کا مطالبہ نہیں رہا بوجہ آخر ہونے نکاح کے بوجہ فوت کے۔ کذا فی جوابہ الفصادی۔

(۳۳۲) امر کیا ایک نے دوسرے کو کسی عورت کے نکاح کر دینے کا سو وکیل نے نکاح کر دیا لونڈی سے تو نکاح نافذ ہوگا۔ اور صاحبین نے کہا کہ یہ نکاح صحیح نہیں ہے یعنی نافذ نہیں ہے (کہونکہ نکاح کرنے پر ہر ایک کو قدرت ہے تو وکیل کرنے سے عمدہ غرض یہ ہے کہ نکاح ہمارا اور برابر سے نہ کمتر سے قول صاحبین کا بہتر ہے فتویٰ دینے کے واسطے شرح طحاوی۔

(۳۳۳) اجماع کیا فقہانے اسپر کہ اگر نکاح کر دیا وکیل نے موکل کا اپنی چھوٹی بیٹی سے یا اپنی محکوم عورت سے خواہ ازاد لونڈی ہو اور سکی یا بھینچی تو جائز نہ ہوگا۔ کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۳۳۴) اسبطرح جائز نہیں ہے وہ نکاح جو امر کیا ایک نے دوسرے کو کہ نکاح کر دے معین عورت سے یا حرہ یا لونڈی سے پھر وکیل نے مخالفت کی یا عورت نے اپنے وکیل سے اپنے نکاح کر دینے کو کہا اور زوج معین نکلیا سو وکیل نے اسکا نکاح کیا غیر کہو سے تو نکاح جائز نہیں بالافتاق۔

(۳۳۵) ایک مرد نے امر کہا ایک عورت سے نکاح کر دینے کا اور سنے دو عورتوں

سے نکاح کر دیا ایک عقد میں تو یہ نکاح نافذ نہ ہوگا بسبب مخالفت امر کے۔

(۳۳۶) جائز ہے موکل کو دو عورتوں کا نکاح درست رکھے یا ایک عورت

کا اور اگر دو عقد میں ہوا تو پہلا نکاح لازم ہوگا دوسرا موقوف رہے گا موکل

کی اجازت پر۔

(۳۳۷) ایک مرد نے کہا دوسرے کو کہ دو عورتوں سے ایک عقد میں

نکاح کر دے سو وکیل نے ایک عورت سے یا دو عورت سے دو عقد میں نکاح

کر دیا تو جائز ہے۔

(۳۳۸) اگر کہا موکل نے کہ میرا نکاح نہ کرنا مگر دو ہی عورتوں سے ایک عقد

میں اور وکیل نے دو عقد میں دو عورتوں سے نکاح کر دیا یا یوں

کہا تھا کہ میرا نکاح نہ کرنا مگر دو ہی عورتوں سے دو عقد میں سو وکیل نے دو عورتوں

سے نکاح کر دیا ایک عقد میں تو یہ مخالفت جائز نہ ہوگی۔

(۳۳۹) موقوف نہیں ہے ایجاب اور سکے قبول کرنے پر جو مجلس ایجاب

سے نائب ہے حاضر نہیں تمام عقود معاوضہ مثل نکاح وسیع و محکم و اجابہ

وغیرہ میں بلکہ باطل ہو جاتا ہے اور نہیں لاحق ہو سکتی اور سکوا جازت بالایجاب

(۳۴۰) دو عورتوں طرف نکاح یعنی ایجاب اور قبول کا ایک شخص متولی ہوتا

فقط ایجاب سے جو قائم مقام ہے قبول کا اور سکی پانچ صورت ہیں۔

۱۔ ایک شخص جائنیں کا ولی ہو مثلاً زید یوں کہ کہہ بیٹے اپنی ناتج کا نکاح

کر دیا اپنے پوتے سے۔

۲۔ یا وکیل ہو دو عورتوں طرف سے اور یوں کہ کہ میں نے نکاح کر دیا اپنی

موکل کا اپنی موکلہ سے۔

۳۱ یا ایک طرف سے اصل اور دوسری طرف سے وکیل ہو اور کہ
کہ میں نے نکاح کر دیا اپنی دیکھ کا اپنی ذات سے۔

۳۲ یا ایک طرف سے اصل اور دوسری طرف سے ولی ہو اور کہ کہ
میں نے اپنے چاکی بیٹی کا نکاح کیا اپنی ذات سے۔

۳۳ یا ولی ہر ایک طرف سے اور وکیل ہر دوسری طرف سے اور کہ
کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اپنے موکر سے بشرطیکہ شخص واحد ہو جو متولی
ہے طرین کا فتویٰ تو کسی طرف سے البتہ کہ قبول کرنا فتویٰ کا مستحکم
معتبر نہیں اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایما پہ موقوف نہیں رہتا عاید
کے قبول پر۔

(۳۴۱) نکاح غلام اور لونڈی کا موقوف رہتا ہے مو کی اجازت پر
بطرح نکاح کر دینا فتویٰ کا موقوف رہتا ہے زوج اور زوجہ کی اجازت
پر (فتویٰ وہ ہے جو غیر کے واسطے تصرف کرے بدون ولایت و وکالت کے
(۳۴۲) جائز ہے چچا کی بیٹی کو نکاح اپنی چچا کے لئے صغیرہ کے ساتھ
اور اگر وہ بالغہ ہے تو استبدان ضرور ہے یہاں تک کہ اگر ابن عم نے نکاح
کر دیا بدون استبدان بالغہ کے اور وہ چپ رہی یا رضامندی کی تصریح
کر دی تو بھی نکاح جائز نہیں ہے نزدیک امام اعظم کے اور محمد کے اور
نزدیک ابو یوسف کے جائز ہے۔

(۳۴۳) اس طرح مولے آزاد کرنے والے کو اور حاکم اور سلطان کو
نکاح بالغہ میں استبدان ضرور ہے بدون استبدان عقد جائز نہیں کہ انہی
جو ہرہ و نخلان صغیرہ کے اس واسطے کہ قاضی اور سلطان کو صغیرہ سے
انہا نکاح کرنا جائز نہیں ہے کہ

(۳۴۳) ایت عم کو بائیں ہاتھ کا اپنی ذات کے ساتھ تو ہوگا اصل اپنی بائیں سے اور وولی دوسری جانب سے اس طرح مالا آزا و کر نیوالا صغیرہ کے نکاح میں نہیں ہوگا اپنے طرف سے اور وولی ہوگا صغیرہ کی طرف سے چاہے کہ وہ بائیں سے ہو کہ وکیل کا کلمہ کا نکاح کرے اپنی ذات سے یہ نکاح درست ہے اور اگر بائیں طرف سے اور وکیل ہوگا عورت کی طرف سے (۳۴۵) اگر عورت نے وکیل کیا اپنے نکاح کر دینے کا کسی دوسرے وکیل نے اسے نکاح کیا اپنے ساتھ تو یہ نکاح جائز نہیں ہے (کیونکہ عورت نے وکیل کو نکاح کر دینے والا قرار دیا نہ نکاح کر لینے والا۔

(۳۴۶) وکیل کیا عورت نے کہ تصرف کرے اس کے اہرین یا کہا کہ میرا نکاح کر دے جس سے چاہے تو صحیح نہ ہوگا وکیل کو اس کا نکاح کر لینا اپنی ذات سے کذا فی فائبر۔

(۳۴۷) جو ان کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ وکیل بسبب خطاب کرنے عورت کے معرفہ یعنی ہو کیا تو داخل ہوگا معرفہ تحت نکرہ یعنی غیر معین کے خلاف یہ ہے کہ وکیل بسبب خطاب کے معین ہو گیا اور عورت نے نکاحات میں زوج کو معین نہیں کیا اور قاعدہ یہ ہے کہ معین غیر معین میں داخل نہیں ہوتا (۳۴۸) اگر اجازت دی زوج بازو پہنے جائے رکھا نکاح فضولی کو بعد اسکے مرنے کے تو نکاح صحیح ہوگا (کیونکہ صحت نکاح میں اجازت کے وقت قیام معقودہ (یعنی جس کے واسطے نکاح منعقد ہوا اور امد العاقدین کا) شرط ہے تو فقط ایک عاقد (یعنی فضولی) کی موت مضر صحت نکاح نہیں ہے اس واسطے کہ دوسرا عاقد موجود ہے بخلاف بیع کے۔

(۳۴۹) قبل اجازت مالک کے فضولی مالک نہیں نکاح توڑ کا بخلاف بیع کے

(۳۵۰) واسطے لازم ہونے عقد وکیل کے موافقت رکھنا موکل کے مہر مسمیٰ میں شرط ہے اور عدم موافقت بین نکاح لازم نہ ہوگا موکل کو اختیار ہوگا قبول کرے یا نہ کرے۔

(۳۵۱) حکم پیاچی کا مثل حکم وکیل کے ہے مثلاً مرنے عورت کے پاس کسی کو بھیجا واسطے پیام نکاح کے اور عیثوت نے شہود کے رو برو قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہوگا بشرطیکہ مہر مسمیٰ میں مخالفت نہ کی ہو۔

باب المہر یہ باب ہے مہر کے پیا کین

(۳۵۲) صداق اور صدقہ اور تحلہ اور عطیہ اور عقر یہ سب نام ہیں مہر کے اور اجرا اور علانی اور حیا اور فرقیہ بھی مہر کو کہتے ہیں کذا فی عاصیۃ المدنی (۳۵۳) جو ہرہ ہیں ہے کہ بیولون بین عقر مہر مثل اور لوتہ می بین دسوا حصہ قیمت باکرہ کا اور بیوان حصہ قیمت ثیبہ کا عقر ہے۔

(۳۵۴) کمتر درجہ مہر کا دس درم ہیں چاندی کے دس درم جو وزن بین سات شقال کی برابر ہیں زیادہ مہر کی کچھ حد نہیں۔

(۳۵۵) واجب بین دس درم اگر کم کا نام لیا اور واجب ہے زیادہ بقصد کیا نام لیا۔

(۳۵۶) دس درم شرعی کے ساڑھے اکتیس ماشہ ہوتے ہیں جسکے ڈیڑھ ماشہ کم تین روپیہ ہوے اگر گیارہ ماشہ کا روپیہ ہو۔

(۳۵۷) درم سکہ دار ہون یا بے سکہ یعنی چاندی کی ڈلی یا پتیر یا اگرچہ قرض ہو (یعنی شوہر کے کسی پر قرض تھے سوا اسے نکاح میں اونہیں دس درم ہونا) کا ہرعت نہ رکھا نہ بیا کوئی ایسی جنس ہو جسکی قیمت دس درم ہوں تو نکاح کے سوا اگر بعد نکاح کے قیمت کم ہو جاوے تو کچھ ضرر نہیں ہے لیکن جنس کی

قیمت کے متضمن ہونے میں ایہ بطلاق قبل وطی کے قبضہ کرنے کے دن کا اعتبار ہے مثلاً عورت کا نکاح ایک کپڑے پر ہوا جب کی قیمت دس درم تھی لیکن جس دن عورت نے کپڑے پر قبضہ کیا تو قیمت اس کی بیڑ درم ہو گئی تھی سو طلاق دی اس کو شوہر نے قبل دخول کے اور کپڑا ضائع ہو گیا تو عورت کو بیڑ درم پھیر دینا چاہیے (کیونکہ جس دن عورت کے قبضہ میں آیا تو بیڑ درم کا تھا) کذا فی حاشیۃ المدنی (۳۵۸) پورا مہر لازم اور نہ حکم ہوتا ہے بسبب وطی کے یا خلوت صحیحہ کے بیچ کی طرف سے یا بسبب مہر جانے زوج یا زوجہ کے یا بسبب دوبارہ نکاح کرنے کے عدت میں مثلاً مرد نے عورت کو طلاق یا بین دی بعد دخول کے پھر اس سے نکاح کیا عدت میں پھر طلاق دی قبل دخول کے تو واجب ہو گا مہر دوسرا پورا اور عدت جدا گانہ واجب ہو گی مہر کامل قبل خلوت کے اس واسطے واجب ہو گا کہ جو ب عدت کا فوق ہے خلوت پر کذا فی المحر اور باین کی فیدہ سو سٹے لگائی کہ طلاق رجعی میں نکاح دوسرا نہیں اور اول مہر کے سوا دوسرا مہر بھی نہیں ہوتا ہے کذا فی الطحطاوی۔

(۳۵۹) مہر کامل ہوتا ہے بسبب ازالہ بکارت عورت کے پتہ یا اول نکلی یا کنجی یا موم کی تہی وغیرہ سے۔

(۳۶۰) اگر ڈبیلنے سے ازالہ بکارت ہوا تو نصف مہر کو واجب ہو گا طلاق قبل وطی سے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی۔

(۳۶۱) اگر اجنبی کے ڈبیلنے سے ازالہ بکارت ہو گیا تو اجنبی پر نصف مہر واجب ہو گا اگر طلاق ہو سے عورت کو قبل دخول کے اور اگر طلاق ہو سے بعد دخول کے تو پورا مہر مثل واجب ہو گا۔ کذا فی نہر الفایق۔

(۳۶۲) وجب ہوتا ہے نصف مہر طلاق قبل وطی یا خلوت سے تو اگر نکاح

کیا عورت سے ایسی چیز پر سبکی قیمت یا پانچ درم تھی پھر اس کو طلاق دی
قبل و طلی یا غلط کے تو وہ چیز ادھی ملٹی عورت کو اور دہائی درم ملے گی
تاکہ نصف کامل ہو جاوے دس درم ادنیٰ مہر کا۔

(۳۶۶) بچہ اولیٰ نصف مہر زوج کی ملکیت میں بچہ و طلاق دینے کے جبکہ
زوج نے زوجہ کو مہر تسلیم نہ کیا ہو۔ اور اگر مہر تسلیم کر دیا ہو تو عورت کی ملکیت
کل مہر سے قبل و طلی کے باطل نہیں ہوتی بلکہ نصف مہر کا عود کرنا زوج کی
طرف موقوف ہے حکم قاضی یا عورت کے رضامندی پر اسی سبب سے نافذ
نہیں زوج کا آزاد کرنا مہر کے غلام کو بعد طلاق دینے عورت کے قضا یا رضامندی
(۳۶۸) نافذ ہوگا نصرت کرنا عورت کا قبل قضا یا رضامندی کے کل مہر میں سبب
باقی رہنے ملکیت عورت کے تو جس غلام پر عورت نے مہر کی دینے سے قبل
کیا بعد طلاق ہوئے کے بھی اگر اس کو آزاد کر دے تو یہ ختم نافذ ہوگا کیونکہ
اس کی ملکیت کل مہر پر قبل قضا یا رضامندی کے ثابت ہے۔

(۳۶۹) عورت پر واجب ہوگی نصف قیمت اصل کی جو قبضہ کرنے کے دن
تھی۔ فقط اصل قیمت اس واسطے واجب ہونی کہ مہر کی عددی زیادتی تنصیف
ہوتی ہے قبضہ کرنے سے پہلے نہ بعد قبضہ کرنے کے مثلاً لونڈی مہر میں طلی
پھر اس کے لڑکی پیدا ہوئی پھر عورت مطلقہ ہوئی قبل و طلی کے تو لونڈی کی
بقیہ قیمت قبضہ کرنے دن تھی اس کی قیمت عورت زوج کو پھر دے گی مگر لونڈی
کی اولاد کو بالکل اپنے ملک میں رکھے گی (کیونکہ اولاد زیادتی منفصل سے اور
زیادتی منفصل کی تنصیف قبضہ کرنے کے بعد نہیں ہوتی ہے۔

(۳۷۰) واجب ہے مہر مثل شفا رین (شفا را وسکو کہتے ہیں کہ ایک مرد نکاح
کر دے اپنی بیٹی یا بہن کا اس شرط پر کہ دوسرا مرد اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح

کروے اس سے تو دونوں نکاح سے خالی ہوتے ہیں۔ منع ہے حدیث سے اسوہ سلفہ میں مثل واجب قرار دیا کہ شمار نہ ہے جس میں مہر نہیں ہوتا۔
(۳۷) واجب ہے نہ مثل اور نہ نکاح ہیں کہ جس میں یہ مہر تھا کہ زوجہ خدمت کرے مثلاً ایک سال ایک برس کی خدمت کرنا مہر تھا اور حره یا لونڈی کا قاضی خان نے کہا کہ زوجہ سے خدمت لینا حرام ہے کیونکہ ذلت کا سبب ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۳۸) صحیح ہے نکاح لونڈی کا اس حدیث کہ خدمت کرے زوجہ اور اس کے مالک کی یا حره کا نکاح اس مشروط پر کہ زوجہ اور نکاح والی کی خدمت کرے بریل وقصہ حضرت شعیب و موسیٰ علیہ السلام کے۔

(۳۹) اگر غلام یا بارت مولیٰ کے حره سے نکاح کرے اور حره مثلاً خدمت کیسے نہ کرے تو جائز ہے حره عورت کو خدمت لینا شوہر سے بشرطیکہ غلام ہو اور اس کے مالک نے اجازت خدمت کرنے کی دی ہو کیونکہ خدمت کر سکتی ہیں غلام کی ذات نہیں ہے۔

(۴۰) صحیح ہے نکاح اس حدیث پر کہ شوہر کا غلام یا لونڈی خدمت کرے زوجہ کی یا بغیر کا غلام خدمت کرے اپنی مالک کی رضامندی سے یا کوئی اور حرا بی خوشی سے خدمت کرے لیکن جب حری کی خدمت مہر کا تو زوجہ پر نہ ملے گی قیمت واجب ہوگی کیونکہ خدمت حرمین مناسبت ہے بچہ و غلامت ہو تا اجنبی سے یا انکشاف ہونا بعض اعضا کا کذا فی نسخہ القدر۔

(۴۱) اگر مہر تعلیم قرآن تو واجب ہوگا مہر مثل یونیب نفس قرآنی کے اَنْ تَتَّقُوْا اَنْ تَمُوْا اَلْکُمْ یعنی نکاح طلب کرو اپنی مائتوں سے اور تعلیم قرآن مال نہیں۔

(۳۷۷) مناخرین کا فتویٰ ہے اس پر کہ تعلیم قرآن اور تعلیم فقہ پراہرت لمینا درست ہے۔ پھر جب اجرت لیتا درست ہو تو مہر بھی درست ہوگا۔
فتح القدیر میں ہے کہ قول مفتے یہ پر تعلیم قرآن کا مہر ہونا صحیح ہے۔ کہ اس نے حاشیہ المدنی۔

(۳۷۸) واجب ہے مہر مثل جب کہ مہر کا نام نہ لیا گیا ہو یعنی وقت کفاح کے مہر کے ذکر سے سکوت کیا یا نفی کی ان الفاظ سے کہ ہم نے کفاح کیا ہے مہر کے بشرطیکہ زوج نے وطی کی ہو یا ایک مرگیا ہو دو لون میں سے یہ ہے جب دو لون راضی ہو گئے ہوں کسی چیز پر جو مہر ہو نیکی کیاقت رکھتی ہو اور اگر کسی چیز پر رضامند ہو گئی دو لون تو ضرورت مہر مثل کی توگی (۳۷۹) اگر مہر میں نام لیا نہ شراب یا سور کا تو مہر مثل واجب ہوگا کیونکہ شراب اور سور مسلمان کے حق میں نال نہیں۔

(۳۸۰) اگر اشارہ کیا ایک پر تن کی طرف کہ یہ سر کہ مہر ہے حالانکہ وہ شراب سے یا اشارہ کیا ایک شخص کی طرف اور کہا کہ یہ غلام مہر ہے حالانکہ وہ مہر ہے تو مہر مثل واجب ہوگا کیونکہ تسلیم مہر ہے اس طرح تسلیم شراب اور سور بھی تغذ ہے کہ وہ مسلمان کے کام کی نہیں ہے۔

(۳۸۱) اگر نام لیا مہر میں جانور یا کپڑے کا اور گھر کا اور ثیاب کیا انکی جنس کو کہ کون کپڑا اور کون جانور اور کون گھر ہے۔ ان صورتوں میں مثل واجب ہوگا۔

(۳۸۲) واجب ہے متعہ مفوضہ (مفوضہ وہ عورت ہے جس کا نکاح ہوا بدون مہر کے جو مطلقہ ہوتی قبل وطی کے) کی واسطے۔

(۳۸۳) متعہ سے مراد تین کپڑے ہیں ایک کڑنی دوسری اوڑھنی تیسری چادر سے قدم تک زیادہ نوٹینوں کپڑوں کے قیمت نصف مہر مثل سے

اگر زوج بالدار ہے اور کم نوپا پنجہ رسم سے اگر زوج محتاج ہے۔

(۳۸۳) متعہ بقدر مال زوجین کے مثل نفقہ کو بامی پر قنونی جو کذا فی حاشیۃ المدنی

(۳۸۴) بجز الرایق میں ہے کہ اگر دونوں محتاج ہوں تو واجب ہے کہ

پاس متوسط اور اگر دونوں غنی ہوں تو بیشمی کپڑا متوسط ہے اور اگر ایک

غنی ہو اور دوسرا محتاج تو شکر کا کپڑا متوسط ہے کذا فی حاشیۃ المدنی

(۳۸۵) مستحب ہے متعہ دنیا سوائے مفوضہ کے (مگر جبکہ مہر معین ہوا

اور وہ مطلقہ ہو لی قبل وطی کے تو اس کے واسطے متعہ مستحب نہیں ہے

متعہ مستحب جسکی وطی ہوئی اور اسکا مہر معین ہوا ہو یا نہ ہو تو مطلقہ چار ٹھہرین

ایک وہ جسکی وطی ہوئی نہ مہر معین ہوا سوا اسکے واسطے متعہ واجب ہے

دوسرے وہ مطلقہ جسکا مہر معین تھا لیکن وطی اسکی نہ ہوئی تو اسکو

متعہ دنیا مستحب نہیں ہے تیسری وہ مطلقہ جسکی وطی ہوئی اور مہر معین

نہوا چوتھی وہ مطلقہ جسکی وطی ہوئی اور مہر معین تھا تو ان دونوں کو

متعہ دنیا مستحب ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۳۸۶) جو مہر کہ مقرر ہوا زوجین کی رضامندی سے یا یہ سبب ٹھہرائی

قاضی کے مہر مثل بعد نکاح کے جو خالی تھا مہر سے یا جو کہ معین تھا واسطے

بڑا دیا زوج نے یا اس کے ولی نے تو یہ زیادہ کرنا زوج پر لازم ہو جاتا ہے

بشرط قبول کرنے عورت کے مجلس میں یا قبول کرنے ولی صغیرہ کے

بشرطیکہ مقدار زیادتی کی معلوم ہو اور زوجیت بھی باقی ہو بنا بر قول ظاہر

کے کذا فی نہر۔

(۳۸۷) اگر زوج نے کہا کہ میں نے تیرا مہر زیادہ کر دیا تو صحیح نہ ہوگا

کیونکہ مجبور ہے۔

(۳۸۸) اگر یہ طلاق بائن کے کچھ صد زیادہ کی تو صحیح ہوگا (کیونکہ زوجیت باقی نہیں ہے)

(۳۸۹) کافی مین ہے کہ اگر زوج نے نکاح کی تجدید کی ہزار درم زیادہ کر کے تو اس پر دو ہزار لازم آئیں گے بابر قول ظاہر کے کذا فی نہر اور دو ہزار اس واسطے لازم ہوئے کہ ایک ہزار اول نکاح کے اور ایک ہزار دوسرے نکاح کے۔

(۳۹۰) خانیہ مین ہے کہ اگر زوج نے زوج کو مہر بخش دیا پھر اقرار کیا زوج نے اتنے مہر کا اور قبول کر لیا عورت نے تو صحیح ہے اور یہ محمول ہوگا مہر زیادہ کر دینے پر لیکن بزار نیہ مین ہے کہ شبہ بخت یہ ہے کہ یہ اقرار صحیح نہیں بدو قیض زیادتی کے۔

(۳۹۱) جو مہر مفروض ہو ایہ عقد کے باز زیادہ ہو مہر مسمیٰ پر اس کی تنصیف نہ ہوگی طلاق قبل و طلی مین (کیونکہ تنصیف مخصوص ہے عقد مفروض سے بموجب نفس تان امصاف ماخر ختم یعنی ادما مفروض دنیا لازم ہے اور عرف مین مفروض اسی مہر کو کہتے ہیں جو عقد کی وقت مقرر ہو نہ اس کو جو بعد عقد کے مفروض یا زیادہ ہوا۔

(۳۹۲) واجب ہوگا نصف اول صورت یعنی مفروض بعد العقد مین اور واجب ہوگا نصف اصل مہر کا صورت ثانی یعنی زیادتی علی المسمی مین۔

(۳۹۳) صحیح ہے ساقط کر دنیا عورت کا کل مہر یا بعض مہر کو شفعہ ہے اس کو قبول کیا ہو یا نکلیا ہو اور پھر تا ہے پھرنے سے کذا فی ابکر

(۳۹۴) اگر زوجہ بعد فوت زوج کے طلاق بائن کے بھی معاف کر لی تو معاف ہو جائیگا لیکن اگر زوج یون کے کہ مہر کا معاف کرنا مین نہیں مانتا

لواۃ ممانت نہ ہو گا مگر بشرط یہ ہے کہ عورت اپنے مرض الموت میں اسقاط نکرتے۔

(۳۹۵) قینہ میں ہے کہ اگر زوج نے کہا زوجہ سے کہ میں تیرے پاس نہیں لیتا جب تک تو مہر سے ایرا نکرتے تو زوجہ نے ایرا کیا بعضوں نے کہا کہ مہر ممانت ہو گیا (کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ آپس میں تحفہ دیا کرو تا کہ دوست ہو جاؤ۔ کذا فی مائتہ المدنی۔

(۳۹۶) خلوت صحیحہ برابر وطی کے ہے بشرط رفع موانع کے
(۳۹۷) تعریف خلوت صحیحہ کی یہ ہے کہ خلوت ہو بدون مانع حسی
ارجو حواس سے معلوم ہوں مثلاً زوج اور زوجہ کا ایسا بیمار ہونا جو مانع ہو وطی کا یا مرض رفق (یعنی تلامح یعنی شرمگاہ کا ایسا بند ہونا کہ دخول ممکن نہ ہو) کے یا قرن (یعنی غظم یعنی ایسی ہڈی شرمگاہ میں ہو جو مانع دخول ہو بعضی غد غلیظہ اور بعضی گوشت نصریہ کو کہتے ہیں) کے یا عقل (یعنی عذہ یا شے زاید مثل قوطہ پڑ بچانے مرد کے یا نکلے ایک شے بدور مثل توڑی کے شرمگاہ میں) کے یا لڑکپن ہو اگرچہ زوج بھی کم سن ہو کہ قدرت نہ ہو اس حال کے ساتھ جماع کرنے کی یا مکان لایق وطی نہ ہو جیسے مسجد اور راہ اور بیابان اور چھت بدون پردہ کے اور کوٹھڑی دروازہ کھلی ہو تی ہو (کیونکہ یہ مکان آمد و رفت اور نظر غیر سے خالی نہیں ہے) یا تیسرا شخص عاقل موجود ہو۔

(۳۹۸) خلوت مانند وطی کے ہے اگر کوئی شخص تیسرا موجود نہ ہو تو میں کے ساتھ اور اگر تیسرا شخص صغیر ایسا لایق فعل ہے کہ بیان نہ کر سکے جو دونوں میں ہو تا ہے یا دیوانہ یا بیہوش ہو تو خلوت زوجین کا مانع نہیں ہے۔

(۳۹۵) بناء نہ مین ہے کہ اگر خلوت رات کو ہو اور دیوانہ یا بیہوش پاس ہو تو خلوت صحیح ہے اور دن میں خلوت صحیح نہیں ہے (کیونکہ مخون کو کبھی ادراک ہوتا ہے اور بیہوش کبھی ہوش میں آجاتا ہے اور ایسا ہی حال اندھے کا ہے قول اصح نہیں۔

(۴۰۰) اگر شخص ثالث لونڈی ہو زوج کی یا زوجہ کی لونڈی ہو تو زوجین کے لونڈی کا پاس ہونا خلوت کا مانع نہیں ہے قول مفتی یہ ہے کہ انہی اہل بیت۔

(۴۰۱) بھر الراقی مین ہے کہ جاریہ مین اختلاط سے بعضوں نے کہا کہ جاریہ مانع خلوت کی نہیں ہے خواہ زوجین کی ہے یا کسی دوسرے کی بعضوں نے کہا کہ نہ وجہ کی جاریہ مانع ہے خلوت کی تجملات جاریہ زوج کے مختار یہ ہے کہ زوج اور زوجہ دونوں کی جاریہ مانع خلوت نہیں۔ کذا فی التملیصہ اسی پر فتویٰ ہے کذا فی المبتغی

(۴۰۲) امام سرخسی نے مبیوط مین کہا کہ دونوں کے جاریہ مانع خلوت کی ہے یہ بھی قول امام اور صاحبین کا ہے اس واسطے کہ لونڈی کے روپر جماع کرنا زوجہ سے بالطبع نہیں ہو سکتا انتہا علی الخصوص زوجہ کی جاریہ کے روپر و وطی کرنا کی طرح حلال نہیں ہے (کیونکہ وہ اجنبی ہے زوج سے لایق یہ ہے کہ اس قول سے عدول کیا جاوے باعتبار درایت و روایا کے قوی ہے اور عجیب ہے کہ امام اور صاحبین کے مخالف قول کو مفتی یہ قرار دیجئے اور متن مین داخل کیجئے حالانکہ کی طرح لایق ترجیح نہیں ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۴۰۳) زوجین کے پاس کتے کا ہونا مانع ہے خلوت صحیحہ کا اگر کتے

کھٹکنا ہو تو مطلق مانع ہے زوج کا کھٹکنا ہو یا زوجہ کا رات ہو یا دن۔

(۴۰۴) نسیج القدر میں ہے کہ زوج کا کھٹکنا مطلقاً مانع نہیں ہے کھٹکنا ہو یا نہیں (کیونکہ مالک کو کتا ہرگز نہیں کاٹتا تو وہ بیخوف و طی پر قادر ہو گا اور اگر زوجہ کا ہو تو اس کا مانع خلوت ہے (کیونکہ کتا زوجہ کا اپنی بیوی کو مرد کے لئے دیکھ کر غضب میں آؤیگا اور چلہ کرے گا۔ پس اگر کتا کھٹکنا ہو یا کھٹکنا ہو اور زوج کا ہو تو مانع خلوت نہیں۔

(۴۰۵) از خلوت ہو بدون مانع شرعی کے (جیسے احرام فرض حج کا یا نفل حج کا)

(۴۰۶) مانع خلوت سمجھتا ہے اگر زوج زوجہ کو نہ پہچانتا ہو (کیونکہ بدون معرفت زوجہ کے قدرت و طی کی شرعاً جائز نہیں ہے۔

(۴۰۷) مانع خلوت صحیح ہے روزہ ادا۔ رمضان کا اور نماز متعلق خواہ قیام ہو یا تنصاف کی یا وہ طلاق جو خلوت پر معلق ہو مثلاً زوج نے کہا عورت سنے کہ اگر میں تیرے ساتھ خلوت کروں تو تجھ کو طلاق ہے پھر اس نے خلوت کی تو طلاق واقع ہو گئی اب زوج صرف نصف مردیگا (کیونکہ خلوت کرتے ہی عورت مطلقہ ہو گئی اور و طی حرام ہوئی۔ خلاصہ میں ہے کہ ایسی طلاق میں عدت نہیں ہے کہ ان فی خاصۃ الدہنی۔

(۴۰۸) روزہ نفل اور روزہ نذر کا اور کفارات کا اور قضا کا مانع خلوت نہیں ہے۔ قول اصح میں (کیونکہ ان روزوں کے ٹوٹنے سے کفارہ نہیں ہے) (۴۰۹) اگر صائم ہوئی کرکھا گیا پھر اس نے باقی دن کا امساک کیا پھر عورت سے خلوت کی تو خلوت صحیح ہوگی (کیونکہ اس میں کفارہ نہیں ہے۔ اس طرح جو کفارہ کو ساقط کرے مانع خلوت نہیں ہے کہ ان فی النذر۔

(۷۱) خلوت بدون موانع مذکورہ کے برابر وطی کے ہے احکام ذیل میں
 زوج مطلق الذکر و الخصیعتین ہو یا نامرد ہو یا خصی ہو یا ختنی ہو نبیہ طہیکہ
 ثنی کا مرد ہونا قبل وطی کے ثابت ہو گیا اور اگر ختنی کا حال ظاہر نہوا ہو
 مرد ہے یا عورت تو اسکا نکاح موقوف رہیگا حال کے ظاہر ہونے تک
 تو ایسے ختنی کی خلوت مانند وطی کے نہیں ہے۔

(۷۱۱) اشتباہ میں ہے کہ اگر ختنی کے باپ نے اسکا نکاح مرد سے کیا پھر
 مرد نے اس سے دخول کیا تو جائز ہے اور اگر مرد وطی نہ کرے تو مجکو علم
 نہیں۔ اور اگر ختنی کے باپ نے عورت سے اسکا نکاح کیا پھر ختنی نے
 عورت سے وطی کی تو جائز ہے نہیں تو اسکی عدت مقرر ہوگی عنین کے
 مانند کیونکہ نامردی بیماری سے یا ضعف پیدائش سے یا درازی عمر سے
 بھی ہوتی ہے۔ کذا فی حاشیہ المدنی۔ خلاصہ یہ ہے کہ قبل ظاہر ہونے
 حال ختنی کے خلوت کرنا اسکو جائز نہیں۔

(۷۱۲) ہذا الفایق میں مبسوط سے نقل کیا ہے کہ نکاح ختنی کا قبل ظاہر
 ہونے اس کے حال کے موقوف ہے پھر بعد بلوغ کے اگر ختنی مرد نکلا اور
 نکاح عورت سے ہوا تھا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر نکاح مرد سے ہوا تھا
 تو باطل ہوگا۔ پس ختنی کو قبل ظاہر ہونے اس کے حال کے خلوت کرنا صحیح
 نہیں ہے۔

(۷۱۳) خلوت صحیحہ مانند وطی کے ہے نسب کے ثابت ہونے میں اگرچہ
 خلوت زوج مطلق الذکر و الخصیعتین سے ہو اور مہر مستحبی اور مہر بدولت
 تسمیہ کے ثابت اور محکم ہو جانے میں۔ فقہ اور سنی کے لازم ہونے میں۔
 وجوب عدت میں۔ منکوہہ کی بہن کا نکاح اور اس کے سوا چار عورتوں کے

نکاح حرام ہونے میں اوسکی عدت کے اندر لوٹو مگر اس کے نکاح حرام ہونے میں منکوحہ کی عدت کے اندر یعنی حرم منکوحہ مطلقہ ہوئی بعد خلوت کے تو اوسکی عدت میں لوٹو مگر اس سے نکاح کرنا حرام ہے وقت طلاق کے عورت کے حق میں رعایت کرنے میں یعنی بیسے سب سے پہلے کہ طہر میں طلاق دی ویسے ہی بعد خلوت کے بھی طہر میں طلاق دی اس طرح خلوت مانند وطی کے تو دوسری طلاق بائن کے پڑنے میں برابر قول فمختار کے یعنی خلوت کے یوں ایک طلاق دی پھر عدت کے اندر دوسری طلاق بائن دی تو دوسری طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیہ المہ فی۔

(۷۱۷) اور نہیں ہے خلوت برابر وطی کے دیگر احکام کے حق میں مثلاً غسل وطی سے واجب ہے تاہم نہ خلوت سے اور نہ یعنی حکم احسان وطی سے ثابت ہے کہ سنگسار کیا جاوے نہ خلوت سے بیعت کی حرمت یعنی مرد نے جس عورت سے وطی کی اوسکی بیٹی اوس پر حرام ہے نہ خلوت سے۔ عورت کے حلال ہونے میں پہلے زوج کے واسطے یعنی مطلقہ ثلثہ زوج ثانی کی وطی سے زوج اول پر حلال ہوتی ہے نہ خلوت زوج ثانی سے۔

رجعت میں بھی وطی کے بعد طلاق دینے میں رجعت درست ہے نہ بعد خلوت کے (کیونکہ ایسی صورت میں طلاق بائن ہو جاتی ہے کذا فی حاشیہ المہ فی) حق میراث میں یعنی اگر بعد وطی کے طلاق ہوئی اور عدت میں زوج مرگیا تو عورت وارث ہوگی نہ بعد خلوت کے (زوج خلوت والی عورت کی مثل یا کہ عورتوں کے ہے برابر قول فمختار کے سوائے اسکے اور بھی احکام ہیں جن میں نہ خلوت کی مانند نہیں ہے مثلاً اجازت نکاح موقوف کی خلوت سے نہیں ہوتی مثلاً وطی کے

(۴۱۵) خلاصہ یہ ہے کہ خلوت برابر وطی کے سب تکمیل مہر میں۔ وجوب مدت میں نسب میں۔ نفقہ دینے میں۔ سکنت میں۔ بہن سے نکاح منع ہونے میں۔ چار شورقوں کے طلع مہر ہونے میں اور سکی عدت کے اندر۔ اس طلع علماؤں کو یوں کو کہا ہے رعایت زمانہ فراق میں جہین رخصت کرنا ہے یعنی طہر کی وقت طلاق دینا چاہیے: حیض میں طلاق کے اندر دوسری طلاق دینے میں جب کہ وہ لاحق و اول طلاق سے۔

(۴۱۶) خلاصہ یہ ہے کہ خلوت برابر نہیں ہے وطی کے احسان میں رجعت میں وراثت مقول میں۔ ساقط ہونا مطالبہ وطی کا یعنی ایک مرتبہ وطی کرنے سے مطالبہ وطی کا ساقط ہو گیا۔ اور اگر قفط خلوت کی تو عورت کو مطالبہ وطی کرنے کا حق ہے۔ حلال ہونے زوجہ میں واسطے زوج اول کے حرام ہونے بیٹی میں اگر عورت سے خلوت کی بدون کے بچہ طلاق دی تو اس عورت کی بیٹی زوج پر حرام نہیں بخلاف وطی کے یا کرہ کو طلع تزویج خلوت والی عورت کے ہونے میں یعنی سیدان ولی میں اسکا سکوت قایم مقام لفظ کے ہے باکرہ کی مانند ایسا سے رجوع کرتا یعنی زوج نے مدت چار ماہ میں وطی کی تو زوجہ سے رجوع ثابت ہو جائیگی اور خلوت سے رجوع ثابت نہ ہوگی۔ صائم پر کفارہ خلوت سے واجب نہیں ہوتا ہے بخلاف وطی کے خلوت سے عبادت حج صوم اعتکاف۔ فاسد نہیں ہوتی بخلاف وطی کے خلوت سے غسل واجب نہیں ہوتا بخلاف وطی کے۔

(۴۱۷) اگر عداوتی ہوئی زوج اور زوجہ میں سو نہ وجہ نے کہا مجکو طلاق ہی بعد دخول کے اور زوج نے کہا کہ طلاق دی قبل دخول کے تو عورت کا قبل معتبر ہوگا بسبب منکر ہونے عورت کے سقوط نصف مہر سے اگرچہ منکر

ہو و طہ) کی تو بھی قول اوستا معتبر ہوگا اور مہر پاویگی۔

(۴۱۸) اگر قادر نہ ہونے یا زوجہ نے زوج کو خلوت میں تو اگر زوجہ باکرہ ہے تو خلوت صحیح ہوئی اور اگر باکرہ نہیں ہے تو خلوت صحیح نہیں ہوئی کیونکہ باکرہ کو وطی نہیں ہوئی مگر زبردستی سے کذا فی نہج الفقہاء (۴۱۹) اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ خلوت کروں تو بچہ طلاق ہے چہ خلوت کی زوجہ سے تو اوستا کو طلاق یا بن ہوگی بسبب پاسے جانے شرط کے اور واجب ہوگا مہر اور عدت اس عورت پر واجب نہیں ہے کذا فی ہذا نیزہ تو پھر جب عدت نہ ہوئی تو نفقہ اور سنگنی اور لباس بھی ہوگا (کیونکہ یہ چیزیں شروع عدت سے ہیں کذا فی حاشیۃ الطحطاوی۔

(۴۲۰) واجب ہوئی ہے عدت کل اقسام خلوت میں اگرچہ خلوت فاسدہ ہو احتیاطاً اس تو ہم سے کہ رحم عورت کا لطفہ زوج سے مشغول ہو گیا ہو اس لیے بن ذکر خلوت صحیح کا تھا اب ذکر و لوزن خلوت یعنی صحیحہ اور فاسدہ کا کیا کیا ہے)

(۴۲۱) موت بھی مانند وطی کے ہے فقط عدت اور مہر کے حق میں اور مہر میں یہاں تک کہ اگر مان مرگنی مستقبل دخول کے تو اوستا کی بیٹی طلال ہوگی مان کے زوج پر۔

(۴۲۲) قبض کیے زوجہ نے ہزار درم مہر کے پھر وہ ہی ہزار درم زوج کو بیسہ کے اور طلاق ہو گئی زوجہ کو قبل وطی کے تو زوج زوجہ سے نصف مہر یعنی پانسو پیرے اس واسطے کہ مہر فقط ہزار تھا تو طلاق مستقبل وطی سے ادھر زوج پر مہر اور زوجہ نے پورے مہر لے لیا تو ادھر مہر

زوجہ کو پھر دنیا چاہیے (کیونکہ زوجہ نے جو زوج کو ہبہ کیا اس کا اعتبار نہیں ہے اس واسطے کہ جو سختی الیاسر داد تھا وہ بعینہ زوج کو نہیں پہنچتا یہ سب نہ میں ہونے نفوذ کے عقود میں۔

(۴۲۳) اگر زوجہ نے مہر پر قبضہ نہ کیا یا نصف پر قبضہ کیا پھر زوج کو سب مہر ہبہ کیا پہلی صورت میں یعنی عدم قبض میں یا نصف مہر کو ہبہ کرے دوسری صورت میں یا مہر نہ تھا بلکہ جنس تھی اور زوجہ نے جنس مہر کی زوج کو ہبہ کی اور قبل قبضہ کرنے جنس مہر کے ہبہ ہوا ہو یا بعد قبضہ کرنے کے پھر طلاق ہوئی عورت کو قبل وطی کے تو ان چاروں صورتوں میں نصف مہر کا پھر لتبا زوجہ سے نہیں پہنچتا (کیونکہ زوج کا حق معتد بہ مل گیا معین ہو کر۔

(۴۲۴) نکاح کیا عورت سے ہزار درم کے عوض اس شرط پر کہ شہر سے باہر نکال نہ لجاوے گا یا اس عورت پر دوسرا نکاح نہ کیا جائے نکاح کیا عورت سے ہزار درم پر اگر شہر میں رہا اور دو ہزار درم پر اگر عورت کو اس کے شہر سے باہر لگایا تو اگر شرط اول و دوم و سوم پوری کہیں تو ہزار درم مہر لیکر بسبب راضی ہو جانے عورت کے تسمیہ مہر پر تو یہاں دو صورتیں ہیں ایک تو مہر کا معین ہونا ایسی شرط کے ساتھ جو عورت کو مفید ہے دوسری صورت یہ ہے کہ تسمیہ مہر کا ایک تقدیر پر اور اس کے سوا دوسری تقدیر یعنی اقامت میں ہزار اور اترار میں دو ہزار پس اگر شرط اول و دوم پوری نہ کی تو مہر مثل واجب ہوگا بسبب راضی نہ ہونے عورت کے مہر مسمی پر نہ بسبب فوت ہو جانے منفعت کے لیکن مہر مثل زیادہ نہ کیا جائے گا دو ہزار سے مسئلہ اخیرہ یعنی

چهارم بین اور کم تنوگا مهر مثل نہار سے (کیونکہ عورت راسخی ہو چکی تھی) دو نہار پر حالت اخراج بین اور مرد راضی ہو چکا تھا نہار پر حالت اقامت بین اور شرط اقامت و اخراج کا وجود و عدم و دولون محتمل بین تو ایسی شرط صحیح نہیں ہے۔

(۷۲۵) اگر طلاق دی عورت کو قبل دخول کے نواہا مهر مسمی دیا جاوے گا۔ دولون مستلون بین بسبب سابقہ ہو جانے شرط کے طلاق قبل دخول سے صاحبین نے کہا کہ دولون شرطین صحیح ہیں۔ یعنی عورت نہار یا ویکلی اگر مشہر بین رہا اور دو نہار یا ویکلی اگر مرد اوسکو باہر لیکر کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۷۲۶) نکاح کیا عورت سے نہار پر اگر بد صورت ہو اور دو نہار پر اگر خوب صورت ہو یہ دولون شرطین صحیح ہیں (کیونکہ خوب صورتی و بد صورتی ایسی چیز نہیں ہے کہ جبکی معرفت دستور اور حصول اور عدم حصول اوسکا موجب تردد ہو بخلاف اقامت و اخراج کے کہ اوسکا وجود و عدم دولون محتمل بین تو ایسی شرط صحیح نہیں ہے۔

(۷۲۷) نکاح کیا اس شرط پر کہ ثیب ہو تو ایک نہار اور باکرہ ہو تو دو نہار۔ سو اگر عورت ثیب ہوگی تو مرد پر لازم ہوگا کمتر مهر یعنی نہار اور اگر باکرہ ہوگی تو مهر مثل لازم ہوگا مگر زیادہ تنوگا اکثر مهر یعنی دو نہار سے نکتہ ہوگا اقل مهر یعنی ایک نہار سے کذا فی فتح القدیر۔

(۷۲۸) اگر شرط کی بکارت کی پھر ثیب یا یا تو مرد پر لازم ہوگا پورا مهر (کیونکہ مهر شرعی ہی محجہر دستماع کیواسطے نہ بکارت کیوسطے) تو یہ شرط فاسد ہوئی اور شرط فاسد سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ

شرط باطل ہو جاتی ہے کذا فی نیاز نہ
 (۴۱۵) نکاح کیا عورت سے دو چیز مختلف قیمت پر خواہ متحد الجنس ہو
 مثلاً گھاس غلام پر یا اس ہزار درم یا دو ہزار درم پر یا نکاح کیا اس
 غلام پر یا اس غلام پر یا گھاس دو لون میں سے کسی پر۔ اگر دو لون چیزوں
 میں ایک کم قیمت ہے اور دوسرا زیادہ تو ان صورتوں میں حکم مہر
 مثل کما ہوگا۔ تو اگر مہر مثل اونچی قیمت والے کے برابر ہو یا زیادہ
 تو عورت کو اونچی قیمت والی چیز ملیگی اور اگر مہر مثل کم قیمت کی برابر ہو یا اس سے کمتر
 ہو تو عورت کو کم قیمت چیز ملیگی اور اگر مہر مثل بیش قیمت سے کم اور کم قیمت سے زیادہ ہو تو
 عورت کو مہر مثل ملے گا اور اس مسئلہ میں طلاق قبل دخول میں حکم کیا جاوے گا متعہ مثل کا
 کیونکہ متعہ مثل کا اصول ہے فساد تسمیہ کے وقت جیسے مہر مثل اصل پر قبل طلاق
 کے و اگر متعہ مثل کا برابر ہے نصف بیش قیمتی چیز سے تو عورت کو نصف
 بیش قیمت ملے گا اور اگر متعہ مثل برابر ہے نصف کم قیمتی چیز سے تو اس
 صورت میں نصف کم قیمتی چیز کا ملے گا اور اگر نصف کم قیمتی چیز کا کمتر ہوگا
 متعہ مہر سے تو واجب ہوگا متعہ مثل کا کذا فی نسخ القدیر عاشیۃ المدنی
 (۴۲۶) نکاح کیا عورت سے گھوڑے کے مہر پر یا غلام پر یا مثلاً ہرات
 کے کپڑے پر یا کوٹھری کے فرش پر یا عدد معلوم پر مثلاً اونٹ وغیرہ
 پر تو واجب ہوگا متوسط ہر جنس توسط والی میں یا قیمت متوسط کی
 واجب ہوگی مرد کو اختیار ہے چاہے جنس دے چاہے قیمت دے۔
 (۴۲۷) قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز میں بیع سلم جائز نہیں (یعنی خواہ
 اور جائز اور مجبلی) اور ہمیں اختیار زوج کما ہے خواہ چیز دے خواہ قیمت
 اور جس چیز میں بیع سلم جائز ہے (یعنی کھل اور موزون) تو اس میں

عورت کا اختیار ہے چاہے وہ ہی چیز لے چاہے اوسکی قیمت ایسا ہی ہے حکم یعنی لازم ہونا متوسط کا ہر حیوان کے مہر ہونے میں جس جانور کی جنس مذکور ہوئی ہو نہ نوع (جنس) اوسکو کہتے ہیں جو بہت افراد پر صادق آوے اور وہ امتداد احکام میں مختلف ہوں مثلاً انسان کہ مرد اور عورت دونوں پر صادق ہے اور دونوں کے حکم فقہ مختلف ہیں اور گھوڑا کہ نر و س غازی اور غیر غازی پر صادق آتا ہے فرس غازی کا حصہ غنیمت میں ہوتا ہے نہ اور فرس کا نوع اوسکو کہتے ہیں جو کثیرین متفق الاحکام پر صادق آوے مثلاً فرس عربی اور ترکی اور غلام شبی اور ہندی اور مرد اور عورت مجہول الجنس کا مہر ہوگا تو تسمیہ سادہ ہے اور اوسوقت میں مہر مثل واجب ہوگا (مجہول الجنس) اوسکو کہتے ہیں جسکے احکام کثرت سے ہوں جیسے کثیر احرام اور عمال دونوں پر شامل ہے پھر اون دونوں میں باعتبار قیمت کے بڑا اختلاف ہے اسی طرح جانور بعضی طلال بعضے حرام بعضے لایق سواری کے ہیں بعضے نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۴۲۸) اگر مہر متری کیا دو غلام کو حالانکہ ایک اون میں حر ہے تو مہر عورت کا وہ ہی ایک غلام ہوگا نزدیک امام اعظم کے بشرطیکہ اگر ہو قیمت اقل مہر سے اگر دس درم سے کم ہونگے تو پورا اگر دیا جاوے گا عورت کے واسطے دس درم (کیونکہ وجوب مہر مسمی کا اگرچہ کمتر بواقل مہر سے مانع وجوب مہر مثل کا۔

(۴۲۹) مسئلہ بالا میں نزدیک امام ابو یوسف کے عورت کو حر کی قیمت بلیگی اس طرح کہ اگر حر غلام ہوتا تو اوسکی اتنی قیمت ہو سکتی ہی اسی قول کو ترجیح

(۴۳۳) واجب ہوتا ہے ہر مثل نکاح فاسد میں (فاسد وہ ہے جس میں کوئی شرط شرائط صحت نکاح سے مفقود ہو مثلاً گواہوں کا نہ ہونا نکاح میں وقت الحجاب اور مسئول کے یا خدا اور رسول کو گواہ قرار دینا یا دو بیٹوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا یا بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح کرنا یا اور دوسری صورتیں ہوں)

(۴۳۴) ہر مثل واجب ہوتا ہے نکاح فاسد میں منہج میں جماع کرنے سے نہ صرف خلوت سے (کیونکہ نکاح صحیح میں خلوت سے ہر واجب ہوتا ہے) ہر مثل زیادہ نکاح اور لگا ہر مسمی سے بسبب راضی ہو جانے عدت کے لمبی ہر پر۔ اگر ہر مثل کم ہوگا ہر مسمی سے تو بھی ہر مثل ہی ملے گا نہ ہر مسمی۔ بسبب فاسد ہو جانے تسمیہ ہر کے فنا و عقد سے

(۴۳۵) اگر نکاح فاسد میں ہر کا نام نکاح یا ہر مسمی ہوا لیکن اسکی مقدار معمول اور معمول ہو گئی تو ہر مثل لازم آویگا کتنا ہی کیون نہ ہو اگرچہ دس درم سے کم ہو بخلاف نکاح صحیح کے کہ جب اوسمیں ہر مثل واجب ہوگا اور کم ہوگا دس درم سے تو دس درم پورے کر دینا کی رکنا فی حاشیۃ المدنی و ملحوظی۔

(۴۳۶) اگر نکاح فاسد محرم سے ہوا تو ہر مثل آویگا کتنا ہی کیون نہ ہو اگرچہ ہر مسمی سے زیادہ ہو کذا فی حاشیۃ المدنی و ملحوظی

(۴۳۷) ثابت ہے ہر واحد کہ زوجین میں سے فسخ کر دینا نکاح فاسد کا اگرچہ بدو ن حاضر ہونے اپنے ساتھی کے ہو عورت سے وطی کی ہو یا نہ ہو۔ قول زعم میں ہے واحد کو فسخ کا اختیار ہے گناہ سے لفظ کے واسطے (کیونکہ عقد فاسد کا مرکب ہونا پھر اوسکو قائم رکھنا حرام ہے اور اگر زوجین

فسخ نکرن تو قاضی پر واجب ہے تفریق افونکر۔

(۴۳۶) عدت واجب ہے تفریق قاضی کے وقت سے یا زوج کے چھوڑ دینے سے اگرچہ عورت کو چھوڑ دینے کا علم تو قول اصح میں۔

(۴۳۷) نوبت ثابت ہوگا نیابرا احتیاط حفظ ولد کے بدو ن دعویٰ کے یعنی اگر زوج ثبوت نوبت کا مدعی ہوگا تو بھی نوبت ثابت ہوگا۔

(۴۳۸) متبرکہ کی مدت نوبت کی وطی سے مدت نوبت کی چھ مہینے ہیں چہرہ اگر ہو وقت وطی سے پیدائش تک کمتر مدت حل کی یعنی چھ مہینے ہوں یا زیادہ تو نوبت ثابت ہوگا اور اگر امتل مدت سے نہو یعنی چھ مہینے سے کم ہیں جنی تو نوبت ثابت نہو گا یہ قول محمد کا ہے اسی پر فتویٰ ہے۔

کیونکہ نکاح ناسد بیبہ حرام ہونے کے موجب وطی کا نہیں شجاعت نکاح صحیح کے اوسین وقت عقد سے نوبت ثابت ہوتا ہے۔

(۴۳۹) کہا امام اعظم اور ابویوسف نے کہ ابتدائت ثبوت نوبت کی عقد کے وقت سے ہے مانند نکاح صحیح کے کیونکہ اس میں زیادہ تراحتیاط ہے۔ نہر الفایق والے نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کیونکہ اس میں احتیاط زیادہ ہے۔

(۴۴۰) مرد مثل شمع میں اوسکو کہتے ہیں جو دوسری عورت برابر والی کا حہر ہو اور اعتبار باپ کی قوم کا ہے نہ مان کی قوم کا اگر مان یا پ کی قوم سے نہ ہو۔

(۴۴۱) اول اعتبار ہوگا عورت کی بہنوں کا چہرہ چھو بیون کا اوسکی بھانجی اور چچا کی بیٹی یعنی اول قریب تر کا اعتبار ہے پھر اور قرابت والے درجہ بدرجہ کا۔

(۴۴۶) معتبر سے برابری وقت عقد کے عمر میں اور حال میں اور مال میں اور ایک شہر کے رہنے میں اور معسر ہونے میں اور عقل میں اور تقویٰ میں اور باکرہ ہونے میں اور یتیم ہونے میں اور پاکدامنی اور علم اور ایہ میں اور کمال خلق میں اور نہ لڑکا ہونے میں

(۴۴۷) اور معتبر ہے حال زوج کا بھی حاکمیت میں یعنی اس عورت کا زوج اور عورتوں کے اندر واج کی برابر ہو مال میں زوجیت میں کذا فی مستح القدر۔

(۴۴۸) لونڈی کا مهر مثل لبتہ راو کی خواہش کے ہے یعنی اوسکا خواہش کرنے والا کما تک اوسکا مهر دیسکتا ہے۔

(۴۴۹) مهر مثل ہوتا ہے نکاح صحیح میں جہاں شہیہ نہو یا شہیہ غیر مقوم کا ہو۔

(۴۵۰) نکاح فاسد میں بعد وطی کے مهر مثل ہے اور وطی یا شہیہ میں مهر مثل سے مراد عقر ہے (عقرا و سکو کہتے ہیں کہ اگر زنا حلال ہوتا تو اوس عورت کی کیا اجرت ہوتی) کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۴۵۱) شرط ثبوت مهر مثل میں خبر دنیا و دو عاقل مردوں کا یا ایک مرد اور دو عورتوں کا بلفظ شہادت کے یعنی فقط اخبار بدو ن فقط گواہی کے معتبر نہیں ہے۔

(۴۵۲) اگر تباے جاوین دو گواہ عادل تو قول زوج کا قسم کے ساتھ مقدار مهر مثل میں معتبر ہوگا۔ اور جو محیط میں ہے کہ اگر گواہ نہون تو قاضی کو چاہیے مهر مثل کا مقدار دنیا بہ اوس صورت میں ہے جب کہ زوجین قرض قاضی پر راضی ہو گئے ہوں۔

(۴۴۹) اگر تباہ جاوین سب اوصاف یا بعض عورت کے باپ کی برادری میں تو اجنبی قوم کے مہر کا اعتبار ہوگا بشرطیکہ ساوی اور مماثل ہونے کے باپ کی قوم سے۔

(۴۵۰) اگر سب اوصاف باپ کی قوم میں نہ تو جب قدر موجود ہوں وہ ہی معتبر ہونگے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۴۵۱) اگر غیر قوم میں بھی مماثلت باپ کی قوم کی تباہ جاوین تو وہ رنج کا معتبر ہوگا مہر مثل کی تقدیر میں قسم کھانے کے ساتھ۔

(۴۵۲) صحیح ہے ضامن ہونا ولی کا عورت کے مہر کو اگرچہ عورت صغیر

ہو اور اگرچہ ولی بھی عاقد ہو نکاح کا تو بھی اس کا ضامن ہونا درست ہے کیونکہ ولی عاقد محض سفیر اور معتبر ہوتا ہے حقوق نکاح کے اوپر لازم نہیں آتے تاکہ ایک ہی شخص عاقد بھی ٹھہرے اور ضامن بھی ٹھہرے ولی ضامن زوج کا ہو یا زوجہ کا خواہ زوجین صغیر ہوں خواہ جوان لیکن جو ارضاً بشرط صحت ولی کے ہی تو اگر ولی ضامن ہوگا اپنی مرض الموت میں اور مکفول عہد یا مکفول لہ وارث ہے ولی کا تو ضامن ہونا صحیح نہیں ہے اور اگر مکفول عہد (یعنی جسکی طرف سے ضامن ہوا) یا مکفول لہ (یعنی جسکے واسطے ضامن ہوا) وارث نہیں ہے ولی کا تو اس صورت میں ضمانت صحیح ہوگی ولی کے ثلث متروکہ سے مراد اکیا جاویگا دوسری شرط صحت ضمانت ولی کی قبول کرنا عورت کا ہے یا اس کے ولی کا مجلس ضمانت میں یعنی قبول کر لیا ہو عورت بالذمہ نے یا ولی نابالغ نے مجلس ضمانت میں تب اسکی ضمانت صحیح ہوگی۔

(۴۵۳) اگر صغیرہ کا ولی ضامن ہو تو اس کا ضامن ہونا قائم مقام

(۲۵۹) عورت کو جائز ہے روکنا وطی کا واسطے لینا اوس مہر کے جسکا جلد دنیا بیاں ہو چکا ہے کل مہر ہو یا لبض یا واسطے لینے اور مہر کے جو جلد دیا جاتا ہے اوس سے عورت کو عورت میں اسی کا فتویٰ ہے (کیونکہ مروج مثل شرط کے ہے رواج کا اعتبار ہے اگر مہر کی مدت بالقبول معتبر نہ ہوتی ہو اور اگر کل مہر کی مدت مقرر ہو چکی ہو تو ویسا کرنا چاہیے جیسا کہ دونوں نے شرط کیا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۲۶۰) مہر موجد میں عورت کو حق وطی کے منع کرنے کا نہیں ہے مگر جب کہ مدت مجہول ہو بجمالت فاحشہ یعنی زوج کی کنشائش تک یا آخری جتنے تک یا پانی برسے تک کہ ان چیزوں کا وقت مقرر نہیں ہے۔ تو ایسی مدت میں فی الحال مہر واجب ہو گا کذا فی غایتہ البیان۔

(۲۶۱) اگر مدت مہر طلاق یا موت مقرر ہوتی تو صحیح ہے اگرچہ نہیں بھی جمالت فاحشہ ہے مگر صحیح ہے یہ سبب رواج کے۔ کذا فی بزانہ حاشیۃ الطحاوی۔

(۲۶۲) نہر الفایق میں ہے اگر نکاح کیا عورت سے سو درم مہر پر بشرط انقصاء مدت معین کے اس شرط پر کہ چالیس درم جلد ادا کر دے گا تو عورت کو جائز ہے منع کرنے وطی سے یہاں تک کہ باقی دامون کو بھی قبضہ کر لے۔

(۲۶۳) ثابت ہے عورت کے واسطے نفقہ بعد منع کے بھی بشرطیکہ قبل مطالبہ کے خلوت یا دخول رضامندی سے ہو چکا ہو۔

(۲۶۴) جائز ہے عورت کو سفر کرنا اور شوہر کے گھر سے نکلنا حاجت کے واسطے اور واسطے زیارت کرنے اپنے اقرباء کے بدون اذن زوج کے

جسٹیک کہ مهر محل نہ پایا ہو۔

(۴۶۵) بعد پانے مهر کے گھر سے نہ نکلے مگر یہ سبب حق کے یعنی عورت کا قرض کسی پر ہو یا نہ، رت پر کسی کا قرض ہو یا واسطے زیارت مان یا ب کے ہفتہ میں ایک بار یا محارم کی ملاقات کے واسطے ہر سال میں ایک بار اگرچہ زوج منع کرے۔ کذا فی مستح القدر۔ یا عورت دانی خیالی یا مردہ شو ہو لیکن ان کو زوج منع کر سکتا ہے۔ اگر زوج سوائے ان امور کے نکلنے کی اجازت دیگا تو زوج اور زوجہ دونوں گناہگار ہوں گے۔ اور قول معتمد یہ ہے کہ عورت کا حمام میں جانا درست ہے بدون آرائش اور عطر ملنے کے استباہ۔

(۴۶۶) جہان عورت کا بنا درست ہے وہاں یہ بھی شرط ہے کہ آرائش و سنگمار نہ کرے بلکہ ایسی صورت بگاڑ کے نکلے کہ مردوں کی نظر اوپر نہ پڑے۔ کذا فی حاشیہ البدنی۔

(۴۶۷) سفر میں لیجاوے عورت کو تین منزل یا زیادہ بعد ادا کرنے کل مهر کے موجد ہو یا محل جب کہ زوج پر اطمینان ہو عورت کی طرف سے یعنی سفر میں ایذا رسانی کا خوف نہ ہو۔ اگر کل مهر ادا نکلیا اور زوج لایق اطمینان کے نہ ہو تو عورت کو سفر میں لیجاوے اسی قول پر فتویٰ ہے۔ بلکہ مصر میں عمل ہے اس پر کہ عورت کو سفر میں نہ لیجاوے زیر دستی کر کے نہر الفایق۔ نیز از یہ مختار فتویٰ دے مفتی سوانح مصلحت کے یعنی اگر زوج امانتدار اور صالح ہو اور نہ جانے میں عورت کے سرکشی معلوم ہو تو سفر میں لیجا سکتا۔ فتویٰ دے والا نہ لیجا سکتا فتویٰ دے۔ حاشیہ الطحاوی۔

(۴۶۸) لیجاوے زوجہ کو وہاں جو مدت سفر سے کم ہو یعنی تین منزل

سے کم ہو خواہ شہر سے گائون کی طرف یا گائون سے شہر کی طرف قید لگائی ہے مآتا خانہ میں کہ ایسے گائون کو لیجانا جائز ہے کہ ممکن ہو پلیٹ آنا زوج کو رات آنے سے پہلے اپنے وطن تک اور کافی میں اسکو ملا کر رکھا ہے یوں کہہ کر کہ اسی پرست توئی ہے۔

(۴۲۷) اختلاف کیا زوجین نے اصل مہر میں ایک نے کہا میں ستا دو سیکر کہا کہ نہیں اور دو گواہ لائے سے عاجز ہیں تو قسم کھا دی منکر شمیہ کا سو اگر منکر نے قسم سے انکار کیا تو دعویٰ شمیہ کا ثابت ہوگا اور اگر منکر نے قسم کھائی تو مہر مثل واجب ہوگا لیکن اگر عورت مدعی ہے تو مہر مثل اس کے دعویٰ سے زیادہ نہ دیا جائے گا اور اگر مرد مدعی ہے تو اس کے دعویٰ سے مہر مثل کم نہ کیا جائیگا۔ بیان اصل نکاح پر قسم نہیں ہے بلکہ مال پر قسم ہے تو بالاجماع منکر پر قسم ہے۔ حاشیہ المدنی و طحاوی۔

(۴۲۸) اگر اختلاف کیا زوجین نے مقدار مہر میں وقت قیام نکاح کے تو قول اور کا معتبر ہے جس کے گواہی دی مہر مثل کی ساتھ قسم کے۔ تو اگر مہر مثل زوجہ کے دعویٰ سے برابر ہو یا زیادہ تو قول زوجہ کا مع الیمن معتبر ہوگا اور اگر مہر مثل دعویٰ زوج سے برابر یا کم ہو تو قول زوج کا معتبر ہوگا قسم کے ساتھ۔

(۴۲۹) اختلاف مقدار میں زوجین میں سے جو اپنے شاہد قائم کر لیا مقبول ہوں گے ہالحاظ موافقت و عدم موافقت مہر مثل

(۴۳۰) اگر دو گواہ نے گواہ قائم کیے تو گواہ عورت کے مقدم ہونگے اگر مہر مثل مرد کے دعویٰ سے موافق ہو اور گواہ مرد کے مقدم ہونگے اگر مہر مثل دعویٰ عورت سے موافق ہو۔ کیونکہ گواہ مقرر ہوئے ہیں دہے

ثابت کرنے خلاف ظاہر ہے۔

(۴۷۱) اگر مهر مثل دونوں کے مابین ہو تو دونوں سے قسم لیجاوے اس طرح کہ مثلاً عورت کا دعویٰ دو ہزار کا ہے اور مرد کا ایک ہزار کا اور مرد مثل پندرہ سو بین تو مرد قسم کھاوے کہ واللہ میں نے دو ہزار مہر پر نکاح نہیں کیا اور عورت قسم کھاوے کہ واللہ میں نے ایک ہزار مہر پر نکاح نہیں کیا۔

(۴۷۲) اگر دونوں نے قسم کھائی یا دونوں گواہ لائے تو قاضی مہر مثل دلائل کا کیونکہ دونوں کی قسم اور گواہ برابر ہیں تو کب کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔

(۴۷۳) اور اگر کوئی ایک دونوں میں سے گواہ لایا تو مقبول ہون گے اوسکے گواہ کیونکہ اوسنے اپنے دعوے کو روشن کر دیا۔

(۴۷۴) طلاق مثل وطی میں فیصلہ مقرر ہو گا مثل یعنی اگر اختلاف ہونے میں بعد طلاق قبل وطی کے تو متعہ مثل جسکے دعوے کے ساتھ مطابق ہو گا اوس کے قول کا اعتبار ہو گا قسم کے ساتھ بشرطیکہ مہر مسمیٰ دین ہو جیسے درم یا دینار اور اگر مہر مسمیٰ ہو یعنی مثل قیمتی چیز ہو جیسے مثلاً غلام اور لونڈی زوج کتاہی کہ مہر غلام تھا اور عورت کہتی ہے کہ لونڈی تھی تو زوجہ کو متعہ مثل ملیگا یہ دون حکیم کے مگر جب متعہ مثل کی حاجت نہیں اگر زوج راضی ہو جاوے نصف جائیداد دونوں میں جو گواہ لاوے اوسکی مقبول ہوگی (۴۷۴)

(۴۷۵) بحالت شہادت فریقین کے حکم مثل فقرہ (۴۷۰)

(۴۷۶) اگر مهر مثل مابین سان دونوں کے ہو تو مطابق فقرہ (۴۷۱) و (۴۷۲)

(۴۷۷) اگر دونوں کے مرنے کے بعد اختلاف ہو ادا تو نہیں تو مضاف مہر کی

اختلاف میں زوج کے وارثوں کا قول معتبر ہو گا ساتھ قسم کے اور اصل
 مہر کے اختلاف میں منکر تسمیہ کا قول معتبر ہو گا یعنی زوج کے وارثوں کا
 اس واسطے کہ اگر عورت کے وارث تسمیہ مہر کے منکر ہوں تو اس کا حق ساقط
 ہوتا ہے۔ یعنی بعد موت زوج کے اختلاف پڑا اصل تسمیہ مہر میں تو صحیح حکم
 نہ کیا جاوے گا جب تک کہ گواہ قایم نہ کیے جاوین گی تسمیہ پر بھی بدعت کو اہل
 کے مہر مثل پر فیصلہ نہ ہو گا کیونکہ مرنا زوجہ کا دلالت کرتا ہے کہ اس کی ہمشیرین
 بھی مر گئیں ہا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہر مثل کا اعتبار نہ کرنا اس صورت میں
 جب کہ زوجین کی موت کا زمانہ بہت گزر گیا ہو حاشیۃ المدنی و الطحاوی
 (۴۷۸) صاحبین کے نزدیک بعد موت زوجین کے بھی مہر مثل پر حکم
 ہو گا مانند حال زندگی کے اسی پر مستوی ہے قاضی خان کا لیکن اگر زوج
 کے وارث گواہ لاوین اداسے مہر یا زوجہ کے اقرار پر کہ ہم مہر پا چکے تو اس
 صورت میں مہر مثل کے اعتبار کی حاجت نہیں ہے۔

(۴۷۹) یہ سب صورتیں جب ہیں جب کہ زوجہ نے اپنی ذات کو نجوشی
 زوج کو نہ تسلیم کیا ہو اور اگر زوجہ نے اپنی ذات کو نجوشی زوج کو تسلیم کر دیا ہو
 اور قلع ہوا اختلاف دو حال میں خواہ زندگی میں یا بعد اس کے تو یہ فیصلہ ہو گا
 مہر مثل پر کیونکہ عورت نہیں تسلیم کرتی اپنے آپ کو مگر بعد لینے مہر مثل کے بطور رواج
 کے اور تعمیل مہر کی دلیل ہے تسمیہ مہر کی۔

(۴۸۰) جہاں کل مہر کی تاخیر ہوتی ہو طلاق یا موت تک وہاں تسلیم و
 عدم تسلیم دونوں برابر ہیں۔ حاشیۃ المدنی و ابن القاسم

(۴۸۱) اور عورت سے یا اس کے وارثوں سے کہا جائے کہ یا ضرر سب کو
 مہر مثل پانے کا اقرار کرنا ہو گا اور نہیں تو ہم تجھے حکم کرینگے تجھ کو ہمارے

چنانچہ مصر میں دولت ہر محل دینے کا رواج ہے پھر بعد وضع مناسبت
مہر میں کیا جاوے گا مثلاً ثلث میں مگر یہ اس وقت ہے جب کہ زوج نے
عورت کو کچھ دینے کا وعدہ کیا یعنی مناسبت الثعلب پر اس وقت فیصلہ ہو گا جب کہ
زوج مدعی ہو ادا کرنے کا اور اگر زوج مدعی ہو گا تو مناسبت پر فیصلہ ہو گا
بحر الایق و نزالایق عن المحيط۔ متاضی خان کے نزدیک یہ قول مسلم
نہیں حاشیہ المدنی۔

(۷۸۳) اگر بھیجا زوج نے اپنی عورت کو کچھ نقد یا جنس اور تمہان کیا دینے
وقت کی سیویجہ کو جو نماز ہو جیت مہر کے یعنی دینے وقت مہر یا خیر کا کچھ ذکر کیا
مثلاً یون کہا کہ اس لغت کو شمع میں صرف کر دیا مہر ہی میں پھر زوج نے کہا
کہ وہ تو مہر میں تھا تو اس کا قول مقبول ہو گا فتنہ کیونکہ وہ چیز ہدیہ ہو چکی تو
مہر نہ ہو سکے گی اور اگر قبل عقد کے کچھ بھیجا تو اس کا بعینہ پتہ لینا درست ہے
حاشیہ الطحاوی۔

(۷۸۳) اگر کہا عورت نے کہ وہ بھیجی ہوئی چیز ہدیہ ہے اور کہا زوج نے
کہ وہ مہر میں ہے یا از شتم لباس ہے یا عاریت ہے تو قول حکم معتبر ہو گا ست
قیم کے اور اگر دونوں گواہ لائے تو عورت کے گواہ مقدم ہوں گے۔
(۷۸۴) اگر شتم کھائی زوج نے اور بھیجی چیز موجود ہے تو عورت کو
اختیار ہے کہ اس کو پھر دے اور اپنا باقی مہر زوج سے لے لے کہا ذکر ابن کمال
(۷۸۵) اگر زوج نے ہدیہ بھیجا عورت کی طرف اور عوض میں عورت نے
بھیجا مہر کی طرف پھر عورت کا زفاف ہوا پھر مرد نے اس کو جد کیا اور
دعویٰ کیا کہ وہ چیز عاریتہ ہے تو جائز ہے عورت کو کہ عوض کی چیز کو پھر لے
عوض کی جنس سے زینتے حاشیہ المدنی عن عالمگیری۔

(۷۸۶) اختلاف زوجین میں زوج کا قول مستبر ہوگا اوس میں جو کھانے کے واسطے مہیا نہیں جیسے کپڑے اور تہہ بکرنی اور گھی اور شہد اور جو چیز کہ مہانہ بھر باقی رہے اور نہ ٹھہرے۔

(۷۸۷) قول زوجہ کا مستبر ہوگا قسم کے ساتھ اوس میں جو کھانے کی واسطے مہیا ہے جیسے روٹی اور جٹنا گوشت (کیونکہ ہم چنیر میں کوئی مہر میں نہیں دیتا فقہ ابو اللیث نے کہا کہ قول مختار یہ ہے کہ زوج کی تصدیق اوس میں ہوگی جو زوج پر واجب نہیں جیسے موزہ اور چادر یا باریک کپڑا تہ اوس میں تصدیق ہوگی جو اوس پر واجب ہے جیسے اوڑھنی اور قمیص یعنی جب تک زوج نے اوس کا دعویٰ نکلیا ہو کہ اوڑھنی اور قمیص کو پوشاک میں دیا ہے اگر پوشاک کا دعویٰ کیا اور عورت نے کہا کہ پوشاک نہیں بلکہ یہ یہ ہے تو قول زوج کا ہی مستبر ہوگا کیونکہ ظاہر حال مصدقہ اوس کا ہے۔

(۷۸۸) سنگینی کی ایک مرد کی بیٹی سے اور بھجیا زوج نے عورت کی طرف چند شیا کو اور عورت کی اپنے نکاح نکلیا تو جو چنیر مہر کے واسطے بھی ہو اور وہ موجود بھی ہو تو فقط اوس کو پہیر لے نہ اوس کی قیمت کو اگرچہ منغیر ہو گئی ہو استعمال سے اگر موجود نہ ہو تو قیمت اوس کی پہیر لے کہ یہ تو بدلا تھا تو سو پورا نہ تو پہیر لینا جائز ہے۔

(۷۸۹) اسبطح اوس کو پہیر لے جو بطریق تحفہ کے بھجیا اگر وہ موجود بھی ہو اور نہ پہیرے مالک اور متملک کو۔

(۷۹۰) اگر دعویٰ کیا عورت نے کہ بھی چنیر مہر ہے اور زوج نے کہا کہ وہ امانت ہے تو اگر وہ چنیر مہر کی جنس سے ہو جیسے مہر مسی میں روپہ شرفی تو عورت کا قول مستبر ہوگا اور اگر وہ چنیر مخالف ہے جنس مہر کے جیسے

مرد تھا درم اور زوج نے قرش یا کپڑا بھجھا تو زوج کا قول معتبر ہو گا۔
کیونکہ دونوں صورتوں میں ظاہر حال دونوں کا گواہ ہے

(۴۹۱) خرچ کیا ایک مرد نے غیر کی سترہ پر اس شرط سے کہ نکاح کر لیا
اوس سے بعد عدت کے تو اگر عورت نے اوس مرد سے نکاح کر لیا تو خرچ
کا پیر لیا مطلقاً جائز نہیں خواہ دونوں ساتھ کھاتے ہوں یا علیحدہ اور اگر
عورت نے نکاح سے انکار کیا تو مرد کے خرچ کا پیر نا پونچتا ہے اگر عورت
کو دیا ہو اور اگر عورت مرد کے ساتھ کھاتی ہو تو مطلقاً پیر لیا جائز نہیں
خواہ نکاح کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ بحر عن العمادیہ

(۴۹۲) باپ نے اپنی بیٹی کو جہیز دیا اور اس کے قبضہ میں کر دیا تو اس کو
پیر لیا اوس سے نہیں پونچتا اور باپ کے وارثوں کو پونچتا ہے کہ جو جہیز
باپ نے اپنی زندگی میں بیٹی کو تسلیم کیا تھا بعد مرد نے باپ کے پیر لین
بلکہ اس جہیز کی ملکیت بیٹی کو مخصوص ہوگی اسی پرستوی ہے اور جہیز
تسلیم نہیں کیا تو پیر لیسکتا ہے اس واسطے کہ علیک یہ و ن تسلیم کے تمام نہیں
ہوتے۔ اگر مرض الموت میں باپ نے جہیز تسلیم کیا ہو تو وہ وصیت ہوگی
اور وصیت وارث کے حق میں درست نہیں اس بطرح استدراذ ہو گا۔ اگر
باپ نے جہیز کو مول لیا بیٹی کے واسطے والحکمہ اس صورت میں تسلیم کی
حاجت نہیں کیونکہ باپ کا قبضہ تسلیم مقام صغیرہ کے قبضہ کے ہے جملہ استدراذ
کا یہ ہے کہ باپ گواہ کر دے بیٹی کو جہیز دینے کے وقت کہ یہ جہیز بطور عادت
دیا ہے۔ اصیاط اس میں ہے کہ باپ جہیز کو بیٹی سے مول لے پھر بیٹی
اوسکی قیمت سے ابرا کرے۔ درر۔

(۴۹۳) زوجہ کے لوگوں نے کچھ لیا تسلیم زوجہ کے وقت مثلاً بھائی نے

بدون بے رخصت نکلیا تو زوج اوسکو پھیر لے سکتا ہے کیونکہ یہ رشوت ہے
 (۴۹۴) جینر بیٹی کو دیکر دعویٰ کیا کہ اوسکو عاریت ہی دیا ہے اور بیٹی
 نے کہا کہ وہ تمہاری ہے یا زوج نے یہی کہا بعد مرنے زوجہ کے تاکہ وارث
 اوسکا ہو اور باپ نے اور اوسکے وارثوں نے اوسکے مرنے کے بعد کہا
 کہ عاریت ہے تو قول زوج کا اور بیٹی کا معتبر ہوگا جب رواج دایمی ہوگا
 اسکا ہو کہ باپ اتنا مال جینر میں دیا کرتا ہو نہ بطور عاریت کے
 (۴۹۵) اگر رواج مشترک ہو یعنی بعض چیز دیتے ہوں اور بعضی عاریت
 تو قول باپ کا معتبر ہوگا۔ جو جینر زیادہ رہے اوس سے جو ایسی عورت کو
 موافق رواج کے ملتا ہے تو زیادتی پر اگر باپ کا معتبر ہوگا اور مان لے
 یا کہے جینر بیٹی میں اس طرح ولی میوہ کا و سنا نہ اگر مان نے جینر
 تسلیم کر دیا تو مسترد نہیں کر سکتی اور دعویٰ عاریت میں مان اور ولی
 صغیرہ کا وہ ہی حکم ہے جو باپ کا حکم معلوم ہوا۔

(۴۹۶) اگر باپ اثرائت میں سے ہے تو اوسکا یہ قول قبول نہیں ہوگا
 کہ جینر عاریت ہے نہ الفایق عن القاضی خان۔

(۴۹۷) مان نے بیٹی کو جینر میں کچھ چیزیں دین باپ کے اسباب سے
 اوسکے حضور اور دانت میں اور وہ ساکت رہا اور بیٹی زوج کے گھر
 پہونچائی گئی تو باپ کو نہیں پہونچا کہ اوس جینر کو پھیر لے اپنی بیٹی سے
 یہ سب جاری ہونے رواج کے اسپر کہ باپ جینر کو باپ پر دکرنا ہے۔

اس طرح خرچ کیا مان نے بیٹی کے جینر میں اوس قدر جسکی عادت ہے اور باپ
 ساکت ہو تو ضمان مان پر نہیں زواہر الجواہر۔

(۴۹۸) اگر پہونچائی گئی زوجہ زوج کی طرف بدون اسی جینر کے جو الفایق

ہو زوج کے تو زوج کو جائز ہے مطالبہ باپ سے نقد مال میں قنہ۔ یہ حکم
 اوس صورت میں مخصوص ہے جہاں عات ہو کہ ٹی زوجہ کا زوج سے فحش لیتا ہو نکاح
 کے سامان کے واسطے پھر کچھ سامان زوج کا بنا کر کرتا ہو اور کچھ زوجہ کا
 تو ایسی صورت میں اگر زوج کے لایق رہنے کے باپ نے کچھ نہ یا تو زوج
 کو نقد مال پہر لیتا ہو بچتا ہے۔ اس طرح عورت کو مطالبہ ہو بچتا ہے رعاشیہ
 لہذا فی عن البحر۔

(۴۹۹) اگر زوج چپ رہا مطالبہ سے مدت تک تو اوسکو ترغ کرنا نہیں
 ہو بچتا کیونکہ زمان طویل تک ساکت رہنا دلیل ہے رضامندی کی بجز الرائق
 و طحاوی۔

(۵۰۰) نکاح کیا دمی یا ستامن نے ذمیہ سے یا حربی نے حربیہ سے
 دارا حرب میں مردار جائز کے مہر پر یا بدون مہر کے اس طرح کہ دولون
 ساکت رہے یا نفی کی مہر کی دولون نے حالانکہ یہ اوسکے نزدیک جائز
 ہے پھر وطی ہوئی ذمیہ یا حربیہ کی یا طلاق قبل وطی کے ہوئی یا زوج زوجہ کو
 چھوڑ کر مر گیا تو عورت کا کچھ مہر نہ ہوگا اور نہ متہ طلاق قبل وطی میں اگرچہ
 دولون مسلمان ہو گئے ہوں اور ہم سے معاملہ رجوع کیا تو بھی مہر نہ ہوگا۔
 کیونکہ ہم اہل صلاح مامور ہیں ذمیوں کے چھوڑنے پر اور اوسکے دین کے
 چھوڑنے پر یعنی اوسکے دین اور اعتقاد پر اون کو چھوڑنا چاہیے احکام اسلام
 کے اوجہ میں جاری کرنے کا حکم نہیں اس واسطے اون کو شہر آب پینے اور
 سو رکھانے سے روکنا ہو نہیں بچتا۔

(۵۰۱) مہر کے سوا یا فی احکام نکاح کے اوسکے حق میں ثابت ہوں گے
 مثل مسلمانوں کے جیسے واجب ہونا نفقہ کا نکاح میں اور واقع ہونا طلاق کا

اور عدت اور نوب اور تحیار بلوغ اور عوارث ہونے نکاح صحیح سے اور حرام ہونا مطلقہ ثلثہ کا اور حرام ہونا نکاح محرم کا لیکن یہ احکام اس وقت اونہیں جاری ہوں گے جب ان کو بھی ان احکام کا عقیدہ ہو اور ہماری طرف مراعہ کریں حاشیہ الطحاوی۔

(۵۰۲) نکاح کیا ذمی نے ذمی سے شراب معین یا سور معین پر یعنی جسکی طرف اشارہ ہوا پھر وہ دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک ان میں سے مسلمان ہوا قبضہ کرنے سے پہلے تو عورت کو وہی ملیگا سو ترک کر دے شراب کو اور چھوڑ دے سور کو حاشیہ المدنی۔

(۵۰۳) اگر طلاق دی قبل دخول کے تو عورت کو ادھی شراب معین اور آدھا سور معین ملیگا۔

(۵۰۴) غور کیے غیر معین شراب اور غیر معین سور میں قیمت شرابی کی ملیگی اور ہر مثل میں سور ملیگا یعنی سور کی قیمت لینا درست نہیں کیونکہ اگر سور کی قیمت لی تو کو یا سور لیا۔

(۵۰۵) ایک لڑکی نے دو کھیل دوسری لڑکی کو سوا اور کا ازالہ بکارت ہو گیا تو دو کھیلنے والی پر لازم ہوگا ہر مثل ہر طرح صبی اور ذابنی کی دو کھیلنے سے ازالہ بکارت ہونے میں ہر مثل لازم ہوگا۔ حاشیہ المدنی۔

(۵۰۶) صغیرہ کے باپ کو مطالعہ ہر کا زوج سے پہونچتا ہے اگرچہ تمتع زوج کو نہ ہو اور زوج کو تسلیم صغیرہ کا مطالعہ پہونچتا ہے اگر صغیرہ مرد کی برداشت کر سکتی ہو کما بزاری سے کہ عمر کا کچھ اعتبار نہ ہوگا یعنی اگر زوج اور باپ میں اختلاف ہوگا تو صغیرہ کی عمر کا اعتبار نہ ہوگا قاضی صغیرہ کو عورتوں کو دکھلا دے اگر عورتیں کہیں کہ لایق مرد کے ہے تو زوج کو تسلیم کرے

اور نہیں تو نہیں حاشیہ المدنی۔

(۵۰۳) اگر باپ نے اپنی بیٹی کو زوجہ کو تسلیم کیا پھر وہ بھاگ گئی تو زوجہ پر اسکی طلب اور تلاش لازم نہیں کیونکہ حرہ کے حکم ہونے پر ضمان نہیں کہ طلب زوجہ پر لازم ہو بخلاف لونڈی کے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۵۰۴) کسی نے فریب دیا عورت کو اور اسکو نکال لیگیا تو وہ شخص معتد کیا جاوے گا اور اس مدت تک کہ اسکو لے آوے یا عورت کا مرنا معلوم ہو۔

(۵۰۵) مرد وہ ہی معتبر ہے جو پوشیدگی کا مہر ہے اور بقول ضعیف ظاہر کا مہر معتبر ہی مثلاً ایک مرد نے عورت سے نکاح کیا اور مخفی ایک ہزار مثلاً مہر مقرر کیا پھر دوسری بار نمود کے واسطے لوگوں میں دو ہزار کا مہر ٹھہرایا تو اس صورت میں مہر مخفی معتبر ہوگا۔

(۵۰۶) جو مہر کہ موہل ہو طلاق تک وہ معجل ہو جائے طلاق رجعی سے اور نہیں موہل ہونا پھر عورت کی طرف مراجعت کرنے سے۔

(۵۰۷) اگر عورت نے مہر بخشا اس بشرط کہ مرد اس سے نکاح کرے سو مرد نے یہ مہر کا نقیول کیا تو مہر باقی ہے نکاح عورت سے کیا یا نکیا۔ مثلاً ایک شخص نے اپنی مطلقہ سے کہا کہ میں تجھ سے نکاح نکرون گا جب تک تو اپنا مہر معائنہ نہ کرے تو عورت نے بشرط نکاح مہر معائنہ کیا پھر مرد نے انکار کیا تو مہر باقی ہے حاشیہ الطحاوی۔ بصورت نکاح ٹکرانے کے تو مہر کا باقی رہنا ظاہر ہے اور نکاح کرنے میں اس واسطے مہر باقی رہا کہ یہ بدون قبول کے تمام نہیں ہوا حالانکہ مرد یہی سے انکار کر چکا حاشیہ المدنی (۵۰۸) عورت نے اپنا مہر یکو یہی کیا اور اسکو مہر لینے پر قبول کیا تو

صحیح ہے اور بیہ مهر کا یہ دن تو کیل کے ماتام ہے۔

(۵۰۹) اگر عورت نے اپنا مهر کسی آدمی کو حوالہ کیا اور زوج نے قبول کیا پھر عورت نے وہ ہی مهر زوج کو بیہ کیا تو بیہ مهر صحیح نہ ہوگا کیونکہ مهر کا دوسرا آدمی مالک ہو گیا ہے اور یہ حوالہ کرنے کا جیلہ اوس شخص کے واسطے ہے کہ جو چاہے کہ بیہ کرے اور صحیح نہ ہو

(۵۱۰) غلام غلام میں قبل اجازت مولے کے مهر نہیں جتیک وطعی ہوا اور بعد وطعی کے مهر مثل واجب ہوگا بعد آزاد ہونے غلام کے کیونکہ قبل آزادی کے غلام کسی چیز کا مالک نہیں اور مولیٰ پر یہ بیویہ واجب نہیں کہ اوسکی اجازت سے نکاح نہیں ہوا۔

(۵۱۱) مولیٰ سے مراد وہ شخص ہے جسکو اختیار ہو لونڈی کے نکاح کر دینے کا جیسے صغیر کی لونڈی کا باپ اور دادا اور قاضی اور وصی اور مکتبہ اور شریک مفاوض اور متولی وقف لیکن ان کو بیہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے غلام سے اوسکا نکاح کر دیں

(۵۱۲) غلام کی تزویج کا کوئی مالک نہیں سوائے اوسکے جو مالک ہے اوسکے آزاد کرنے کا (توباب وغیرہ جو سابق مذکور ہوئے نکاح عید کے مالک نہیں۔

(۵۱۳) نکاح کیا قن وغیرہ نے مولیٰ کے اذن سے تو مهر و نفقہ انہیں قن وغیرہ پر ہے۔ (قن غلام کو کہتے ہیں

(۵۱۴) سافط ہوتا ہے مرا اور نفقہ غلاموں کی موت کے سبب فوت محل استیفا کے

(۵۱۵) بیجا جاو بگا قن نفقہ اور مرد میں اگر مالک بیع نہ کرے تو نفی

بیچے گا۔

(۵۱۵) مدبر اور رکابت وغیرہ کی بیع سزگی بالکھت اور مزدوری کرائی جاوے گی

باب نکاح الکافر

کافر شریک ہے مشرک اور کتابی کو۔

(۵۱۶) نکاح کفار میں تین قاعدہ ہیں۔

(۵۱۷) اول قاعدہ یہ ہے کہ جو نکاح صحیح ہے مسلمانوں میں سو صحیح

ہے کافروں میں بخلاف امام مالک کے۔

(۵۱۸) دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جو نکاح حرام ہے مسلمانوں میں بسبب

خوت ہونے شرط نکاح کے جیسے گواہوں کا نہ ہونا یا عدت میں نکاح کرنا

وہ نکاح جائز ہے کفار کے حق میں جب وہ اوسکی صحت کے مقصد ہوں

نزدیک امام اعظم کے اور ثابت رکھی جاوے گی اوسی نکاح پر بعد مسلمان

ہونے کے بدلیل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۵۱۹) تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ جو نکاح حرام ہے بسبب حرمت محل کے

جیسے محارم سے نکاح کرنا تو ہمارے مناجح کے نزدیک جائز ہوگا۔ اور یہ

اصح ہے اور اوسی قول پر فقہ عورت کا واجب ہوگا اور بعد مسلمان

ہونے کے اگر کوئی اوسکو زانی کہیگا تو حد ماریجاوے گی۔

(۵۲۰) اتفاق کیا ہے فقہانے کہ کفار باہم وارث نہیں ہوتے بسبب

نکاح محارم کے لیکن نسب کی جہت سے النہ وارث ہوں گے مثلاً

ایک کافر نے اپنی بہن سے نکاح کیا اور مر گیا تو عورت بسبب نکاح کے

وارث نہوگی لیکن بہن ہونے کی راہ سے وارث بھائی کی ہوگی۔

(۵۲۱) اگر دونوں نکاح کرنے والے جو مسلمان ہوئے محرم ہوں یا

محرّمون میں سے ایک مسلمان ہوا یا دونوں نے ہم سے نالاش کی اور حالانکہ وہ کافر ہیں تو جدائی کر اسے دونوں کے درمیان فاضی یا جملکو اونہوں نے حاکم قرار دیا بسبب عدم تحلیت نکاح کے اور دو کافروں میں سے ایک کافر کی نالاش ہے تفریق مانع نہوگی کیونکہ حق دوسریکا باقی رہا بخلاف مسلمان ہونے کے واسطے کہ اسلام ملینہ ہے پست نہیں ہو سکتا۔ لان الاسلام یعلو ولا یغلی علیہ

(۵۲۲) ایک مرد نے عورت کو تین بار طلاق دی اور عورت نے جدائی چاہی تو میان فقط ایک کی نالاش سے جدائی کر دی جاوے گی دونوں میں بالاتفاق کیونکہ تین طلاق نکاح کی قاطع ہیں سب دینوں میں تو دوسریکا حق باقی نہ رہا۔ حاشیۃ المدنی۔

(۵۲۳) اگر ایک مرد نے عورت سے خلع کیا پھر اوس کے ساتھ قایم رہا بدون عقد کے یا کافر نے نکاح کیا کتابیہ سے مسلمان کی عدت میں یا عورت سے نکاح کیا قبل دوسرے زوج کے اور حالانکہ اوس کو طلاق دے چکا تھا تین بار تو تین تینوں مسئلوں میں تفریق کی جاوے گی بدون نالاش کے۔ کذا فی بحر محیط بخلاف حاوی کے کہ اونہیں جدائی کے واسطے نالاش شرط ہے۔

(۵۲۴) اگر مسلمان ہو اور مجوسی زوج اور زوجہ میں سے ایک شخص یا مسلمان ہوئی جو روکنا بی کی تو عرص کیا جاوے گا اسلام دوسرے پر یعنی اوس کے کہا جاوے گا کہ تو بھی مسلمان ہو جاوے گا اگر وہ بھی مسلمان ہو گیا تو خوب ہوا کہ نکاح باقی رہا اور اگر اوس نے اسلام قبول نہ کیا یعنی انکار کیا یا سکت رہا تو دونوں میں جدائی کر دی جاوے گی اگر زوج لڑکا یا تمیز ہو تو بھی اوس کے انکار سے تفریق ہوگی بالاتفاق بنا بر قول اصح کے۔ حد تمیز یہ ہے کہ اوس کو دیا

کا تعقل ہو اور بعضوں نے سات برس مقرر کیے ہیں اور جسیہ مانند وصی کے ہیں اس حکم میں۔

(۵۲۵) جی غیر منیر کی عقل یعنی متینہ کا انتظار کیا جاویگا۔ اور اگر زوج مجنون ہے تو انتظار نہ ہوگا۔ کیونکہ جنون کی کچھ انہما نہیں (اسلام عرض ہوگا مجنون کے ما باپ پر جو اولدین سے اسلام قبول کر لیا مجنون جی اسلام میں تابع ہوگا تو نکاح باقی رہے گا۔) اگر اوس کا باپ یا مان نہ ہو تو قائم کرے قاضی مجنون کی طرف سے ایک وصی کو پھر اوس پر حکم ہوگا تفریق کا باقائی عن اذخۃ العلماء۔

(۵۲۶) مسلمان ہو اور زوج اور عورت جو سہ تھی پھر یادیہ ہو گئی یا نصرانیہ تو اوس کا نکاح باقی رہے گا کیونکہ وہ اہل کتاب ہو یا اعتبار انجام کا کے اور سلم اور کتابیہ میں نکاح درست ہے۔

(۵۲۷) تفریق کرنا دونوں میں طلاق بائن ہے کہ کم کرتا ہے عد و طلاق کو یعنی اگر بعد تفریق کے اوس عورت سے نکاح کر لیا تو زوج مالک دو طلاق کا رہیگا اور اگر زوجہ لونڈی ہے تو مالک ایک طلاق کا مالک رہیگا تفریق اوس وقت طلاق ہے جب کہ زوج اسلام سے انکار کرے اور اگر عورت انکار کرے تو تفریق طلاق نہیں کیونکہ طلاق عورتوں کی جانب سے نہیں ہوتی (۵۲۸) انکار صبی منیر کا اور مجنون کے مان یا باپ کا طلاق ہے قول اصح میں ریمی چونکہ طلاق صغیرہ اور مجنون پر قاضی کی طرف سے زیر سزا ڈالی جاتی ہے نہ اوس کے اختیار سے تو وہ دونوں طلاق ڈالنے کے اہل نہیں بلکہ طلاق پڑنے کے اہل ہیں تو اگر طلاق اون کی طرف سے ہو تو کچھ تعجب نہیں اس طرح اگر صغیرہ یا مجنون وارث ہو اپنے قرا تبار کا تو اناہ

ہو جائیگا تو یہ آزادی شائع کی طرف سے واقع ہوئی نہ صغیر اور محنون
 کی طرف سے اس طرح اگر مکلف نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میں محنون ہو جاؤں تو
 تجھ کو طلاق ہے پھر وہ محنون ہو گیا تو طلاق واقع نہو گی اس واسطے کہ طلاق
 واقع ہوئی ہے یہ وجود شرط کے اور یہاں شرط ہے جنون کی بھر جب
 جنون پایا گیا تو وہ شخص مکلف باقی رہا نجات اسکے کہ اگر اسے کہا کہ میں
 گھر میں داخل ہوں تو تجھ کو طلاق ہے پھر وہ محنون ہو کر گھر میں داخل ہوا
 تو طلاق واقع ہو گی کیونکہ یہ طلاق معین ہے دخول دار پر سے دخول پایا
 گیا تو یہ وقوع ہوا طلاق کا نہ ایقاع اور پہلی صورت میں ایقاع تھا نہ وقوع
 حاشیہ المدنی۔

(۵۲۹) اگر اسلام لائے دو مجوسی مرد اور عورت سے ایک یا کتابی کی عورت
 مسلمان ہو گئی یہاں یعنی دار الحرب میں اور جو کہ دار الحرب سے ملتی ہے
 جیسے دریائے شور تو عورت نکاح سے جدا نہو گی یہاں تک کہ تین بار اس کو
 حیض آوے یا تین مہینہ گزر جاوے اور دوسری کے مسلمان ہونے کے
 پہلے واسطے قایم کرنے شرط فرقت کے (کیونکہ جب زوجہ اور زوج دونوں
 دارالاسلام میں نہ ہوئے ایک اول میں سے دار الحرب میں ہے تو ایک کے
 مسلمان ہونے سے دوسرے پر عرض اسلام نہیں ہو سکتا کہ وہاں
 حکومت اسلام نہیں اس واسطے اتنی مدت جدائی کی قایم مقام عرصہ اسلام
 مقرر ہوئی اور یہ مدت عدت نہیں ہے کیونکہ اس میں غیر مدخولہ بھی داخل
 ہے اور غیر مدخولہ پر عدت نہیں۔ اگر مسلمان ہو گیا کتابیہ عورت کا شوہر تو
 وہ عورت اوس کی ہو گی یعنی جدائی نہو گی کیونکہ مسلم اور کتابیہ کا نکاح
 درست ہے۔

(۵۳۰) عورت جدا ہو جاتی ہے اپنے زوج سے بسبب تباین دارین کے یا اعتبار تباین حقیقی اور حکمی کے۔ مثال تباین حقیقی مثلاً زوج دارالاسلام میں پھر جانے کے قصد سے نہ اتنے بلکہ بطریق سکونت اور قوطن کے وارد ہو تو اگر کافر حربی دارالاسلام میں امان لیکر آیا تو اسکی زوجہ چھوٹ جاوے گی کیونکہ وہ حاکم اپنی ملک میں ہے مگر جب کہ ذمی ہو کر رہے تو دونوں میں جدائی ہو جاوے گی۔

(۵۳۱) نہیں چھوٹی عورت اپنے زوج سے بسبب قید ہو جانے کے یعنی علت فرقت کی تباین دارین ہے امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک نہ قید ہونا اور امام شافعی کے نزدیک بالعمد ہے۔

(۵۳۲) پس اگر حربی زوج یا زوجہ دارالاسلام میں نکل آیا مسلمان ہو کر یا ذمی ہو یا وہ مسلمان ہو گیا یا دارالاسلام میں ذمی ہو گیا یا نکلا گیا دارالحرب سے مفید کر کے اور دارالاسلام میں داخل کیا گیا تو عورت چھوٹ گئی اپنے شوہر سے بسبب تباین دارین کے کیونکہ کافر حربی میت کی مانند ہے اس واسطے نکاح نہیں اور یہی سبب ہے کہ مرتد حریون میں ملاوا وسیع احکام میت کے جاری ہوتے ہیں۔

(۵۳۳) اگر زوج اور زوجہ دونوں ساتھ ہی مفید ہوئے یا دونوں نکل آئے ہمارے ساتھ ذمی ہو کر یا مسلمان ہو کر یا دونوں نکلے مسلمان سے امان لیکر پھر سلام لائے یا ذمی ہو گئے تو ان صورتوں میں زوجہ زوج سے جدا نہو گی بسبب نہونے تباین کے یہاں تک کہ اگر عورت مفیدہ مشکوٰۃ ہو مسلم کی یا ذمی کی تو جدا نہو گی اپنے شوہر سے اس واسطے کہ دونوں دارالاسلام میں ہو گئے تھان دارین نہ ہو جو موجب فرقت زوجین کا۔

(۵۳۵) اگر نکاح کیا مسلم نے کتابیہ سے دارالحرب میں پھر نکاح دینا سے قبل عورت کے توجدا ہوگی بسبب اختلاف دارین کے اور اگر نکاحی عورت قبل مرد کے جدا ہوگی اس واسطے کہ اگرچہ اختلاف حقیقی تو ہوا مگر انتہات علمی نہیں ہوا کیونکہ مسلم دارالاسلام کا قیم ہے نہ دارالحرب کا (۵۳۸) جو عورت دارالحرب سے دارالاسلام میں آئی مسلمان ہو کر یا ذمہ ہو کر درحالیہ وہ حاملہ نہیں تو وہ جدا ہوگی اپنے زوج سے بدون عدت کے۔ امام کے نزدیک تو فوراً اس سے نکاح کر لیا درست ہے لیکن اگر حماجرہ حاملہ ہے تو اس سے نکاح کرنا بعد حائضہ کے درست ہو گا نہ بار قول اظہر کے حل تک نکاح نکرنا بسبب عدت کے نہیں ہے بلکہ بسبب خالی ہونے رحم کے ہے حق بخیر ہے۔

(۵۳۹) مرتد ہونا ایک کار و جین میں بالفعل فسخ ہے نکاح کا تو حکم قاضی کی حاجت نہیں اور عد و طلاق کم ہو گا پس اگر مرد چند بار مرتد ہو گیا اور ہر بار مسلمان ہوا اور تازہ نکاح کر لیا امام کے نزدیک عورت حلال ہوگی دوسری زوج کی وطی کی حاجت نہیں طحاوی (۵۴۰) جس عورت کی وطی ہو گئی اگرچہ وطی حکمی ہو مثل خلوت صحیحہ تو عورت کا کل حرم واجب ہو گا بسبب حکم ہونے مہر کے وطی سے خواہ مرد مرتد ہوا ہو خواہ عورت طحاوی۔

(۵۴۱) جس عورت کی وطی نہیں ہوئی تو اس کو نصف مہر ملے گا اگر مہر عین ہوا اور اگر عین نہیں ہوا تو متعہ یعنی پوشاک یا ویگی اگر مرد مرتد ہوا تو نصف مہر اور متعہ عورت کو ملیگا اور مرد پر نفقہ عدت کا واجب ہو گا۔ اور اگر عورت مدخولہ نہیں تو عدت واجب ہے نہ نفقہ حائضہ المذنی

(۵۴۲) اگر عورت مرتد ہوئی تو کچھ مہر اور نفقہ مرد پر نہیں سوا اور مکان سکونت کے کیونکہ جدائی عورت کی طرف سے ہوئی قبل محکم ہونے مہر کے اور مہر محکم ہوتا ہے دخول یا موت سے جو بیان پایا نہیں گیا کذا فی حاشیہ المدنی۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ سکنی مرد پر اس وقت واجب ہوگا جب بادشاہ حکم کرے کہ عورت کو اپنے پاس قیدین رکھ اور اگر بادشاہ خود قید کرے تو زوج پر سکنی واجب نہیں حاشیہ المدنی۔

(۵۴۳) اگر عورت مرتد مگر کئی عدت میں تو وارث ہوگا زوج مسلم تیل المختار۔

(۵۴۴) تصریح کی ہے فقہانے عورت مرتدہ کو توبہ کی جہت کوڑی یہ مذہب ہے امام یوسف کا اور امام محمد کے نزدیک دنیا تو ہے کوڑی نہیں امام یوسف کے قول پر فتویٰ ہے اور یہی صحیح ہے طحاوی۔

(۵۴۵) نیز دستی کی جاوے عورت مرتدہ کے اسلام اور تجدید نکاح پر جبر کرنے کے واسطے تھوڑے مہر پر جیسے ایک دینار یعنی اقل مہر پسی پر فتویٰ ہے کذا فی الواحہ۔ توبہ نہ تھی پر ضرور ہے کہ تجدید نکاح کی کر دے خواہ عورت خوش ہو یا ناخوش لیکن مرد پر جبر نہیں ہے حاشیہ المدنی۔

(۵۴۶) فتویٰ دیا ہے مشایخ بلخ نے کہ عورت کے مرتد ہونے سے جدائی نہیں لگی واسطے تبنیہ عورت کے تاکہ اس کا حیلہ مرد پر بخل سکے اور طلق پر آسانی ہو جہاں قاضی اور حاکم نہ۔ نذر الفایق میں کہا کہ اسی روایت پر فتویٰ دنیا بہتر ہے۔

(۵۴۷) نکاح فاسد ہوگا اگر ایک مسلمان ہو یا قبل دوسرے کے اور مہر

ہوگا قبل دخول کے اگر عورت بعد مرد کے مسلمان ہوئی اور اگر مرد عورت کے پیچھے مسلمان ہوا تو نصف مرد واجب ہوگا اگر مرد معین تھا اور اگر مرد معین نہ تھا تو ستم واجب ہوگا اور اگر بعد دخول کے اسے ادا اور اسلام ہوا تو مرد مسمی یا مرد منسل واجب ہوگا عائشہ المدنی۔

(۵۷۸) اگر صغیرہ منکوحہ مسلم کی بالغ ہوئی غافل مسلمان ہو کر پہنچے محبون ہو گئی اس کے مان باپ مرتد ہو گئے تو وہ اپنے زوج سے جدا نہ ہوگی کہ بیطرح کیونکہ عورت اصل مسلمان ہو چکی اب تبعیت والدین کی باقی نہیں ایک مسلمان بیٹے نصرانیہ تھی پھر زوج اور زوجہ جو سی ہو گئے یا نصرانی ہو گئے تو نکاح ٹوٹ جاوے گا عورت چاہو گی نزدیک ابو یوسف کے کیونکہ ارتداد شوہر کی طرف سے ہو عورت تو کافرہ تھی اصلہ۔ عائشہ المدنی۔

(۵۷۹) باقی رہے گا نکاح اگر زوج اور زوجہ ساتھی مرتد ہو جائیں پھر بیطرح ساتھی مسلمان ہو کر ساتھی مرتد ہوں بدلیل استحسان۔
(۵۸۰) اگر سبقت ایک کی دوسرے پر معلوم نہ ہو تو مثل غرق و حرق کے قرار دے جائیں گے وراثت میں۔

(۵۸۱) لڑکا تابع ہے والدین میں سے بہتر دین والے کا بشرطیکہ ملک متحد ہو اگرچہ حکمی بحث دہو مثلاً لڑکا ہماری ملک میں ہو اور ماں اس کی ذمیہ ہے اور باپ دار الحرب میں اسلام لایا تو اگرچہ حقیقت میں اختلاف دارین ہے لیکن باپ بسبب اسلام کے دارالاسلام میں حکماً داخل ہے بیخلاف اسکے کہ لڑکا دار الحرب میں ہے اور باپ دارالاسلام میں مسلمان ہوا تو اس صورت میں لڑکا اسلام میں یا پ کا تابع نہ ہوگا بسبب اختلاف دارین کے حقیقتاً اور حکماً۔

(۵۵۲) اگر مجوسی ہو گا صغیرہ نصرانیہ کا باپ جو مسلمان کے بیٹے ہے تو جدا ہو جائیگی نصرانیہ بدوان مہر کے اور اگر صغیرہ کی ماں مثلاً نصرانیہ یا یودیہ ہو چکی ہو اور باپ اور کا مجوسی ہو جاوے یا اس طرح بالعکس اوسکے یعنی باپ صغیرہ کا نصرانی مرچکا ہو اور ماں اوسکی مجوسیہ ہو جاوے تو جدا ہوگی مسلم سے یہ سب منشا ہی ہوں تاکہ ایدار یکے یعنی تبعیت دین کے ختم ہو گئی مرنے سے ایک کا مرتبہ اب دوسرے کے کافر ہونے سے نکاح نہ لٹے گا۔ محیط میں ہے کہ اگر ماں باپ صغیرہ کے دونوں مرتد ہو گئے تو صغیرہ جدا ہوگی اپنے زوج مسلم سے جب تک دونوں صغیرہ کو لیکر دارالخبرہ میں نہ ملیں کیونکہ ان پر جبر کرنا مسلمان ہونیکے واسطے ثابت ہے۔

(۵۵۳) صحیح نہیں ہے نکاح کرنا مرد مرتد اور عورت مرتدہ سے مطلقاً کیونکہ مرتد سحقی ہے قتل کا اور چند روز حملت بضرورت تامل کے ہے کہ شاید سمجھ کر مسلمان ہو جائے اور مرتد واجب الحبس ہے واسطے تامل کے لہذا یہ نکاح دونوں میں سے کسی کو حاصل نہیں۔

(۵۵۴) مسلمان ہوا ایک کافر اوسکے پیچھے ماح عورتیں تین یا زیادہ یا وہ نہیں یا ماں اور اوسکی بیٹی تو نکاح ان عورتوں کا باطل ہے اگر ان سے نکاح ایک عقد میں کیا اور اگر نکاح بہ ترتیب کیا ایک بعد دوسرے کے یا ایک عقد میں تین سے اور دوسرے عقد میں دوسے یا اول ایک بہن سے پھر دوسری بہن سے نکاح کیا اور علیٰ ہذا القیاس ماں اور بیٹی میں بھی نکاح کیا تو پچھلا نکاح باطل ہو گا یعنی پانچویں عورت کا یا دوسری بہن کا یا ماں کا یا بیٹی کا۔ محمد اور منشا فحی نے مختار کیا ہے اسلام لانیوالی کہ چار عورتوں کے رکھنے میں کوئی ہوں اور دو بہنوں سے اختیار ہے

کہ جس کو چاہے رکھے اور مان اور بیٹی کے نکاح میں فقط بیٹی کو اختیار کرے یا دونوں کو چھوڑ دے حاشیہ المدنی۔

(۵۵۵) بالغ ہوئی مسلمہ منکوحہ اور بیان نکاح کی ارکان اسلام کو سبب ہل کے تو یہ انی ہو گئی شوہر سے اور اوس کو مهر ملیگا قبل دخول کے اور الایق ہے زوج کو کہ ذکر کرے حق انعامی کو اوس کے جمیع صفات سے عورت کے پاس اور اوس سے اقرار کر اوسے یعنی اوس سے کہلا کر کہ آیا خدا ایسا ہے تو اگر وہ کہے کہ ہاں ایسا ہے تو وہ مسلمان ہے نکاح قائم اور اسلام سمجھتی ہو جھتی ہو اور بیان نکاح گنتی ہو تو بھی نکاح موجود ہے حاشیہ المدنی خن الکافی۔

باب الرضاع

یہ باب ہے احکام شیر خوار کی بین

(۵۵۶) رضاع لغت میں کسر لغت میں چوسنا ہے چھاتی کا اور شرع چوسنا عورت کی چھاتی کا اگرچہ عورت کنواری ہو یا مردہ یا بڈھی اور چوسنے سے طلق اور ناک بین ڈالنا بھی ملحق ہے۔

(۵۵۷) مص ہو وقت خاص میں اور وہ وقت ڈھائی سال بین نزدیک امام اعظم کے اور فقط دو سال بین نزدیک صاحبین کے اور مذہب صاحبین کا اصح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے لصحیح الفقہاء

(۵۵۸) رضاع حرمت ثابت کرتا ہے اندر ڈھائی سال کے اگرچہ بعد چھوڑانے دودھ کے ہو اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ظاہر روایت ہے حاشیہ المدنی پس مدت رضاع میں فتویٰ مختلف ہے تو ظاہر روایت مرجح ہو گی۔ اگر مخالفت کی صاحبین نے امام صاحب

سے کسی مسئلہ میں اذہا صحیح یہ ہے کہ اختلاف امام اور صاحبین میں
 قوت دلیل کا اعتبار ہے اور امتین دلیل صاحبین کی قوی ہے
 حادی القدسی۔

(۵۵۹) اختلاف امام اور صاحبین کا ختمیم میں ہے لیکن لازم ہونا
 اجرت دودہ پلانے کا مطلقہ کے واسطے صرف دو سال ہے باجماع
 امام اور صاحبین کے۔

(۵۶۰) ثابت ہوتی ہے تحریم فقط مدت رضاع میں یعنی بعد مدت
 کے شیر خوارگی سے تحریم نہیں ہوتی اور مدت کے اندر تحریم ثابت
 ہے اگرچہ رضاعت بعد دودہ چھوڑا نے کے ہو اسی پرستوتی ہے
 اور یہی ظاہر الروایت ہے حاشیۃ المدنی۔

(۵۶۱) مباح نہیں دودہ پلانا بعد مدت رضاع کے یعنی دو برس کے
 کیونکہ دودہ حسد و آدمی ہے اور تقع لینا جزو آدمی ہے بغیر ضرورت
 شرعی کے حرام ہے بیاہ قول صحیح کے شرح و ساء

(۵۶۲) باپ کو جائز ہے اپنی لونڈی سے ربر دستہ کرنا لڑکے
 کے دودہ چھوڑا نے پر قبل دو برس کے اگر لڑکا مولے کے لطف سے
 ہو اور دودہ چھوڑا نہ مضرت نگرے اور اگر لڑکا مولے کے لطف
 سے نہ تو بھی مولے کو درباب پلانے یا نہ پلانے دودہ کے جبر
 درست ہے۔ کیونکہ لونڈی مولے کی ملک ہے اگر غیر نے حریۃ اولاد
 کی شرط کر لی ہو تو جبر درست نہیں ہے حاشیۃ المدنی۔

(۵۶۳) باپ کو جائز نہیں ہے ہر دو قسم مذکورہ کا جبر اپنی زوجہ حرمہ
 پر اگرچہ قبل دو برس کے ہو کیونکہ حق پرورش زوجہ کا ہے۔ تو

۱۰ عین زوجہ کو اختیار ہے التبتہ لہذا میں رضی سمجھے دو چھ پر کماؤ حیر کرنا
درست ہے جو مرد

(۵۶۴) تائب ہوتا ہے ذاتی کا مان ہونا اگرچہ یہ فعل درحرابی
کا فردن میں ہو نیز اگرچہ دودہ نمایت ثلیل ہو بشرطیکہ دودہ کا
لڑکے کے پیٹ میں پہنچ جانا معلوم ہو منہ سے یا ناک سے یا کان
میں ٹپکنے یا حقنہ وغیرہ سے اور اگر لڑکے نے سر پیمان کو منہ میں
لیا اور معلوم ہوا کہ دودہ منہ میں داخل ہوا یا نہیں تو حرمت ثابت
نہوگی کیونکہ ملت کے مانع شک میں ہے اور حلت اصل اور بالیقین
ثابت ہے تو یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ ولو ابجث

(۵۶۵) حرام ہوتا ہے رضاعت سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے
بعض علمائے اکیلیں صورتیں مستثنی رکھی ہیں

(۵۶۶) جب اسے حکم دودہ پلانے کا نسب سے چند صورتوں میں
یعنی حلال ہے باعتبار رضاعت کے پوتے کی مان یا لڑکے کی مانی
اول مسئلہ پوتے کی مان کا اسکی تین صورتیں ہیں اول پوتے کی
رضاعی مان داد کو حلال ہے۔ مثلاً زید کا بیٹا محمود ہے اور محمود کا
بیٹا خالد ہے سو خالد کو ایک اجنبی عورت کریمہ سے دودہ پلایا تو زید
کو کریمہ سے نکاح کرنا حلال ہے بخلاف نسب کے کہ پوتے کی مان
نسبی داد کو حلال نہیں ہے اسواسطے کہ خالد کی مان زوجہ محمود
کی تو ہو ہونی زید کی دوسرے محمود کا بیٹا رضاعی ہو اسطرح کہ محمود
کی زوجہ نے بکر کو دودہ پلایا تو زید کو بکر کی نسبی مان سے نکاح
درست ہے۔ نیز بکر کو زوجہ محمود نے سوائے اگر صیغہ نے دودہ

پلا یا تو حلیہ بھی زید کو حلال ہے و دوسرا مسئلہ لڑکے کی نانی کما مینی
 بیٹے کی رضاعی نانی باب کو حلال ہے اسکی بھی تین صورتیں ہیں
 مثلاً زید کے بیٹے عبد اللہ کو حمید نے دودھ پلایا تو حمید کی
 مان جو نانی ہوئی عبد اللہ کی زید کو حلال ہے بخلاف نسب کے
 کہ عبد اللہ کی حقیقی نانی خوشدامن ہے زید کی اور وہ اوسپر حرام
 ہے۔ دوسرے یہ کہ زید کا بیٹا رضاعی ہے اور اوسکا نام خالد ہے
 تو خالد کی نانی رضاعی ہو یا نسبی زید کو حلال ہے تیسرے یہ کہ
 خالد کو زوجہ زید کی سوائے اگر حمید نے دودھ پلایا ہو تو رحمہ بھی
 زید کو حلال ہے

(۵۶) حلال ہے باعتبار رضاعت کے بہن کی مان۔ اور بیٹے کی
 بہنیں۔ اور بھائی کی مان۔ اور ماموں کی مان اور بیٹے کی پھوپھی رسولہ
 کی مان اوسکی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ تار رضاعی
 ہو اور بہن نسبی مثلاً زید کی سکی بہن کو حافظہ نے دودھ پلایا تو زید
 کو حافظہ سے نکاح درست ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بہن
 رضاعی ہو اور اوسکی مان نسبی جیسے زید کی رضاعی بہن رشیدہ ہے
 تو زید پر رشیدہ کی مان نسبی حلال ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ
 مابھی رضاعی ہو اور بہن بھی رضاعی چنانچہ مثال سابق میں رشیدہ
 کی رضاعی مان زید پر حلال ہے۔ اور بیٹے کی بہن کی بھی تین صورتیں
 ہیں پہلی یہ ہے کہ بہن رضاعی ہو اور بیٹا نسبی مثلاً زید کا بیٹا خالد ہے اور
 اوسکی بہن رضاعی فریدہ ہے اور خالد اور فریدہ نے اجنبی عورت
 کا دودھ پیا تو زید کو فریدہ حلال ہے۔ دوسرے یہ کہ بیٹا رضاعی

اور بہن نسبی مثلاً زید کا رضاعی بیٹا ناصر ہے اور ناصر کی بہن نسبی زیت ہے۔ زیت پر زید پر طلال ہے۔ تیسری یہ کہ ناصر بیٹا بھی رضاعی ہے اور ناصر کی بہن بھی رضاعی ہے تو ناصر کی رضاعی بہن زید پر طلال ہے۔ اور بھائی کی مان اوسکی بھی تین صورتیں ہیں۔ مطابق تفصیل بہن کی مان کے اور مامون کی مان اوسکی بھی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ زید کے مامون نسبی کو دودہ ملا جائے۔ تو زید کو مامون کی دایہ طلال ہے۔ دوسری یہ کہ زید کی رضاعی مامون کی نسبی مان زید کو طلال ہے۔ تیسری یہ کہ زید کی رضاعی مامون کی رضاعی مان زید پر طلال ہے اور اگر مامون اور اوسکی مان دونوں نسبی ہوں تو طلال نہیں اور بیٹے کی پوچی اسکی بھی تین صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ زید کا بیٹا نسبی ہے حسن اوسنے دودہ پیا اجنبی عورت کا جو زوجہ ہے خالد کی اور خالد کی بہن ہے عظیمہ تو عظیمہ رضاعی پوچی ہوئی حسن کی سو زید پر عظیمہ طلال ہے۔ دوسری یہ ہے کہ زید کا بیٹا رضاعی قاسم سو قاسم کی نسبی عہم زید پر طلال ہے۔ تیسری یہ کہ قاسم نے زید کی زوجہ کے سوا کسی دودہ پیا تو کچھ کے قاسم کی بہن زید پر طلال ہے اور اگر بیٹا اور اوسکی عہم دونوں نسبی ہوں تو زید پر اوسکی عہم نہ طلال ہوگی اس واسطے کہ وہ بہن ہے زید کی۔

بیان تک اکیس صورتیں ہوئیں جو رضاعۃ طلال ہیں اور اب
حکم ہیں۔

(۵۶۸) بھائی اور بہن کی مان اور اوسکے سواے اور منوطات

آئندہ رضاعت سے حلال ہیں نہ نسب سے اور قیاس کر اسی پر بیابھی
کی بہن کو اور بیابھی کی نانی اور چچا اور پھوپھی کی مان اور ماموں
اور خالہ کی مان باعتبار رضاعت کے حلال ہیں۔ چنانچہ اسکا بیان
مفصلاً مہتملات اوپر ہو چکا

(۵۶۹) لیکن چچا اور پھوپھی کی مان کی حلت اور بیان نہیں ہونی
سواب بیان بیان کی جاتی ہے۔ مثلاً زید کا چچا اور پھوپھی نسب میں
اون کو ایک اجنبی عورت جمیلہ نے دودہ پلایا سو زید پر جمیلہ حلال
ہے اور ہر طرح اگر زید کا چچا رضاعی ہو یعنی زید کے باپ نے اور
اوسنے حمیدہ کا دودہ پیا ہو پھر رضاعی چچا نے فریدہ کا دودہ پیا تو
زید کو فریدہ حلال ہے اور یا اعتبار نسب کے چچا یا پھوپھی کی مان
حلال نہیں اس واسطے کہ یا وہ دادی حقیقی ہے یا دادا کی مدخولہ۔

(۵۷۰) اپنے ولد کی پھوپھی اور اپنے ولد کی بہن
کی بیٹی اور پوتوں کی مان یہ سب رشتہ رضاعت سے مرد کو حلال
ہیں اسکا بھی اوپر بیان ہو چکا مگر بیان دو کا بیان ضرور ہے ایک
یہ کہ ولد کی پھوپھی کی بیٹی رضاعت سے حلال ہے نہ نسب سے اس واسطے
کہ بہن کی بیٹی بھانجی ہوتی۔ دوسری یہ کہ ولد کی بہن کی بیٹی
رضاعت سے حلال ہے نہ نسب سے اس واسطے کہ یا وہ نواسی سے یا
ربیبہ کی بیٹی اور یہ دونوں حرام ہیں۔

(۵۷۱) عورت کی بیٹی کا بھائی عورت کو حلال
ہے سو یہ سب دس صورتیں ہیں بیٹی عورت بھائی بہن کی ما
دوسری بیابھی کی بہن۔ تیسری بیابھی کی دادی چچا اور

بہوہلی کی مان۔ پانچویں مامون اور خالہ کی مان۔ چھٹی ولدہ کی بہوہلی
 ساتویں۔ ولدہ کی بہوہلی کی۔ آٹھویں ولدہ کی بہن کی بیٹی لونین
 پوسے کی مان۔ دسویں عورت کے بیٹے کا بھائی نگران سب میں
 رضاعت شرط ہے یہ دس صورتیں باعتبار مرد ہونے اور عورت
 ہونے مضاف الیہ کے بیس صورتوں تک پہنچتی ہیں اور اس اعتبار
 سے کہ یہ بیس صورتیں مرد کو حلال ہیں یا عورت کو تو چالیس تک کی
 نوبت پہنچنے کی مثلاً جب مرد کے واسطے حلت ہو تو صورت اول میں
 یہ کہا جائے گا کہ مرد کو اپنے بھائی کی مان سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور جب
 عورت کے واسطے حلت ہوگی تو لون کہیں گے کہ عورت کو اپنے بھائی
 کے باپ سے نکاح درست ہے۔

(۵۷۲) حلال ہے اپنے بھائی کی بہن باعتبار رضاعت کے
 (۵۷۳) حلال ہے اپنے بھائی کی بہن باعتبار نسب کے
 (۵۷۴) اس طرح کہ سوتیلے بھائی کی مادری بہن ہو یعنی زید اور خالہ
 علاتی بھائی ہوں اور خالہ اور کریمہ اخیانی بہن بھائی ہوں تو زید
 کو کریمہ حلال ہے۔

(۵۷۵) حلت نہیں ایک عورت کے دو شیر خواروں میں اس
 کہ وہ دونوں بھائی ہیں اگرچہ مختلف ہو زمانہ شیر خوارگی کا اور مختلف
 ہو دونوں کا باپ رضاعی۔

(۵۷۶) حلت نہیں درمیان عورت شیر خوار کے اور اسکی
 دادی کے بیٹے کے اس واسطے کہ دونوں بہن بھائی ہیں اگرچہ دادی کے
 بیٹے نے اپنی مان کا دودھ مطلق نہ پیا ہو۔

(۵۷۷) ملت نہیں شیرخوار عورت میں اور اسکی دانی کے پونے میں اسواسطے کہ دانی کا پوتا بھٹیچا ہے اور کھا

(۵۷۸) دودھ کنواری نو برس کی عمر والی کا اور زیادہ عمر والی کا حرمت رضاعت کی ثابت کرتا ہے اور اگر نو برس سے بچہ کم ہے تو اسکے دودھ سے حرمت نہیں کہ انی الجواہری (کنواری عورت سے مراد یہ ہے کہ اسکی وطمی نہ ہوئی ہو نہ نکاح سے نہ زنا سے

(۵۷۹) حرمت ثابت کرتا ہے مردہ عورت کا دودھ

اگرچہ برتن میں دوہا ہو تو زوج رضیہ میں کا اس میں کا حرم ہو گیا پس بہت کو سیتیم کرا دے اور دفن کر دے یعنی ایک صغیرہ نے ایک مردہ عورت کا دودھ پیا اور اس صغیرہ سے ایک مرد نے نکاح کیا تو صغیرہ کا زوج محرم ہوا میں کا یعنی داماد ہوا سو اگر وہاں عورتیں ہوں تو زوج صغیرہ کا میت کو عوض غسل کے تیمم کرا دے گوشہ کرنے کی حاجت نہیں اور دفن بھی کر دے۔

(۵۸۰) حرمت رضاعت کی ثابت کرتا ہے جو دودھ کہ مخلوط

ہو پانی سے یا دواسے یا دوسری عورت کے دودھ سے یا بکری کے دودھ سے بشرطیکہ عورت کا دودھ پانی وغیرہ سے غالب ہو۔

(۵۸۱) جب دو عورتوں کا دودھ برابر مخلوط ہو تو دونوں

عورتوں کی تحریم بالاتفاق ثابت ہوگی بہ سبب عدم ترجیح کے اور نزدیک امام محمد کے دودھ مخلوط سے دونوں عورتوں کی حرمت ثابت ہوتی ہے اگرچہ کم و بیش ہو بعضوں کے نزدیک یہی قول اصح ہے۔

(۵۸۱) حرمت ثابت نہیں کرتا وہ دودھ جو مخلوط ہے طعام سے کی طرح اگرچہ اس مخلوط دودھ کو گھونٹ گھونٹ پیاجو۔

(۵۸۲) اگر دودھ کو پیرتیا یا تو بھی حرمت ثابت نہیں

کیونکہ نام رضاعت کا اس پیر پر واقع نہیں ہوتا۔ کذا فی بحر الرائق (۵۸۳) اور حرمت ثابت نہیں کرتا دودھ سے حقہ لیا اور کالین میں اور سولخ ذکر اور پیٹ کے زخم اور سر کے زخم میں دودھ کا پیکانا۔

(۵۸۴) حرمت ثابت نہیں کرتا دودھ مرد اور خنثی شکل کا مگر جب کہ عورتیں خنثی شکل کے دودھ کو کہیں کہ اس کثرت کا دودھ بجز عورت کے نہیں ہوتا اس حالت میں الیہ حرمت ثابت ہوگی کذا فی البحر۔ (۵۸۵) حرمت رضاعت ثابت نہیں کرتا بکری وغیرہ اور دیگر حیوانات کا دودھ بوجہ عدم بزرگی کے۔

(۵۸۶) اگر دودھ پلا یا زوجہ کبیرہ سے اگرچہ مطلقہ یا تہہ ہوانی سوٹ صغیرہ کو یا اسطرح کسی اور نے اس کا دودھ سوٹ صغیرہ کے طریق میں ڈال دیا تو صغیرہ اور کبیرہ دونوں اپنے زوج پر حرام ہو جائیں گی اس وقت کہ مان اور بیٹی رضاعی کا اجتماع ہو البتہ طیکہ زوج نے کبیرہ سے وطی کی ہو یا دودھ کبیرہ کا زوج سے ہو اور اگر زوجہ کبیرہ سے وطی ہوئی ہو یا اس کا دودھ اس زوج سے ہو تو جائز ہے نکاح کرنا صغیرہ سے دوسری بار اس واسطے کہ پہلا نکاح یہ سبب جمع ہونے مان اور بیٹی کے ٹوٹ گیا اور دوسرا نکاح صحیح ہوا کیونکہ زوجہ کبیرہ درخلہ نہ تھی تو صغیرہ ربیبہ ہوئی اور ربیبہ سے نکاح درست ہے جب کہ اسکی

مان مدخول نہ ہوا اور کبیرہ سے مطلقاً نکاح جائز نہیں کہ واسطے کہ بیسی مان
فقط نکاح مان کو حرام کر دیتا ہے دخول ہو یا نہ ہو۔
(۵۸۷) کبیرہ غیر مدخولہ نے بعد طلاق کے صغیرہ کو دودہ پلایا تو
صغیرہ کا نکاح فسخ نہ ہوگا کہ واسطے کہ پلانے کے وقت کبیرہ سوت صغیرہ
کی زہی اس واسطے کہ غیر مدخولہ کی عدت نہیں گذانی حاشیۃ المدنی۔
(۵۸۸) کچھ مہر نہیں زوجہ کبیرہ کا بشرطیکہ مدخولہ نہ ہو بسبب
آنے جدائی کے اوس کی طرف سے اور زوجہ صغیرہ کو نصف مہر ملے گا
بہ سبب عدم دخول کے اور اگر کبیرہ مدخولہ ہوگی تو کل مہر پانچویں لیسکن
عدت کا نفقہ اوسکو نہ ملے گا۔

(۵۸۹) رجوع کرے زوج مہر کو کبیرہ پر اور ہر طرح اوس مرد
پر جس نے اوسکا دودہ صغیرہ کے حلق میں ڈالا یعنی نصف مہر جو صغیرہ کو دیا
اوسکو کبیرہ سے پہلے بشرطیکہ کبیرہ نے دودہ پلانیے فساد نکاح کا
قصد کیا ہو اس طرح کہ کبیرہ دودہ پلانے کے وقت عاقل ہو اور
جاگتی ہو اور بخوشی دودہ پلایا ہو اور عسل ہو نکاح صغیرہ کا اور رضا
سے فساد نکاح کو جانتی ہو اور روخ گریسنکی اور ہلاکی صغیرہ کا مقصد
نہو تب اوسکو نصف مہر دینا ہوگا ورنہ زوج نصف کبیرہ سے ملے سکیگا
کیونکہ یہ ضمان ہے اور ضمان کے واسطے ہندی اور زیادتی شرط ہے۔
(۵۹۰) بقول کبیرہ کا قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اگر اوسکی طرف سے
فساد کا قصد ظاہر نہ ہو کہ انی معراج الدرایہ۔

(۵۹۱) طلاق دی زوج نے دودہ والی زوجہ کو پھر وہ عدت میں
رہی اور بعد عدت کے اوسنے دوسرے زوج سے نکاح کیا ہوا اوسکو

حاصل رہ گیا اور اس نے کسی صغیرہ کو دودھ پلایا تو حکم اس دودھ کا زوج اول کی طرف ہوگا اس واسطے کہ یہ دودھ بالیقین زوج اول کا ہے تو یہ یقین زائل نہ ہوگا شک سے تو صغیرہ زوج اول کا بیٹا ہوگا اور زوج ثانی کا ربیب ہوگا تو زوج ثانی کی بیٹی کا نکاح اس صغیرہ سے جائز ہوگا زوج اول کا حکم ثابت رہیگا یہاں تک کہ وہ عورت جسے پھر جب جسٹگی تو اب زوج ثانی سے دودھ ثابت ہوگا اور شبہہ کی وطی حلال وطی کی برابر ہے حرمت کی رضاعت کے ثبوت میں اور بعضوں نے کہا ہے اسطرح زنا سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے اور قول معقول یہ ہے کہ زنا کے دودھ سے حرمت نہیں ہوتی کذا فی فتح القدیر مثلاً ایک عورت کی وطی ہوئی شبہہ سے اور وہ حاملہ ہوئی اور جنمی اور پھر اس نے نکاح کیا بعد اسکے دودھ پلایا صغیرہ کو تو یہ صغیرہ بیٹا اس مرد کا ہوگا جسے شبہہ سے وطی کی نہ اس کے زوج کا اور اسطرح زنا کا فی حاشیۃ الطحاوی۔

(۵۴۲) ایک مرد نے اپنی زوجہ کو کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہے پھر اپنے اس قول سے منکر ہوا کہ میں نے غلطی سے کہا تھا تو اس کو صاف جاننے کے اور زوجہ کی نفسہ لیں نہ واقع ہوگی اس واسطے کہ شیر خوارگی اس قسم کی چیز ہے کہ مخفی رہ سکتی ہے تو اوس میں تناقض قول کا ممنوع نہیں۔

(۵۴۳) اگر ثابت رہا زوج اول اقرار پر اس طرح کہ اس کے بعد یہی کہے گیا کہ قول اول حق ہے جیسا کہ میں نے کہا اور مانند اس کلام کے ایسی ہی تفسیر ثابت کی۔ ہدایہ وغیرہ میں ہے تو در صورت ثبات

تفریق کردی جاوے گی زوج و زوجہ میں رضانیہ میں ہے کہ قاضی تفریق
کر دے گا کذا فی حاشیہ المدنی

(۵۹۴) اگر امتداد کیا عورت نے اسکا یعنی یون کہا کہ میرا رضاعی
باپ ہے یا بھائی اور مرد اسکا شکر ہے پھر عورت نے اچھو جھلا یا اور
کہا کہ میں نے خطا کی تھی دعویٰ رضاعت میں اور اس مرد نے اس
عورت سے نکاح کیا تو جائز ہے چنانچہ مرد کو جائز ہے کہ عورت سے نکاح
کرنے قبل اسکے کہ عورت اپنی خطا کی قائل ہو اگرچہ عورت دعویٰ رضاعت
پر مصر ہے تو بھی نکاح درست ہے اسواسطے کہ شرح میں حرمت کا اختیار
عورت کو نہیں ہے۔ علمائے کما اسی پر فتویٰ ہے جمیع اقسام میں کذا فی
لہذا زید یعنی مرد کو نکاح کرنا اور اسکے پاس رہنا طلال ہے خواہ عورت
نے مرد کو باپ رضاعی کہا ہو خواہ بھائی یا یون کہا ہو کہ میں نے اس
فلان کی ہے یا اسنے مجھکو طلاق بائن دی ہے سو اسکو میرے پاس
رہنا نہ چاہیے اور مرد کو یا وجود ایسے اقرار و ن کے نکاح اسواسطے جائز
ہو کہ عورت کا مستعد ہونا نکاح پر دلیل ہے کہ وہ دعویٰ رضاعت میں
جھوٹی ہے۔ یہی مفتی ہے لیکن ایسے مقام میں مستویٰ یہ ہے کہ نکاح
شکرے اسواسطے کہ حدیث شریفین ثابت ہے کہ چوتھ بات سے بچا
اسکا دین سلامت رہا کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۵۹۵) اگر عورت اقرار کرے تین طلاق کا ایک مرد سے تو طلال ہی
اس عورت کو اس مرد سے نکاح کرے اسواسطے کہ طلاق عورت کے
حق میں مختفی رہ سکتی ہے تو اسکو رجوع اس اقرار سے درست ہے
کذا فی التہر عن الصغری۔ لیکن یہ حکم ظاہر کہ ہے اور اگر عورت کو تین طلاق

کا یقین ہو تو باعتبار دیانت کے عورت کو نکاح اوس مرد کا حلال
 ہوگا۔ کذا فی حاشیۃ المدنی نقل عن الحبلی

(۵۹۶) اقرار کیا مرد عورت دونوں نے رضاعت کا پھر دونوں
 نے اپنے آپ کو جھٹلایا اور کہا کہ ہم نے خطا کی پھر مرد نے اوس عورت
 سے نکاح کیا تو صحیح ہے اور اگر قیام نکاح کی حالت میں یوں کہا
 تو تفریق نہ واقع ہوگی۔ کذا فی حاشیۃ الطحاوی۔

(۵۹۷) اعتبار سب کا مرد کو لازم نہیں مگر جب کہ وہ
 اس اعتبار پر قائم رہے پس اگر ایک مرد نے اپنی زوجہ کو کہا کہ یہ
 میری بہن ہے یا مان ہے اور عورت کا نسب مشہور نہیں پھر اُس
 مرد نے کہا کہ بن نے اقرار نسب میں خطا کی تو اوسکی تصدیق کیجائیگی
 یعنی نکاح قائم رہیگا اس واسطے کہ غلط اور شائبہ نسب میں رضاعت
 سے زیادہ متصور ہے اور اگر مرد ثابت رہا اقرار نسب پر تو دونوں
 میں تفریق کرادی جائیگی لیکن اگر عورت کا نسب مشہور ہوگا تو مرد کے
 اقرار کرنے اور ثابت رہنے سے تفریق نہ واقع ہوگی اور اسی طرح پر
 اگر عورت کا بن ہو یا مان ہو نا اوس مرد کی عمر کے لائق نہ ہوگا تو بھی
 تفریق نہ واقع ہوگی۔ کذا فی حاشیۃ الطحاوی والمدنی۔

(۵۹۸) اور رضاعت کی حجت کا ثبوت وہ ہے جو حجت ہے ثبوت مال
 کی اویثوت مال کی حجت گواہی دو مرد عادل کی یا ایک مرد عادل اور
 دو عادل عورتوں کی لیکن اگر دو عادل گواہی رضاعت کی دینگے تو زوجین
 میں فرقت نہ واقع ہوگی بدون تفریق قاضی کے اس واسطے کہ شہادت
 متضمن ہے حق العبد کو یعنی اگر نکاح قائم ہے تو ابطال حق عید ہوتا ہی

اور اگر نکاح نہیں تو ابطال حلت نکاح ہوتا ہے تو فقط گواہی سے ثبوت رضاعت تو گاہدوں حکم قاضی کے۔

(۵۹۹) سوال کیا موقوف ہے ثبوت رضاع کا عورت کے دعویٰ پر ظاہر یہ ہے کہ عورت کے دعویٰ پر ثبوت اسکا موقوف نہیں اسباب متضمن ہونے رضاعت کے مثلاً دیکھنا اور دیکھنا اور اس کے حقوق سے ہے اور ثبوت حق ثبوت دعویٰ پر موقوف نہیں۔

(۶۰۰) ثبوت رضاع دعویٰ پر موقوف نہیں چاہے کہ عورت کی ملاقات کی گواہی بین دعویٰ کا ضرور نہیں اس واسطے کہ حق اللہ دعویٰ پر موقوف نہیں

(۶۰۱) اگر گواہی دی نہ دیک عورت کے دو عادل گواہوں کے زوجین کی رضاعت پر یا گواہی دی دو عادلوں نے عورت کی تین طلاق پر اور زوج اسکا انکار کرتا ہے پھر دو لون شاہد مگر گواہ یا غائب ہو گئے قاضی کے اس گواہی دینے سے پہلے تو نہیں بات ہے عورت کو مرد کے ساتھ قیام کرتا اس واسطے کہ حرمت رضاعت کی ثابت ہوتی ہے فقط حکم قاضی کا باقی رہ گیا عورت کو جائز نہیں زوج کا قتل کرنا دوا سے مفتی یہ قول ہی ہے۔

بعضوں نے کہا ہے کہ اگر عورت کو قدرت منہ زوج سے بچنے کی تو اسکو زہر دیکر مار ڈالے تاکہ حرام سے بچے اس واسطے کہ حکم قاضی کا رضاعت کی گواہی سے متصل نہیں ہو کہ ثبوت مکمل ہوتا

(۶۰۲) یہ بھی عورت کو جائز نہیں کہ تین طلاق کی گواہی سنکر دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ کذا فی الوہبیا نیرا

(۶۲۷) واجب ہے رجعت کرنا زوجہ کی طرف سے بنا بر قول اصح کے اگر حیض میں طلاق دی ہو واسطے دور ہو جانے گناہ کے پھر جب عورت طاهر ہو حیض سے تو چاہے او سکوتر میں طلاق دے یا چاہے او سکوتر رکھے۔ کذا فی مجتبیٰ۔ طلاق کی قید اس واسطے لگائی کہ تخمیناً زنی اپنی زوجہ کو نکاح باقی رکھنے اور طلاق میں مختار کرے) اور خلع اور اختیار صبی (یعنی نابالغ کے باپ دادا کے واسطے کسی اور کو) نے نابالغ کا نکاح کر دیا پھر جب وہ بالغ ہوا تو او سکوتر اپنی ذات اختیار ہے چاہے نکاح کو قائم رکھے یا نہ کرے حیض و نفاس میں مکر وہ نہیں ہے۔ کذا فی جوہرہ ناخیز اور اختیار صبی اور خلع حیض و نفاس میں مکر وہ نہیں مجتبیٰ وجوہرہ۔

(۶۲۸) کہا زوج نے اپنی مدخولہ سے دران حالیکہ وہ حیض انبوالہین میں ہے کہ تنکونین طلاق ہیں یا دوہین مخصوص بہ سنت تو واقع ہوگی ہر طرح کے نزدیک ایک طلاق خواہ قایل نے نیت کی ہو یا نکی ہو اور پہلی طلاق اون تینوں یا دوہین سے اس طرح میں واقع ہوگی جس میں وطی نہیں ہوتی۔

(۶۲۹) اگر عورت مذکورہ مدخولہ ہو یا حیض او سکوتر آتا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی فی الحال پھر بغیر مدخولہ سے زوج نکاح کرے گا تو دوسری طلاق واقع ہوگی پھر سترہ سترہ نکاح سے تیسری طلاق واقع ہوگی یا جس عورت کو حیض نہیں آتا جب ایک حدیث گذرے گا تو طلاق واقع ہوگی۔ حاشیہ الامجد فی۔

(۶۳۰) بصورت مذکورہ اگر نیت کی تینوں طلاق واقع ہوئی اسی

ساعت میں یا نیت کی ایک طلاق واقع ہونے کی ہر مہینہ کے سرے پر تو نیت صحیح ہوگی۔

(۶۳۱) واقع ہوتی ہے طلاق ہر زوج بالغ عاقل کی اگرچہ عاقل تقدیراً ہو کذا فی بالغ تو اگر ست نشہ میں طلاق دے گا تو وہ بہتر عاقل کے ہے وقوع طلاق میں اگرچہ غلام ہو یا مکرمہ ہو یعنی زیر دستی کسی سے اس سے طلاق دلوائی ہو کذا فی نہر۔

(۶۳۲) طلاق مکرمہ کی صحیح ہے اور اگر طلاق مکرمہ صحیح نہیں ہے کذا فی نہر۔ سو اگر کوئی زیر دستی سے اور طلاق کا ارادے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

(۶۳۳) جو عقود اگر اس سے صحیح ہو جائے ہیں وہ یہ ہیں۔ طلاق ظنار۔ ایلا۔ رجعت۔ نکاح۔ شتلا و حقوق فصاخص۔ رضاع۔ خدا کی قسم کھانا۔ ایلا کر کے رجوع کرنا۔ تذر کرنا۔ و دیوت و بول کرنا۔ فصاخص عہد سے مال پر صلح کرنا۔ طلاق محض مال خواہ زوجہ کی طرف سے ہو یا غیر کی طرف سے۔ قسم طلاق کی مثلاً زیر دستی کسی نے دیوت قسم کھائی اگر فلا نام کام کروں تو اس سے عورت پر طلاق ہے سو اگر وہ کام کر لگا تو طلاق واقع ہوگی۔ بجز ان ادا کرنا یا مان ہونا غلام یا لونڈی کا مدبر کرنا۔ واجب کرنا صدقہ کا واجب کرنا عقیق کا یعنی زیر دستی یہ کہلا دے کہ میں نے اپنے اوپر خدا کے واسطے ایک دم یا ایک غلام کی آزادی واجب کی۔ کذا فی نہر الفایق۔

(۶۳۴) واقع ہوتی ہے طلاق زوج کی اگرچہ زوج بازنئی ہو یعنی جو خوش طبعی کر نیوالا ہو یا نشہ میں ہو اسی پر قسم ہی ہے کذا فی قدور کے

یاست ہو اگرچہ پانچہ خندانہ ترکا ہو یا بنگ کا ہو یا خراسانی اجوائن کا یا افغان
کا ان چیزوں کے نشہ سے طلاق واقع ہوئی ہے واسطے زجر و اتہاج
کے اسی پر فتویٰ کذا فی قدوری۔

(۶۳۵) اگر اجوائن خراسانی و افغان کو بطریق و حاکم کے استعمال
کیا ہو تو طلاق اس کے مست کی واقع ہوگی کیونکہ ایسے شمال پر زجر نہیں
یوجہ ہوئے نصیحت کے اور اگر بطریق ہو دوسرے کے تو طلاق
واقع ہوگی طحاوی حاشیہ المدنی لیاحت اور حدیث خراسانی اجوائن
(۶۳۶) وقوع طلاق بین ہدسکر کی یہ ہے کہ عورت کو مرد سے
اور آسمان کو زمین سے فرق نہ کرے یہی مذہب سے امام کا اور یہی قول
یہان معتد ہے کذا فی طحاوی۔

(۶۳۷) اور حدس کر میں قول صاحبین کا مختار ہے وہ یہ ہے کہ
جبکہ اکثر کلام یہودہ اور یزدیان ہو کذا فی بحر
(۶۳۸) طہارت لوٹنے میں حدسکر یہ ہے جسکی پال ڈالو اؤ دل ہو
کذا فی بحر الرائق۔

(۶۳۹) بنگ کے نشہ سے باتفاق علماء شافعیہ و حنفیہ کی طلاق
واقع ہوئی ہے کیونکہ اس کے حرام ہونے پر بالاتفاق متفق ہے اور
اس کے باریغ پر تفریق ہے اور جو اس کو طلال کہے وہ زہد لائق و ملحد
ہے کذا فی ملتغی اور جو ہرہ میں صرف افیون اور خراسانی اجوائن کے
مصرح ہے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۶۴۰) مختلف سب صحیح کتنا علما کا اس شخص کے حق میں جو مست
ہو گیا بردستی نشہ پلانے سے یا اضطراب سے پھر اس کے طلاق دی

نہر الفایقین کہا صحیح یہ ہے کہ اسکی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ گدا
فی طحاوی و حاشیۃ اللہ فی۔

(۶۴۱) اگر زانی ہو نقل نشہ پینے والے کی یہ سبب دروسہ کے یا سبب
چیز کے استعمال سے جیسے اتیون کہا وے کوئی کھڑی دو اس کے تو طلاق
نہیں ہوگی کیونکہ یہ اذال عقل سے نہوانہ نشہ۔

(۶۴۲) واقع ہوتی ہے طلاق گوئی کے کی اشارہ سے (کیونکہ گو
اشارہ معلوم ناطق کے بیان کی بنا پر ہے باعتبار استحسان کہ اس کے
نہ مان سنے میں موجب ہرج ہے) اگرچہ پیدا شدی کو لگا نہوٹ رطیکہ موت
تک گوئی کے اسی پر فتویٰ ہے اور اگر زبان اکل گئی تو اویس دریافت
کیا جاوے گا اور اگر گوئی لکھنا جانتا ہو تو اسکی طلاق اشارے سے
واقع ہوگی۔ لکن سے واقع ہوگی۔ ایسا کمال۔

(۶۴۳) اگر زوج لے خطا سے طلاق دی اس طرح کہ ارادہ کیا اور بتا
کہنے کا اور اس کے منہ سے طلاق نکل گئی یا طلاق کا لفظ بولا حالانکہ
اس کے منہ سے آگاہ نہ تھا یا زوج بھولا کہ عقل نہ تھا تو طلاق بولا اس طرح
کہ اس نے قسم کھائی کہ لفظ طلاق نہ بولوں گا پھر طلاق بول گیا ہو لکر۔
یا طلاق کو الفاظ محرفہ سے بولا یعنی بجائے قاف کے کاف یا عین یا غین
بولو تو ان صورتوں میں طلاق واقع ہوگی یا اعتبار حکم ظاہر کے نہ باعتبار
دیانت کے تجلات نہرل کرنے والے اور پھیلنے والے کے کہ اسکی طلاق
واقع ہو جاتی ہے ظاہر و باطن میں۔ فتح القدیر۔

(۶۴۴) طلاق واقع ہوتی ہے اگر زوج بیمار ہو یا کافر ہو بسبب وجود
تکلیف کے۔ قاضی حکم تفریق کا کافر کے حق میں اور ہوت کہ لکاجب

دونوں نے اوسکے پاس نالاش کی ہو کذا فی حاشیۃ المدنی
 (۶۷۵) طلاق دینا فضولی کا اور جائز رکھنا زوج کا باعتبار قول
 (اجازت قوی یہ ہے کہ زوج فضولی سے کہے کہ خدا تجھ کو راحت دے
 جیسے تو نے مجھ کو اوس عورت سے راحت دی) اور فعل (اجازت
 فعلی یہ ہے کہ اوسکا باقی مہر حوالہ کرے یا اوسکے سوا چار عور لوں
 نکاح کرے) کی مانند نکاح کے ہے یعنی زوج کی اجازت پر موقوف ہی
 نرازیہ۔

(۶۷۶) واقع ہوگی طلاق مولیٰ کی اسپنے غلام کی بیوی پر یہ لیل
 حدیث ابن ماحہ بقولہ علیہ السلام۔ الطَّلَاقُ لِمَنْ اخْتَارَ بِالسَّاقِ الْاِ
 اِذَا شَرَّكَ فِي الْعَقْدِ فَقَالَ زَوْجَتَا مَنكَ عَلٰی اَنْ اَمْرًا بِیْدِیْ اَطْلَعْتُهَا كَلْمًا
 شَيْئًا فَقَالَ الْعَبْدُ قَبِلْتُ وَكَذَا قَالَ الْعَبْدُ اِذَا تَزَوَّجْتَا قَامَ بَايِدُكَ اَبَدًا
 کان کذا الک خانیر۔ (ترجمہ حدیث) طلاق کا اختیار اوسیکو ہے جسے
 عورت کے سپنڈلی پکڑی۔ مگر جبکہ مولیٰ نے شرط کر لی ہو حالت
 عقد میں اور یوں کہا ہو غلام سے کہ میں اوسکا نکاح تیرے ساتھ
 کرتا ہوں اس شرط پر کہ عورت کا امر میرے ہاتھ میں ہے اوسکو
 میں طلاق دوں جب یا یوں پھر غلام کہے کہ میں تجھ کو لے کے اور بیٹھ
 جب غلام نے کہا کہ میں اس سے نکاح کروں تو اوسکا امر میرے
 ہاتھ میں ہوگا ہمیشہ تو اس شرط سے ایسا ہی ہوگا یعنی مولیٰ کو طلاق
 کا اختیار ہوگا۔ خانیر۔

(۶۷۷) واقع نہیں ہوتی طلاق محنون کی مگر جب کہ معلق کیا طلاق کو
 کسی شرط پر حالت ہوشیاری میں پھر دیوانہ ہو گیا اور پانی لگی شرط یا

محبون نامرد و یا مقطوع الذکر ہو یا زوجہ محبون کی مسلمان ہو گئی اور وہ کافر ہے اور اس کے باپ نے اسلام نہ قبول کیا تو ان صورتوں میں محبون کی طلاق واقع ہو گئی کذا فی استنباه صورتہا سے مذکور میں وقوع طلاق ہے نہ ایقاع اور محبون سے ایقاع طلاق قانع ہے نہ وقوع کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۶۴۸) واقع نہیں ہوتی طلاق حبس کی اگرچہ (۱) کا قریب البلوغ ہو یا اگر کہیں میں طلاق دی اور اس کو بعد بلوغ کے جائز رکھے تو بھی طلاق ہوگی لیکن اگر یوں کہے گا کہ میں نے طلاق کو واقع کر دیا تو واقع ہو جائیگا کیونکہ اس قلام میں ایقاع یعنی اب بلوغ میں واقع کی غلطی مسئلہ سابقہ کی کہ اوس میں طلاق بالفعل نہیں واقع ہوگی بلکہ طلاق سابق کو بحال رکھا اور وقت اس اہلیت طلاق کی نہ تھی را امام احمد حنبل نے طلاق حبسے جائز رکھی ہے۔

(۶۴۹) واقع نہیں ہوتی طلاق معتوہ (یعنی قاتر العقل) کی (معتوہ وہ ہے جو قلیل الغم پریشان کلام فاسد التذکر ہو لیکن غم سے نہ گالی دے بخلاف محبون بجز الرایق۔

(۶۵۰) واقع نہیں ہوتی طلاق مہرسم (یہ مرض ہے اس میں اکثر بیہوشی ہوتی ہے) کی

(۶۵۱) واقع نہیں ہوتی طلاق اغشی (یعنی غش والے) کی منج التقاء حاشیہ المدنی۔

(۶۵۲) واقع نہیں ہوتی طلاق مدہوشدس (یعنی جسکی عقل جانی رہی) کی منج التقاء۔

(۶۵۳) اجماع ہے فقہا کا کہ طلاق غیر عاقل کی نہیں پڑتی سوائے

مست کی طلاق کے کہ وہ نہایہ زجر و توبیخ کے نفع ہو جاتی ہے (تو)
غیر عاقل بین مجنون اور میسرسم اور معمی اور مدہوش سب داخل
ہیں اور یہاں مدہوش بمعنی ذاہب العقل ہے۔) کذا فی حاشیہ
مسدنی

(۶۵۴) واقع نہیں ہوتی طلاق نایم لاشی سونے والے کی کیونکہ
اوسکا کلام بالقصد نہیں۔

(۶۵۵) اگر سونے والے سے جانگے کے بعد کسی نے کہا کہ تونے
سوئے ہوئے طلاق دی اوسنے کہا کہ میں نے اوسکو جائز رکھایا
واقع کیا تو طلاق واقع ہوگی کیونکہ اوس نے ضمیر کو طرف طلاق قوم
کے پہرا جو غیر معتبر ہے۔ جو تہرہ۔ اور یہ کہ صبی بعد بلوغ کے واقع کرے
تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اور نایم بعد جانگے کے یہ ہی لفظ کہے تو
طلاق نہیں پڑتی۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ کلام صبی کا لغت اور نحو میں
مجتب ہے لیکن شارع نے یہ سب تصور عقل کے اوسکو لغو کر دیا اور نایم
کا کلام کسیکے نزدیک معتبر نہیں۔ اس واسطے کہ وہ بے قصد ہے کذا فی
حاشیہ المدنی۔

(۶۵۶) اگر نایم نے کہا بعد بیداری کے کہ میں نے اس طلاق کو واقع
کر دیا یا میں نے اوسکو طلاق ٹھہرا دی تو واقع ہوگی کذا فی بحر الرائق
اسوقت مطلب یہ ہوگا کہ جس جنس کی حالت لایم بین صادر ہوئی تھی
اوس جنس کی طلاق یہ اری بین میں نے واقع کر دی تو یہ طلاق
دومری ہوئی سوائے طلاق لایم کی کذا فی شرح الطحاوی
(۶۵۷) جب کہ مالک ہو زوج اور زوجہ بین سے ایک دوسرے کا

کل کا مالک ہو یا نس کا تو نکاح باطل ہو گیا۔
 (۶۵۸) اعتبار عد طلاق کا عورتوں پر ہے اور نزدیک امام شافعی کے مردوں پر۔

(۶۵۹) طلاق حرہ دین بار ہے اور طلاق لوتنڈی کی دو بار ہے ہر طرح سے یعنی حرہ کا بیج خواہ حرہ ہے خواہ عید اور لوتنڈی کا بیج خواہ حرہ ہو خواہ غلام۔

(۶۶۰) واقع ہوتی ہے طاق عتق (یعنی ازالہ ملک) سے بشرط نیت کے یا دلالت حال کے نہ انوکس یعنی عتق طلاق کے لفظ سے واقع نہیں ہوتا کیونکہ عتق عیار نہ ہے ازالہ ملک سے اور طلاق عبارت ہے ازالہ نکاح سے تو عتق سے طلاق مراد ہو سکتی ہے اس واسطے کہ عتق قوی تر ہے طلاق سے در طلاق سے مراد عتق نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ طلاق ضعیف ہے عتق سے تو ضعیف میں قوی نہیں آ سکتا مثلاً زوج نے زوجہ سے کہا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا تو اگر نیت طلاق کی زوجہ نے کی یا نہ نیت طلاق کا پایا گیا جب زوجہ نے طلاق کی خواہش کی ہو تو طلاق واقع ہوگی

(۶۶۱) اگر زوج نے زوجہ کو لکھ کر دیا کہ تجھ کو طلاق ہے تو اگر تحریر تختہ یا دیوار یا زمین پر لکھی تو طلاق واقع ہوگی اگر نیت طلاق ہے قول ضعیف یہ ہے کہ ہر طرح طلاق واقع ہوگی نیت ہو یا نہ ہو۔

(۶۶۲) اگر طلاق لکھی اور جس چیز پر جس نقش ثابت نہیں رہتا۔ جیسے پانی پر یا ہوا پر تو کب طرح طلاق واقع نہ ہوگی نیت طلاق کی کرے یا نہ کرے۔

(۶۶۳) اگر خط لکھا زوج نے اس طرح کہ اسے فلا فی جب تیرے پاس میرا خط پہنچے تو تجھ کو طلاق ہے تو عورت مطلقہ ہو جائیگی بھردہ پہنچنے خط کے جو بہرہ۔

(۶۶۴) زوج نے لکھا اپنی زوجہ کو مثلاً کہ یہ کہ جو عورت کہ میری ہے سوائے تیرے اور سوائے فلا فی کے مثلاً زینب سو مطلقہ ہے بھردہ بچلی عورت یعنی زینب کا نام مٹا دیا تو زینب کو طلاق واقع نہو گی کیونکہ لکھتے وقت اس کو بھی مستثنیٰ نہ تھا گو بعد میں مٹا دیا

باب طلاق صریح

یہ باب ہے مسائل طلاق صریح میں

(۶۶۵) طلاق صریح وہ ہے جو مستقل نہ ہو مگر جو سپہن اگرچہ سوائے عربی کے دیگر زبان میں ہو مثلاً زبان فارسی وغیرہ میں چنانچہ عربی میں طلاق کہ بہ تشدید لام یعنی میں نے تجھ کو طلاق دی اور انت طلاق او مطلقہ یعنی تو طلاق والی ہے۔ اور مطلقہ یہ تشدید لام صریح ہے اور تخفیف لام کنا یہ ہے اور واسطے وقوع طلاق کے اضافت الی الزوج شرط ہے جیسا کہ پہلی مثال میں کا و ضمیر کا ہے اور دوسری اور تیسری میں انت ہے کیونکہ اگر بیخواب بولے گا تو طلاق واقع نہو گی بسبب ترک کرنے اضافت کے عورت کی طرف۔

(۶۶۶) پس اگر زوج نے کہا تو انکلی تو طلاق ہے یا یون کہا کہ نہ نکلتا بدون میرے حکم کے سو میں نے قسم کھائی ہے طلاق کی بھردہ اگر زوجہ نکلی تو طلاق واقع نہو گی یہ سبب ترک کرنے اضافت کے عورت کی طرف۔ یعنی دونوں صورتوں میں طلاق کو عورت کی طرف منشا

نہیں کیا اور ان صورتوں میں احتمال ہے کہ اس عورت کی طلاق واقع ہوئی یا دوسری کی دوسری صورت میں احتمال ہے کہ اس عورت کی طلاق کی قسم کھائی ہے یا اس کے غیر کی۔

(۶۶۷) خطاب میں شرطی عورت مخصوص بالخطاب ہونہ قضائے دین و دنیا میں نہوت طلاق ہوگی ورنہ اگر مثلاً مرد نے عورت کے سامنے مسائل طلاق کو مکرر کہا بطریق مسلم اور شمال کے تو طلاق واقع نہ ہوگی قضا میں اور ہیانت میں حاشیۃ الطحاوی

(۶۶۸) واقع ہوئی ہے ایک طلاق رجعی الفاظ مذکور سے اور جو کہ اول الفاظ کے معنی رکھتا ہو چنانچہ یوں کہنا کہ شئت طلاق یعنی میں نے تیری طلاق بجا ہی و رضیت طلاق یعنی میں راضی ہوا تیری طلاق سے و اذ قوت علیک طلاق یعنی میں تجھے تیری طلاق دہلی کذا فی حاشیۃ المدنی۔ ناقلاً عن النخانیہ

(۶۶۹) طلاق صریح میں داخل ہیں الفاظ محرفہ چنانچہ طلاع عین حملہ یا نجمہ سے یا تلایع یا طلاک یا تلام خواہ لام بے تشدید ہو یا مع تشدید کے جیسا کہ ہند کے عوام و جہاں بولتے ہیں یا ط ل ب ق یعنی حرت بھی میں کہے یا طلاق پاش (اس لفظ کو طحاوی نے طلاق عظیم کو تفسیر کیا ہے کہ صریح عظیم ہے اور مدنی نے کہا کہ یہ لفظ فارسی ہے یعنی طلاق ہو) ان الفاظ بصرہ کے بولنے میں کچھ فرق نہیں ہے درمیان عالم اور جاہل کے جو ان الفاظ کو عورت کی طرف خطاب کرے یا طلاق واقع ہوگی نہ و لاینت کے کیونکہ یہ الفاظ صریح مخارج نیت کے نہیں۔

(۶۷۱) اگر زوج نے کہا کہ میں نے بالفصد طلاق کو محض کیا عورت کو ڈرانے کے واسطے تو ظاہر میں اس کی تصدیق نکی جاوے گی مگر جبکہ اس نے تنخواف پر گواہ کر لیا ہو قبل اس تکلم کے اسی قول پر فتویٰ ہے (۶۷۲) اگر زوج سے کہا گیا کہ تو نے طلاق دی اپنی عورت کو سوا دسے کہانم یا بلی یا انکے حروف کو علیحدہ علیحدہ تہجی سے کہا تو طلاق بدولت نیت کے عورت کو ہوگی کذا فی بحر الرائق۔

(۶۷۳) الفاظ صریح کے بولنے سے ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے اگرچہ اس نے ارادہ کیا یا بن یا ایک سے زیادہ کا بخلاف مذہب امام شافعی کے یا طلاق صریح ہو لکر کچھ ارادہ نکلیا تو بھی ایک طلاق رجعی واقع ہوگا (۶۷۴) طلاق رجعی وہ ہے کہ جس میں تجدید نکاح کی حاجت نہیں اور عورت کی رضامندی رجوع میں ضرور نہیں اور اس کی عدت میں ترک زینت نہیں اور ایک گھر میں رنج اور زہرہ کا رہنا ممنوع نہیں بخلاف باین کے علمائے کہا ہے کہ طلاق رجعی مانند قطع کے ہے اور باین مانند قتل کے۔

(۶۷۵) اگر نیت کی زوج نے طلاق صریح سے قید سے چھوڑنے کی تو اس کی دیانت پر عمل کیا جاوے گا یعنی تصدیق ہوگی طلاق واقع ہوگی اگر اس نے طلاق کو عدہ کے ساتھ مذکور (یعنی یون نہ کہا ہو کہ بکھو میں طلاق) نہ کیا کیوں کہ یون کہنا کہ تجھ کو میں طلاق قرینہ ہے طلاق کا نہ قید سے چھوڑنے کا زبردستی سے زوج طلاق بولا پھر اس نے قید سے چھوڑنے کا ارادہ کیا اور اس کی تصدیق ہوگی طلاق واقع ہوگی اس میں ظاہر و باطن میں تصدیق ہوگی اگر زوج نے صریح سے عورت کی طلاق

اوسکے اول زوج سے ارادہ کیا بنا بر قول صحیح اور غیر صحیح میں تصدیق فقط
دیانت میں ہوگی نہ قضائین۔ کذا فی خانہ۔

(۶۷۵) اگر نیت کی زوج نے فقط طلاق کو بول کر طلاق عن العمل کی یعنی
کام کرانے سے میں نے تجھ کو چھوڑا تو مطلقاً اوسکی تصدیق تلجاً و یکی۔
نہ دیانت نہ قضائین کیونکہ اسکو لفظ محتمل نہیں اگر لفظ عن العمل کو قبول کر
کہا کہ طلاق عن العمل تو اوسکی تصدیق فقط دیانت میں ہوگی نہ قضائین
کذا فی خانہ۔

(۶۷۶) بحر الرائق میں ہے کہ جب ثابت ہو کہ طلاق صریح محتاج نیت کی
نہیں تو معلوم ہوا کہ اوسکے معنی کا علم شرط نہیں سوا اگر جاہل کو کسی
نے لفظ طلاق سکھایا اور وہ عورت کی طرف خطاب کر کے بولا تو
قضائین طلاق واقع ہوگی نہ دیانت میں۔ مثلاً بیچ اور جندی لے لے کہا کہ
مطلقاً طلاق واقع نہ ہوئی نہ قضاء نہ دیانت کذا فی البزازیہ وحاشیۃ الدینی
اتما کہ فریب سے املاک آدمیوں کے ضائع ہونے سے محفوظ رہیں۔

(۶۷۷) لفظ انت الطلاق یا انت طلاق میں یعنی جس ترکیب میں
مصدر خبر واقع ہو خواہ مصدر معرفہ ہو خواہ نکرہ یا انت طالق الطلاق
یا انت طالق طلاق میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگر شکم نے ایک دو
کی کچھ نیت نکلی ہو یا ایک دو طلاق کی فقط مصدر سے نیت کی تو بھی
ایک رجعی طلاق واقع ہوگی مصدر کی قید سوسے لگائی کہ اگر انت طالق طلاق
میں لفظ طلق سے ایک طلاق اور لفظ طلاق سے دوسری طلاق ارادہ
کرے تو دو طلاق رجعی واقع ہوگی اگر عورت بدخولہ ہوگی اور اگر بدخولہ
نہوگی تو ایک ہی طلاق سے بدخولہ ہو جائیگی کیونکہ دوسری

طلاق کا محل بھی باقی نہیں رہا۔ کذا فی زیلعی۔
 (۶۷۸) اقوال سابقہ میں مصدر سے تین طلاق کا ارادہ کیا تو تین طلاق واقع ہو گئی اس واسطے کہ تین مندرجہ میں یعنی تین کل ہے طلاق کا اس سے زیادہ طلاق نہیں تو طلاق کی فرد کامل ہو لی اس واسطے لوٹدی کے حق میں دو طلاق کل طلاق ہے جیسے حرہ کے حق میں تین طلاق۔ کذا فی جوہرہ۔

(۶۷۹) الفاظ مستملہ عوام سے یہ اقوال ہے کہ طلاق محکم لازم ہے اگر ایسا میں نکرون اور حرام محکم لازم ہوا اگر میں نے ایسا کیا اور محجب طلاق لازم ہے اگر میں ایسا کام نکرون اور محجب حرام لازم اگر میں ایسا کام نکرون تو ان الفاظ سے طلاق واقع ہوگی بدو نیت کے بسبب عرف کے یعنی عرف میں طلاق کی قسم کھانا رائج ہو گیا ہے تو ان پر جاری ہونا اسکا واجب ہوا اور اگر ان اقوال میں سے بولنے والے کے زوجہ نہ ہوگی تو یہ الفاظ قسم ہو جاوینگے تو کفار دنیا ہوگا قسم کے ٹوٹنے سے۔ کذا فی تصحیح الفتوری۔ اگر کہا کہ محجبہ زوج لازم ہے میرے ہاتھ سے تو طلاق واقع ہوگی۔ کذا فی بحر الرائق۔

(۶۸۰) اگر کہا کہ تیری طلاق مجھ سے تو طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ یہ بھی احتمال اس میں ہے کہ تیری طلاق مجھ پر حرام ہے۔

(۶۸۱) اور اگر کہا کہ تیری طلاق مجھ پر لازم ہے یا واجب ہے یا ناپائیدار ہے یا فرض ہے تو نیزازی نے کہا کہ غل مختار یہ کہ واقع ہوگی اور قضا نے اپنے فتاویٰ میں کہا کہ بان واقع ہوگی بقول مختار۔ فقیہ ابو جعفر نے کہا کہ لفظ واجب میں واقع ہوگی نہ اور الفاظ میں کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۶۸۲) اگر کہا کہ خدا تجھ کو طلاق دے کمال الدین ابن ہمام نے کہا کہ حق یہ ہے کہ نیت کی حاجت ہے یعنی بد و ن نیت کے طلاق واقع ہوگی کیونکہ احتمال ہے کہ یہ کلام بطریق بد و نما کے کیا ہو کہ انافی حاشیہ المدنی۔

(۶۸۳) اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو طلاق والی ہو یا کہا اؤ سطلقہ بہ تشدید لام تو طلاق واقع ہوگی۔

(۶۸۴) واقع ہوگی طلاق بد و ن نیت کے اگر زوج نے زوجہ سے

کہا کہ یا طال کبر لام (کیونکہ یا طال تحریم ہے یا طالق کی)

(۶۸۵) اگر انت طال بین لام کو زیر و کبر یا پیش و کبر کہا تو طلاق موقوف ہوگی نیت پر اور بد و ن نیت کے طلاق واقع ہوگی۔

(۶۸۶) اگر حروف تہجد اجد ایوسے جیسے انت طال اق یا نقط

عق کے حروف جہد یا بولے یا انت حروف کی حروف ریسے تو

ان صورتوں میں بد و ن نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی کہ انافی

حاشیہ المدنی فائدہ لایطانیہ میں صرح ہے کہ بھی طلاق کے

صرح میں داخل ہر نوحہ حاجت بت نہیں۔ بدائع میں ہے کہ بھی طلاق کی

کتابات میں ہے تو طلاق نیت پر موقوف ہوگی کہ انافی الطحاوی

و حاشیہ المدنی۔

(۶۸۳) نہر الفائقین توضیح قدور سے منقول ہے کہ طلاق کا واقع نہ

صحیح قول ہے اس کلام سے کہ میزہ نے تجھ کو تیری طلاق بخشی اور

مانند اسکے چنانچہ او دعکب طلاق کب لہنی تیری طلاق تیرے پاس

و دبت رکھی اور تیرے پاس تیری طلاق کرو رکھی یعنی تباہ قول

صحیح کے نقطہ ہیمہ اور ودیعت اور رہبر سے طلاق نہیں واقع ہوتی
کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۶۸۴) اور جب طلاق منسوب کی عورت کی طرف سے یعنی کہا کہ
تو طلاق ہے یا نسبت کی طلاق کی طرف سے اوس عضو کے چہرے سے
کل عورت کی تعبیر ہوتی ہے جیسے رقبہ یعنی گردن اور بدن اور
جسد اور منہ اور چہرہ اور سر اور پوٹریا نسبت کیا طلاق کو جز
شایع کی طرف سے نصف یا ثلث عورت کی طرف سے ان تینوں
صورتوں میں طلاق واقع ہوگی۔

(۶۸۵) اگر کہا زوج نے زوجہ سے کہ تیرے جسم سے گردن یا
چہرہ کو طلاق ہے یا رکھا اپنا ہاتھ سر یا گردن پر اور کہا کہ اس
عضو کو طلاق ہے تو طلاق واقع ہوگی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی
کیونکہ ان اعضاء سے کل جسم درج نہیں رکھا بسبب تہقیرتہ اور ہاتھ
رکھنے کے اور اشارہ کرنے کے بعض کا ارادہ تھا اگر ہاتھ ترکھا تو
یوں کہتا کہ اس سر کو طلاق ہے اور اشارہ کرتا عورت کی طرف سے
تو طلاق واقع ہو جاتی قول اصحح میں کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۶۸۶) طلاق نہیں واقع ہوتی اگر نسبت کی طلاق کی یا تھ کی
طرف مگر یہ نسبت حجاز کے اور نہیں واقع ہوتی طلاق اگر طلاق کی
نسبت کی طرف پاتوں یا ڈبر یا بال یا ناک یا پٹلی یا کان یا پیٹھ
یا پیٹ یا زبان یا ران یا منہ یا سینہ یا ٹھڈی یا دانت یا رال
یا پسینہ یا چھاتی یا خون کی۔ کذا فی جوہرہ۔ کیونکہ ان اعضاء کی طرف
کل جسم کی تعبیر نہیں ہوتی۔ اگر کسی قوم کے عرف میں ان اعضاء سے

بھی کل عورت کی نفیر ہوتی ہو تو طلاق واقع ہوگی یہی حکم ہے طلاق کا اسباب حرمت یعنی ایلا اور طہار اور عتیق میں تو اگر ایلا اور طہار اور عتیق کل عورت سے کی یا اوس عضو سے کی جو بجائے کل کے مستعمل ہوتا ہے تو ایلا اور طہار اور عتیق واقع ہوگی اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کی نسبت کرنے سے واقع ہوگی بخلاف اسباب حلت یعنی نکل کے کہ گردن اور سر اور فرج اور نصف کی طرت نسبت کرنے سے صحیح ہوگا نہ ایراحتیا ط کے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۶۸۷) جزو ایک طلاق کا گو کہ قدر کم ہو برابر ایک طلاق کے یہی سبب عدم تنجزی طلاق کے جیسے کہا کسی نے کہ تجکو ہزار وان یا لاکھ حصہ طلاق کا ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی۔

(۶۸۸) اگر زیادہ ہوں اخبار ایک طلاق سے تو دوسری طلاق واقع ہوگی چنانچہ کہا کسی نے کہ تجکو نصف طلاق ہے اور دو تہائی ان اوسکی دو طلاق واقع ہونگی (کیونکہ ایک طلاق سے چھوٹا حصہ زیادہ ہو گیا۔

(۶۸۹) اگر کسی نے کہا کہ تجکو ادھی طلاق ہے اور ثلث اور ربع تو تین طلاق واقع ہونگی کذا فی حاشیہ المدنی۔ کیونکہ اگرچہ یہ تینوں جزو ملکر ایک طلاق ہوتا ہے لیکن طلاق کا تکرار تین مرتبہ ہوا اور موافق قاعدہ عرب کے نہ کہ واجب اعادہ ہوتا ہے تو وہ غیر ہوتا ہے پس اگر کہا کسی نے کہ شرط مذکور کے بدون واو عاطفہ یعنی اور کے تو ایک سے طلاق واقع ہوگی ہر واحد بدل واقع ہوگا۔

(۶۹۰) اگر کہا تجکو ایک طلاق ہے اور ادھی تو دو طلاق واقع ہوگی

(۶۹۱) اگر کما تجکو طلاق ہے ایک سے دو تک یا مابین ایک کے دو تک تو ایک طلاق واقع ہوگی

(۶۹۲) اگر کما تجکو طلاق ہے ایک سے تین تک یا مابین ایک کے تین تو دو طلاق واقع ہونگی قاعدہ کلیہ جن سائل میں ضل منع ہے یعنی بغیر ضرورت کی مباح نہیں اون میں فقط پہلی حد داخل ہوتی ہے نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نہ دوسری حد چونکہ طلاق میں اصل منع ہے اس واسطے اس میں دوسری حد یعنی دو اور تین کا اعتبار نہ ہوا فقط پہلی صلی یعنی ایک معتبر ہو لیکن مجمع اور اصل اباحت ہے چنانچہ یہ مثال میرے مال سے سو سے ہزار تک نواد او بین دو لون حدین یعنی سو اور ہزار داخل ہونگے بالانفاق صاحبین اور امام کے۔

(۶۹۳) اگر کما کہ دو طلاق کے تین نصف تو واقع ہونگی دو طلاق اور بقول ضعیف تین طلاق پہلا قول اصح ہے

(۶۹۴) اگر کما کہ ایک طلاق کے تین نصف یا کما کہ دو طلاق کے دو نصف تو واقع ہونگی دو طلاق اور بقول تین طلاق۔

(۶۹۵) اگر کما تجکو ایک طلاق ہے دو طلاق نہیں تو نیت ضرب کی کی ہو یا نہ کی ہو ایک ہے طلاق واقع ہوگی کیونکہ ضرب اجزاء کو تہا یا تہو

(۶۹۶) اگر نیت کی ایک اور دو کی تو تین طلاق واقع ہونگی کیونکہ رنوجہ مدخولہ ہو اور رنوجہ غیر مدخولہ میں ایک واقع ہوگی کیونکہ غیر مدخولہ ایک ہی طلاق سے بغیر عدت کی جدا ہو گئی تو اور طلاق کا محل باقی نہیں رہا۔

(۶۹۷) اگر نیت کی ساتھ ایک طلاق کے دو طلاق کے لایعنی ایک

مع دو) اس صورت میں مطاقتین طلاق واقع ہونگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اس واسطے کہ میت اقباع کی مقتضی ہے۔

(۶۹۸) اگر کما تھک دو طلاق بیع دو طلاق کے تو واقع ہونگی وہ طلاق اگرچہ ضرب کی اس واسطے کہ نہ بیاہا نہ اگر لفظ فی کو جس کے معنی بیع کے ہیں بمعنی واو یا مع کے نیت کی تو اس کا حکم ویسا ہی ہے جیسا کہ گذرا۔

(۶۹۹) اگر کما کہ دو طلاق اور دو طلاق یا مع دو طلاق تو صورت اول میں زوجہ مدخولہ کو تین طلاق واقع ہونگی اور غیر مدخولہ کو ایک طلاق اور صورت ثانی میں مدخولہ اور غیر مدخولہ کو تین طلاق واقع ہونگی (۷۰۰) اگر کما تھک دو طلاق ہے یہاں سے شام تک تو ایک طلاق رجعی ہوگی بشرطیکہ طلاق کو عول اور بزرگی کر کے متصف نہیں کیا اگر متصف کیا تو طلاق بائن واقع ہوگی۔

(۷۰۱) اگر کما کہ تھک دو طلاق ہے مکہ میں یا گھر میں یا دھوپ میں یا ایسے کیریمین تو ان اقوال سے فوراً طلاق واقع ہوگی دخول نکاح اور گھر اور سایہ اور دھوپ پر موقوف نہیں کیونکہ یہ بخیر ہے طلاق کی۔

(۷۰۲) اگر کما کہ تھک دو طلاق ہے حالت بیماری اور نماز خوانی میں تو فوراً طلاق واقع ہوگی خواہ بیمار ہو یا نہ ہو اور نماز پڑھتا ہو یا نہ پڑھتا ہو۔

(۷۰۳) تصدیق کیجاویگی زوج کی ان مسائل میں باعتبار دیانت کے نہ باعتبار قضا کے پس اگر کما زوج نے کہ میں طلاق گھر سے جو وقت کہ داخل ہو گھر میں اور طلاق کیرہ سے جو وقت کہ پہنچا اور

طلاق عرض میں جو وقت کہ مریض ہووے اس طرح اور اقوال میں ارادہ کیلئے تو طلاق معلق ہوگی اسی شرط سے تو بدو و وجود شرط

کے طلاق واقع ہوگی چنانچہ یہ قول کہ تجھکو طلاق ہے ایک سال یا ایک
 حیثیت کے شروع یا موسم سرما تک تو بدون سال گزرنے اور بدون
 شروع ہونے حیثیت اور بدون اس نے مرما کے طلاق واقع ہوگا
 (۷۰۴) اگر کہا کہ تجھکو طلاق ہے جب کہ تو تکہ میں داخل ہو تو یہ طلاق
 ہے حقیقت میں بدون دخول تکہ کے طلاق واقع ہوگی اور اس میں
 یہ قول تعلیق ہے کہ تجھکو طلاق ہے تیرے گھر داخل ہونے میں یا
 طلاق ہے تیرے ایسے کپڑے پہننے میں یا تجھکو طلاق ہے یہ طلاق
 میں اور مانند ان اقوال کے داخل تعلیق ہیں کیونکہ نہ صرف طلاق
 کے باعتبار جمعیت کے واسطے کہ نہ نظر بدون طرف کے نہیں ہوتا بلکہ
 شروط بدون شرط نہیں ہوتا۔

(۷۰۵) اگر کہا تجھکو طلاق ہے یہ سبب داخل ہوئے تیرے گھر کے اپنے
 گھر میں یا یہ سبب تیرے حیض کے تو یہ قول تجیز ہے یعنی فی الحال
 طلاق ہوگی دخول دارا در حیض پر موقوف نہیں ہے
 (۷۰۶) اگر یوں کہا کہ انت طالق یا فوالک الدار و تجفیک لہ قول
 تعلیق ہے یعنی دخول دارا در حیض پر موقوف ہے۔

(۷۰۶) اگر کہا کہ تجھکو طلاق ہے تیری حیض میں اور حالانکہ وہ کو
 حیض موجود ہے تو طلاق واقع ہوگی یہاں تک کہ دوسرا اس کو
 (۷۰۷) اگر کہا تجھکو طلاق تیرے حیض میں حالانکہ وہ حاملہ ہے تو وہ
 سطلقہ نہیں ہوگی جب تک کہ اس کو دوسری بار حیض نہ آوے اور پاک
 بھی نہ ہو جائے کیونکہ حیضہ بالتاء حیض کامل کو کہتے ہیں اور کمال حیض
 بدون طہر کے نہیں ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر حیض بدو ہونے کے

ہو لا تو تعلیق طلاق حیض ثانی پر ہوگی اور اگر تے کو بلا یا تو تعلیق طلاق کی طرح پر بعد حیض ثانی کے ہوگی کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۰۸) اگر کہا تجکو طلاق ہے تین دن میں فی الحال طلاق واقع ہوگی

(۱۰۹) اگر کہا تجکو طلاق ہے تین دن کے آنے میں تو طلاق مطلق

ہوگی تیس دن کے آنے پر سو اسے اوس دن کے جس دن یہ

کلام کیا کیونکہ شروط کا اعتبار زمانہ مستقبل میں ہو تب نہ ماضی

میں اور آنا دن کا ابتداء سے یوم سے شروع ہوتا ہے اور وقت

تکلم کے کس قدر دن گذر چکا تھا لہذا وہ شمار نہیں کیا گیا۔

(۱۱۰) اگر کہا تجکو طلاق ہے قیامت کے دن تو یہ قول لغو ہوگا

طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ قیامت کا دن محل وقوع احکام شرعیہ نہیں ہے۔

(۱۱۱) اگر کہا تجکو طلاق ہے روز قیامت سے پہلے تو فی الحال

طلاق واقع ہوگی۔

(۱۱۲) اگر کہا تجکو طلاق ہے کل یا کل میں تو طلاق بطریق کے وقت

واقع ہوگا اور صحیح ہے قول ثانی یعنی کل کے کہنے میں نیت کرنا عصر

کی یعنی آخر دن کی باعتبار قضا کے اور تکلم کے قول کی تصدیق کی جائیگی

باعتبار وائت کے۔

(۱۱۳) اگر کہا تجکو طلاق ہے آج کل یا تجکو طلاق ہے کل آج پہلا

لفظ معتبر ہوگا اور دوسرا لفظ لغو تو قول اول میں آج طلاق واقع

ہوگی اور اول ثانی میں کل۔

(۱۱۴) اگر کہا تجکو طلاق ہے آج اور کل یعنی بطف الواو یا یوں کہا

کہ تجکو طلاق ہے کل اور آج تو قول اول میں ایک طلاق واقع ہوگی

اور قول ثانی میں دوسرے طرح اگر دن میں کہا کہ تجھ کو طلاق ہے دن
 میں اور رات میں تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ یا یون کہا تجھ کو طلاق ہے
 رات میں اور دن میں تو دو طلاق واقع ہونگی اگر رات میں یہ قول
 کہے تو حکم بالکس ہوگا۔ یعنی قول اول میں ایک اور قول ثانی میں
 دو ہونگی۔

(۱۵) قال انت طالق لابل غدا طلقت واحدة للحال والآخری
 فی الغد یعنی اگر کہا تجھ کو طلاق ہے آج اور جب کل آویگی یا یون کہا کہ تو
 طالق ہے پھر کہا کہ نہیں بلکہ کل تو طالق ہے تو اس کو ایک بار فی الحال
 طلاق ہوگی اور دوسرے بار کل سہ ماہی میں شکم نے تلفظ نہیں سے
 نفی کلام سابق کی اسادہ کی لیکن ابطال منجر کا حکم نہیں لہذا طلاق
 ثانی یوم ثانی میں واقع ہوگی۔

(۱۶) قال انت طالق واحدة اولاً یعنی اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک بار
 یا کہ طالق نہیں ہے یا یون کہا کہ تو طالق ہے میری موت کے یا اپنی
 کے ساتھ تو یہ دونوں قول لغو ہیں اور طلاق واقع ہوگی قول اول میں
 تو اس وجہ سے کہ صحت شک کا اوسمیں واقع ہے اور قول ثانی میں اس وجہ
 سے کہ اوسمیں طلاق مضام ہے اوس حالت کی طرف جو مخالف کی لفظ
 طلاق کے۔

(۱۷) اگر کہا کہ تو طالق ہے قبل اسکے کہ میں تجھ سے نکاح کروں یا یون
 کہا کہ تو طالق ہے کل یعنی دن گذشتہ حالانکہ نکاح اوس وقت سے
 آج کیا تو یہ دونوں قول بھی لغو ہیں کیونکہ طلاق کو اوس وقت کی طرف
 مضاف کیا جب کہ اوس کو مکث طلاق کی تہمتی اور سہ ماہی میں اگر

نکاح اوس سے کل سے پہلے کیا تھا تو طلاق فی الحال واقع ہوگی اس لیے کہ ماضی کا ایقاع زمانہ موجودہ کا ایقاع ہے۔

(۱۸) اگر کہا کہ تو طالق ہی قبل میری پیدائش کی یا قبل تیری پیدائش کے یا کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی جب کہ میں لڑکا تھا یا جب کہ میں سوتا تھا یا جب کہ میں ریواۃ تھا اور جنوں اور کما معلوم تھا تو یہ اقوال بغیر ہونگے اور طلاق واقع نہوگی کیونکہ حالات مذکورہ سنا فی ہین ایقاع طلاق کے۔

(۱۹) اگر کہا کہ تو طالق ہے میرے موت سے دو مہینہ پہلے اور مرگیا زوج قبل گزرنے دو مہینہ کے تو طلاق واقع نہوگی بسبب نہ پانے جانے شرط کے اگر زوج مرگیا تو مطلقہ ہوگی نزدیکہ امام اعظم کے اور باعتبار ایک قول کے دو مہینہ ماقبل موت سے مطلقہ ہوگی نہ موت کے نزدیک سے اور فائدہ اس مطلقہ مہینے قبل دو ماہ کا یہ ہے کہ اگر عدت عورت کی ان دو ماہ میں منقضی ہو گئی یعنی بیچ چلے آگئے تو وارث نہوگی اور قول دوسرا اور صحیح امام اعظم کا یہ ہے کہ عدت وقت موت کے شروع ہوگی اور عورت وارث بھی ہوگی رکذا فی حاشیۃ الطحاوی اور تحریر میں تصریح ہے کہ وجوب عدت نزدیک امام کے موت سے ہے اور علمائے سمرقند ہی نے کہا کہ اس قول پر فتویٰ ہے رکذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۲۰) اگر کہا کہ تو طالق ہے ہر دن یا ہر جمعہ یا ہر مہینہ کے شروع یا ہر روز کے ان اقوال میں کچھ نیت نہ تھی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر نیت کی ہر روز ایک طلاق کی یا یوں کہا کہ تو طالق ہے یا تو طلاق

میں یا دیون کہا کہ تو طلاق ہے ہر دن کے ساتھ یا کہا کہ تو طلاق ہے
تو دیکھ ہر دن کے یا کہا کہ تو طلاق ہے ہر بار کہ دن ہو چکے۔ تو ان
صورتوں میں تین بار طلاق واقع ہو گئی تین دن میں۔

(۷۲۱) قاعدہ کلیہ سال سابق میں تین طلاق یا ایک طلاق کا یہ
ہے کہ جب کلہ ظرف کا متروک ہو گا ختام میں تو ایک طلاق واقع ہوگی
اور جب کلہ ظرف کا متروک ہو گا تو تین بار طلاق واقع ہوگی۔

(۷۲۲) اگر کہا کہ تم دو میں سے بڑی عمر والی کا طلاق ہے تو اس وقت
کسی کو طلاق نہ ہوگی جب تک کہ ایک اول میں سے مر جائے۔ پھر جب
ایک مر گئی تو دوسری زندہ مطلقہ ہوگی۔ بسبب پاس جانے شریعت زوج
کے اس وقت شیخ رحمہ نے کہا کہ طول عمر بہ دن و ولون عورتوں
کے مر جانے کے ثابت نہیں ہو سکتا اس لیے کہ جو عورت اول عمری
جائز ہے کہ چالیس برس کی ہو اور جو زندہ ہو شاید اس کی عمر بیش
ہی برس کی ہو۔ کہ ان فی حاشیہ المدنی۔ میں کہتا ہوں کہ شیخ رحمہ
کو بوجہ قول مر جانے کے یہ اور کہتا چاہیے تھا کہ یا بدوان تجا وز عمر
زندہ کے موتی کی عمر ہے۔

(۷۲۳) اگر کہا کہ تو طلاق ہے زید کے آئیے پہلے بعد ایک عہدہ کے
پھر زید آیا بعد عہدہ کے تو طلاق واقع ہوگی فی الحال بطور اقتضائے
(۷۲۴) طریق ثبوت احکام شرعیہ کے چار ہیں۔ ایک انقلاب و وسط
اقتضار۔ تیسرا استناد۔ چوتھا تبیین

(۷۲۵) انقلاب۔ جو چیز علت نہیں واقع میں سوغت ہو یا دے
چنانچہ تعلیق مثلاً دیون کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تجا طلاق سو

خوئل دار واقع بین وقت تکلم کے طلاق کی علت نہیں ہے لیکن بسبب تعلیق زوج کے علت ہو گیا بعد تعلیق کے جب دخول دار پایا جاوے گا تو طلاق واقع ہوگی (مراد تعلیق سے سعلق علیہ ہے) اقتضا رعبانہ سے ثبوت حکم سے فی الحال چنانچہ افتاء عقود مثل بیع یا النحر کے یا فسخ مثل طلاق اور خلع کے تو بجز دایجاب و قبول کے بیع اور نکاح ثابت ہو جاتا ہے۔

(۷۲۶) استناد عبارت ہے ثبوت حکم سے فی الحال اپنے ماقبل کی طرف مستند ہو کر بشرط باقی رہنی محل حکم کے تمام مدت میں جسے لازم ہونا زکوٰۃ کا سال تمام ہونے کے وقت باعتبار وجود نصاب کے یعنی بعد سال کے زکوٰۃ یا الفحل واجب ہوتی ہے باعتبار ماقبل یعنی حوالان حوال کے بشرط باقی رہنی مال کے اول سے آخر تک گو نصاب در میان سال کے کم ہو جاوے۔

(۷۲۷) کہتین عبارت ہے کہ ظاہر ہونی الحال مقدم ہونا حکم کا یعنی اب ظاہر ہوا کہ وقت تکلم سے حکم مقدم تھا چنانچہ زوج کا یہ قول کہ اگر زید گھر میں ہوگا تو بگو طلاق ہے اور کل ظاہر ہوا وجود زید کا گھر میں یعنی دوسرے دن ثابت ہوا کہ وقت تعلیق کے زید گھر میں موجود تھا تو عورت مطلقہ ہوگی وقت تکلم سے اسلئے اس وقت سے اسکی عدت شروع ہوگی

(۷۲۸) خلاصہ یہ ہے کہ ثبوت حکم تین حال سے خالی نہیں یعنی زمانہ مستقبل میں ہے یا زمانہ حال میں یا زمانہ ماضی میں۔ اگر زمانہ مستقبل میں ہے بطور تعلیق کے تو اسکو انقلاب کہتے ہیں اگر زمانہ حال میں ہے

ہے بلا استناد سابق اور سکواقتصار کہتے ہیں اور زمانہ حال میں ہے
ما قبل سے مستند ہو کر اور سکواقتصار کہتے ہیں اور اگر یہ نسبت ظہور کے
زمانہ مانھی میں ہے تو اسکو پیشین کہتے ہیں۔

(۲۴) اگر زوج نے کہا کہ تجکو طلاق ہے یا تو طالق ہے جبکہ میں
تجکو طلاق ندوں یا جب تک کہ طلاق ندوں اور یہ کلام کر کے زوج
ساکت ہو گیا تو عورت فی الحال مطلقہ ہوگی بسبب اسکے سکوت کے
کیونکہ طلاق کی اضافت ہے اس زمانہ کی طرف جو طلاق سے
غالی ہے پھر جب کہ اس نے سکوت کیا وہ زمانہ پایا گیا لہذا وہ مطلقہ
ہوگئی۔ کذا فی مائتہ المدنی۔

(۲۵) اگر کہا کہ تو طالق ہے اگر میں تجکو طلاق ندوں تو عورت مطلقہ
ہوگی بسبب سکوت زوج کے بلکہ نکاح قائم رہیگا یہاں تک کہ کوئی اول
دونوں میں سے قبل طلاق دینے زوج کے مر جاوے پھر جب ایک
کوئی مر گیا تو طلاق واقع ہوگی قبل موت کے قریب تر یہ سبب پائی
جانے شرط کے یعنی غلام طلاق کے اگر زوج اول مر جاوے تو خاتہ ہوگا
اگر عورت مدخلہ ہوگی تو وارث ہوگی زوج کی زفاتہ کا بیان آگے
کیا جاوے گا۔

(۲۶) اگر کہا زوج نے اپنی زوجہ سے کہ اگر میں تجکو آج میں طلاق
ندوں تو طلاق ہے تو حیلہ نہ طلاق واقع ہونے کا یہ ہے کہ اسکو
طلاق دے بموضع ہزار کے یعنی کہ میں نے تجکو طلاق دی بشرط
ہزار اشرفی کے اور عورت اشرفی دنیا قبول نہ کرے اور وہ دن گذر جائے
تو عورت مطلقہ نہ ہوگی اسی پر فتویٰ ہے۔ کذا فی النجانیہ و النخلاصہ

والحیظ کیونکہ تعلیق مقید داخل ہے تحت بین تطلیق مطلق کے ہر چند کہ تعلیق طلاق مطلق پر کھتی بعوض مال ہو یا بلاعوض اور جو طلاق کہ زوج نے دی وہ مقید ہے یعنی بعوض مال کے ہے اور چونکہ مقید مطلق بین داخل ہے لہذا طلاق نہ واقع ہوتی۔

(۳۲) اگر کہا کہ نیرا امیر ہے ہاتھ میں ہے یعنی نہجکو طلاق کا اختیار ہے جس دن کہ زید آوے۔ پھر زید آیات کو تو عورت کو اختیار طلاق کا نہوگا۔ اور اگر دن میں زید آوے گا تو عورت کو اس دن مغروب تک اختیار باقی رہیگا

(۳۳) قاعدہ کلیہ فارق بین الطلاق و امر بالید کا یہ ہے کہ یوم جب مفعول ہے ایسے فعل سے کہ پورا پہرے تمام مدت کو تو وہاں یوم سے مراد نہار ہوگا چنانچہ امر بالید ایسی چیز ہے کہ اسکو عورت کے اختیار میں دنیا ایک دن یا ایک مہینہ درست ہے۔ اور جبکہ یوم مفعول ہو اس فعل سے کہ کل مدت مہینہ نہو سکے تو وہاں یوم سے مطلق وقت ہوگا جو شامل ہے لیل و نہار دونوں کو چنانچہ ایفایع طلاق اور دخول اور خروج اور اعتاق سو اگر کہیگا کہ میں نے نہجکو طلاق دی مہینہ بھر تو ذکر مدت کا لغو ہوگا اور طلاق فی الحال واقع ہوگی کیونکہ ایفایع طلاق امتداد کے لایق نہیں۔

(۳۴) اگر کہا اپنی عورت سے کہ میں تجھ سے طالق ہوں یا میں تجھ سے بری ہوں تو یہ قول کچھ نہیں اگرچہ اس قول سے طلاق کی نیت کرے تو بھی طلاق نہ واقع ہوگی کیونکہ فعل طلاق عورت سے نہ مرد اور چونکہ اضافت طلاق کی مرد کی طرف ہوتی تو بھی صحیح ہوتی لہذا لغو ہوگا

(۷۳۵) اگر گناہین تھیں سے بائن ہوں یا جدا ہوں یا کہ بین تجھ پر حرام ہوں تو مطلقہ ہوگی اگر طلاق کی نیت کرے کیونکہ لفظ ابانت کا واسطے راضی کرنے اتصال نکاح کے اور لفظ تحریم کا موضوع ہے واسطے راضی کرنے طلت کے اور وہ دونوں یعنی ازالۃ الاتصال نکاح اور ازالۃ طلت مشترک ہیں در بیان رزق اور زوجہ کے تو صحیح ہوگی اضافت ابانت اور تحریم کی طرف رزق کے۔

(۷۳۶) اگر گناہین نے تجھ کو بری کیا رزق ہونے سے قویہ و نیت کے جدا تھی ہوگی کیونکہ یہ قول صریح ہے البطلان نکاح بین (۷۳۷) اگر گناہین نے اپنی زوجہ سے جو نوٹدی ہے کسی کی کہ تو طالق ہے دوبار ساتھ آزاد کرنے مولیٰ کے یعنی تیری آزادی کے ساتھ تجھ کو دوبار طلاق ہے پھر اس کے مالک نے اس کو آزاد کیا تو دو طلاق قانع ہوگی اور اس کے زوج کو رجعت کا اختیار ہوگا بسبب وجود تطلیق کے بعد آزاد ہونے کے کیونکہ آزادی شرط تھی طلاق کی اور شرط ہمیشہ مقدم ہوتی ہے مشروط پر لہذا آزادی قبل تطلیق پائی گئی اور حالت آزادی میں دو طلاق صریح تک مرد کو رجوع کا اختیار ہے (۷۳۸) اگر معلق ہو آزادی اور طلاق نوٹدی کی کل کے آنے پر یعنی اس کے مولیٰ نے کہا ہو کہ جب کل کا دن آوے تو تو آزاد ہے اور اس کے زوج نے کہا کہ جب کل آوے تو تجھ کو دو طلاق ہیں پھر آیا کل کا دن تو زوج کو رجعت کا اختیار نہ ہوگا کیونکہ عتق اور طلاق دونوں ایک شرط مطلق ہیں یعنی زیادہ عتق اور طلاق کا واحد ہے بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہاں عتق طلاق پر مقدم ہے

اور عدت عورت کی ہر دو مسائل میں تین حیض ہیں تا برضا طلاق
(۳۹۵) مسئلہ ثانیہ میں اگر زوج مریض ہوگا تو عورت اوسکی وارث
ہوگی اوسطے کہ طلاق اوسوقت واقع ہوئی جبکہ وہ لونڈی تھی او
لونڈی وارث ہونہیں سکتی بخلات مسئلہ سابعہ کے کہ وہ وارث
ہوگی کذا فی المبسوط

(۳۹۶) اگر کہا کہ تو طالق ہے اسطرح منتشر انگلیوں سے اشارہ کرے
تو واقع ہوگی طلاق مشا زالیہ کی شمار پر یعنی اگر ایکہ انگلی سے اشارہ
کیا تو ایک اور دو سے کیا تو دوادین سے کیا تو تین زلیان مشا زالیہ
سے انگلیان مراد ہیں)

(۳۹۷) اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہے مثل اسکے اور تین انگلیوں
سے اشارہ کیا تو اگر تین طلاق کی نیت کرے گا تو تین طلاق واقع
ہوگی اور اگر نیت نقد کی نہی تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی کیونکہ
مسئلہ اول میں گناہ کا عبارت عربی میں کہا اور اس مسئلہ میں
مثل نہ کر کے کہا اور کاف بکذا کا موضوع ہے واسطے تشبیہ فی ا
لذات کے تو گویا اوسنے یوں کہا کہ تجھ کو ایسی طلاق ہے جیسی ذات
ان انگلیوں کی ذات کی مانند ہے تو اس صورت میں انگلیوں کا
عدد معین ہوگا اور اس مسئلہ میں یعنی مثل نہ امین کلمہ مثل کا موضوع
ہے واسطے تشبیہ فی الصفات کے تو اوسنے گویا یوں کہا کہ تجھ کو طلاق
ثابت ہے مانند ثبوت ان انگلیوں کے اور طلاق ثابت ہے لہذا
بلا قصہ نیت میں ایک طلاق رجعی ہوئی کذا فی حاشیہ المدنی
(۳۹۸) اگر کہا کہ تو طالق ہے اور اشارہ انگلیوں سے کیا اور بکذا

لکھا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی بوجہ فقدان تشبیہ کے۔

(۴۳) اگر کہا کہ تو ایسی ہے انگلیوں سے اشارہ کر کے اور یوں نہ کہا کہ تو طالق ہے شارح در مختار کہتے ہیں کہ میں نے اس مسئلہ کا حکم کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ حلبی نے کہا کہ اس صورت میں طلاق کا واقع نہ ہوتا نہایت صریح ہے کیونکہ یہ لفظ نہ طلاق صریح میں داخل ہے نہ طلاق کنایہ میں اور اشارہ بیان ہوتا ہے ملفوظ کا سویانہ موجود نہیں اور خیر الدین رنلی نے بھی کہا کہ ایسا قول لغو ہے اگرچہ قائل نیت طلاق کی کرے کیونکہ کوئی لفظ مشعر طلاق کا نہیں۔ اور نیت کو بدول لفظ کے طلاق میں تاثیر نہیں اور جموی نے بھی عدم وقوع طلاق کی بعض علما کے قول سے تصریح کی ہے۔ کہنا فی حاشیہ المدنی۔

(۴۴) اگر اشارہ کیا انگلیوں کی نیت سے یعنی نیت انگلیوں کی مخاطب کی طرف کی اور شکم انگلیوں کا منبہ کی طرف تو معتبر ملی انگلیاں ہونگی بہ سبب عرف محامیسن کے یا رواج بین الناس کے۔

(۴۵) اگر سر انگلیوں کے مخاطب کی طرف ہوں تو اگر اقراق کیا انگلیوں کا بعد اتصال کے تو اقراق مراد ہوگا اگر اتصال کیا بغیر اتصال کے تو اتصال معتبر ہوگا۔

بیان طلاق بائن کا

(۴۶) واقع ہونی سے طلاق زوج کی اس قول سے کہ طالق بائن ہے یا یوں کہا کہ تو طالق ہے البتہ کلمہ منہ کا قصد سے یعنی قطع اور جزم کے تقدیر اسکی یوں سے کہ تو طالق ہے قطعاً اور یقیناً۔

الفاظ شامی نے کہا کہ لفظ بائن اور التبعہ سے اور اسطرح اور الفاظ سے جو بیونت کے واسطے معین ہیں طلاق بھی ناسخ ہوئی ہے اگر عورت مدخولہ ہو رکذا فی جائزۃ المہ فی۔

(۷۷) اگر کہا کہ تحکیم طلاق انکس ہے یا تحکیم طلاق شیطان ہے یا طلاق بدعت ہے یا تحکیم ہائیکہ کی مانند طلاق ہے یا تو طلاق ہے مانند ہزار کے یا تحکیم گھر بھر کی طلاق ہے یا تحکیم سخت طلاق یا چوڑی طلاق ہے یا لینی طلاق ہے یا تحکیم اسوہ طلاق ہے یعنی چری یا شدہ طلاق ہے یا اخبث طلاق ہے یا احسن طلاق ہے انکس یعنی شدہ یا اکیہ طلاق ہے یا اعرض طلاق ہے یا اطول طلاق ہے یا اعظم طلاق ہے یا اعظم طلاق ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی کیونکہ قائل نے طلاق کو تصف کیا ایسی صفت سے جسکو طلاق محتمل ہے یعنی صفت بیونت کے ان سب الفاظ میں مندرج ہے مثلاً طلاق بدعت سبب طلاق بائن کی اگر طلاق رجعی مستثنیٰ ہی تو بدعی بائن ہوگی بسبب تقابل اور ضدیت کے اور طلاق شدہ اس واسطے بائن ہوئی کہ طلاق رجعی شدہ نہیں اسکی کامل تفصیل مطولات میں ہے۔

(۷۸) الفاظ مذکورہ الصدر میں ایک طلاق اسوہ بنت ہے جبکہ قائل کے نیت تین طلاق کی حرہ میں اور دو طلاق کی لونڈی میں مکنی ہو اگر نیت کی تو صحیح ہوگی۔ یعنی اگر تین یا دو کی نیت کی تو تین یا دو طلاق ہوگی کیونکہ مصدر محتمل ہے فرد اعتباری کو تو تین۔ طلاق کی نیت حرہ میں اور دو طلاق کی لونڈی میں صحیح ہوئی۔

(۷۹) الفاظ انکس وائند وغیرہ میں تفصیل مراد نہیں بلکہ اصل

وضعت مراد ہے یعنی فائش اور شدیدہ فاحش تر و شدید تر کذا
فی قاضیۃ المدنی

(۵۵) اگر نیت کرے دو طلاق کی اس قول میں کہ تو طالق بائن
ہے اس طرح کہ لفظ طلاق سے ایک طلاق اور لفظ باین وغیرہ سے
دو سری طلاق کی توضیح ہے اور وہ طلاق بائن و جمع ہو سکتی۔ اور
اس طرح الفاظ بے وغیرہ اور جمیع کنایات سے جو طلاق کے متصل واقع
ہوں کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۵۶) اگر عطف کیا یعنی عطف باوا د کیا اور کہا کہ انت طالق و
بائن یا عطف نہ کیا اور کہا کہ انت طالق ثم بائن مثلاً یوں کہا کہ تو طالق
ہے اور بائن ہے یا یوں کہا کہ تو طالق ہے پھر بائن ہے اور لفظ بائن
سے کچھ نیت ہو سکتی تو ایک طلاق رجعی واقع ہو سکتی کذا فی الذخیرہ

(۵۷) اگر عطف کیا حرف فاسے یعنی یوں کہا کہ انت طالق فبائن
یعنی تو طالق ہے پس بائن ہے تو ایک طلاق بائن ہوگی کذا فی الذخیرہ

(۵۸) اگر یوں کہا کہ تو مطلقہ ہے ایسی طلاق کی کہ مالک ہو جائے
تو بہ سبب اس طلاق کے اپنی ذات کی تو ایک طلاق بائن ہوگی

اس قول سے طلاق بائن اس واسطے ثابت ہوئی کہ عورت اپنی ذات
کی مالک نہیں ہوتی مگر طلاق بائن سے کذا فی حاشیۃ الطحاوی

(۵۹) اگر کہا کہ تو طالق ہے اس شرط پر کہ منکوحہ رجعت نہیں
تو اسکو رجعت کرنا جائز ہے اور شرط عدم رجعت کی لغو ہے اور

بعضوں نے کہا کہ اس قول سے زوج مالک رجعت کا نہیں کیونکہ طلاق
بائن پڑ گئی اور اگر تین طلاق کی نیت کرے گا تو تین طلاق واقع ہوگی

کذا فی جوہرہ۔ اور ترجیح دی ہے۔ بجز الرافق بین قول ثانی کو۔ اور
 ہدایہ سے بھی ثابت ہے کہ قول ثانی قوی ہے کیونکہ ہدایہ میں کہا ہے
 کہ اگر طلاق کو کسی شدت یا زیادت کے متصف کیا تو طلاق بائن ہوتی ہو
 اور غنائیہ اور فسخ القدر میں مصرح ہے کہ شرط عدم رجعت سی طلاق
 بائن واقع ہوتی ہے تو مذہب صحیح قول ثانی ہے کذا فی حاشیۃ الہدٰی
 (۵۵) اگر زوجہ مدخولہ سے کہا کہ اگر میں تجھ کو ایک طلاق دوں تو
 وہ بائن طلاق سے بائن بار طلاق ہے۔ پھر زوج نے اسکو طلاق
 دی تو طلاق رجعی واقع ہوگی کیونکہ صفت مقدم نہیں ہوتی موصوف
 پر یعنی اگر اس قول کو طلاق بائن کہیں تو لازم آتی سبقت صفت
 کی موصوف پر اس واسطے کہ اصل طلاق تو معلق ہے بہنوز واقع نہیں
 ہوئی پھر مستقل و فسخ اسکو قرار دینا کیونکہ صحیح ہوگا کذا فی البرازیہ
 (۵۶) اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تو طلاق ہے پھر گھر میں
 داخل ہونے عورت کے زوج نے کہا کہ میں نے اس طلاق کو بائن
 یا بین طلاق قرار دین تو صحیح ہوگا بہ سبب نہ واقع ہونے طلاق نے
 عورت پر یعنی بہنوز طلاق معلق واقع نہیں ہوئی پھر اسکو بائن وغیرہ
 قرار دینا کیونکہ صحیح ہوگا کذا فی البرازیہ۔ طحاوی نے کہا کہ نقد م صفت
 کا موصوف پر اس مسئلہ میں البتہ ثابت ہے بخلاف مسئلہ سابقہ کے
 (۵۷) اگر کہا کہ جب میں تیرے اوپر دوسرا نکاح کروں تو تو
 طالق سبب ایسی طلاق کہ کہ مالک ہو جاوے تو بسبب اس طلاق کے
 اپنی ذات کی تو طلاق رجعی واقع ہوگی کذا فی البرازیہ کیونکہ غائب مضمون
 اس قول کو یہ ہے کہ یہ برابر ہے انت بائن (یعنی تو بائن ہے) اسکے اور

حالانکہ اسٹ باتن سے بھی طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اس واسطے کہ صفت
سبقت نہیں کرتی موصوت پر۔

(۷۵۸) اگر کہا کہ تو طالق ہے اکثر طلاق کر لفظ اکثر کا تار مشاء فوقانیہ
سے ہے اس قول میں تو تین طلاق واقع ہو گئی اور قائل کی تصدیق
ایک طلاق کی دیانت میں نہوگی (عوام عرب بالفصل بجائے اکثر ثبوت
مشائے کے اکثر تھا۔ مشاء فوقانیہ بولتے ہیں یعنی محرت اور غیر محرت تین
طلاق واقع ہونے میں یکساں ہیں کیونکہ طلاق کا مدار عرف پر ہے
چنانچہ اگر کہا کہ تو طالق ہے اکثر طلاق کر ثبوت قائل کی تصدیق
ایک طلاق کی دیانت میں نہیں ہونی کذا فی الجوہرہ۔

(۷۵۹) اگر کہا کہ تو طالق ہے چند بار یا نہارون بار یا کہا کہ تو طالق
ہے نہ قلیل نہ کثیر تو ان اقوال میں تین بار طلاق واقع ہوگی کذا فی الجوہرہ۔
لفظ چند بار میں تین طلاق اس واسطے واقع ہو گئی کہ جمع ہے اور
اقل جمع تین ہیں اور نہارون بار کہنے میں اس وجہ سے تین طلاق واقع
ہو گئی کہ مشائے طلاق تین ہے اور نہ یا دتی لغو ہوگی اور نہ قلیل اور نہ
کثیر میں تین طلاق واقع ہونے کا یہ باعث ہے کہ جب قائل نے کہا کہ نہ قلیل
تو معلوم ہوا کہ طلاق کثیر کا ارادہ کیا اور کثیر تین ہیں اور اس کے بعد کہا کثیر
تو اس میں کلام سابق کی نفی ہوئی تو مقبول نہ ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ
نہ قلیل و نہ کثیر کے کہنے سے دو طلاق واقع ہو گئی کیونکہ نہ قلیل کے کہنے
سے ایک طلاق کی نفی ہوئی اس واسطے کہ اقل طلاق ایک ہے اور نہ کثیر
سے تین طلاق کی نفی ہوئی کیونکہ اکثر طلاق تین ہیں اور جب ایک ہو تین نہو تین
تو وہی باقی رہ گئی اور یہی ثابت ہو گئی اور اس قول کو طحاوی

پسند کیا ہے۔ کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۶۰) اگر کہا تو مطلقہ ہے کمتر طلاق کی تو ایک طلاق واقع ہوگی۔

اس واسطے کہ اقل طلاق ایک ہے اور ظاہر اس کلام کا یہ ہے کہ طلاق رجعی تھا اس واسطے کہ رجعی اقل ہے یا تن سے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۶۱) اگر کہا کہ تو مطلقہ ہے عامہ طلاق کی یا تجکو طلاق ہے دو رنگ کی یعنی دو قسم کی یا تجکو طلاق ہے اکثر الثلث یا تجکو کبیر الطلاق ہے تو دو بار طلاق واقع ہوگی۔ عامہ طلاق میں دو بار طلاق اس واسطے ہوئی کہ عامہ بہنی غالب کے کثیر الاستعمال ہے اور غالب طلاق دو ہیں اور اکثر ثلاث میں دو اس واسطے واقع ہوئی کہ کلمہ اکثر کا مضاف ہے افراد کی طرف اور اکثر افراد کے دو ہیں۔ کما فی غامۃ الطلاق بخلاف اکثر لطلاق کے کہ وہاں تین مراد ہیں اس واسطے کہ اکثر مضاف ہے طرف جنس کے اور کبیر الطلاق میں دو اسوجہ سے کہ طلاق واحد صغیر الطلاق ہے اور تین طلاق کبیر الطلاق ہیں خود طلاق کبیر الطلاق ہو میں۔ کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۶۲) اگر کہا عورت سے کہ طلاق آخر الثلث تطبیقات یعنی طلاق دہی میں نے تجکو آخر تینوں طلاق کی تو تین طلاق واقع ہوئی اور اگر کہا کہ انت طالق آخر ثلاث تطبیقات یہ وین الالف واللام یعنی تو طلاق ہے تین طلاقوں میں سے پچھلی طلاق کی تو ایک طلاق واقع ہوگی پہلی صورت میں یعنی آخر الثلث میں لفظ آخر مضاف ہے معرف بالام کی طرف اور الف لام او سیر عمد کا ہے تو ثلاث کا معبود ہونا یہ دونوں وقوع کے متصور نہیں تو تین طلاق واقع ہوئی بخلاف صورت

تانی یعنی آخر ملت کے کہ او میں آخر مضاف ہے نکرہ کی طرف اس میں
کوئی علامت عہد کی نہیں اور قائل نے پچھلی تین طلاق کی واقع
کی ہے اور وہ صادق نہیں مگر ایک پر کذا فی حاشیہ الطحاوی والحمد للہ
(۶۸) اگر کہا کہ انت طالق کل التعلیقہ ایک طلاق واقع ہوگی اور
اس قول سے کہ انت طالق کل التعلیقہ میں طلاق واقع ہوگی کیونکہ جب
لفظ کل کا مضاف ہوتا ہے معرفہ کی طرف تو عموم اجزا کا مقتضی
ہوتا ہے اور جب مضاف ہوتا ہے نکرہ کی طرف تو عموم افراد
کا فائدہ بخشا ہے تو کل التعلیقہ میں جمیع اجزا ایک طلاق کی مراد
ہوئی اور کل تعلیقہ میں جمیع افراد طلاق کی ثابت ہوئی اور افراد
طلاق کی تین سے زیادہ نہیں کذا فی حاشیہ المدنی
(۶۵) اگر کہا کہ بجو طلاق سے بعد و خاک کی تو ایک طلاق واقع ہوگی
خاک سے مراد وہ ہے جو قلیل اور کثرت دونوں پر صادق آوے چنانچہ
خاک اور پانی اور سب کہ ایک قطرے کو بھی پانی بولتے ہیں اور تمام
دربار کو بھی پانی کہتے ہیں اسکو ہم جنس افراد ہی کہتے ہیں جب کہ طلاق مضاف
ہوگی عدد جنس افراد کی طرف تو ادنیٰ جنس مراد ہوگی تو ایک طلاق بائن واقع
ہوگی کیونکہ تشبیہ مقتضی ہے کچھ زیادتی کی یعنی بیعت کی کذا فی

حاشیہ المدنی
(۶۶) اگر کہا کہ بجو طلاق ہے بعد درمل یعنی ریگ کے تو تین طلاق
واقع ہونگی رمل سے مراد وہ چیز ہے جو قلیل اور کثیر پر صادق آوے
اور جس کا واحد ممتاز ہوتا ہے وحدت چنانچہ نمڑ اور غیب اور انجیر
ایک نمڑ کو نمڑ کہتے ہیں اور دو نمڑ کو نمڑتین اور تین یا زیادہ کو نمڑو تین

میں اسکو اسم جنس جمعی کہتے ہیں۔

(۷۷) اگر کہا کہ نیکو طلاق سے بعد دشیدان کے بالوں کے یا میری ہتیلی کے پریت کے بالوں کے شمار کی برابر تو دونوں صورتوں میں ایک طلاق واقع ہوگی (کیونکہ شمار اہلیت سے مراد

وہ چیز ہے جسکی نفی اور اثبات سمجھ نہ معلوم ہو) (اسواسطے کہ اہلیت کے بال معلوم نہیں اور اس پر اطلاع ممکن نہیں تو یہ شرط لغو ہوگی) اور اس طرح بطن کف میں بھی بال نہیں تو یہ شرط بھی لغو ہوگی)

(۷۸) اگر کہا کہ نیکو طلاق ہے شمار ہتیلی کے پیٹ کے بالوں کے یا شمار میری یا میری ہتیلی کے بالوں کے یا شمار اس حوض کی مچھلیوں کے تو طلاق واقع ہوگی شمار بالوں یا مچھلیوں کے اگر بال اور مچھلی پانی جاوین اور اگر وہاں کوئی بال اور مچھلی نہ پانی جاوے گی تو ایک طلاق بھی واقع نہوگی اسواسطے کہ طلاق معلق بشرط تھی اور وہ شرط نہ پائی گئی لہذا طلاق بھی واقع نہوئی۔

(۷۹) اگر کہا کہ میں تیرا شوہر نہیں یا تو میری زوجہ نہیں یا زوجہ نے زوج سے کہا کہ میرا زوج نہیں سو زوج نے کہا کہ تو سچی ہے تو یہ قول طلاق ہے اگر مرد طلاق کی نیت کرے گا نخلان صاحبین کے کہ اس کے نزدیک باوصف نیت کے بھی طلاق واقع نہوگی۔

(۸۰) اگر کہا کہ واللہ تو میری زوجہ نہیں یا زوج سے کسی نے پوچھا کہ کیا تیری جو رہے سوا اسے کہا کہ نہیں تو عورت مطلق نہوگی یا اتفاق امام اعظم اور صاحبین کے اگرچہ زوج نے نیت طلاق کی کی ہو کیونکہ قسم کھانا اول صورت میں اور سوال کرنا دوسری صورت میں دو

قریب ہیں ارادہ کرے نفی طلاق کے دونوں مسئلوں میں یعنی پہلی صورت جملہ خبریہ ہے محض سببہ صدق اور کذب کو اور قسم موضوع ہے واسطے نفی ایک جانب کے تو قسم سے خبریہ قوی ہو یعنی اور طلاق واقع نہیں ہوتی مگر جملہ انشائیہ ہے اور سوال کا جواب یہی جملہ خبریہ ہوتا ہے (۷۱) ایک مرد سے پوچھا گیا کہ اَلَّتْ طَلَعْتَ یعنی لوٹے اپنی عورت کو طلاق کہا نہیں دی تو طلاق واقع ہوگی لفظ بلے سے نہ قسم سے یعنی اگر اس نے جواب میں بلے کہا تو طلاق واقع ہوگی اور اگر نعم کہا تو نہ ہوگی کیونکہ کلمہ بلے کا موضوع ہے واسطے نفی کے اثبات کے تو مثال مذکور کا مطلب یہ ہوا کہ میں نے طلاق دی اور کلمہ نعم کا موضوع ہے واسطے اثبات ماقبل کے نفی ہو یا مثبت است تمام ہو یا خیر تو مثال مذکور کا یہ مطلب ہے کہ طلاق نہیں دی کذا فی الخلاصہ لیکن فتح القاری میں ہے کہ لفظ بلے اور نعم میں تشریف مکرنا یا چاہے یہ سبب عرفی اہل زمانہ کے اور دونوں لفظوں سے طلاق واقع ہوگی کیونکہ مدار طلاق کا عرف پر ہے نہ لغت پر۔

(۷۲) کہا عورت نے مرد سے میں تیری جوروں جو ہوں سو مرد نے کہا کہ تو طالق ہے تو مرد کا کلام اقتدار ہے نکاح کا اور عورت پر طلاق واقع ہوگی اس کلام سے نکاح اس واسطے ثابت ہو کہ طلاق مقتضی ہے نکاح کی باعتبار شیخ اور لغت کے کذا فی النیر ازیر۔

(۷۳) مرد کو معلوم ہے کہ قسم کھاتی ہے اور یہ یا نہیں کہ طلاق کی قسم کھاتی یا غیر طلاق کی تو ایسی قسم لغو ہے یعنی طلاق واقع نہ ہوگی اگر مرد کو شک پڑے کہ طلاق دی ہے یا نہیں تو طلاق

واقعہ ہو گی کیونکہ نکاح یا یقین ثابت ہے اور قاطع نکاح کا مشکوک
ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔

(۷۷) اگر شک پڑے کہ ایک طلاق دی ہے یا زیادہ تو کمتر کو
قائم رکھے یعنی اگر ایک اور دو میں شک ہے تو ایک کو قائم رکھے
(۷۸) ایک مرد نے اس عورت کو طلاق دی جس سے نکاح
فاسد کیا تھا تو جائز ہے اس مرد کو بدون حلالہ کے نکاح کر لے کذا
فی الجوهرہ (یعنی نکاح فاسد یہ کہ مثلاً عورت سے اسکی بہن کی عدت
میں نکاح کرے یا نکاح بدون گواہوں کے کرے اس میں حلالہ کی
اسوجہ سے ضرورت نہیں کہ طلاق لاحق نہیں ہوتی مگر نکاح صحیح میں
یا عدت میں یا فتح ارتداد میں یا انکار سلام میں تو نکاح فاسد
ان میں داخل نہیں

باب طلاق غیر المدخول بہا

اس باب میں مسائل ہیں عورت غیر مدخولہ کی طلاق

(۷۹) کہا زوج نے اپنی زوجہ غیر مدخولہ سے کہ تو طالق ہے اس
زانیہ تین بار تو زوج پر نہ حد قذف ہے نہ لعان یہ سبب وقوع تین
طلاق کے حالت زوجیت میں پھر وہ عورت بابتہ ہو گئی۔ حد قذف
اسوجہ سے ساقط ہوئی کہ زوجہ کا قذف موجب حد نہیں اور لعان
اسوجہ سے نہیں کہ جب مرد نے اسکو زانیہ کہا تھا تو وہ اسکی زوجہ تھی
پھر جب اسنے تین طلاق کہی تو باتن ہو گئی اور زوجہ قطع ہو گئی اور
لعان نہیں ہوتا مگر زوجہ سے۔

(۸۰) اگر کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہے تین بار اسے زانیہ اگر نہ

طلاق کو چاہا پس متعلق ہوا استثنائے ثبوت یعنی مثبت خدا وصف یعنی طلاق سے تو اس صورت میں طلاق واقع ہوگی اور قذوت بھی نہیں ہے لیکن لعان ہے یہ سبب بقاء نکاح کے۔

(۸۷) اگر غیر مذکورہ سے کہا کہ تو طالق ہے تین طلاق کی تو اس صورت میں تیرہ طلاق واقع ہوگی کیونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ اگر طلاق کے بعد عد و مذکور ہوگا تو طلاق بقدر عد دے کے ہوگی کذا فی حاشیہ المدنی والطحطاوی لیکن حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور عطانی اس سے مثلاً کیا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ حیثیت کہا کہ تو طالق ہے تین طلاق کی تو صرف اتنا کہتے ہیں کہ تو طالق ہے طلاق واحد واقع ہوگئی اور وہ بانہ ہوگئی اور تین کا لفظ جو بعد میں مذکور ہے لغو ہو گیا بوجہ نہ باقی رہنے محل کے۔

(۸۹) اگر تین طلاق کو جدا جدا کہا نہ کر وصف یعنی یون کہا کہ انت طالق واحدة و واحدة و واحدة یعنی تو طالق ہے واحدہ کی اور واحدہ کی پھر واحدہ کی یا نہ کر خبر تفسیق کی مثلاً یون کہا کہ انت طالق و طالق و طالق یعنی تو طالق ہے اور طالق ہے اور طالق ہے (اس کلام میں خبر طالق ہے) یا نہ کر خبر احوال تفسیق کے خواہ عطف مثلاً یون کہا کہ انت طالق و انت طالق و انت طالق و انت طالق یعنی یون کہا کہ تو طالق ہے اور تو طالق ہے اور تو طالق ہے یا بدون عطف کے کہا کہ انت طالق انت طالق انت طالق و تو ان سب صورتوں میں پہلی لفظ سے ایک طلاق باقی غیر مذکورہ پر پڑے گی بدون عدت کے اور وجہ بانہ ہو جانے کے اور طلاق کا محل نہیں رہا مگر مذکورہ پر تینوں

طلاق پر جائیں گی۔

(۷۸۰) اگر کما کہ تجکو طلاق ہے تین بار جدا یا لون کما کہ تجکو طلاق ہیں ساتھ طلاق دینے میرے کے تجکو پھر عورت کو ایک طلاق دی تو دو لون صورتوں میں ایک طلاق مانع ہوگی۔

(۷۸۱) اگر کما کہ تو طالق ہے ادھی طلاق اور ایک طلاق کی تو ایک طلاق ہوگی بنا بر قول صحیح کے کذا فی الجوہرہ کیونکہ ادھی اور ایک بولنا مستعمل نہیں اور جب کہ مخالف استعمال ہوا تو کلام نہ ٹھہرا بلکہ مشرق ہوا۔

(۷۸۲) اگر کما کہ تجکو ایک طلاق ہے اور ادھی تو دو طلاقیں واقع ہونگی بالالتفاق کیونکہ یہ ایک جملہ ہے موافق استعمال کے (۷۸۳) اگر کما کہ تو مطلقہ ہے واحدہ اور عشرین یعنی بیس کی یا واحد ثلاثین یعنی تیس کی تو تین طلاق واقع ہونگی بدلیل گذشتہ (۷۸۴) قاعدہ طلاق واقع ہوتی ہے عدد سے جو طلاق کہ متصل ہے نہ کہ خود لفظ طلاق سے وقت ذکر عدد کے (بیان مراد عدد سے وہ ہے جو واحد کو بھی شامل ہو) اور وقت نہ ذکر کرنے عدد کے وقوع طلاق ہوگا صنف طلاق سے۔

(۷۸۵) اگر زوجہ مرگئی خواہ مذلولہ ہو خواہ غیر مذلولہ بعد انقاع طلاق قبل اتمام عدہ کے تو طلاق لغو ہوگی یعنی واقع نہ ہوگی کیونکہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ وقوع طلاق عدہ سے ہوتا ہے نہ صنف طلاق سے (وقت ذکر عدہ کے) اور جب زوجہ نے عدہ ذکر کیا تب زوجہ یہ سبب موت کی محل طلاق نہ رہی مگر پورا واجب ہوگا اور زوج وارث ہوگا۔

(۷۸۶) اگر زوج مرگیا یا کسی نے اسکا منہ بند کر لیا قبل ذکر عدہ کے تو ایک طلاق واقع ہوگی بنا بر عمل صیغہ طلاق کے کیونکہ جب ذکر عدہ نہ کرے گا تو محض صیغہ طلاق باقی رہ گیا اور یہ بھی بیان ہو چکا کہ در صورت عدم ذکر عدہ صیغہ طلاق سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔

(۷۸۷) اگر کما غیر مدخول سے کہ تو طالق ہے ایک بار اور ایک بار یعنی پوائو عا طفہ یولا یا یون کہا کہ تو طالق ہے ایک بار قبل ایک بار کے یا یون کہا کہ تنجکوا ایسی ایک طلاق ہے جسکے بعد اور ایک طلاق ہے تو ان تینوں صورتوں میں ایک طلاق باتن واقع ہوگی۔

(۷۸۸) اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک بار بعد ایک بار کے یا یون کہا کہ تو طالق ہے ایک بار جسکے قبل ایک طلاق ہے یا تو طالق ہے ساتھ ایک طلاق کے یا تنجکوا طلاق ہے جسکے ساتھ ایک اور طلاق ہے تو ان سب صورتوں میں دو طلاق واقع ہونگی۔

(۷۸۹) قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب طلاق واقع ہوئی اول لفظ سے تو دوسرا لفظ لغو ہوگا اور اگر طلاق واقع ہوئی ثانی لفظ سے چنانچہ دو طلاق پڑنے کی مثالوں میں تو اول اور ثانی دونوں متصل ہو جائیں گی کیونکہ ایقاع فی الماضی ایقاع فی الحال ہے تو گویا دونوں طلاق دفعۃً واقع ہو تیں۔

(۷۹۰) اگر کہا کہ تنجکوا ایک طلاق اور ایک طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو دو طلاق واقع ہونگی بہ سبب تعلق ہونے دو طلاقوں کے شرط سے یکبارگی یعنی یون کہا کہ انت طالق واحدة و واحدة ان دخلت الدار لرفع ثنتان تعلقهما با شتر و دفعۃً۔

(۷۹۱) اگر شرط مقدم ہو مشروط طلاق واقع ہوگی یعنی اگر یوں کہا کہ ان دفت الدار فانت طالق واحدہ وواحدہ یعنی اگر تو داخل ہو گھر میں تو ایک طلاق ہے اور ایک اور ہے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور ثانی لغو ہوگی۔ ان سب صورتوں میں مذکورہ کو دو طلاقیں کہی جیسی موجود ہونے عدت کے یعنی ایک طلاق حالت یقار نکاح میں نہوگی اور دوسری عدت میں بکلی غیر مذکورہ کہ اسکی طلاق عدت میں

(۷۹۲) ایک شخص نے طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر جسکے مابعد قبل رمضان ہے تو شوال میں طلاق واقع ہوگی (یعنی قائل نے شوال سوال پر طلاق کو معلق کیا) اسی وجہ سے مابعد رمضان کا شوال ہے اور اوسکا یعنی شوال کا ماقبل رمضان ہے اور اوسنے معلق کیا اوس مہینہ پر جسکا ماقبل رمضان ہے اور وہ سوال ہے۔

(۷۹۳) اگر طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر جسکے قبل ماقبل قبلہ رمضان ہے تو ذی الحجہ میں طلاق واقع ہوگی (یعنی قائل ذی الحجہ پر طلاق کو معلق کیا) کیونکہ قبل ذی الحجہ کے ذیقعدہ ہے اور اوسنے قبل یعنی ذیقعدہ کے سوال ہے اور اوسکا یعنی شوال کا ماقبل رمضان ہے۔

(۷۹۴) اگر طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر جسکے قبل مابعد قبلہ رمضان ہے تو شوال میں طلاق واقع ہوگی (یعنی قائل نے شوال طلاق کو معلق کیا) کیونکہ شوال کا مابعد ذیقعدہ ہے اور ذیقعدہ کا ماقبل خود شوال ہے اور شوال کا ماقبل رمضان ہے۔

(۷۹۵) اگر طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر جسکے قبل ماقبل بعدہ

رمضان ہی تو شوال میں طلاق واقع ہوگی یعنی قائل فی شوال پر طلاق کو معلق کیا کیونکہ شوال کا ما قبل رمضان ہے اور اسکے بعد یعنی رمضان کا قبل شوال ہی اور اس سوال کا ما قبل رمضان ہے (۷۹۵) اگر طلاق کو معلق کیا اور اس مہینہ پر جسکے قبل ما قبل بعدہ رمضان تو شوال میں طلاق واقع ہوگی یعنی قائل فی شوال پر طلاق کو معلق کیا کیونکہ شوال کا ما قبل رمضان ہے اور اس مہینہ پر جسکے قبل ما قبل بعدہ رمضان ہے اور اس شعبان کا بعد رمضان ہے۔

(۷۹۶) اگر طلاق کو معلق کیا اور اس مہینہ پر جسکے بعد ما بعدہ رمضان تو شعبان میں طلاق واقع ہوگی یعنی قائل فی شعبان پر طلاق کو معلق کیا کیونکہ ما قبل شعبان کا رجب ہے اور رجب کا ما بعدہ شعبان ہے اور شعبان کے بعد رمضان ہے۔

(۷۹۸) اگر طلاق کو معلق کیا اور اس مہینہ پر جسکے بعد ما بعدہ رمضان ہے تو شوال میں طلاق واقع ہوگی یعنی قائل فی شوال پر طلاق کو معلق کیا کیونکہ ما بعدہ شعبان کے رمضان ہے اور اس کے بعد رمضان کے بعد شوال ہے اور اس کے بعد رمضان ہے۔

(۷۹۹) اگر طلاق کو معلق کیا اور اس مہینہ پر جسکے قبل ما بعدہ شعبان رمضان ہے تو شعبان میں طلاق واقع ہوگی یعنی قائل فی شعبان پر طلاق کو معلق کیا کیونکہ شعبان کے بعد رمضان ہے اور اس کے بعد رمضان کے قبل شعبان ہے اور ما بعدہ شعبان کے قبل رمضان ہے۔

(۸۰۰) اگر کما زوج نے کہ میری عورت کو طلاق ہے اور اوسکی دو عورتیں ہیں یا تین تو ایک عورت اون میں سے مطلقہ ہوگی اور زوج کو با اتفاق بچھا اختیار ہے کہ جسکو چاہے اوسکو مطلقہ ٹھہراوے

(۸۰۱) اگر اپنی چار عورتوں سے کہتا کہ تمہارے درمیان دو طلاق ہیں یا تین طلاق ہیں یا چار طلاق ہیں تو ہر ایک کو ایک ایک طلاق ہوگی کیونکہ دو طلاق کی حالت میں نصف نصف طلاق ہر ایک کے حصہ میں آوے گی اور تین طلاق کی حالت میں ہر ایک کے حصہ میں یوں طلاق آوے گی اور چار کی حالت میں ہر ایک کے حصہ میں ایک ایک آوے گی لیکن اگر ہر طلاق کی قسمت درمیان عورتوں کے مراد رکھی یعنی تین طلاق یا چار طلاق میں ہر ایک فرد طلاق سے ہر ایک عورت کو تو ہر عورت پر اس نیت سے تین طلاق واقع ہوئے گی اور چوتھی طلاق لغو ہو جائے گی اور دو طلاق میں اگر ہر فرد طلاق سے ہر ایک کو حصہ دیا تو ہر ایک کو دو طلاق ہوئے گی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقل عن الطحاوی

(۸۰۲) اگر کما چار عورتوں سے کہ تمہارے درمیان پانچ طلاق ہیں تو ہر ایک پر دو طلاق واقع ہوئے گی کیونکہ چار طلاق چاروں پر منقسم ہو کر سب کے حصہ میں ایک ایک آگئی اور ایک تقسیم ہو کر ہر ایک کے حصہ میں ایک ربع آئی اور ربع سے یہ دلیل ماسبق ایک اور طلاق واقع ہوئی اسلئے ہر ایک پر دو دو طلاق پڑیں اسطرح دو طلاق ملنے لگی

انکھ تک۔

(۸۰۳) اگر کما اپنی چار عورتوں سے کہ تمہارے درمیان نو طلاق ہیں تو ہر ایک کو تین طلاق ہوئے گی بارہ تک اور اس سے زیادہ لغو ہوگی

(۸۰۴) اگر کما زوج نے اپنی دو عورتوں سے جو مدخولہ نہیں ہیں کہ میری عورت طالق ہے میری عورت طالق ہے پھر زوج نے کہا کہ میں نے اس طلاق مکرر سے اول دومین سے ایک عورت کی طلاق کا ارادہ کیا تو اسکی تصدیق نہوگی اگر دونوں عورتیں مدخولہ ہیں تو زوج کو اول دومین سے ایک پر طلاق واقع کرنا جائز ہے یہ سبب حجت تفریق طلاق کے مدخولہ پر نہ غیر مدخولہ پر یعنی مدخولہ کی عدت ہوتی ہے تو دوسری طلاق واقع ہونی کی اوسمیں گنجائش ہے بخلاف غیر مدخولہ کے کہ اوسکی عدت نہیں گذانی الخائینہ تو محل وقوع طلاق فی باقی ہوتا ہے

(۸۰۵) اگر کما زوج نے کہ میری عورت طالق ہے اور عورت کا نام نہ لیا اور اسکی ایک عورت مشہور ہے تو اسکی وہی عورت طلاق ہوگی باعتبار استحسان کے اور قیاس یہ ہے کہ بدولت نام یا خطاب کے طلاق نہو طحاوی نے کہا جب کہ زوج مدعی دوسری عورت کا نہوا اور ایک ہی اوسکی عورت مشہور ہو تو قیاس مقتضی ہے اوسی کی طلاق کا اور جب کہ دوسری عورت مشہور نہوا اور زوج سکے کہ میں نے اوسکی طلاق یعنی غیر مشہور کی طلاق کا ارادہ کیا تو اوس کے اس قول کا اعتبار نہ کیا جاوے گا بدولت شہادت کے

(۸۰۶) اگر مکرر کما زوج نے لفظ طلاق کو یعنی یون کہا کہ انت طالق انت طالق یعنی تو طالق ہے تو طالق ہے تو ہر ایک طلاق غلطی سے واقع ہوگی۔ پھر اگر کہے گا کہ میں نے طلاق ثانی سے طلاق اول کی تاکید کی نیت کی تو باعتبار دیانت کے اوسکی تصدیق ہوگی نہ باعتبار قضا کے۔ گذانی العالمگیری۔

(۸۰۷) اگر کسی شخص کی زوجہ کا نام طالق ہو یا لونڈی کا نام حرہ ہو اور اس نے اپنی زوجہ کو طالق یا لونڈی کو حرہ کہہ کر پکارا اگر نیت طلاق یا عتاق کی کی تو طلاق و عتاق ہوگا اگر نیت نکی تو طلاق ہو نہ عتاق

(۸۰۸) اگر کہا اپنی زوجہ کو کہ یہ کتبیہ مطلقہ ہے تو وہ مطلقہ ہو جائیگی۔ کیونکہ اس نے لگائی کا ارادہ کیلئے طلاق کے۔

(۸۰۹) اگر کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہے اور ارادہ جھوٹ نہ کرنے کا کیا تو طلاق یا اعتبار حکم قاضی کے واقع ہوگی اور اگر جھوٹ کے گواہ

کر رکھے تو دیانۃ طلاق ہوگی نہ قضاۃ

(۸۱۰) اگر مظلوم وقت قسم لینے کے ظالم کی نسبت تین طلاق کے گواہ کر رکھے کہ میں جھوٹی قسم کھاؤں گا تو اس وقت مظلوم کی دیانت اور قضا و لون میں تصدیق ہوگی کہ زانی سے اللہ وسپاہ اور اگر گواہ

نہ کر سکے گا تو قضا میں اس کی تصدیق نہ ہوگی اور اس کی زوجہ پر طلاق کا حکم ہو جائیگا۔ علما میں اختلاف ہے کہ قسم میں قسم کھا نیوالے کی نیت کا اعتبار ہوگا یا قسم لینے والے کی نیت کا۔ فتویٰ ہے کہ اگر قسم کھا نیوالے

مظلوم ہے تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا ورنہ قسم لینے والے کی نیت معتبر ہوگی کہ زانی عاصیۃ الہی فی ما قلا عن الاستبہاء

(۸۱۱) اگر کہا کہ فلاں عورت یعنی زینب طالق ہے اور واقع میں اس کی

عورت کا نام بھی زینب تھا اور کہا زوج نے کہ میں نے اپنی عورت کے سوا اور عورت جس کا نام یہی زینب ہے ارادہ کیا تو اس کی

دیانت میں تصدیق ہوگی نہ قضا میں اور اگر اس کی زوجہ کا نام غیر زینب ہے تو قضا میں بھی اس کی تصدیق ہوگی کہ زانی نہ الفایق۔

(۸۱۲) اگر تم کھائی اپنے قرض خواہ سے اپنی زوجہ زینب کی طلاق کی اگر فلان دن مت بھڑا دانا کرے اور حالانکہ اوسکی زوجہ کا نام زینب نہیں مثلاً حلیمہ ہے تو اوسکی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

(۸۱۳) اگر کہا کہ تو طلاق ہے چاروں مذہب پر یعنی بالاتفاق مذاہب اربعہ تجھ کو طلاق ہے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی کیونکہ مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے کہ تو طلاق ہے کے کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے کذا فی فتاویٰ ربلمی وحاشیۃ المدنی۔

(۸۱۴) اگر کہا کہ دنیا کی عورتیں یا جہان کی عورتیں مطلقہ ہیں تو اسکی عورت کو نہ طلاق ہوگی کیونکہ یہ طلاق صحیح نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلًا عن الجہ لکن اگر نیت کر لیا تو مطلقہ ہوگی کذا فی حاشیۃ الطحاوی (۸۱۵) اگر کہا کہ اس محلہ یا گھر یا کوٹھری کی عورتیں مطلقہ ہیں۔ اور اونہیں اوسکی عورت بھی داخل ہے تو اوسکی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ فلاں گائون یا فلاں شہر کی عورتیں مطلقہ ہیں اور اوسن گائون یا شہر میں اوسکی عورت بھی داخل ہے تو امام ابو یوسف کے نزدیک اوس پر طلاق واقع ہوگی۔

(۸۱۶) کہا عورت نے اپنے زوج سے کہ مجھ کو طلاق دے زوج نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو عورت مطلقہ ہوگی پھر اگر زوج نے کہا کہ میری طلاق کو زیادہ کر سو زوج نے کہا کہ میں نے کیا تو دوسری طلاق اوس پر واقع ہوگی

(۸۱۷) اگر زوج نے کہا مجھ کو طلاق دے مجھ کو طلاق دے زوج نے کہا میں نے دی تو ایک طلاق واقع ہوگی اگر زوج نے تین طلاق

کی نیت نہ کی اور اگر زوجہ نے بالعطف ان احوال کو کما مثلاً کما طلاق دے مجھ کو اور طلاق دے مجھ کو (طلاقنی و طلاقنی و طلاقنی) اور زوج نے کہا کہ دی تو تین طلاق ہو گئی کیونکہ واؤ موضوع ہے واسطے جمع کے۔

(۸۱۸) اگر کما زوجہ نے کہ میں نے اپنی ذات کو طلاق دی پھر زوج نے اوسکو جائز رکھا تو اوسپر طلاق پڑ گئی باعتبار انشاء طلاق کے یعنی اجازت طلاق قائم مقام انشاء طلاق کے ہو گئی گو یا زوج نے خود کہا کہ طلاق دی میں نے۔

(۸۱۹) ولو قالت انیت و نفسی۔ اگر کما زوجہ نے کہ میں نے اپنی ذات کو جدا کیا اور زوج نے اجازت دی تو اوسپر طلاق پڑ جائیگی۔ نیز طلاق زوجہ کی نیت طلاق کی کی ہا اگرچہ تین طلاق کی بھی نیت کی ہو کیونکہ ایانت طلاق کتابیہ ہے اور کتابیہ بدو نیت کے معتبر نہیں بخلاف صورت اول کے کہ اوسمیں احتیاج نیت نہیں اور نہ اوسمیں تین طلاق کی نیت کرنا صحیح ہے۔ (۸۲۰) اگر زوجہ نے کہا کہ میں اپنی ذات کو اختیار کیا اور زوج نے کہا کہ میں نے اجازت دی تو طلاق واقع ہو گئی کیونکہ لفظ اخترت کا موضوع نہیں مگر واسطے جواب کے اور لفظ جواب کا بجائے انشاء طلاق کے نہیں ہو سکتا۔

(۸۲۱) ایک آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جس شخص کی زوجہ اوسپر حرام ہو وہ یہ کام کرے یعنی پانی پیے یا اپنے مقام سے اٹھ کھڑا ہو پھر ایک شخص نے یہی کام کیا تو یہ کام کرنا اوسکی جانب سے اقرار ہے اوسکی زوجہ کی حرمت کا اور حضون نے کہا کہ یہ فعل

اقرار حرمت کا نہیں کیونکہ طلاق تو لی چیز ہے نہ فعلی کذا فی الترازیم
 (۸۲۲) ایک مجلس میں چند لوگ بائیں کر رہے تھے اور دین سے
 ایک نے کہا جو بولیکا بعد اسکے اسکی جو رو کو طلاق ہے پھر بولا قسم
 دینے والا تو اسکی جو رو پر طلاق پڑ جائیگی کیونکہ کلمہ من کا جسکا ترجمہ
 جو ہے عام ہے متکلم اور غیر متکلم دونوں کو شامل ہے اور قسم والا
 نہیں لگاتا اپنی ذات کو قسم سے یعنی اوس کا کفارہ ادا نہیں کرتا تو
 حانت ہوگا یعنی طلاق واقع ہوگی لیکن اگر متکلم کے سوا کوئی اور
 بولا تو طلاق واقع نہ ہوگی اسواسطے کہ تعلیق اور قسم متکلم کے غیر پر
 جاری نہیں۔ واللہ اعلم۔ کذا فی حاشیۃ الطحطاوی۔

باب الکتابات

یہ باب ہے کتابات طلاق کے بیان میں

(۸۲۳) کتابیہ فقہاء کے نزدیک وہ لفظ جو موضوع نہ ہو طلاق کیوہے
 اور محتمل ہو طلاق اور غیر طلاق دونوں کو مثلاً لفظ بتہ کا کہ واقع
 نے طلاق کے واسطے وضع نہیں کیا لیکن طلاق اور غیر طلاق کا محتمل
 ہے کیونکہ بتہ بمعنی قطع کے ہے تو اگر بیوہ نکاح کا کلمہ مراد سمجھے تو
 بمعنی طلاق ہے اور اگر قطع الفت اور قطع آدمیت ارادہ کیجے تو
 طلاق کا محتمل نہیں شرح متقی میں کہا ہے کہ الفاظ کتابات پچپن
 سے زیادہ ہیں کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۸۲۴) کتابات سے طلاق واقع نہیں ہوتی یا اعتبار قضا کے مگر
 نیت طلاق سے یا دلالت حال سے (دلالت یہ کہ اوسوقت گفتگو
 ہو طلاق کی یا رنج یا غصہ ہو

(۸۲۵) حالات تین ہیں ایک رضامندی کی حالت دوسری
 زنج و خفگی کی حالت تیسری نہ اگرہ طلاق کی حالت اور الفاظ کثرت
 کے بھی تین احتمال سے حالی نہیں بعضی اون میں محتمل ہیں رد کو فی
 عورت کے سوال طلاق کا رد اون میں سے نکلتا ہے اور جواب طلاق
 کے بھی محتمل ہیں اور بعضی اون میں سے سب اور دشنام کی
 صلاحیت رکھتے ہیں اور محتمل میں جواب طلاق کے بھی اور بعضی
 اون میں ہیں کہ نہ رد سوال کے محتمل ہیں نہ لیاقت سب اور دشنام
 کی رکھتے ہیں لیکن جواب طلاق کا احتمال رکھتے ہیں مثلاً اخرجی اذہبی
 وقوئی وثقنی و تخمیری واسئہی واشتعلی وانطلقی وانغری احوال
 رکھتے ہیں رد سوال طلاق کا اور جواب کے بھی محتمل ہیں اور سب
 اور دشنام کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

(۸۲۶) اخرجی صیغہ امر بمعنی نکل یعنی اس مکان سے نکل تاکہ
 تیرے ثمر سے نجات ہو تو یہ رد ہو سوال طلاق کا یا یہ مطلب کہ
 نکل میرے گھر سے اس واسطے کہ تو مطلق ہو لی یہ جواب ہے طلاق
 کے سوال کا۔

(۸۲۷) اذہبی صیغہ امر بمعنی جا یعنی اپنے مکان کو جا یہ رد ہے سوال
 کا یا یہ مطلب کہ اپنے باپ کے گھر جا اس واسطے کہ تو مطلق ہو لی یہ
 جواب ہے سوال کا۔

(۸۲۸) قومی بمعنی اوٹھ یعنی اپنے ضروری کام کے واسطے اوٹھ
 یہ رد ہے سوال کا یا اوٹھ میرے پاس سے اس واسطے کہ تجھ کو طلاق
 ہو لی یہ جواب ہے سوال کا۔

(۸۲۹) لقمی شتی قناع سے ہے یا قناعت سے۔ قناع بمعنی خمار ہے (خمار اوڑنی) یعنی اپنا منہ کپڑے سے چھپالے جیسا کہ ایسا کام نکلیا قناعت لے یعنی اس کلام سے قناعت کر یا تو یہ رد ہے سوال کا یا استثناء اور باز رہنے کلام کا اس واسطے امر کیا کہ طلاق واقع ہو جاتی یہ جواب ہے سوال کا۔

(۸۳۰) تخمڑی یعنی اپنے سر پر خمار ڈال (خمار وہ کپڑا جس سے سر چھپانے میں) اس لفظ میں بھی مانند لقمی کے دو احتمال ظاہر ہیں۔
(۸۳۱) استتری بمعنی چھپ اور پردہ کر استتار کا حکم اس واسطے کیا اثر کا محمود ہے تو رد ہو سوال کا یا اس واسطے کہ محکوم تیرا دیکھنا یہ سبب طلاق کے جائز نہ رہا یہ جواب ہے سوال کا۔
(۸۳۲) انتقلی والطلق بمعنی چل اس میں بھی مانند انہی کے دو احتمال ہیں۔

(۸۳۳) اغربی بغین مجہد وراے محملہ شتی ہے غربت سے یعنی دور ہو یا اعربی یہ عین محملہ وراے مجہد شتی ہے عزوبت سے بمعنی بعد اور دوری کے تو مطلب یہ کہ دور ہو ایسا کلام نکر یہ رد ہے سوال کا یا دور ہو میرے پاس نہ بیٹھ اس واسطے کہ تو مطلقہ ہوئی یہ جواب ہے سوال کا۔

(۸۳۴) الفاظ خلیہ ویر یہ و حرام و بائن دہم یعنی ان الفاظ کے مثل تہ و تبتہ کی صلاحیت رکھتے ہیں سب اور دشنام کی زمرہ سب سے وہ کلام ہے جس سے آبرو و زہری اور بے حرشی مخاطب کی نکلے ان الفاظ میں رد سوال کا احتمال نہیں لیکن جواب سوال

طلاق کا احتمال المبنیٰ موجود ہے۔

(۸۳۵) خلیہ یعنی نو خالی ہے حسن اور خوبی سے یہ دشنام ہوئی یا خالی ہے نکاح سے یہ جواب ہے سوال کا۔

(۸۳۶) بر یہ یعنی تو خوبوں سے بری ہے یا نکاح سے بری صورت اول میں دشنام صورت ثانی میں طلاق۔

(۸۳۷) حرام بمعنی منع یا ممنوع لفظ حرام کا مصدر ہے بمعنی صفت کے یا خود صفت ہے اس زمانہ میں لفظ حرام سے طلاق باتن واقع ہوتی ہے بدو ن نیت کے یہ سبب عرت اہل زمانہ کے۔

(۸۳۸) باتن بمعنی منفصل یعنی تو خوبوں سے منفصل اور منقطع ہے یہ دشنام ہے یا نکاح سے منفصل ہے یہ جواب ہے سوال کا۔

(۸۳۹) تہ مشتق ہے بت سے بمعنی قطع کے اور تہ مشتق ہے تہل بمعنی القطع مثل سابقہ کے ان الفاظ میں بھی احتمال سب اور جواب کا ظاہر اور باہر ہے۔

(۸۴۰) الفاظ اعتدی و استبری و انت واحدة و انت حرة و اختاری و امرک بیدک و سر حنک و فار تنک نہ احتمال رکنتے ہیں رد سوال کا نہ سب و دشنام کا۔

(۸۴۱) اعتدی یعنی شمار کر اپنے حیضوں کو اس واسطے کہ تو مطلق ہوئی یہ احتمال ہے سوال کے جواب کا یا سیر سے نکاح کو خدا کی نعمت اپنے اوپر شمار کر۔

(۸۴۲) استبری یعنی اپنے رحم کی صفائی حاصل کرانے کے سے اس واسطے کہ تو مطلق ہوئی تو یہ جواب ہے سوال کا یا یہ مطلب کہ

تو اسے رحم کو صاف کر لے تاکہ میں تجھ کو طلاق دوں تو یہ وعدہ ہی طلاق کا ایسے کلام سے طلاق نہیں ہوتی۔

(۸۸۳) انت واحدۃ یعنی تو طالق ہے بطلاق واحد یہ جواب ہے سوال کا یا یہ مطلب کہ تو میرے نزدیک اپنی برادری میں ایک ہی ہے خوبصورت بن یا برائیوں میں تو یہ مدح یا مذمت ہے۔

(۸۸۴) انت حرۃ تو آزاد ہے حقیقتہً ملکیت سے یا آزاد ہے ملکیت نکاح سے۔

(۸۸۵) اختاری یعنی اپنی ذات اختیار کر لے امرک بیدک یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے یہ دونوں لفظ کناہ میں تفویض طلاق سے تو عورت مطلقہ نہ ہوگی تاکہ وقت تک وہ اپنی ذات کو طلاق نہ دے اور کنایات طلاق میں اسوجہ سے بیان کیا کہ ان میں طلاق اور غیر طلاق کا احتمال موجود ہے اختاری میں یہ احتمال ہے کہ اختیار کرانی ذات یہ سبب فراق کے پابند کر لے اپنی ذات کو کسی کام کی مشغولی میں اور امرک بیدک میں یہ احتمال ہے کہ تیرے اختیار میں ہے طلاق یا کوئی اور کام

(۸۸۶) سر حنک مشتق ہے سروح بالفتح سے بمعنی ارسال کے یعنی میں نے تجھ کو کسی کام کے واسطے بھیجا یا اسواسطے بھیجا کہ تو مطلقہ ہے (۸۸۷) فارحنک کسی کام کے واسطے اس مکان میں تجھ کو چھوڑا یا طلاق دی اسواسطے چھوڑا۔

(۸۸۸) حالت رضا متدی میں یعنی سوائے حالت خفگی اور مذکرہ طلاق میں تینوں قسم کے کنایات کی تاثیر نیت پر موقوف ہے یہ سبب

احتمال کے یعنی اس حالت میں کہ زوج نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور کوئی تشریح موجود نہیں تو بدو نیت کے ایقاع طلاق کی کوئی وجہ نہیں اور اگر عورت نے طلاق کا سوال کیا اور زوج نے جواب کا لفظ کہا تو یہ حالت مذکورہ طلاق کی ہوگی اس حالت میں وقوع طلاق نیت پر موقوف نہ رہی حاشیہ المدنی (۱۸۹) بحالت عدم نیت کے قول زوج کا قسم کے ساتھ متبہ ہے اور کفایت کرتا ہے قسم لیا عورت کا زوج سے اس کے گھر میں سو اگر زوج نے قسم کھانے سے انکار کیا تو عورت بالش کرے۔ اگر رنج رو بر و حاکم کے بھی قسم نہ کھاوے تو قاضی دونوں میں جدائی کر دے گا۔ کذا فی المجتبیٰ لیکن قسم نہ کھانا غیر مجلس قاضی میں باعث تفریق نہیں

(۱۹۰) حالت حنفی میں پہلی دونوں شہین نیت پر موقوف رہنگی یعنی جو قسم صلاحیت رد اور جواب کی رکھتی ہے اور جو کہ لیاقت شہین اور جواب کی رکھتی ہے اگر پہلی شہین سے نیت طلاق کی کی تو طلاق واقع ہوگی اور اگر نیت نہ کی تو واقع نہ ہوگی لیکن حج الفاظ جواب کے واسطے متعین نہیں حالت غضب میں بلا توقف نیت کے طلاق واقع ہو جائیگی کیونکہ غضب قرنیہ مجہ ہے طلاق کا

(۱۹۱) اگر مذکورہ طلاق کی حالت میں فقط قسم اول نیت پر موقوف ہوگی یعنی جو صلاحیت رد اور جواب کی رکھتی ہو اور دو اخیر شہین یعنی جو صلاحیت شہنام کی رکھے اور جو دشنام اور رد کا تحمل نہو اوسہین نیت کی احتیاج نہیں بدو نیت کے طلاق واقع ہوتی ہے

اس واسطے کہ باوجود دلالت لغتین کے یعنی حالت نہ اگرہ طلاق اور حالت غضب کی مرد کی تصدیق نکلی جاویگی باعتبار قضا کے لغتی نیت میں کیونکہ دلالت قوی تر ہے نیت سے اس سبب سے کہ نیت امر باطن ہے کہ سوائے زوج کے کوئی نہیں جان سکتا اور دلالت امر ظاہر ہے کہ ہر شخص کو اس پر اطلاع ممکن ہے اور قاضی کو ظاہر پر عمل کرنے کا حکم ہے اور چونکہ دلالت امر ظاہر ہے اور نیت امر باطن اس واسطے مقبول ہونگے گواہ عورت کے دلالت کے اثبات پر نہ نیت پر بلکہ یہ گواہ قایم کہے جاویں نیت کرنے زوج کے اقرار پر یعنی اگر زوج نے کہیں اپنی نیت کا اقرار کیا ہو اور پھر منکر ہو گیا ہو تو اس کے اقرار کے گواہ الیہ مقبول ہونگے۔ کذا فی العمدیہ۔

(۱۹۲) اعتدی اور استبہری رحمک کے اور انت واحد کے قول سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اگرچہ زوج نے ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو اور باقی اور الفاظ کنایات سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے ان جملہ الفاظ میں بجز اختاری کے تین طلاق کی نیت کرنا صحیح ہے۔

(۱۹۳) زوج نے زوجہ سے اعتدی کا لفظ تین بار کہا اور نیت کی اول لفظ سے طلاق کی اور باقی دوسرے اور تیسرے لفظ سے حیض کی تو اس کی تصدیق کی جاویگی قضا میں یہ سبب نیت کرنی حقیقت کلام اپنے کے کیونکہ اعتداد کے حقیقی معنی حیض ہے اور طلاق مجاز ہے تو حیض والی عورت میں جب زوج نے حیض کا ارادہ کیا بعد تلفظ اعتدی کے تو معنی حقیقی کا ارادہ کیا تو بلاشبہ اس کی

قضائین تصدیق ہوگی اور جب قضائین تصدیق ہوئی تو دیانت میں بھی ہوگی۔ اور اگر دو آخر میں میں کچھ نیت نہ کی تو تین طلاق واقع ہوئی جو اسطو دلائل حالی کے بہ سبب نیت کرنے طلاق کے لفظ اول سے اس صورت میں نفی نیت زوج کی قضائین تصدیق ہوگی لیکن دیانت میں طلاق واقع نہ ہوگی لیکن لفظ اول سے کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۹۴) اگر زوج لفظ ثانی سے طلاق کی نیت کر لیا تو دو طلاق واقع ہوئی ایک لفظ ثانی سے اور دوسرے لفظ ثالث سے کیونکہ عجب اس سے لفظ ثانی سے طلاق کا ارادہ کیا تو حالت مذکرہ طلاق کی باقی گئی تو لفظ ثالث سے بھی بعثرتہ حالہ طلاق ثابت ہوگئی (۱۹۵) اگر زوج نے لفظ ثالث سے نیت طلاق کی کی تو ایک طلاق واقع ہوگی کیونکہ اوں دو لفظوں میں حالت مذکرہ طلاق کی نہ پائی گئی۔

(۱۹۶) اگر زوج نے اعتدی ثلاثاً سے نیت طلاق کی کی تو ایک طلاق بھی واقع ہوگی۔ کیونکہ ظاہر حال میں کوئی قرینہ نیت کا موجود نہیں ہے۔

(۱۹۷) اگر اعتدی ثلاثاً سے نیت حیض کی کی تو ایک طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۹۸) مسئلہ اعتدی کی جب تین بار مکرر ہو ۲۴ مضمین میں فتح القسیر میں کمال الدین نے اوں کو ذکر کیا ہے اوں میں چھ مضمون میں ایک طلاق واقع ہوئی ہے اور گیارہ میں دو طلاق

واقعہ ہونی ہے اور چھ مین تین طلاستین ہوتی ہیں اور ایک قسم مین
 مطلق طلاق نہیں ہوتی پہلی صورت یہ ہے کہ الفاظ ثلاثہ سے حیض
 کی نیت کی اس میں ایک طلاق ہوگی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ
 فقط شیعہ لفظ سے طلاق کی نیت کی شیعہ صورت یہ ہے کہ تیسرے
 لفظ سے فقط حیض کی نیت کی۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ دوسرے
 لفظ سے طلاق اور تیسرے لفظ سے حیض کی نیت کی۔ پانچویں صورت یہ
 ہے کہ ثانی اور ثالث سے حیض کی نیت کی۔ چھٹی صورت یہ ہے کہ
 اول سے طلاق اور ثانی اور ثالث سے حیض کی نیت کی۔ ان چھ
 صورتوں میں ایک طلاق واقع ہوگی۔ ساتویں صورت یہ ہے کہ ثانی
 دوسرے لفظ سے طلاق کی نیت کی۔ آٹھویں صورت یہ ہے کہ اول
 سے طلاق اور ثانی سے حیض کی نیت کی اور ثالث سے کچھ نیت
 نکلی۔ نوٹیں صورت یہ ہے کہ اول دو لفظوں سے حیض کی نیت کی
 اور ثالث سے کچھ نکلی۔ دسویں صورت یہ ہے کہ اول اور ثالث سے حیض
 کی نیت کی اور ثانی سے کچھ نیت نکلی۔ گیارہویں صورت یہ ہے کہ اول اور
 ثانی سے طلاق کی نیت کی اور ثالث سے حیض کی۔ بارہویں صورت یہ ہے
 کہ اول اور ثالث سے طلاق کی نیت کی اور ثانی سے حیض کی تیرہویں
 صورت یہ ہے کہ اول اور ثانی سے حیض اور ثالث سے طلاق کی نیت کی
 چودھویں صورت یہ ہے کہ اول اور ثالث سے حیض اور ثانی سے طلاق
 کی نیت کی۔ پندرہویں صورت یہ ہے کہ ثانی سے حیض کی نیت کی باقی سے
 کچھ نیت نکلی۔ سولہویں صورت یہ ہے کہ اول سے طلاق اور ثالث سے حیض
 کی نیت کی اور ثانی سے کچھ نیت نکلی۔ سترہویں صورت یہ ہے کہ ثانی اور

ثالث سے طلاق کی نیت کی اور اول سے کچھ نیت نکلی۔ ان گیارہ
 صورتوں میں یعنی ساتویں سے سترہویں تک دو طلاق واقع ہوئی
 اٹھارہویں یہ ہے کہ فقط اول سے حیض کی نیت کی۔ اونیسویں یہ
 ہے کہ اول اور ثانی سے طلاق کی نیت کی اور ثالث سے کچھ نیت
 نکلی۔ بیسویں یہ ہے کہ اول اور ثالث سے طلاق کی نیت کی اور ثانی
 سے کچھ نیت نکلی۔ اکیسویں یہ ہے کہ اول سے حیض اور ثانی سے
 طلاق کی نیت۔ بائیسویں یہ ہے کہ سب الفاظ ثلاثہ سے طلاق کی نیت
 کی۔ پینسویں یہ ہے کہ اول سے طلاق کی نیت کی اور ثانی اور
 ثالث سے کچھ نیت نکلی۔ ان چاروں صورتوں میں یعنی اٹھارہویں سے
 تیسویں تک نیت طلاق واقع ہوئی۔
 چوبیسویں صورت یہ ہے کہ الفاظ ثلاثہ سے کچھ نیت نکلی تو کچھ واقع
 نہ ہوگا۔

(۸۹۹) قاعدہ کلیہ ان مسائل کے دریاخت کرنے کا یہ ہے کہ
 جب ایک لفظ سے طلاق کی نیت کی تو حالت مذکرہ طلاق کی یا نکی
 گئی سو مابعد اس لفظ کے نفی نیت کی تصدیق نہ ہوگی ہاں اگر
 مابعد میں حیض کی نیت کر لیا تو صحیح ہوگی اور اگر کسی لفظ سے طلاق
 کی نیت کر لیا تو صحیح ہوگا۔ اور یہاں قبل منوی کے عدم نیت
 صحیح ہے مثلاً لفظ ثانی سے طلاق کی نیت کی تو ثانی میں نفی نیت
 مقبول نہ ہوگی (کیونکہ بعد منوی کے واقع ہوا اور اول لفظ میں
 عدم نیت طلاق کی البتہ مقبول ہے اس واسطے کہ قبل منوی کے
 واقع ہے۔ اور اگر کسی لفظ سے حیض کی نیت اور اس کے قبل

طلاق کی ہو چکی ہے تو حیض کی نیت سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اگر اس قاعدہ کو خوب غور کر لے تو مسائل مذکورہ کا حکم نکالنا آسان ہو جاوے۔ کذا فی حاشیۃ المذنی ونا قلا عن البحر۔

(۹۰۰) جو بیسویں قسموں مذکور پر ایک قسم زیادہ کی گئی ہے کہ اگر کل الفاظ سے ایک طلاق کا ارادہ کرے تو ایک سے طلاق واقع ہوگی دیانت میں تاکید کی اور تین طلاق واقع ہوگی قضایین رکبوا کہ تاکید خلاف ظاہر ہے۔

(۹۰۱) اگر زوج نے کما انت طالق اعتدی یعنی تو طالق ہے عتد میں بیٹہ یدون عطف کے یا لفظ اعتدی کو عطف کیا واور سے یا ت سے نفی یون کہا کہ انت طالق واعتدی یا انت طالق قاعدہ کی اگر ان تینوں صورتوں میں ایک طلاق کا ارادہ کیا تو ایک ہی طلاق ہوگی یا دو طلاق کا قصد کیا تو دو واقع ہونگی اور اگر کچھ نیت نہ کی تو انت طالق واعتدی میں دو طلاق واقع ہوں گی اور اعتدی میں بعضوں کے نزدیک ایک طلاق اور بعضوں کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی۔

(۹۰۲) زوج نے بعد دخول کے ایک طلاق باتن دی پھر اس ایک طلاق کو تین طلاق کر ڈالا تو یہ ایک کا تین کر ڈالنا امام اعظم کے نزدیک صحیح ہے حتیٰ کہ یہ بھی صحیح ہے کہ ایک طلاق رجعی دی پھر اس کو قبل رجعت کے باتن کر ڈالا یا ایک طلاق رجعی کو تین کر ڈالا۔

(۹۰۳) اگر کما زوج نے عدت میں کہ لازم کر دی اپنی عورت کو تین

طلاق اگر کسی ایک طلاق سے پہلے کے سبب سے عدت میں تھی یا یوں
 کہا کہ میں نے اسکو دو طلاق لازم کر ڈالیں اس ایک طلاق
 سے تو وہ عورت اس پر حرام ہو گئی بدون حلالہ کے حلال ہوگی
 (۹۰۴) اگر کہا کہ اگر تجھ کو طلاق دون تو عہدہ بائن ہوگی یا تین پھر
 اسکو طلاق دی تو رجعی واقع ہوگی نہ بائن نہ تین کیونکہ صفت
 مقدم نہیں ہوتی موصوف پر

(۹۰۵) طلاق صریح لاحق ہوتی طلاق صریح کو اور طلاق
 بائن کو بشرط عدت کے یعنی اول کہا کہ تو طالق ہے پھر کہا کہ تو طالق
 ہے یا طلاق ثانی عوض مال کے دی تو یہ دوسری طلاق بھی
 واقع ہوگی یا اول یوں کہا کہ تو بائن ہے پھر کہا کہ تو طالق ہے تو یہ
 دوسری طلاق واقع ہوگی اور بائن ہو جائیگی کیونکہ طلاق سابق کا
 بائن ہونا مانع ہوا رجعی ہونے سے کذا فی حاشیہ الطحاوی۔
 (۹۰۶) طلاق بائن لاحق ہوتی ہے طلاق صریح کو بشرط عدت کے
 مثلاً یوں کہا کہ تو طالق ہے پھر کہا کہ تو بائن ہے تو طلاق ثانی بھی
 واقع ہوگی۔

(۹۰۷) طلاق صریح وہ ہے جو محتاج نیت کی نہ ہو خواہ صریح سے
 طلاق بائن واقع ہو یا رجعی سے کذا فی فتح القدیر میں بار طلاق
 دنیا بھی طلاق صریح میں داخل ہے۔

(۹۰۸) اگر طلاق صریح عوض مال کے طلاق رجعی کو لاحق ہو تو
 عورت کو مال دنیا واجب ہو گا اور اگر طلاق کو لاحق ہو تو مال دنیا
 واجب نہ ہو گا کذا فی الخلاصہ رجعی کے بعد مال دنیا سوا سطر واجب

ہوا کہ رجعی بین زوج کو اختیار ہے کہ رجوع کرے اور عورت کو نچھوڑے
 تو عورت نے اپنی جان چھوڑا نے کا بدلہ لایا اور باتن بین زوج کا
 عورت پر بد و ن اور سبکی رضا مندی کے کچھ اختیار باقی نہ ہا تو عوض
 دینے کی کچھ حاجت باقی نہ رہی۔ تو معتبر طلاق کی صریح اور باتن ہونے
 میں لفظ ہی نہ معنی بنا بر قول مشہور کے یعنی اگر لفظ نیت کا محتاج نہیں ہو غور وہ صریح
 ہی خواہ اوس سے طلاق باتن پڑے یا رجعی تو صریح بین طلاق ثلاثہ اور طلاق
 عوض مال کا داخل ہوئی اور جو کہ بلفظ حرام ہی وہ باتن میں داخل ہو کیونکہ عدم حیل
 نیت کی اوسمیں طاری ہوگی بہ سبب شیوع استعمال عرفی کے۔

(۹۰۹) طلاق باتن اول طلاق باتن کو لاحق نہیں ہوتی ہی جب کہ ممکن
 ہو دوسری باتن کو اول باتن سے جزؤ الناحۃ چنانچہ اول کہا کہ تو
 باتن ہے پھر کہا کہ تو باتن ہے یا بار ثانی کہا کہ میں نے شکوہ ایک
 طلاق باتن کہہ چکا تو یہ دوسری باتن نہ واقع ہوگی کیونکہ
 یہ اختیار بے اول سے تو کچھ ضرورت نہیں اسکی انشاء طلاق صحرا
 میں یعنی باتن ثانی سے دوسری طلاق باتن پیدا کرنا کچھ ضرور
 نہیں کیونکہ جزؤ الناحۃ اول سے ممکن ہے یعنی کلام اول سے طلاق
 واقع کی اور کلام ثانی سے وقوع طلاق ثانی کی حسب ردی (اس
 مقام پر باتن سے مراد وہ باتن ہے جو یہ لفظ کنایات ہے) اور
 اختیار سے جملہ خبر یہ مراد ہے۔

(لا یلحق البائن البائن اذا امكن جبکہ اختیار عن الاول کانت
 بائن بائن او ابتک تطلیقتم) ولا یقع لانہ اخبار فلا ضرورۃ فی جملہ انشاء
 (۹۱۰) زوج نے اول طلاق باتن دی پھر کہا کہ میں نے تجھ کو

دوسری طلاق کر بائن کیا یا اول طلاق دی پھر کہا کہ تو طلاق بائن ہے یا اول کہا کہ تو بائن ہے پھر کہا تو بائن سے اور کہا کہ میں نے ثانی بائن بیٹھت کیر ہی یعنی بہت بڑی جہالتی کی نیت کی تو ان سیتھنوں صور توں میں دوسری طلاق بھی حلال ہو گی بسبب تعدد محمول کر کے اس کلام کے اعتبار پر۔

(۹۱۱) کہا زوج نے اپنی عورت سے اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو بائن ہو گی یہ بہ نیت طلاق کے کہا پھر اس کہنے کے بعد عورت کو طلاق بائن دی پھر عورت گھر میں داخل ہوئی تو اوس پر دوسرا طلاق بائن پڑے گی اس واسطے کہ طلاق کو صلاحیت نہیں خبر واقع ہونے کی کیونکہ تسلیق قبل ہو چکی تھی اور خبر نہیں ہوتی مگر بعد محض عمنہ کے۔

(۹۱۲) اگر زوج نے کہا کہ تجھ کو طلاق بائن ہے کل پھر اوس کو آج ہی طلاق بائن دی پھر جب دوسرا دن آویگا تو دوسری طلاق بائن واقع ہو گی کیونکہ مضاق بسبب انصاف سابقہ کے خبر نہیں سکتا (۹۱۳) اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو تو بائن ہے پھر کہا کہ اگر تو زید سے بولے گی تو بائن ہے پھر زوجہ گھر میں داخل ہوئی تو ایک طلاق بائن اوس پر ہوئی پھر وہ زید سے بولی تو دوسری طلاق بائن اوس پر واقع ہوئی۔ کذا فی المذخیرہ۔ یہ مثال ہے دو مطلق بائن کی

(۹۱۴) اور اس قاعدہ سے کہ طلاق صریح بائن کو لاحق ہوتی ہے یہ مسئلہ سنہی ہے۔ کہا زوج نے کہ جو عورت اوس کی ہے طلاق

ہے تو یہ طلاق نہ واقع ہوگی فحتمہ پر یعنی وہ عورت جس پر طلاق بدلے
مال کے اس واسطے کہ صریح باتن کو اس وقت لاحق ہوتی ہے جب کہ
عورت کی طرف خطاب ہو طلاق کا یا اشارہ ہو اور یہاں نہ اشارہ
ہے نہ خطاب کذا فی البزازیہ وحاشیۃ المدنی۔

(۹۱۵) اگر زوج نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو اس کی عورت الیہی
ہے تو نہ واقع ہوگی معتذرہ باتن پر کیونکہ باتن سے نکاح جاتا رہا ہی
تو وہ اس کی عورت نہ رہی علاوہ اسکے خطاب اور اشارہ یہاں
بھی نہیں۔

(۹۱۶) جو جدائی کہ وہ فسخ نکاح ہے ہر طرح سے جیسے مسلمان ہونا
زوجین میں سے کسی کا یا مرد ہونا عورت کا اور دار الحکوب میں جا کر
ملنا یا خیاب بلوغ کا عورت یا مرد کو یا اختیار عتق عورت کا تو واقع
نہوگی طلاق اس کی عورت میں مطلقاً نہ طلاق صریح نہ باتن نہ منجز
نہ معلق خواہ عدت حیض سے ہو یا حملینوں سے کذا فی حاشیۃ المدنی
(۹۱۷) جو جدائی کہ وہ طلاق ہے جو واقع ہوگی طلاق اس کی عدت
میں اس طرح پر واقع ہوگی جب طرح کہ ہم بیان کر چکے یعنی طلاق صریح
لاحق ہوتی ہے طلاق صریح کو الی آخرہ

(۹۱۸) طلاق اس عورت کو لاحق ہوتی ہے جو طلاق کی عدت
میں ہے اور جو عورت کہ بہ سبب وطی اشتباہی کے عدت میں ہے
اس کو طلاق نہیں لاحق ہوتی کذا فی الخلاصہ۔

(۹۱۹) نکاح فاسد اور لونڈی جب کہ آزاد ہو جاوے تو اس کی
عدت میں بھی طلاق لاحق نہیں ہوتی کذا فی حاشیۃ الطحاوی

(۹۲۰) زوج نے نکاح کر دیا اپنی زوجہ کا غیر سے تو تزویج طلاق نہیں کیونکہ تزویج نہ طلاق صریح میں داخل ہے نہ کنایہ میں کذا فی القنیہ و حاشیۃ المدنی نا قلا عن البحر۔

(۹۲۱) کہا زوج نے زوجہ سے کہ جا اور نکاح کر لے تو اس قول سے بدو نیت کے ایک طلاق واقع ہوگی کذا فی البزازیہ اور قاضی خان کی شرح جامع الصغیر میں یوں ہے کہ اگر زوج نے کہا کہ اذہبی فخرچی اور طلاق کی نیت نہ کی تو طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ مطلب یہ ہے کہ تو نکاح کر لے اگر تجھ کو نکاح ممکن اور حلال ہو اور قول اول میں عطف بالواو کیا تھا اور یوں کہا تھا اذہبی و تزویج۔ کذا فی حاشیۃ المدنی نا قلا عن البحر۔

(۹۲۲) کہا زوج نے زوجہ سے کہ جنم کو جا تو اس قول سے طلاق واقع ہوگی اگر زوج نے طلاق کی نیت کی کذا فی الخلاصہ مراد اس قول سے گالی اور طلاق ہے۔

(۹۲۳) اگر کہا جا میرے پاس سے اور نیت طلاق کی کی تو طلاق واقع ہوگی۔

(۹۲۴) اگر کہا میں نے نکاح کو فسخ کیا و وقوع طلاق میں تو نیت شرط ہے اگر نیت طلاق کی کی تو طلاق واقع ہوگی والا لا نیت اس قول میں اس واسطے شرط ہوئی کہ نکاح کی نسبت زوجہ کی طرف نہیں۔

یعنی یوں نہیں کہا کہ میں نے تیرا نکاح فسخ کر دیا اگر عورت کی طرف نسبت کیا تو نیت کی احتیاج نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی نا قلا عن البحر رحمۃ

(۹۲۵) اگر کہا کہ تو میرے نزدیک باسندہ مردار کے ہے یا مثل گوشت سور کے یا تو مجھ پر مثل بانی کے حرام ہے اگر نیت طلاق کی کی تو طلاق ہوگی ورنہ بانی کی تشبیہ ہے جلدی اور شنبلی میں گویا یون کہا کہ تو مجھ پر نہایت جلد حرام ہے جیسے بانی میں وقت طے کے جلدی ہوئی ہے۔

(۹۲۶) اگر گنا زوج نے اپنی زوجہ سے کہ چارون رستہ مجھ پر کھلے ہیں تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت بھی طلاق کی کرے۔ جنیک یون نہ کہے کہ تو نے جس راہ کو کہ تو چاہے۔

(۹۲۷) چند الفاظ کنایات کا ذکر واسطے افادہ طالبین کے کرنا ضرور ہے۔ اگر کہا زوج نے زوجہ کو تو ساندہ ہے یعنی تو

بے قید ہے جیسے ساندہ۔ یا تیری رسی تیری گردن پر ہے۔ یہم ستارہ سے تھلیہ سے عرب کا دستور ہے جب اونٹنی کو چھوڑ دیتے ہیں اوسکی گردن پر رسی ڈال دیتے ہیں یا کہا اپنی لوگوں میں جا مل۔ یا میں نے تجھ کو تیرے لوگوں کو دیا یا تجھ کو تیرے باب کو یا تیری مان کو دیا۔ یا میں نے تجھ کو معاف کیا تیرے لوگوں کے سبب سے۔ یا میں نے تجھ کو تیرے لوگوں کو پہر دیا۔ ان صورتوں میں اونکا قبول کرنا شرط نہیں۔ اگر یون کہا کہ میں نے تجھ کو تیرے بھائی کو دیا یا تیری بہن کو دیا یا تیری بہو بی یا تیرے چچا یا تیری خالہ کو دیا تو ان الفاظ سے طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ زوج نے نیت طلاق کی ہو۔ اگر زوج نے کہا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا۔ یا تو آزاد ہو جا۔ یا تو اپنے مطلب کو حاصل کر۔ یا میں نے تجھ سے

نخل کی۔ یا بٹ۔ یا تو میری چور و نہیں۔ یا بین تیرا زوج نہیں
یا درمیان میرے اور تیرے نکاح نہیں ہے۔ یا تو میری چور و زری
یا زوجہ نے کہا کہ تو میرا شوہر نہیں تو شوہر نے کہا کہ تو نے سچ کہا
یا زوج نے کہا کہ اور شوہر تلاش کر۔ یا کہا مجھ سے دور ہو۔ ان
الفاظ سے طلاق واقع ہوگی بشرط نیت کے یا دلالت حال کے
اور اگر زوج نے کہا کہ میں کھتہ کو نہیں چاہتا۔ یا میں تجھ سے محبت
نہیں رکھتا۔ یا مجھ کو تیری خواہش نہیں۔ تو ان الفاظ سے طلاق
واقع نہیں ہوتی اگرچہ زوج نے نیت بھی کی ہو۔ کذا فی حاشیہ
لمدنی عن المتقی والسنن۔

باب تفویض طلاق

یہ باب ہے تفویض طلاق کے مسائل میں

(۹۲۸) ذکر اوس طلاق کا کہ جسکو زوج خود واقع کرتا ہے ہو چکا
معدودوں میں صریح اور کنایہ کے اب اوس طلاق کا ذکر
کیا جاتا ہے جسکو شخص غیر بحکم زوج واقع کرتا ہے۔

(۹۲۹) ایقاع غیر بین قسم کا ہوتا ہے اول تفویض یعنی غیر کو
طلاق کا مالک کر دینا۔ دوم توکیل یعنی دوسرے کو طلاق کا وکیل کرنا
تیسرے رسالت یعنی غیر سے طلاق کہلا بھیجنا۔

(۹۳۰) تفویض طلاق اور توکیل میں یہ فرق ہے کہ تفویض
میں مفوض کہ کو اختیار ہوتا ہے اپنی ذات کے واسطے عمل کرنا
چاہے طلاق دیوے یا نہ دیوے اور توکیل محض غیر کے واسطے
ہوتی ہے اور اوس میں وکیل کو اختیار نہیں ہوتا کہ اگر رسالت کے

- فرق ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔
- (۹۳۱) الفاظ تفویض کے تین بین تخییر امر بالید مثبت
- (۹۳۲) اگر کما زوج نے زوجہ سے اختیار کر لے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے اور نیت کی ان دونوں لفظوں سے طلاق سپرد کر نیکی (چونکہ یہ دونوں لفظ کما یہ طلاق ہیں سبب نیت کرنا شرط ہے) یا کہا کہ طلاق دے لے اپنی ذات کو تو ان دونوں صورتوں میں زوجہ کو اختیار ہے کہ اپنی ذات کو طلاق دے کیونکہ علم تفویض کی مجلس میں یعنی جس جگہ عورت کو تفویض طلاق کا حال معلوم ہوا وہیں اس کو اختیار ہے نہ غیر اس مجلس میں علم بالمشافہ زوج سے ہوا ہو یا وکیل یا رسول سے خبر ہو چکی ہو یا زوج کا خط آیا ہو۔
- (۹۳۳) اگر زوج نے تفویض کا کوئی وقت معین نہیں کیا تو زوجہ کو مجلس علم تک اختیار حاصل ہے اگرچہ مجلس ایک دن تک یا زیادہ دراز ہو گئی ہو۔
- (۹۳۴) زوج نے وقت معین کیا اور وہ قبل علم زوجہ کے منقضی ہو گیا تو تفویض باطل ہو گی مثلاً زوج نے کہا تھا کہ زوجہ کو جب تک اختیار ہے اور زوجہ کو صبر ہوئی بعد غروب آفتاب جمعہ کے تو اب اختیار حاصل نہوگا۔
- (۹۳۵) بدل مجلس حقیقہ یا حکماً بھی نہ ہوتا چاہیے مثلاً عورت بیٹھی تھی اور بعد علم کے کھڑی ہو گئی تو حقیقہ بدل ہو گیا یعنی اب اس کو اختیار نہ رہا یا بیٹھے ہی بیٹھے کسی دوسرے کام میں سوار

اوس کام کے جسکی اثنا میں عسلیم ہوا تھا منقول ہو گئی جو دسلس
سے بے التفاتی اور بگردانی پر تبدیل ہوا جو چونکہ نفولیس ملکیک ہے لہذا
موتوقوت ہے قبول عورت پر مجلس میں۔

(۹۳۶) زوج کو نفولیس سے رجوع کرنا صحیح نہیں کیونکہ ملکیک
ہے نہ تو کیل حستی کہ اگر زوج کو اختیار طلاق کا دیا اور قسم بھائی
کہ میں اوسکو طلاق نہ دوں گا پھر عورت نے خود طلاق دی ملی
تو زوج حانت نہ ہو گا علی قول الاصح کیونکہ طلاق دینے والی
عورت ہے نہ زوج اگر بعد قسم کے اختیار دیا تو حانت ہو گا۔ کذا
فی حاشیۃ المدنی۔

(۹۳۷) اگر زوج نے کہا طلقی نفسک متی شئت یعنی طلاق
تو اپنی ذات کو جب تو چاہے یا کہا متی مانت یعنی نہ کور یا کہا
طلقی نفسک اذا شئت یعنی طلاق دے تو اپنی ذات کو جو وقت تو
ارادہ کرے تو عورت کو بعد مجلس علم کے بھی اختیار حاصل رہیگا
(۹۳۸) اگر کہا زوج نے طلقی ضربک یعنی طلاق دے اپنی سوت
کو یا عورت اجنبی سے کہا طلقی امراتی یعنی طلاق دے میری
عورت کو تو رجوع صحیح ہے کیونکہ تو کیل ہے نہ ملکیک اور اسمین
یعنی تو کیل میں مجلس شرط نہیں۔

(۹۳۹) اگر کہا زوج نے طلاق دے اپنی ذات کو اور اپنی
سوت کو تو یہ قول ملکیک ہے بحق مخاطبہ اور تو کیل ہے بحق
سوت کذا فی الجوہرہ تو زوج کو مخاطبہ کی طلاق سے رجوع
کا اختیار نہیں اور مجلس علم شرط ہے اور سوت کی طلاق دلائی

رجعت صحیح ہے اور علم مجلس شرط نہیں۔

(۹۷۰) توکیل میں رجوع کرنا درست ہے لیکن جب کہ زوج نے طلاق کو شیت وکیل سے معلق کیا تو اس وقت میں توکیل تملیک ہو جاوے گی اور رجوع درست ہوگا۔ مثلاً زوجہ سے کہا کہ اپنی سوت کو طلاق دیدے اگر تیرا دل چاہے تو اس قول سے رجوع صحیح نہ ہوگا اور زوجہ کو اختیار باقی رہیگا جب چاہے اپنی سوت کو طلاق دیدے۔
فلا فائز فر رحمۃ اللہ علیہ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۹۷۱) توکیل اور تملیک کے درمیان پانچ حکموں میں فرق ہے اول تملیک میں رجوع درست نہیں توکیل میں درست ہے دوم زوج ملک نہ کو موقوف نہیں کر سکتا وکیل کو موقوف کر سکتا ہے۔ سوم تملیک زوج کے دیوانہ ہونے سے باطل نہیں ہوتی اور توکیل موکل کے دیوانہ ہونے سے باطل ہو جاتی ہے۔ چہارم تملیک مفید ہوتی ہے مجاہد سے نہ توکیل۔ پنجم تملیک میں ملک لکھا عاقل ہونا ضرور نہیں بخلاف توکیل کے کہ اوس میں شرط ہے بھرا لائق۔
(۹۷۲) اگر مفوض الیہ یعنی جس کو طلاق کی تفویض ہوئی محبنون ہو گیا بعد تفویض کے پھر اوسنے حالت جنون میں طلاق دی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ بیان تفویض تھی اوسکی عقل کے اعتماد پر اور حالت جنون میں عقل باقی نہیں بخلاف اسکے کہ جب زوج نے محبنون کو طلاق تفویض کی تو اوسکے ایقاع طلاق پر باوجود اوسکی بے عقلی کے راضی ہوا تو گویا طلاق کو جنون زوجہ پر معلق کیا۔

(۹۷۳) اگر کھڑی عورت بیٹہ گئی یا بیٹی ہوئی عورت نے تمکیم

لگایا یا اوٹھی نکلیے لگانیوالی یا بلایا اپنے پاپ کو یا کسی اور کو وسط
صلاح کرنے کے یا گواہوں کو بلایا واسطے گواہی کے اپنی طلاق
کے اختیار کرنے پر بٹریکے او سو وقت کوئی بلائے والا سوائے
اوسکے موجود نہ ہو اور عورت بلائے کے وقت اپنی جگہ سے ٹلگئی
ہو یا نہ ٹلی ہو یہ افعال متا طع مجلس نہیں یعنی یا وجود ان افعال
کے بھی اوسکو اختیار طلاق کا رہیگا کذا فی الخلاصۃ۔

(۹۴۷) اگر معلوم ہو کہ باپ وغیرہ کو صلاح و مشورت کیواسطے
نہیں بلایا یا دوسرے آدمی کے ہوتے ہوئے خود عورت گواہوں
وغیرہ کو بلائے کو گئی تو مجلس بدل گئی اور اوسکو اختیار دیا
کذا فی حاشیۃ الطحاوی۔

(۹۴۵) اگر عورت نے اپنی سواری ٹھہرائی تو قاطع مجلس
نہیں اور اوسکو اختیار باقی ہے۔

(۹۴۶) اگر زوج نے بعد تخنیر کے عورت کو مجلس اوٹھایا یا
زبردستی اوس سے صحبت کی تو باطل ہو گیا اختیار عورت کا
کیونکہ عورت اختیار پرست درستی یعنی حالت اقامت اور حالت جماع
میں عورت باوجود کہنے پر قادر تھی کہ اخترت نفسی پھر جب کہ اوسنے
نہ کہا تو اختیار باطل ہو گیا۔

(۹۴۷) اگر عورت ریل یا کشتی پر سوار ہے تو گویا کوٹھری
میں بیٹھی ہے اور حالت سکون کی ہے اور مجلس نہ بدلے گی
اوسکی روانگی سے۔

(۹۴۸) اگر عورت سواری پر سوار ہے اور اوسکو چلایا تو

مجلس بدل گئی کیونکہ سواری کا چلانا اور سکے اختیار میں ہے اور سواری کا چلنا عین اوس کا چلنا ہے۔

(۹۴۹) سواری کے چلانے اور عورت کے خود چلنے سے مجلس بدل جاتی ہے لیکن اوس وقت مجلس نہیں بدلتی جبکہ عورت بول اوٹھے جواب میں زوج کے چپ ہوتے ہی یعنی فوراً سنکر چانور کے یا اپنے قدم اوٹھاتے ہی جواب دیا اور اگر پہلے قدم اوٹھا اور پھر جواب دیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ کذا فی حاشیۃ الطحاوی ناقلًا عن المسندیہ۔

(۹۵۰) اگر زوجین ایسی سواری میں سوار ہوں جسکو کوئی دوسرا ہانکتا ہو تو اوسکی حالت مثل ریل اور کشتی کے ہے یعنی سواری کی رفتار سے مجلس نہ بدلیگی۔

(۹۵۱) اگر کما زوج نے اختاری نفسیک یعنی انہی ذات کو اختیار کر لے اس میں صحیح نہیں عورت کو نین طلاق کی نیت کرنا بہ سبب عدم تنوع اختیار کے یعنی اختیار ایسا امر نہیں جو چند قسم ہو بخلاف نیت یا نین یا امرک بیدک کے کیونکہ بیہیونت چند قسم کی ہو سکتی ہے بیہیونت صغریٰ اور بیہیونت کبریٰ تو اگر انت یا نین میں تین طلاق کی نیت کرے گی تو صحیح ہے بہ سبب تنوع کے اور ہدیطیح بالید بھی چند قسم ہے زوج کو اختیار کرے یا طلاق کو پھر طلاق رجعی کو اختیار کرے یا بائن کو پھر بیہیونت صغریٰ کی نیت کرے یا کیر ملی کی کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۹۵۲) اگر زوج نے کما اختاری نفسیک یعنی تو اپنے نفس کو

اختیار کر لے اور عورت نے بجواب اس کے کہا کہ میں نے اپنی ذات کو اختیار کیا یا یوں کہا کہ میں اختیار کرتی ہوں تو عورت کو اطلاق باتن ہوگی بطریق استحسان خلافت قیاس کے بخلاف اس کے کہ عورت نے اس کے بجواب میں کہا کہ انا طالق یعنی میں مطلقہ ہوں یا کہا کہ میں اپنی ذات کو طلاق دیتی ہوں تو طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ وعدہ ہے ایقاع طلاق کا یہ قول خود ایقاع طلاق نہیں کذا فی البکوہرہ۔ عدم وقوع طلاق جب تک ہے کہ وقوع طلاق اس لفظ سے متعارف نہ ہو یا عورت نے نیت طلاق کی نہ ہو اور اگر اس زمانہ میں صیغہ مضارع یا جملہ اسمیہ سے طلاق واقع کرنا مروج اور مشہور ہو یا عورت نے ایسے ایقاع طلاق کی نیت کی ہو تو التبتہ طلاق واقع ہوگی۔

(۹۵۳) شرط ہی واسطے صحت وقوع طلاق کے ذکر ہونا نفس کا یا لفظ اختیارہ کا زوجین میں سے ایک کے کلام میں یا جماع صحابہ کرام (۱) ذکر نفس اور اختیارہ کا بالخصوص ضرور نہیں بلکہ جو لفظ یا ہم مقام ان دونوں کے ہے وہ بھی انہیں لفظوں کی برابر ہے۔

(۹۵۴) ذکر نفس اور اختیارہ کا متصل کلام میں بشرط ہے پھر اگر منفصل ہے اور اس مجلس میں اس کا ذکر ہو گیا تو صحیح ہے کیونکہ جب عورت مجلس میں انشاء طلاق کی مالک ہے تو ذکر نفس اور اختیارہ کی بھی مالک ہے اور اگر مجلس میں ذکر نہ ہوا تو ایقاع طلاق صحیح نہیں۔

(۹۵۵) بلا ذکر نفس و اختیار کے زوجین نے اختیار نفس پر اتفاق کیا یعنی زوج نے زوجہ کی تصدیق کی کہ اس نے اپنا نفس اختیار کیا تو طلاق واقع ہوگی۔ کذا فی الدرر و الفوائد التاجیہ اور ثابت رکھا ہے اس قول کو ہنسی اور باقانی لیکن رد کیا ہے اوس کو کمال الدین محقق نے اور نقل کیا ہے اس قول کو اکمل الدین نے عننا یہ میں بصیغہ تراض یعنی قبیل کے لفظ سے تو ضعیف ہونا اس قول کا ٹھیک ہے یہ دون ذکر نفس کے تضاد زوجین کا کچھ اعتبار نہیں کذا فی النہ الفایق۔

(۹۵۶) اگر کما زوج نے اختاری اختاری یا یون کما اختیار طلاقۃ یا یون کما اختاری اٹک اور بجواب اوس کے زوجہ نے کما اخترت تو طلاق واقع ہوگی کیونکہ لفظ اختیارہ کا خصوصیت طلاق میں مانند ذکر نفس کے ہے اس واسطے کہ لفظ اختیارہ میں سے واسطے وحدت کے ہے اور تار وحدت نشانی ہے اتحاد کی اسی طرح ذکر تطلیق کا وقوع طلاق میں مثل ذکر نفس کے ہے بلکہ اوس سے بھی صریح تر ہے کذا فی حاشیۃ المدنی اور تکرار لفظ اختاری کی اور یون کہنا کہ میں نے اپنے ماں باپ یا اپنے اہل یا اپنے شوہر کو اختیار کیا قائم مقام ہے ذکر نفس کے لیکن اختیار کرنا قوم کا یا اور کسی قرابت والیکما موجب طلاق نہیں لیکن اگر عورت کے ماں باپ نہوں اور بھائی ہو اور وہ کہے کہ میں نے اپنے بھائی کو اختیار کیا تو بھی طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقل عن البحر۔

(۹۵۷) اگر کما عورت نے کہ میں نے اختیار کیا اپنی ذات کو اور

اپنی زوج کو یا کہا اختیار کیا میں نے اپنی ذات کو نہیں بلکہ اپنی زوج کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہوگی کیونکہ اول جب اپنے نفس کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہوگئی پھر زوج کو اختیار کیا تو یہ رجوع ہوا طلاق سے حالانکہ بعد وقوع طلاق کے اس سے رجوع کرنا درست نہیں اگر بالعکس کہا یعنی اول کہا کہ میں نے زوج کو اختیار کیا اور اپنی ذات کو یا کہا میں نے زوج کو اختیار کیا نہیں بلکہ اپنی ذات کو تو طلاق واقع ہوگی یہ سبب اعتبار مقدم کے اور مؤخر کا اعتبار نہیں (لو قال اخترت نفسی وزوجی او نفسی لایل زوجی وقع الطلاق ولو عکس لا يقع) (۹۵۸) اگر عورت نے کہا اخترت نفسی او زوجی یعنی اختیار کیا میں نے اپنے نفس کو یا اپنی زوج کو تو اختیار اوسکا یا طل ہو گیا اور طلاق واقع ہوگی یہ سبب تذبذب اور تردد کے۔

(۹۵۹) زوج نے عورت کو رشوت دی تاکہ زوج کو ہی اختیار کرے اور اس نے زوج ہی کو اختیار کیا تو اوسکا اختیار باطل ہوا اور طلاق واقع نہ ہوگی اور زوج پر رشوت دینا واجب نہیں کیونکہ رشوت دینا حرام ہے بلکہ اگر دی تو پیر سکتا ہے۔

(۹۶۰) اگر زوج نے کہا اختاری اور عورت نے بجواب اوسکے کہا الحقت نفسی باہلی یعنی میں نے اپنی ذات کو اپنے عزیزوں کے ساتھ ملایا تو طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ اختیار کا جواب ان الفاظ سے معروف و مشہور نہیں کہ ذاتی ماستیہ المدنی والطحطاوی۔

(۹۶۱) اگر بکر کیا زوج نے فقط اختاری کو تین یا رخاہ بوطف چنانچہ اختاری و اختاری و اختاری کہا یا بدون عطف کے تکراری کی

اور کہا اختاری اختاری اور خورت نے بجواب اس کے
فقط اخترتے کہا یعنی میں اختیار کیا یا کہا اخترت اختیار تو اپنی اختیار
کیا میں نے اختیار کرنا یا کہا کہ میں نے پہلی یا درمیان والی یا چھٹی
اختیار کی تو تین بار طلاق واقع ہوگی یہ دون نیت زوج کے یہ سبب
ولایت کرنے تکرار کے طلاق کے تین بار ہونے پر اور صاحب کفر
اور ہدایہ اور صدر الشہید اور غنابی نے اس قول کو پسند کیا ہی
کیونکہ امام محمد نے جامع صغیر میں نیت کرنا مشروط نہیں کیا لیکن یادداشت
اور جامع کبیر اور تاضیخان میں نیت کرنا مشروط ہے اور صاحب
فتح القدیر نے بھی اس قول کو پسند کیا ہے بجز الرازی میں کہا کہ
باعتبار روایت و روایت نیت کرنا مشروط ہے نہ ذکر نفس کرنا اور یہ بھی
قول معتد ہے۔ کذا فی حاشیہ المذنب فی صاحبین نے کہا کہ اخترت
لا ولی اور اخترت الوسطی اور اخترت الاخرۃ میں ایک طلاق
بائن واقع ہوگی اور طحاوی نے اسکو پسند کیا ہے کذا فی البحر اور ثابت
رکھا ہے اسکو مقدس نے اور حاد ہی قدسی میں ہے کہ ایسی روایت کو
ہم لیتے ہیں یعنی صاحبین کا قول عند الفقہاء مفتی بہ ہے۔ اگر عورت
نے بجواب قول مذکور کہا کہ طلاق دی میں نے اپنی ولایت کو یا اختیار
کیا میں نے اپنی ذات کو ایک طلاق کر یا میں نے پہلی طلاق اختیار
کی تو ایک طلاق بائن ہوگی مذہب اصح میں کیونکہ زوج نے طلاق
بائن تفویض کی ہے تو عورت مالک نہیں بغیر بائن کی یعنی رجعی کو
اختیار نہیں کر سکتی۔

(۹۶۳) زوج نے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے ایک طلاق میں

اور اختیار کر ایک طلاق کو سو عورت نے اپنی ذات کو اختیار کیا تو اس کو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی کیونکہ زوج نے اس کو طلاق صریح تفویض کی اور طلاق صریح سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے نہ باتن اور جو لفظ کہ بینونت کا قاعدہ دیتا ہے اگر وہ صریح سے متصل ہو گا تو باتن بھی رجعی ہو جائیگی چنانچہ بالکس اسکے یعنی جب صریح متصل باتن کے ہوتا ہے تو باتن صریح ہو جاتا ہے۔

(۹۶۳) اگر عورت کو طلاق کا اختیار دیا اس طرح کہ اگر تھک میری طرف سے خرچ نہ ہوئے تو تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے۔ یعنی تھک اختیار ہے خرچ نہ ہوئے کی حالت میں جب چاہنا طلاق دے لینا پھر زوج کی طرف سے خرچ نہ ہوئے سو عورت نے اپنی ذات کو طلاق دی لی تو یہ طلاق باتن ہوگی کیونکہ لفظ طلاق کا لفظ امر کی ذات سے متصل نہ تھا پھر جب اتصال صریح کا باتن سے نہ ہوا تو طلاق باتن واقع ہوگی یہ ذات امر سے یہاں واقع مراد نہیں بلکہ لفظ امر کی بیدک مراد ہے) (۹۶۴) زوج نے کسی مرد سے کہا کہ طلاق کا اختیار دے میری زوجہ کو تو عورت طلاق کو اختیار نہیں کر سکتی جب تک وہ مرد عورت کو اختیار نہ دے کیونکہ زوج نے ایک امر کا امر کیا تو جب تک وہ مرد اس کو نہ لگا زوج کا مامور حاصل نہ ہو گا لہذا فی حاشیہ اندنی ناقل عن البحر۔

(۹۶۵) اگر زوج نے کسی مرد سے کہا کہ خبر دے عورت کو اختیار کی سو عورت نے قبل خبر ہوئے کے طلاق لی تو طلاق واقع ہوگی بہ سبب اقرار کرنے زوج کے اختیار کے یعنی اس قول میں اختیار

مقدم ہے خبر پر تو گویا خود زوج نے خود ثبوت اختیار کیا (۴۶۶) زوج نے کہا زوجہ سے کہ تو طلاق ہے اگر تو چاہے اور اختیار کر طلاق کو سو کہا زوجہ نے کہ میں نے چاہا تو اختیار کا تو وہ طلاق واقع ہو نگئی پہلی منیت سے اور دوسری اختیار (۴۶۷) زوج نے کہا کہ اختیار کر آج اور کل زوجہ نے اگر آج کے اختیار کر رو کیا تو کل بھی حستیار باطل ہو گا کیونکہ یہ ایک ہی اختیار ہے اور اگر کہا کہ اختیار کر آج اور حستیار کر کل اور آج کے اختیار کو رو کیا تو کل حستیار کر سکتی ہے کیونکہ اختیار متعدد بین تو آج کے اختیار رد کرنے سے کل کا اختیار باطل نہ ہو گا۔

(۴۶۸) اگر زوج نے کہا کہ اختیار کر آج یا کہا کہ تیرا امر میرے ہاتھ میں ہے اس مہینہ میں تو عورت مختار ہو گی بقیہ دن اور بقیہ مہینہ میں اور اگر کہا کہ یوماً یعنی اختیار کر ایک دن یا کہا اختار می شہراً یعنی حستیار کر ایک مہینہ یعنی یوم اور شہر کو نکرہ کہا تو بدلنے کے وقت سے دوسرے دن کے اوپر وقت تک پہلی صورت میں اور بدلنے کے وقت سے پورے بیس دن تک دوسری صورت میں عورت طلاق کی مختار ہے مجلس کی شرط نہیں بوجہ تعیین وقت کے

(۴۶۹) اگر زوج نے کہا کہ تجھ کو اختیار ہے مہینہ کے سرے پر تو عورت مختار ہو گی اوس مہینہ کے پہلی رات اور اوس کے دن یعنی پہلی تاریخ میں۔

باب الاہم بالید

یہ باب ہے امر بالید کے بیان میں۔

(۹۷) امر بیان یہی حال ہے اور یہ بمعنی تصرف یعنی اس جگہ اس طلاق کا ذکر ہوتا ہے جسکو اس کے زوج نے اس کے تصرف میں کر دیا۔

(۹۸) امر بالید مثل اختیار کے ہے نیت کی محتاج ہونے میں اور مجلس تک مقید ہونے میں اور نفس کے ذکر کرنے میں یا جو نفس کے قایم مقام ہو مگر نیت کرنے میں تین طلاق کی مثل اختیار کے نہیں ہے یعنی امر بالید میں تین طلاق کی نیت ہو سکتی ہے اور اختیار میں تین طلاق کی صحیح نہیں ہے۔ باقی امور میں دو تین یا تین (۹۹) اگر کما زوج نے اپنی زوجہ سے (اگرچہ صغیرہ ہو کیونکہ امر بالید مثل تعلیق کے ہے کذا فی الزاویہ) کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہی یا تیرے بائیں ہاتھ میں یا تیرے منہ میں یا تیری زبان میں ہے اور اس سے نیت کی نفوذ تین طلاق کی سوزہ چھ لے اپنی مجلس میں کہا کہ میں نے اپنی ذات کو اختیارہ واحدہ کر اختیار کیا یا قبول کیا میں نے اپنی ذات کو یا اختیار کیا امر اپنا یا عورت نے زوج سے کہا تو مجھ پر ام ہی یا کہ تو مجھ سے بائن ہے یا کہ میں تجھ سے بائن ہوں یا طالق ہوں تو ان سب صورتوں میں تین طلاق واقع ہو گئی۔ صغیرہ کی تحیر صحیح مثل تعلیق کے اور صغیرہ کے ایفاء سے بھی طلاق واقع ہو گئی کیونکہ جانور کے فعل سے بھی تعلیق صحیح ہے اس طرح صغیرہ کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۳۷۴) اگر نفویض مذکور میں عورت نے باپ سے کہنا کہ میں نے قبول کیا اور ان کو یعنی تیری طلاق کو تو تیرے طلاق واقع ہوگی۔ کذا فی الخلاصہ شراح در مختار کہتے ہیں کہ لالہ جو مناسب یوں ہے۔ اسکو مستبد بصغیرہ کیجئے یعنی صغیرہ کے باپ کا قبول بھی موجب طلاق ہے لیکن صاحب خلاصہ کہتے ہیں کہ جب امر باپ کے ہاتھ میں ہوا اور پھر اس نے قبول کیا تو طلاق واقع ہوگی خواہ عورت صغیرہ ہو یا کبیرہ کیونکہ یہ مانند تعلیق کے ہے بلکہ اجنبی شخص کو ختم دنیا بھی صحیح ہے اگرچہ عورت کبیرہ ہو کذا فی حاشیۃ المدنی نا فلاحت الشیخ الرحمتی اس مقام پر عبارت عربی نقل کرتا ہوں تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آوے۔

امرک بیدک او بشما لک او فمب او لسانک نیوی ثلثا ای نفویضھا نقالت فی مجلسھا اخترت نفسی یواحدہ او قبلت نفسی او اخترت امری او انت علی حرام اور منی یا سن او انا متک باتن او طالق وقعن دلہ الو قال ابو ہاقبلہا کذا فی خلاصہ۔

(۳۷۵) اگر کہا کہ میں نے تجھ کو تیری طلاق عاریت دی اور امر تیرا خدا کے ہاتھ میں یعنی اختیار میں ہے اور تیرے ہاتھ میں ہے یا کہا امر تیرا تیرے ہاتھ میں ہے تو یہو مثل امرک بیدک کے ہے وقوع تین طلاق میں بشرط نیت کے اور اگر ان اقوال میں طلاق کی نیت نہ ہوگی تو ایک طلاق واقع ہوگی ذکر خدا قول ثانی میں محض واسطے برکت کے ہے۔

(۳۷۵) اگر امر بالید وغیرہ میں عورت نے اپنی ذات کو تین

طلاق کر مطلقہ کیا پھر زوج نے کہا کہ میں نے تجھ پر عین ایک ہی طلاق کی نیت کی تھی اور حالانکہ دلالت حال اس وقت موجود نہیں تو قسم لیجانیگی زوج سے بن طلاق کی نیت نہ کرنے پر اور اگر عورت گواہ لاویگی تو مقبول ہوں گے اس کے گواہ دلالت حال پر یا اس کے اقرار پر۔

(۹۷۶) شرط ہے متحد ہونا مجلسِ تنہا اور اختیار کا اور دریافت کرنا عورت کا تنہا تنہا زوج کو یعنی عہدِ محکم ہونا اور نہ کور ہونا نفس یا اس کے قائم مقام کا شرط ہے سو اگر زوج نے لفظ امر بالید سے عورت کو اختیار دیا اور اس کو اس کا علم نہ ہوا اور عورت نے اپنی ذات کو طلاق دی تو عورت پر طلاق نہ پڑے گی بہ سبب نہ پائے جانے شرط وقوع طلاق کے یعنی علم کے کذا فی النہیہ۔

(۹۷۷) جو لفظ جانب زوج سے لیاقت ایقاع طلاق کی رکھا ہے وہ ہی منجانب زوجہ بھی لیاقت جواب کی رکھا ہے اور جو لفظ زوج کی جانب سے ایقاع کی لیاقت نہیں رکھا وہ منجانب زوجہ بھی لیاقت جواب کی نہیں رکھا تو اگر عورت نے کہا کہ میں طالق ہوں یا کہا کہ میں نے اپنی ذات کو طلاق دی تو واقع ہوگی کیونکہ یہ دونوں لفظ منجانب زوج ایقاع طلاق کے لائق ہیں بخلاف ایسے قول کے کہ عورت مرد سے کہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی ہر چند یہ لفظ ایقاع زوج کے لائق ہے لیکن عورت کے جواب کے لائق نہیں۔ کیونکہ عورت متصف ہوتی ہے وقوع طلاق کر نہ مرد کذا فی الاختیار لیکن لفظ اختیار کا الفاظ ایقاع طلاق سے نہیں مگر عورت کی جانب سے لائق جواب کی ہے

(۹۷۹) اگر عورت کہے مرد کے جواب امر بالید میں کہ میں نے اپنی ذات کو بطلان کیا ایک طلاق کر یا کہہ کہ میں نے اپنی ذات کو پسند کیا ایک طلاق کر تو عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ کیونکہ معتبر بائن یا رجعی ہونے میں تفویض زوج کی ہے نہ ایقاع عورت کا یعنی ہر چند عورت کے جواب میں لفظ طلاق ہے اور لفظ طلاق سے رجعی واقع ہوتی ہے نہ بائن لیکن چونکہ زوج نے بلفظ امر بالید بائن کی تفویض کی تو اویسکی تفویض کا اعتبار ہوگا نہ عورت کے جواب کا اور جب کہ مرد نے تین طلاق کا اختیار عورت کو دیا تو ایک طلاق کا بھی اسکو اختیار ہوگا (۹۸۰) اگر کہہ کہ مرد نے کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے آج اور بعد کل کے یعنی پرسون نورات داخل نہ ہوگی کیونکہ اس میں دو ٹیلیکین ہیں جدا جدا اگر وہ کیا عورت نے اختیار آج کا تو باطل ہوگا اختیار طوس دن کا اور باقی رہیگا اختیار پرسون کا اور عورت رات کو طلاق دیگی تو واقع نہ ہوگی اور عورت ایک طلاق سے زیادہ نہ دے سکیگی ہر چند کہ دو ٹیلیکین ہیں۔ کذا فی حاشیہ الجلبی۔

(۹۸۰) اگر کہہ کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے آج اور کل نورات بھی داخل ہوگی اور اگر عورت رد کر لی آج کی تفویض کو تو کل کے دن بھی اختیار باقی نہ رہیگا کیونکہ یہ ایک ہی تفویض تھی (۹۸۱) اگر کہہ کہ امر تیرا تیرے ہاتھ میں ہے آج اور تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے کل تو یہ دو امر ہیں کیونکہ دو کلام متقل ہیں اور اس مسئلہ میں رات داخل نہیں۔ کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۹۸۲) امر بالید قبل قبول رد ہو سکتا ہے نہ بعد قبول کذا فی العمام

و حاشیہ المہ فی۔

(۹۸۳) اگر امر بالسید بن نہیں وقت کی کمی گنتی مثلاً کل یا حدیثہ کے سر پر تو قبل وقت کے عورت کے رد کرنے کا اختیار نہیں اور ایسے رد کے بعد وقت میں پر حیات یا نفس صحیح ہو گا نہ ویک امام شافعی کے خلاف لابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ یعنی جب نفوذ کے ساتھ وقت مذکور ہو گا تو اس کو تعلیق کہیں گے اور اگر وقت مذکور نہیں تو تسلیم سمجھیں گے۔

(۹۸۴) اگر زوج نے اول نفوذ کی پھر اس کو طلاق بائن دی تو اگر نفوذ منجز تھی یعنی شرط پر معلق نہ تھی تو اختیار عورت کا باطل ہوا کیونکہ اگر باطل نہ ہو تو لازم آوے حقوق البائن بالائن حالانکہ یہ جائز نہیں لہذا اختیار بھی باطل ہے۔ اور اگر نفوذ معلق ہے مثلاً کہا اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو امر تیرا میرے ہاتھ میں ہے یا نفوذ موقت ہے مثلاً کہا کل تیرا میرے ہاتھ میں ہے تو اختیار عورت کا باطل نہ ہو گا کیونکہ بائن معلق اور بائن موقت کا لاحق ہونا جائز ہے۔ کذا فی العادیہ لیکن بحر الرائق میں قینہ سے منقول ہے کہ ظاہر روایت یہ ہے کہ نفوذ معلق مانند نفوذ منجز کے ہے یعنی دونوں صورتوں میں اختیار باقی نہیں رہتا۔

(۹۸۵) نكاح کیا ایک مرد سے عورت سے اس شرط پر کہ عورت طلاق کی مختار ہے تو یہ صحیح ہے لیکن بحر الرائق میں بافصیل خلاصہ و بیزاریہ سے منقول ہے یعنی اگر یہ شرط مرد کی طرف سے ہے تو عورت کو اختیار نہیں اور اگر عورت کی طرف سے ہے تو اختیار ہے

کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۹۸۶) اگر دعویٰ کیا عورت نے کہ مرد نے مجھ کو مختار طلاق کیا ہو تو یہ دعویٰ سمیع ہوگا مگر جب کہ عورت نے اپنی کو طلاق دی ہو جب امر زوج کے پھر اس تفویض کا دعویٰ کیا تو سمیع ہوگا اور گواہ طلب ہوں گے۔

(۹۸۷) عورت نے کہا کہ میں نے طلاق دی اپنی ذات کونجلس بن بلا تبدیل مجلس کے اور زوج نے اسکا انکار کیا تو عورت ہی کا قول معتد ہوگا (۹۸۸) مرد نے عورت کو اختیار دیا کہ اگر اسکو بقصور مارے تو وہ مختار ہے سوا اسکو مارا پھر دونوں مختلف ہوئے زوج کہتا ہے میں بقصور پر مارا اور زوجہ کہتی ہے بلا قصور مارا تو مرد کا قول معتد ہوگا کیونکہ وہ منکر ہے اور مقبول ہوتے ہیں گواہ عورت کے شرط منفی پر چنانچہ باب التعلیق میں اسکا ذکر آیا یعنی اگر عورت گواہ لاوے کہ زوج نے اسکو بلا قصور مارا تو لائق یہ ہے کہ مقبول ہوں ہر چند کہ نفی پر گواہ مقبول نہیں لیکن شرط منفی پر مقبول ہیں۔

(۹۸۹) عورت کے ولیوں نے عورت کی طلاق طلب کی سو زوج نے اسکے باپ سے کہا کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ کر جو تیرا جی چاہے پھر عورت کے باپ نے اسکو طلاق دی تو عورت کو طلاق واقع نہ ہوگی بشرطیکہ زوج نے اس قول سے تفویض طلاق کا ارادہ نہ کیا ہو اور اس میں قول زوج معتد ہوگا۔ کذا فی الخلاصۃ۔

(۹۹۰) زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر میں تجھ پر دوسری عورت سے نکاح کروں تو اسکی طلاق تیرے اختیار میں ہے پھر ایک عورت

داخل ہوئی اور اسکے نکاح میں فصولی کے نکاح کر دینے سے اور زوج نے فصولی کے نکاح کو جائز رکھا تو زوجہ اولیٰ اور اسکی طلاق کی مالک نہ ہوگی کیونکہ زوج نے اس عورت سے خود نکاح نہیں کیا بلکہ دوسرے شخص نے اسکا نکاح کر دیا اور اسنے اسکو جائز رکھا اور ایسا ہی ہے اگر وکیل نے نکاح کر دیا کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۹۹۱) زوج نے طلاق عورت کی دو شخصوں کو تفویض کی پھر اون میں سے ایک نے عورت کو طلاق دی تو طلاق واقع نہ ہوگی اسواسطے کہ فقط ایک کو حجت یار نہ دیا تھا۔

بیان مشیت کا

(۹۹۲) اس میں وہ مسائل ذکر کیے جائیں گے جس میں زوج و طلاق عورت کی خواہش پر رکھی ہو۔

(۹۹۳) اگر کما زوج نے زوجہ سے کہ طلاق دے اپنی ذات کو اور کچھ نیت نہ کی یا ایک طلاق کی نیت کی یا دو طلاق کی نیت کی حرہ میں پھر زوجہ نے اپنی ذات کو طلاق دی خواہ ایک بار خواہ دو بار خواہ تین بار اور یہ تینوں صورتیں بجا لت عدم نیت کے ہوں یا ایک طلاق کی نیت کے ساتھ ہوں یا دو طلاق کی نیت کے ساتھ ہوں تو ان سب صورتوں میں ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوگی۔

(۹۹۴) اگر عورت نے تین بار طلاق دی دران حالیکہ مرد نے بھی تین کی نیت کی تھی تو تین طلاق ہوں گی۔

(۹۹۵) کما زوج نے اپنی زوجہ سے طلقی تنسک یعنی طلاق دے اپنی ذات کو اور بموجب اس کے عورت نے کہا کہ میں نے اپنی ذات

کو طلاق بائن دی تو ایک طلاق رجعی اوسپر واقع ہوگی اگر زوج نے اوسکو جائز رکھا کیونکہ عورت کا یہ کہنا کہ میں نے بائن کیا یعنی طلاق بائن دی اپنی ذات کو کہنا یہ ہے اور کہنا یہ محتاج ہوتا ہے نیت کا۔ اور بعضوں کے نزدیک نیت شرط نہیں کیونکہ جب زوج لفظ طلاق کا صریح بولا تو اب کیا احتیاج ہے نیت کی اور اجازت کی۔ کذا فی الطحاوی والمہنی۔

(۴۴۶) کہا زوج نے طلقی نفسک یعنی طلاق دے اپنی ذات کو اور بجواب اوسکے عورت نے کہا کہ میں نے اپنی ذات کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہوگی اگرچہ زوج اسکو جائز رکھے کیونکہ لفظ اختیار نہ طلاق صریح میں داخل ہے بلکہ یہاں اور لفظ اختیار سے ایقاع طلاق نہیں ہوتا تو جواب کیونکر ہوگا کما مر

(۴۴۷) زوج ہر قسم کی تفویض میں مالک رجوع نہیں خواہ تفویض بلفظ تخیر ہو خواہ بلفظ امر بالیہ ہو خواہ یون ہو کہ طلقی نفسک کیونکہ تفویض میں تسلیق کے معنی پائے جاتے ہیں اور تسلیق میں رجوع کا اختیار نہیں ملتا تفویض میں بھی نہیں۔

(۴۴۸) اور تطلیق مقید ہے مجلس علم سے یعنی اس قول طلقی نفسک میں جس مجلس میں عورت کو علم ہو طلاق دے لیوے اگر مجلس میں جاوے تو عورت کو اختیار باقی نہ رہے گا کیونکہ بیان ہو چکا کہ اس میں تسلیم ہے لیکن جب کہ زوج نے متی شدت اور مثل اسکے جو عموم وقت کو مفید ہو زیادہ کیا ہو تو عورت مطلقہ ہوگی۔ اور ہر وقت طلاق دے سکتی ہے۔ (۴۴۹) اگر کہا زوج نے کسی مرد سے اپنی زوجہ کی تطلیق کو مانگا تو

سے کہ طلاق دے اپنی سوت کو تو یہ مقید بہ مجلس نہوگا کیونکہ یہ کلام خالص تو مکمل ہے تملیک کا اسمین لگا و نہیں اور جب تو مکمل ہوئی تو اسمین زوج رجوع بھی کر سکتا ہے کیونکہ وکالت عقد جائز ہے نہ لازم مگر جب کہ زوج نے امر تطلیق کے ساتھ اتنا مضمون زیادہ کیا کہ ہر وقت کہ میں تجھ کو معزول کر دوں سو تو میرا وکیل ہے تو اب زوج وکیل کو معزول نہیں کر سکتا جیلہ ایسے وکیل کے موقوف کئے گئے ہیں کہ وہ موقوف یوں کہے کہ میں نے تجھ کو جمع وکالت سے معزول کیا کذا فی بحر الرائق حاشیہ المدنی۔

(۱۰۰۱) تو مکمل مقید بہ مجلس نہیں ہوتی لیکن جب کہ زوج نے ان شتت کا لفظ زیادہ کیا یعنی یوں کہا کہ طلاق دے میری زوجہ کو اگر تیرا جی چاہے تو اب مقید بہ مجلس نہوگا اور زوج رجوع کر سکیگا بے سبب ہو جائے تو مکمل کے تملیک کیونکہ وکالت میں خواہش اور عدم خواہش کو دخل نہیں ہے (۱۰۰۲) ایک مرد سے زوج نے کہا کہ طلاق دے میری زوجہ کو اگر وہ چاہے تو مرد وکیل نہ ہوگا جب تک عورت طلاق کی خواہش نہ کرے گی پھر جب عورت طلاق کی خواہش کرے اپنی مجلس میں تو وکیل اس کو طلاق دے اپنی مجلس میں نہ غیر اس مجلس میں کیونکہ شیت عورت کی منحصر ہے مجلس پر تو یہ طریق وکالت اس کی شیت کی بھی موقوف ہوگی مجلس پر کذا فی حاشیہ الطحاوی و المدنی ناقلاً عن المنہر

(۱۰۰۳) کہا زوج نے زوجہ سے کہ طلاق دے اپنی ذات کو تین بار یا دو بار پھر زوج نے اپنی ذات کو ایک بار طلاق دی تو یہ ایک طلاق واضح ہو گئی کیونکہ ایک طلاق بعض سے تفویض زوج کی یعنی چپ کل کا احتیاج

ہوا تو بعض کا بھی ہو گا اسبطح وکیل کا حکم ہے مگر جب کہ زوج کہے کہ عرض
ہزار کے یعنی وکیل کو تین یا دو طلاق کا اختیار دیا اور وکیل نے ایک طلاق
واقع کی تو واقع ہوگی اگر وکیل سے زوج نے یوں کہا کہ زوجہ کو تین طلاق
دے یو عرض تہا درم کے مثلاً تو اس صورت میں اگر وکیل ایک طلاق دے گا
تو واقع نہ ہوگی۔

(۱۰۰۳) کہا کہ زوج نے زوجہ سے اگر تو چاہے تو اپنی ذات کو تین طلاق
دے سو عورت نے ایک طلاق دی یا بالعکس اسکے یعنی یوں کہا کہ ایک
طلاق دے اپنی ذات کو سو عورت نے تین طلاقیں دیں تو ان دونوں
صورتوں میں طلاق واقع نہ ہوگی بوجہ شرط ہونے موافقت لفظی کے
کیونکہ خانیہ کے باب التعلیل میں ہے کہ زوج نے زوجہ کو امر کیا کہ اگر تو
چاہے تو اپنی ذات کو دس طلاق دے لے سو عورت نے تین طلاقیں
واقع کیں یا امر کیا تھا ایک طلاق کا سوا دس لفظ طلاق واقع کی تو
دونوں میں طلاق واقع نہ ہوگی یہ سبب مخالفت لفظی کے اس مسئلہ
میں بدون موافقت لفظی کے موافقت معنوی کافی نہیں ہے بخلاف
مسئلہ سابقہ کے کہ جس میں مشیت پر تعلیق نہیں۔

(۱۰۰۴) امر کیا زوج نے طلاق باتن یا رجعی کا سو عورت نے جواب
میں بالعکس کہا تو وہی طلاق واقع ہوگی جس کا زوج نے امر کیا کیونکہ
اصل طلاق حاصل ہے ساتھ زیادتی وصف کے تو اصل باقی رہیگی
وصف لغو ہوگا۔

(۱۰۰۵) قاعدہ مسائل مذکورہ کا یہ ہے کہ مخالفت جواب کی لغوی
سے اگر وصف میں ہے تو یہ مخالفت جواب کو باطل نہیں کرتی بلکہ وصف

باطل ہوتا ہے چنانچہ یانہ اور رجعی کی مخالفت اور اگر مخالفت اصل میں
 ہے تو اوسمیں جواب باطل ہو گا چنانچہ امام کے نزدیک ایک طلاق کی نفوذ میں
 تین طلاق واقع کرنا اور وصف کا لغو ہونا اور بموجب نفوذ زوج کے
 واقع ہونا اوسوقت میں ہے جب کہ طلاق معلق نہ ہو اگر عورت کی نیت
 پر مرد نے طلاق کو معلق کیا اور عورت نے جواب بالکس کہا تو کچھ
 واقع نہ ہو گا کیونکہ عورت بجا نہ لائی اوس امر کو جو اوسکی نیت پر
 مقوض ہوا تھا کذا فی البحرنا تلاء عن النخانیہ۔

(۱۰۰۶) کہا زوج نے زوجہ سے کہ اگر تو چاہے تو تو طلاق ہے عورت
 نے بجواب اوسکے مرد سے کہا کہ میں نے چاہا اگر تو نے چاہا پھر بجواب
 اوسکے مرد نے کہا میں نے چاہا اور حسن قول سے طلاق کی نیت
 کی یا عورت نے بجواب قول اول کے کہا کہ میں نے چاہا اگر ایسا امر ہو
 یعنی ایسے امر پر تعلیق کی چونکہ موجود نہیں ہے مثلاً کہا کہ میں نے چاہا
 اگر میرے باپ نے چاہا یا کہا میں نے چاہا اگر رات آوے حالانکہ وقت
 تکلم کے دن ہے تو ان صورتوں میں امر باطل ہو گا اور طلاق واقع
 نہ ہو گی کیونکہ شرط زوج کی مطلقیت تھی بلا تید اور عورت نے
 نیت نیت کو معلق اور مقید کر دیا تو حقیقت میں شرط نہ پائی گئی اگر
 نفوذ میں مذکور کے جواب میں عورت نے کہا کہ میں نے چاہا اگر ایسا ہو
 یعنی ایسے امر پر تعلیق کی جو ثابت الوجود ہے چنانچہ عورت نے کہا کہ میں
 نے چاہا اگر باپ گھر میں ہو حالانکہ اوسکا باپ گھر میں موجود ہے یا کہا
 کہ میں نے چاہا اگر یہ وقت رات ہے حالانکہ اوسوقت رات ہے تو
 عورت مطلق ہو گی اوسوقت کیونکہ تعلیق امر ثابت الوجود پر حقیقت

تعلیق نہیں بلکہ تخییر ہے۔

(۱۰۰۷) کہ اگر زوج نے عورت سے کہ تو طالق ہے جب کہ تو چاہے یہ
عموم زمانہ نواہ بلفظ منیٰ منیت ذکر کیا یا منیٰ منیت یا اذانت یا اذ
مانیت کے لفظ سے بیان کیا پھر عورت نے رد کیا امر کو یعنی کہا کہ میں
اطلاق نہیں چاہتی تو اس رد کرنے سے عورت کا اختیار رد نہ ہوگا اور
مقید نہ ہوگا یہ حنت یا منیت کا مجلس علم پر اور نہ طلاق دے سکیگی
عورت مگر ایک طلاق کیونکہ یہ الفاظ سب زمانوں کو شامل ہیں اغفال
کو تو عورت مالک طلاق کی ہر زمانہ میں ہے اور مالک نہ ہوگی دوسری
تطبیق کی بعد تطبیق اول کے بسبب عموم اغفال کے۔

(۱۰۰۸) اگر کہا کہ انت طالق کما شئت یعنی تو طالق ہے ہر بار کہ تو
چاہے تو عورت کو اختیار ہے تین طلاق کو علیحدہ علیحدہ لینے کا
مثلاً عورت نے ایک مجلس میں کہا کہ میں نے اپنی ذات کو طلاق چاہی
پھر دوسری مجلس میں بھی اسی طرح کہا پھر تیسری مجلس میں
بھی ایسا ہی کہا تو درست ہے یعنی تینوں طلاقیں واقع ہوں گی
لیکن تینوں طلاق کو ایک مجلس میں جمع نہ کر سکیگی نہ دو طلاق
کو کیونکہ لفظ کما کا موضوع ہے واسطے عموم افراد کے تو اس میں جمع
اور تثنیہ کا ارادہ صحیح نہیں۔

(۱۰۰۹) اگر طلاق واقع کی عورت نے بعد دوسرے زوج کے تو
طلاق واقع نہوگی اگر اپنی ذات کو تین متفرق طلاقیں دے چکی ہوگی
یعنی مثلاً زید نے حمیدہ سے کہا انت طالق کما شئت سوا دسٹے تین
طلاق متفرق اپنی ذات پر واقع کیں اور بعد اسکے خالد سے نکاح

کیا پھر نکاح دے اور اس کو طلاق دی پھر حمیدہ نے زید سے نکاح کیا اور انہی ذات پر طلاق واقع کی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ تعلیق کماشت کے اول ملک تک تھی تو اس ملک مافیہ سحدت کو شامل نہ ہوگی اور اگر حمیدہ نے انہی ذات پر طلاق طلاق واقع نہ کی تھی یا تین طلاق ایک مجلس میں کر چکی تھی یا فقط ایک یا دو طلاق ایک مجلس میں واقع کر چکی تھی تو حمیدہ کو تین متفرق طلاق واقع کرنے کا بعد دوسرے زوج کے بھی اختیار ہے اور اس مسئلہ کا نام مسئلہ الہدم ہے جو باب التعلیق اور باب الرجعت میں بخوبی بیان کیا جاویگا۔

(۱۰۱) کہا زوج نے انت طالق حیث شئت یعنی تو طالق ہے جہاں تو چاہے یا کما لنت طالق یعنی شئت یعنی تو طالق ہے جس جگہ تو چاہے تو عورت طلاق نہ سکے گی مگر جگہ چاہے گی مجلس علم میں اور اگر اول مجلس ہوگی قبل شئت کے تو اب اس کی خواہش کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ حیث اور این موضوع ہیں واسطے مکان کے اور حالانکہ طلاق کو کچھ تعلق نہیں مکان سے تو مکان کا وجود اور عدم بہ نسبت طلاق کے برابر ہے تو اس واسطے حیث اور این یا اعتبار مجاز کے بمعنی ان شرطیہ کے قرار دینے کے کیونکہ ان شرطیہ اصل ہے باب تعلیق میں (علاقہ مجاز کا یہ کہ طرف اور شرط میں تناسب ہے اس واسطے کہ مطروقات بدون طرف کے نہیں ہوتا جیسے کہ مشروط بدون شرط کے نہیں ہوتا) کذا فی حاشیۃ المدنی والطحطاوی۔

(۱۰۲) اگر کہنا انت طالق کیف شئت یعنی تو طالق ہے بطرح کہ تو چاہے تو ایک طلاق رجعی فی الحال واقع ہوگی یعنی قبل شئت عورت

کے طلاق رجعی ہوگی نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لیکن صاحبین کے نزدیک بدوین مشیت کے طلاق ہوگی۔ دلیل امام اعظم کی یہ ہے کہ زوج نے طلاق کو خود واقع کیا اور وصف طلاق میں اپنی جہی یا باتن واقع کرینہیں عورت کو مختار کیا۔ کذا فی حاشیۃ الطحاوی۔ اگر اس قول میں عورت نے طلاق باتن کو چاہا یا تین طلاق تو حسب خواہش اس کے وقوع ہوگا کیونکہ وہ مختار تھی وصف اور عدوین بشرطیکہ مشیت عورت کی موافق ہے ساتھ نیت زوج کے اور اگر نیت زوج کی مخالف ہے مشیت زوجہ کے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور باطل ہوگا امر مشیت کا یعنی اس صورت میں دونوں کی نیت لغو ہوگی اصل وقوع صریح کا یا نفی سے ہوگا اگر عورت مدخولہ ہے اور اگر غیر مدخولہ ہے تو عورت پر طلاق باتن پڑیگی اور باطل ہوگا امر مشیت کا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۳) اگر کما انت طالق کم شئت یا ما شئت یعنی تو طالق ہے جتنا کہ تو چاہے یا جتنی مرتبہ کہ تو چاہے تو عورت طلاق دینے میں تین طلاق تک مختار ہے اسی مجلس میں اپنی ذات کو ایک طلاق دے خواہ دو یا تین اور عورت کا تین طلاق واقع کرنا طلاق بدعی میں شمار ہوگا بسبب ضرورت کے کیونکہ عورت اپنی خلاصی کی واسطے تین طلاق کی طرف مضطر ہے اور اسکو مجلس کے بعد اختیار باقی نہ ہوگا۔

(۱۰۴) اگر عورت نے رد کیا امر کو یعنی یون کہہ کہ میں طلاق کو نہیں چاہتی یا کیا وہ فعل جو مفید ہے اعراض کو تو امر رد ہو جائیگا اور بعد اس کے عورت کو اختیار باقی نہ ہوگا چونکہ یہ تملیک فی الحال ہے لہذا اسکا جواب بھی فی الحال چاہیے۔

(۱۰۴) قال لما طلق نفسک من ثلاث ما ثبت تطلق ما دون الثلاث لان من بتعصیة وقال بیا نیتہ فطلق الثالث۔ اگر کہا کہ طلاق دے اپنی ذات کو تین سے حصہ رکھ لو یا۔ یہ عورت ایک یا دو طلاق کی مختار ہے نہ تین کی کیونکہ کلام من کا بتعصیہ ہے اور کہا صاحبین نے کہ من بیا نیتہ ہے اس لیے اونکے نزدیک تین بھی دے سکتی ہیں اور پہلا قول ظاہر ہے کیونکہ من اپنے حقیقی معنی میں مستقل ہو آہستہ۔

(۱۰۵) کہا زوج نے زجر سے کہ تو طالق ہے اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو فی الحال مطلق ہو گی کیونکہ خواہش یا عدم خواہش سے خالی ہونا ممکن نہیں۔

(۱۰۶) کہا زوج نے زوجہ سے کہ اگر تو طلاق کو محبوب رکھتی ہو تو تو طالق ہے اور اگر اس کو مبغوض اور مکر وہ جانتی ہو تو تو طالق ہے تو اس صورت میں فی الحال عورت مطلقہ نہ ہو گی کیونکہ یہ جائز ہے کہ عورت نہ طلاق کو محبوب رکھتی ہو نہ مبغوض بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہاں عورت کا مثبت عدم شیتے خالی ہونا جائز نہیں۔

(۱۰۷) اگر کہا مرد نے اپنی دو عورتوں سے کہ تم دو میں جو زیادہ تر محبوب رکھتی ہو طلاق سے اس کو طلاق ہے یا کہانم دو میں جو زیادہ مبغوض رکھتی ہو طلاق سے اس کو طلاق ہے بچو اب اس کے ہر عورت نے کہا کہ میں زیادہ محبت رکھتی ہوں یا میں زیادہ مبغوض رکھتی ہوں تو کسی عورت پر طلاق واقع نہ ہو گی کیونکہ ہر ایک عورت کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کی شوہر کو کمتر حب یا بغض ہے بہ نسبت مدعیہ کے تو نہ تمام ہو لی شرط زوج کی یعنی کثرت حب یا بغض نہ ثابت ہو لی کسی کی بہ سبب عدم تصادق آپس کے

(۱۰۱۸) اگر مرد نے مطلق کیا طلاق کہ عورت کی مشیت پر یا ارادہ پر یا رضا یا خواہش پر یا محبت پر تو ایسی تعلیق تملیک ہے اور مفید بہ مجلس نکاح و نکاحات اوس تعلیق کے جو بغیر الفاظ مذکور کے ہو جیسے دخول دار کی تعلیق کہ وہ تملیک نہیں بلکہ خالص تعلیق ہے لہذا منقید یہ مجلس بھی نہیں اللہ اعلم

باب المعتلقة

یہ باب ہے مسائل تعلیق طلاق کے یا نہیں

(۱۰۱۹) تعلیق باعتبار لغت کے ماخوذ ہے علقہ تعلیق سے عرب کلام کو اوس وقت بولتے ہیں جب کسی چیز کو کوئی علق کرے یعنی لٹکاوے اور اصطلاح فقہ میں تعلیق عبارت ہے مر بوط کرنے حصول مضمون ایک کلام کو ساتھ حصول مضمون دوسرے کلام کے یعنی مضمون جزا کو مضمون شرط سے لگانا اور لٹکانا چنانچہ انہ طالق ان دخلت الدار یعنی تو طالق ہے اگر گھر میں داخل ہوگی تو یہ تعلیق ہے اس واسطے کہ طلاق مخاطب کے دخل دار سے مر بوط ہے یعنی طلاق کا حصول دخول دار کے حصول پر موقوف ہے تعلیق کو مجازاً مین بھی کہتے ہیں۔

(۱۰۲۰) صحت تعلیق کی شرط ہے کہ شرط معدوم جائز الوجود ہو یعنی وقت تکلم کے شرط موجود نہ ہو لیکن موجود ہونا اوس کا محال نہ ہو تو اگر کوئی کہے کہ تو طالق ہے اگر آسمان ہمارے سر کے اوپر ہو تو اوس وقت طلاق واقع ہوگی اور یہ تبخیر ہے تعلیق نہیں کیونکہ وقت تکلم کے شرط معدوم ہے اس طرح اگر کہا کہ تو طالق ہے اگر اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو تو ایسی تعلیق لغو ہوگی اور طلاق واقع نہوگی کیونکہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا محال ہے۔

(۱۰۲۱) نیز شرط ہے کہ شرط متصل مشروط کے ہو تو اگر انت طالق کہا پھر بعد سکوت کے شرط بیان کی تو صحیح نہ ہوگی مگر بعد مثلاً زوج ہو کلام ہو مکمل سے بات کرتا ہو۔

(۱۰۲۲) نیز شرط ہے کہ مرد تعلیق سے عذرت کے کلام کا بدلہ دینے کا قصد کرے مثلاً عورت نے مرد سے کہا اے سفیر یعنی اے بے عزت پھر مرد نے کہا کہ میں اگر ایسا ہی ہوں جیسا کہ تو نے کہا تو تو طالق ہے تو یہ تعلیق نہیں تجخیر ہے یعنی فی الحال طلاق واقع ہوگی مرد مسئلہ ہو یا نہ ہو (۱۰۲۳) نیز شرط ہے کہ مشروط مذکور ہو اور مشروط سے مراد اس مقام پر محل شرط ہے مثلاً کہا انت طالق ان یعنی حریف شرط کا بدلہ و ن فعل شرط کے ہونا لغو ہے۔ اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے (۱۰۲۴) نیز شرط ہے کہ رابطہ موجود ہو جہاں جبراً شرط سے منجر ہو جائے اسکا بیان اتنیہ کیا جاوے گا رابطہ سے مراد وہ حرف ہے جو شرط اور جبراً کو رابطہ دے مثلاً و ایضا اذ انفاجات کا۔

(۱۰۲۵) نیز شرط ہے کہ معلق نہ ملک ہو معلق کی خواہ حقیقتہً ہو یا خیمہ یون کہنا مولیٰ کا اپنے غلام سے کہ اگر تو ایسا کر لیا تو تو آزاد ہے تو یہاں غلام ملک حقیقی ہے یا ملک حکمی ہو اگرچہ ملک حکمی حقیقتہً نہ ہو بلکہ حکماً ہو مانند قول زوج کے اپنی منکوحہ سے یا عدت والی سے اگر تو جائیگی تو تو طالق ہے ملک حقیقی کی مثال غلام ہے اور ملک حکمی حقیقی کی مثال منکوحہ ہے اور ملک حکمی حکماً کی مثال عدت والی ہے یہ سبب باقی رہنے اثر نکاح کے کیونکہ معتدہ محل سے طلاق کی رکذاتی حاشیہ الہی۔

(۱۰۲۶) اگر اضاقت اور نیت ہو ملک حقیقی کی طرف عام ہو یا خاص

خیاںچہ یوں کہنا کہ اگر مین مالک ہوں گا کسی غلام کا تو وہ آزاد ہے یا اگر مین مالک ہوں گا تیرا (یہ ایک شخص معین سے کہتا) تو تو آزاد ہے مثال اول ملک حقیقی عام کی اضافت کی ہے اور مثال ثانی ملک حقیقی خاص کی اضافت کی ہے اضافت ملک حکمی کی طرت ہو سب طرح یعنی حکمی عام ہو یا خاص مثال حکمی عام کی مثلاً یوں کہنا کہ اگر مین کسی عورت سے نکاح کروں تو وہ مطلقہ ہے یا یوں کہنا اجنبی عورت سے کہ اگر مین تجھ سے نکاح کروں تو تو طالق ہے یہ مثال ہے حکمی خاص کی اضافت کی اور اسید طرح کل امراۃ نکحتمافی طالق یعنی جس عورت سے کہ مین نکاح کروں پس طالق ہے یہ مثال ہے حکمی عام کی اضافت کی۔

(۱۰۲۷) واسطے صحت اضافت ملک کے کافی ہیں معنی بشرط کے خواہ حرف شرط مذکور ہو یا نہ ہو مگر جو عورت کہ معین ہو گئی نام یا نسب یا اشارہ کرنے سے تو وہ ان معنی شرط کی کافی نہیں بلکہ معنی کی تعلیق طلاق بین شرط صریح ضرور ہے۔

(۱۰۲۸) اگر کہا مرد نے کہ جس عورت سے مین نکاح کروں وہ طالق ہے تو وہ عورت مطلقہ ہوگی بجز داؤسکے نکاح کے کیونکہ یہ عورت باسم و نسب اور اشارہ کی معین نہیں ہے تو اسکی تعلیق بین معنی شرط کے کافی ہیں۔

(۱۰۲۹) اگر کہا کہ ہذا امراۃ التي اتزوجها طالق یعنی یہ عورت جس سے مین نکاح کروں گا طالق ہے تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ اگر بعد اضافت کے لوں سے نکاح کر لیا کیونکہ وہ معین ہو چکی ہے سبب اشارہ کرنے کے تو لغو ہو گیا وصف یعنی التي اتزوجها کہنا بیفائدہ ہو گیا کیونکہ وصف محبت

ہوتا ہے غیر معروف میں اور معروف میں وصفت کی کیا حاجت ہے بلکہ عورت معینہ کی تسلیق اضافت میں صحیح شرط ذکر کرنا چاہیے اس طرح کہ اگر میں اس عورت سے نکاح کروں گا تو یہ طالق ہے تب تعلیق صحیح ہوگی (۱۰۳۰) اگر کہا مرد نے اجنبیہ سے کہ اگر تو ملاقات کرے گی زید سے تو تو طالق ہے پھر بعد اس قول کے اس عورت سے نکاح کیا پھر عورت نے زید کی ملاقات کی تو یہ قول لغو ہوا کیونکہ وقت تعلیق کے عورت نہ ملک تھی نہ اضافت طرف ملک کے

(۱۰۳۱) اگر کہا کہ جس عورت کے ساتھ میں جمع ہوں فرشس پر تو وہ طالق ہے پھر نکاح کیا تو یہ سن کو حہ مطلقہ نہ ہوگی اور یہ قول لغو ہوگا کیونکہ اجتماع فی الفرش لازم نہیں کہ فقط نکاح سے ہی ہو تو اجتماع فی الفرش نہ ملک سے نہ اضافت ملک کی۔

(۱۰۳۲) اس طرح اگر کہا کہ جس لونڈی سے میں صحبت کروں وہ آزاد سے پھر مول لیا ایک لونڈی کو پھر اس سے صحبت کی تو وہ آزاد ہوگی یہ سبب عدم ملک و عدم اضافت الی الملک کے۔

(۱۰۳۳) اگر طلاق متصل ہو معاثبات ملک جس کے وقوع نہ ہوگی بلکہ لغو ہوگی۔ مثلاً یوں کہا کہ تو طالق ہے اپنے نکاح کے ساتھ ہی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ بیان وقوع طلاق بجز وثبوت نکاح کے ہے اور متصل ہے اس سے اور ایقاع طلاق یوں صحیح ہے کہ تو طالق ہے ساتھ نکاح کرنے میرے کے یہ سبب نام ہو جانے کلام کے اپنے فاعل اور مفعول پر۔

(۱۰۳۴) اگر طلاق متصل ہو زوال ملک زوج کے تو بھی باطل ہوگی چنانچہ یوں کہنا کہ تو طالق ہے اپنی موت کے ساتھ یا میری موت کے

ساتھ تو طلاق واقع نہ ہوگی اور یہ کلام لغو ہو گا کیونکہ حالت موت منافی ہے ایقاع اور وقوع طلاق کی کامر فی طلاق الصریح۔

(۱۰۳۵) فائدہ امام محمد سے روایت ہے کہ یمن مضاف میں طلاق واقع نہیں ہوتی یعنی مستلین باضافت ملک اس طرح کہ اگر یمن تنجہ سے نکاح کروں یا جس عورت سے نکاح کروں مطلقہ ہے تو بقول امام محمد بعد نکاح کے طلاق واقع نہ ہوگی اور اس قول پر فتویٰ دیا ہے علماء خواندہ نے کذا فی المجتبیٰ اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا۔

(۱۰۳۶) قاضی شافعی کے فتیح کر دینے میں حنفی المذہب کو تقلید مذہب شافعی کی جائز ہے یعنی اگر حنفی المذہب نے تعلیق مضاف کی ہو تو اس کو جائز ہے کہ مقدمہ قاضی شافعی کے پاس رجوع کرے تاکہ قاضی شافعی اس تعلیق کو فتیح کرے پھر بعد الفسخ وطی اوس عورت کی بلا تردد حلال ہوگی۔ کذا فی البحر الرائق بلکہ حنفی کو فتیح اس تعلیق میں تقلید حکم اور پیچ کی بھی جائز ہے لیکن تقلید قاضی شافعی کی بدلائف جائز ہے بحر الرائق میں بزازیر سے منقول ہے کہ ہمارے زمانہ میں فتیح یمن سے نکاح فعلی بہتر ہے اس طرح کہ کسی عالم کے پاس جا اور اپنے یمن کا ذکر کر کے اپنی احتیاج طرف نکاح فضولی کو بیان کرے سو عالم اس کا نکاح صورت کر دے اور یہ فعلی نکاح کو صحیح کر دے تو اس تدبیر سے نکاح بھی صحیح ہو گیا اور حائث بھی نہوا۔ کذا فی حاشیۃ المذنی۔

(۱۰۳۷) اگر زوج نے فی الحال تین یا دو طلاق دین اور حرم یا لونڈی کو جس کے حق میں تین یا دو یا ایک طلاق معلق کر چکا تھا تو اس تطلق فی الحال سے وہ تعلیق باطل ہو جاوے گی یعنی زوج نے اول تین طلاق یا کمتر کی تعلیق کی

بعد اس کے بعد تین طلاق کو فی الحال بلا تعلیق کے واقع کر دیا تو اگلی تعلیق
 کو کچھ اعتبار نہ ہا اگر کسی طلاق سے بعد زواج ثانی کے نکاح کر لیا اور بعد
 اس کے بعد تین طلاق کی تو طلاق واقع ہوگی۔

(۱۸ ص ۱۰۱) تنجیز تین طلاق کی مطلق ہے تعلیق کی لیکن اوس تعلیق کو جو ملک
 اور طلاق مضامین سے مطلق نہیں ہے مراد تعلیق مضامین سے وہ تعلیق ہے جو
 یہاں تک کہ یا تو جو کئی تہہ بند نہ اسے طلاق یعنی تہہ بنی ہا کہ تین تہہ سے نکاح
 اور یا تو تہہ بنی ہا تو تین طلاق کے اس تعلیق مضامین کی مطلق ہے۔

(۱۹ ص ۱۰۱) تین طلاق سے کتر کی تنجیز مطلق تعلیق ثلث کی نہیں ہے
 (۲۰ ص ۱۰۱) تعلیق طلاق کی باطل ہوتی ہے زوال حلت سے زوال
 ملکیت سے اور حلت زوال ہوتی ہے بیہوشی کبریٰ سے یعنی تین طلاق
 سے بعد میں اور دو طلاق سے لوندی میں پھر جب تین طلاق کے بعد جدائی
 ہو جائے گی اور حلت باطل ہو چکی تھی تو اب وقوع طلاق کا محل باقی نہ رہا تو
 اتفاق بھی باطل ہو گئی اور جو حلت کہ بعد زواج ثانی کے پیدا ہوگی وہ بالفعل
 معدوم ہے اور معدوم لایق اعتبار کے نہیں۔

(۲۱ ص ۱۰۱) امام محمد کے نزدیک واقع ہوگی بقیہ طلاق یعنی جب تنجیز تین طلاق
 سے کم کی ہوئی تو جب قدر ملک اول میں عد و طلاق باقی رہے اوتنے بعد
 وجود و شرط کے واقع ہونگے مثلاً زواج نے تین طلاق کی تعلیق کی دخول دایرہ
 پھر ایک طلاق کی تنجیز کی یعنی فی الحال واقع کر دی اور بعد زواج ثانی کے
 پھر زواج اول کے نکاح میں آئی اور شرط تعلیق کی پائی گئی تو دو طلاق
 واقع ہو گئی اور اگر ملک اول میں دو طلاق کی تنجیز ہوئی تھی تو ایک ہی طلاق

واقع ہوگی کیونکہ اتنا ہی بقیہ تھا ملک اول کا اور یہ مسئلہ ہم کا ہے جو باب اربعہ میں بھی آویں گے۔

(۱۰۷۳) خلاصہ یہ ہے کہ تنجیر یا دون ملت میں باتفاق تنجین اور امام محمد کے تعلیق باطل نہیں ہوتی لیکن اختلاف ہے وقوع معلق میں تنجین کے نزدیک تنجین کے نزدیک کل معلق ہوتا ہے اور امام محمد کے نزدیک جیسہ رتین طلاق سے باقی رہا اور تنا واقع ہوتا ہے۔

(۱۰۷۴) ایک شخص نے ایک طلاق کی تعلیق کی دخولدار پر پھر اوسنے دو طلاق کو فی الحال واقع کر دیا پھر اوس غور سے نکاح کیا بعد دوسرے زوج کے پھر عورت دار میں داخل ہوئی تو تنجین کے نزدیک زوج اول کو رجعت کرنا عورت سے درست ہے کیونکہ زوج ثانی نے طلاق تنجیر کو ہم کر لیا گویا اوسکا وجود ہی نہ تھا تو زوج اول کو تملیک جدید میں پھر تین طلاق کا اختیار حاصل ہوا پھر جب ایک طلاق معلق واقع ہوئی تو دو طلاق کا اختیار باقی رہا کیونکہ اوسکو رجعت کا اختیار ہے بخلاف امام محمد کے کہ اوسکے نزدیک زوج اول رجعت نہیں کر سکتا کیونکہ دو طلاق پہلے واقع ہو چکی تھیں اور ایک طلاق معلق اب واقع ہوئی تینوں طلاقین پوری ہو چکیں رجعت کی گنجائش کمان رہی۔

(۱۰۷۵) باطل ہوتی ہے تعلیق طلاق کی یہ سبب معلق ہونے سے زوج کے دار الحرب میں مرتد ہو کر بخلاف صاحبین کے کہ اوسکے نزدیک اس حقوق سے تعلیق باطل نہیں ہوتی۔

(۱۰۷۶) باطل ہوتی ہے تعلیق یہ سبب فوت ہونے محل سیرا کے یعنی قسم پوری کر نیکا مقام باقی نہ رہنے سے چنانچہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر

تو فلاں نے شخص سے کلام کر لیا یا اوس گھر میں داخل ہوگی تو تو طلاق ہے پھر وہ شخص مر گیا اور وہ گھر باغ نیا یا گیا تو یہ تعلیق باطل ہو گئی یعنی اگر عورت اوس باغ میں جا نیکی تو طلاق واقع نہوگی۔

(۱۰۴۶) اگر کما زوج نے زوجه لونڈی سے کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تو طلاق ہے تین بار پھر لونڈی آزاد ہوئی پھر گھر میں داخل ہوئی تو زوج کو رجعت کرنا درست ہے کذا فی القنیہ کیونکہ وقت تعلیق کے لونڈی تھی دو طلاق سے زیادہ کا اوس پر اختیار نہ تھا تو گویا دو ہی طلاق کی تعلیق ہوئی نہ تین کی پھر جب شرط پائی گئی تو وہ حرہ تھی تو زوج کو تین طلاق کا اختیار ہوا تو جب دو طلاق معلق واقع ہوئیں تو ایک طلاق کی ملکیت زوج کو باقی رہی لہذا رجعت کر سکتا ہے۔

(۱۰۴۷) الفاظ شرط کے یعنی نشانیاں وجود و جزا کے یعنی جو الفاظ بالذکر وجود و جزا پر دلالت کرتے ہیں وقت موجود ہوئے شرط کے ایک دن میں سے ان مکسورہ ہے اور اگر زوج نے ان کو نسخ دیا تو فی الحال طلاق واقع ہوگی جب تک کہ زوج تعلیق کی نیت نہ کرے اگر نیت کر لیا تو دیانۃ اوسکی تصدیق ہوگی نہ فضا۔

(۱۰۴۸) اور الفاظ شرط سے ہے اذار اور اذاما اور کل اور کلاما منصوب اور متنی اور متنی یا اور ہر طرح کو ہے مثلاً کما انت طالق تو دخلت الدار یعنی تو طالق ہے اگر گھر میں داخل ہوگی اور ہر طرح من ہے مثلاً کما زوج نے اپنے ازواج سے من دخل منک الدار فی طالق یعنی جو تم سے داخل ہوگی گھر میں وہ طالق ہے تو اگر ایک عورت اون میں سے چند بار داخل ہوگی تو اوس پر بقیہ رہبر بار داخل ہونے کے طلاق واقع

ہوگی کیونکہ دخول منصات ہوا جماعت کی طرف تو اس کا عموم زیادہ ہوگا
یعنی منہم غسل کی بار بار مراد ہونی۔ کذا فی القایہ

(۱۰۴۹) کل الفاظ شرطیہ مذکورہ میں میں باطل ہو جاتی ہے سبب
باطل ہونے تعلیق کے جب کہ ایک بار شرط پائی جائے لیکن کلمہ کے لفظ
میں ایک بار شرط کے پائے جانے سے میں باطل نہیں ہوتی کیونکہ کلمہ
میں بعد میں بار کے میں باطل ہوتی ہے بوجہ اقتضائے کلمہ کے عموم فعال
کو جب کہ مقتضی ہے لفظ کل کا عموم اس کا تو اگر زوج نے کہا کلمہ دخلت
الدار فانت طالق یعنی حبسنی بار کہ داخل ہو تو گھر میں اوس قدر تو طلاق
ہے پھر عورت داخل ہوئی گھر میں تین بار تو وہ تین طلاقی کی بات
ہوگی پھر اگر بعد زوج نہائی کہ زوج اول کے نکاح میں آویگی اور چوٹی
بار گھر میں داخل ہوگی تو کچھ واقع نہ ہوگا یہ سبب لفظ طلاق تعلیق کے اور
اگر کما کل امراۃ اتزوجھا فی طالق یعنی جس عورت سے کہ میں نکاح
کروں تو وہ طالق ہے تو ہر عورت طلاق ہوگی بعد نکاح کی پھر اگر دوسری
بار اوس عورت سے نکاح کر لیا تو طلاق واقع نہوگی کیونکہ لفظ کل عموم
اس کا مقتضی ہے نہ عموم افعال کو

(۱۰۵۰) اگر کما زوج نے زوجہ سے کہ حبسنی بار تو گھر میں داخل
ہو تو طلاق والی ہے اور عورت نے تین بار داخل ہونے کے بعد چوٹی
ثانی سے نکاح کر کے پھر بعد طلاق یا موت زوج ثانی کے زوج اول
سے نکاح کیا تو اب طلاق واقع نہوگی دخول وار سے۔

(۱۰۵۱) اگر کما زوج نے زوجہ سے کہ جب میں تجھ سے تزوج کروں
تو تو طالق ہے اس صورت میں بعد نکاح کرتے ہیں بار کے بھی تعلیق

باغل نہ ہوگی بسبب داخل ہونے لفظ کلمہ (یعنی جبکہ) کے سبب ملک یعنی
 تزویج پر اور سبب ملک کا متنبہ ہی نہیں ہے تو طلاق واقع ہوگی ہر بار نکاح
 کرنے سے اگرچہ سنہ بار نکاح کیلئے ستر تزویج کے بعد اگر کوئی کہ جب بشرط
 پانی گئی یعنی تزویج تو بالفرض وراوس کو خیرا لاحق ہوگی یعنی طلاق۔
 (۱۰۵۲) اگر کہما تزویج نے اپنی مدخلہ سے کہ جب میں تجھ کو طلاق دو تو تو
 طلاق ہے پھر اوس کو ایک بار طلاق دی تو دوبار طلاق واقع ہوگی ایک
 طلاق بسبب تنجیز کے اور دوسری طلاق بسبب تعلیق کے بوجہ وجود
 بشرط کے۔

(۱۰۵۳) اگر کہما کہ جب تجھ پر طلاق واقع ہو تو تو طلاق ہے پھر اوس کو
 ایک طلاق دی تو تین بار طلاق واقع ہوگی بسبب کمر ہونے وقوع
 طلاق کے اگر کوئی کہ جب ایک طلاق دی تو بشرط پانی گئی تو دوسری
 طلاق واقع ہوئی اور ثانی کے وقوع سے پھر بشرط پانی گئی تو تیسری
 طلاق واقع ہوئی علیٰ ہذا القیاس الی غیر النہایت۔ لیکن وقوع طلاق کا
 تین سے زیادہ ہو گا کیونکہ تنجیز تین کی مبطل ہے تعلیق کی سخلات مسئلہ
 سابقہ کے کہ اوسمیں تکرار وقوع کی نہیں تو وہی بار واقع ہوگی نہ تنجیز
 (۱۰۵۴) بعد تعلیق کے زوال ملک کا خواہ ملک نکاح کا زوال بہ
 یا ملک بمین کا باطل نہیں کہ یا تعلیق کو تو اگر منکوحہ کو ایک طلاق یا دو
 طلاق یا تین دین اور اوسکی عدت گزر گئی یا غلام کو بیچا بعد تعلیق عشق
 کے پھر نکاح کیا مطلقہ باتہ سے گو بعد تزویج ثانی کے یا اوس غلام کو مول
 لیا پھر تعلیق کی بشرط پانی گئی تو عورت مطلقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا۔
 بھٹ بھٹے تعلیق کے بسبب باقی رہنے محل تعلیق کے مراد محل تعلیق

سے عورت اور غلام ہے۔ اور یہ جو کہا زوال ملک بطل تعلیق کا نہیں یہہ اوست
 صورت میں ہے جبکہ زوال کمتر تین طلاق سے ہوا ہو اور اگر زوال ملک کا تین طلاق
 سے ہوا ہو تو بلاشبہ بطل تعلیق کا۔ کیونکہ تین طلاق کی بطل تعلیق کی
 (۱۰۵۵) باطل ہو جاتی ہے تعلیق بعد پاسے جانے شرط کے ہر طرح

سے یعنی وجود غیر ملک ملک میں ہوا ہو یا غیر ملک میں درازوں طرح تعلیق
 باقی نہیں رہتی ہے لیکن اگر ملک میں شرط پائی گئی تو عورت مطلق ہوگی
 اور غلام آزاد ہوگا اور اگر شرط ملک میں نہ پائی گئی اس طرح کہ عورت داخل
 ہوئی گھر میں مثلاً بعد ایانت اور انقضائے عات کے قبل ترویج کے
 تو عورت مطلقہ نہ ہوگی اس طرح غلام آزاد نہ ہوگا کیونکہ خرا شرط کو لاحق
 نہیں ہوتی غیر ملک میں چنانچہ اسی پر مسئلہ آئندہ کو متفرع کیا۔

یہ حیلہ ہے اوس شخص کے واسطے کہ جسے معلق کیا تین
 طلاق کو دخول دار پر کہ عورت کو ایک طلاق دے کر چیکا ہو رہے یہاں
 تک کہ اوسکی عدت گذر جائے اور بعد عدت کے عورت گھر میں داخل
 ہو تو نوٹ جائیگی تعلیق (کیونکہ بعد وجود شرط کے تعلیق باطل ہو جاتی ہے)
 پھر اوس عورت سے نکاح کر لے تو اگر عورت پہلے اوس گھر میں داخل
 ہوگی تو کچھ واقع نہ ہوگا۔

یہ اوس صورت میں ہے جب کہ تعلیق یکلمہ کلمہ تھا اور اگر
 یکلمہ کلمہ تعلیق ہو تو ایک بار داخل ہونے سے تعلیق باطل نہ ہوگی تو وہاں
 بعد عدت کے قبل اعادہ نکاح کے عورت کو تین بار گھر میں داخل ہونا چاہیے
 تب تعلیق باطل ہوگی بیساکہ گذرا کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۰۵۶) اگر اخلاص پرے زوج اور زوجہ میں وجود شرط یعنی بغوت شرط

میں رواج و کوئی نہ کیا سو اسطے تقریر کیا تاکہ شرط عدمی کو بھی شامل رہے
مثلاً کہا کہ اگر زوج کو نہ داخل نہ کی گھر میں تو تو طلاق والی ہے (تو حالت
اختلاف میں قول زوج کا قسم کے ساتھ معتبر ہو گا یہ سبب انکار زوج طلاق
کو اور معتبر ہوتا ہے قول منکر کا

(۱۰۵) اگر سلیق کیا زوج نے طلاق کو چند روزہ خراج عورت کو نہ پہنچے
پر یعنی یوں کہا کہ اگر کتب کو تیرا نفقہ مثلاً شہر رجب میں نہ پہنچے تو تو طلاق
والی ہے پھر دعویٰ کیا زوج نے وصول کا اور انکار کیا اسکا عورت نے
تو قول زوج کا معتبر ہو گا اور اسی روایت پر یقین کیا ہے قیہ میں کیونکہ
اگرچہ بنظر ظاہر عورت منکر معلوم ہوتی ہے لیکن درپردہ مدعی ہے
طلاق کی اور نفس الامر میں ثبوت شرط کا اور طلاق کا زوج منکر ہے
تو اس کا قول معتبر ہو گا۔

لیکن تصحیح کی ہے خلاصہ اور بنیادی میں اسکی کہ مسئلہ سابقہ میں
عورت کا قول معتبر ہے اور اسی کو ثابت رکھا ہے بجز الرایق اور نہرا
تفایق میں اور یہی مقتضی ہے متون کی تخصیص کا (کیونکہ متون میں
مطلقاً قول زوج ہی معتبر ہے اختلاف کے نزدیک خواہ اختلاف وصول
نہیہ میں ہو یا کسی اور میں۔

لیکن مصنف منہج الفقار نے کہا ہے کہ ہمارے اوستاد
علی ہجرت بجز الرایق نے یقین کیا ہے اپنے فتویٰ میں موافق متون اور
موضوع سنگ آ کیوں کہ متون اور شرح ہی موضوع ہیں نقل مذہب میں
تو بلاشبہ روایت متون اور شرح کی مقدم ہو گی خلاصہ اور بنیادی
کی روایت پر (کیونکہ وہ دو قانون استقامی میں داخل ہیں چنانچہ ہمارے

اہل فقہ پر مخفی نہیں ہے۔

مگر جب کہ عورت گواہ لاوے اپنے دعویٰ پر تو گواہ مقبول ہوگی
شرط پر اگرچہ شرط نفی کی ہو چنانچہ یوں کہنا زوج کا کہ اگر آج کی رات میری
خوشدامن یا میری سالی نہ آویگی تو میری عورت طالق ہے پھر دو گواہوں
نے گواہی دی کہ خوشدامن یا سالی زوج کے پاس نہیں آئی تو یہ گواہی
مقبول ہوگی اور عورت مطلقہ ہوگی رکذافی مستح الغادر۔

ہر چند کہ نفی کی گواہی مسموع نہیں ہے لیکن یہاں اس واسطے
مسموع ہوئی کہ یہ ظاہر میں نفی ہے لیکن حقیقت میں اثبات ہے۔ طلاق
کی رکذافی حاشیہ الطحاوی۔

(۱۰۵۸) تین میں روایت ہے کہ اگر زوج نے کہا زوجہ ہے اگر

تختہ سے جماع نکروں تیرے حیض کے اندر تو طالق ہے۔ موافق سنت

کے پھر زوج نے کہا کہ میں نے تختہ سے حیض میں جماع کیا ہے۔ اگر

جماع کے وقت عورت کو حیض موجود ہے تو زوج ہی کا قول مستحب ہے۔

رکبوتکہ وہ مالک ہے انتشار جماع کا نفی نہیں میں جماع کرنا اور سکون

ہے گو شرعاً جائز نہیں ہے اور اگر دعویٰ جماع کے وقت عورت ظاہر

ہے خائض نہیں ہے تو قول زوج کی تصدیق ہوگی رکبوتکہ واقع

اوسکے قول کے مخالف ہے اور طلاق سنت کا وقت موجود ہے۔

یعنی طہر پس مسئلہ ان اختلاف فی وجہ الاستطراد القول لا اور مسئلہ آئندہ یعنی ان خصوص طلاق میں

اسے اطلاق پر نہیں ہیں یعنی معتد بہن مطلق نہیں ہے رکبوتکہ تعقید

مسئلہ پہلی تین کی روایت سے ثابت ہوئی کہ وقت طہارت حیض

کے زوج کا قول معتد نہیں ہے اور تعقید مسئلہ آئندہ کے خود زمین میں

(۱۰۳۸) جس شرط کا وجوہ معلوم نہ ہو سکے بجز عورت کے چنانچہ حیض اور حب اور نفض تو وہاں عورت کے قول پر ہی تسلیم ہوگی فقط اوسکی ذات کے حق میں نہ غیر کے حق میں (کیونکہ ایسا واسطے وہ آئین ہے اور اپنی سورت کے واسطے منہم ہے کذا فی حاشیہ المدنی تصدیق قرآن عورت کی باعتبار استحسان کے سبب بدون قسم کے کذا فی ہذا الفائق وجہ استحسان کی یہ ہے کہ یہ شرط بدون عورت کے معلوم نہیں ہو سکتی ہے اور اوس پر حکم شرعی مترتب نہوا تو عورت پر اوسکی خبر دینا واجب ہوتا کہ حرام واقع نہ ہو۔

(۱۰۴۰) عورت قریب البلوغ بالغہ کی ہمارے ہے اور احتلام مانند حیض کے ہے قول اصح میں تو اگر حیض پر تعاقب طلاق کی ہوئی اور کہا قریب البلوغ نے کہ مجھ کو حیض آیا تو تصدیق ہوگی مانند بالغہ کے اور یہی طرح غلام قریب البلوغ کے آزاد کی احتلام پر معلق ہوئی اور غلام نے کہا کہ مجھ کو احتلام ہوا تو اوسکے قول کی تصدیق ہوگی مثل حیض کے

(۱۰۶۱) اگر زوج نے کہا کہ اگر تو خالص ہوئی تو تو طالق ہے اور غلام نے عورت طالق ہے یا یون کہہ کہ اگر تو عذاب خدا کو دوست رکھتی ہے تو تو طالق ہے یا غلام اوسکا آزاد ہے تو اگر عورت نے کہا کہ میں عاوض ہوئی در حالیکہ حیض اس وقت قائم ہے تو تصدیق ہوگی اوسکے قول کی اور اگر حیض منقطع ہو گیا تو اوسکا قول مقبول نہ ہوگا چنانچہ زلیعی اور حادادی نے اسکو مصرح کیا ہے یا عورت نے یون کہہ مسئلہ ثانیہ کی جواب میں کہ میں عذاب خدا کو دوست رکھتی

ہوئے اگر فقہاء ہی عورت مخیرہ مطلقہ ہوگی نہ سوت اوسکی بشرطیکہ زوج
نہ اوسکی نکاح کی سزا ہو اور اگر زوج نے اوسکی تصدیق کی یا زوج کو اسکی
بیعت کا مونا معلوم ہو گیا تو دونوں عورتیں مطلقہ ہوئیں یعنی خیر دینی والی
اور اوسکی سوت نہ نکاح صحیح کے واسطے

(۱۰۶۳) اگر کما زوج نے کہ اگر تو طلاق ہوگی تو تو طلاق ہے وطلاق
واقع نہ ہوگی بجز و انکار آنے خون کے اسواسطے کہ شاید وہ استخاضہ ہو چکا ہو
خون جاری رہا برابر تین دن تک تو طلاق واقع ہوگی اوسوقت سے جسے
کہ عورت نے خوان دیکھا اور یہ طلاق بدعی ہوئی (کیونکہ حیض کا دن نہ ہوئی
پس اگر عورت غیر مدخولہ ہو سوا نکاح کرے دوسرے زوج
سے تین دن میں نومیہ نکاح صحیح ہوگا۔

پس اگر غیر مدخولہ بعد نکاح ثانی کے مرگئی تین دن کے اندر تو
وراثت اوس عورت کی زوج اول کو ہوگی (کیونکہ معلوم نہیں ہے کہ یہ
خون حیض تھا یا نہیں اسواسطے کہ خون حیض کا تین دن سے کم نہیں ہوتا
ہے اور اگر تین دن برابر خون جاری رہا تو زوج ثانی اوسکا وارث ہوگا
اور تصدیق ہوگی عورت کے قول کی اوسیکے حق میں نہ اوسکی سوت
کے حق میں۔

(۱۰۶۳) اگر زوج نے کہا کہ اگر تو طلاق ہوگی ایک حیض یا نصف حیض
یا ثلث حیض یا سبب حیض تو کل اور بعض کہنا کیساں ہے یہ سبب
عدم صحت پذیر ہی حیض کے تو ایک یا بعض حیض کی تالیق سے طلاق واقع
نہ ہوگی یہاں تک کہ عورت پاک ہو جاوے اوس سے (کیونکہ ایک حیض
نام ہے پورے حیض کا اور پورا ہونا حیض کا بہ دن پاکی کے متصور نہیں ہے)

اور یہ قول عورت کا حیض ہونے میں وہاں تک مقبول ہے کہ
اوسنے دوسری بار حیض نہیں دیکھا کذا فی الجواب یعنی حالت حیض
میں یا بعد پاک ہونے کے حیض کا اظہار کیا تو مقبول ہوگا اور اگر حیض
ثانی بین اظہار کیا تو مقبول نہ ہوگا۔

(۱۰۶۴) اگر کما زوج نے کہ اگر تو روزہ رکھے گی ایک دن تو تو طلاق
ہے تو طلاق واقع ہوگی وقت غروب آفتاب کے جس دن روزہ رکھے
مخلاف اس قول کے کہ اگر تو صائم ہوگی تو تو طلاق ہے اس میں غروب
آفتاب کی ضرورت نہیں ہے (کیونکہ صوم لغوی ایک ساعت پر بھی
صادق آتا ہے۔

(۱۰۶۵) اگر کما زوجہ سے کہ اگر تو لڑکا جنے تو تجکو ایک طلاق ہے اور
اگر تو لڑکی جنی تو تجکو دو بار طلاق ہے سو عورت لڑکا اور لڑکی ایک
کو بعد دوسرے کے جنے اور معلوم نہیں ہے کہ اول کون جنی لڑکا
یا لڑکی تو لازم ہوگی اوسکو ایک طلاق یا اعتبار قضا کے اور دو طلاق
یا اعتبار احتیاط کے بسبب احتمال تقدم جاریہ کے یعنی شاید اول لڑکی پیدا
ہوئی ہو اور آخر ہو گئی عدۃ طلاق کی ولد ثانی سے اور اسی سبب سے
ولد ثانی کے تولد سے کچھ واقع نہ ہوگا۔ (کیونکہ جو طلاق کہ متصل ہو نقصان
عدت کے اوس سے کچھ واقع نہیں ہونا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۶۶) اگر معلوم ہو پہلا ولد تو اوس میں کچھ کلام کی حاجت نہیں ہے
یعنی اگر عورت لڑکا جنی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور عدت لڑکی پیدا ہونے
سے آخر ہو گئی پھر دوسری طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر لڑکی پہلے جنی تو
دو بار طلاق واقع ہوگی اور عدت لڑکا ہونے سے منقضی ہو گئی۔ پھر

لیق الملاق
ت موجود

تیسری طلاق واقع نہ ہوگی۔

(۱۰۶۷) اگر زوجین میں اختلاف ہو اسو عورت نے دعویٰ کیا کہ اول لڑکی پیدا ہوئی اور زوج نے کہا کہ اول لڑکا ہو تو زوج کا قول مستبر ہوگا کیونکہ وہ منکر ہے زوج طلاق ثانی کا اور اگر ثابت ہوئی دلہن کی ولادت ساتھ ہی تو تین بار طلاق واقع ہوگی اور عدت اس صورت میں بیضون سے ہوگی کیونکہ عدت یہ سبب ولادت کے منقضی نہیں ہونی جب کہ ولادت ولیدین معاشرہ واقع ہوگئی طلاق کی

(۱۰۶۸) اگر جنی عورت ایک لڑکا اور دو لڑکیاں اور پہلا ولد معلوم نہیں ہے تو دوبار طلاق باعتبار قضا کے واقع ہوگی اور تین بار تیار احتیاط کے کیونکہ اگر لڑکا اول یا درمیان میں ہوگا تو تین بار طلاق ہوگی ایک اس کے سبب سے اور دو پہلی لڑکی کے سبب سے اور اگر لڑکا آخر ہوگا تو دو طلاق پہلی لڑکی کے سبب سے ہونگی پھر باقی دستہ کچھ واقع ہوگا کذا فی حاشیۃ البیضاوی ما قلنا عن المنہر۔

(۱۰۶۹) اگر عورت دو غلام اور ایک جاریہ جنی اور پہلا معلوم نہیں ہے تو تیار قضا کے ایک طلاق واقع ہوگی اور تیار احتیاط کے تین کیونکہ اگر دو غلام پہلے ہیں تو ایک طلاق ایک غلام کے سبب سے واقع ہوگی اور دوسرے غلام سے کچھ واقع نہ ہوگا کیونکہ تعلیق باطل ہونی یہ سبب اول غلام کے اور ولادت جاریہ سے کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ انقضاء عدت اسکی ولادت سے متعلق ہے اور اگر جاریہ اول ہی یا وسط میں تو تین طلاق واقع ہونگی ایک طلاق سبب اول غلام کے اور دو سبب جاریہ کے یہ مسئلہ محتمل ہے ایک کو اور تین کو تو قضا میں

اقل لازم ہوگا اور تیار احتیاط کے اکثر کذا فی حاشیہ الطحاوی۔
 (۱۰۷۱) یہ مسئلہ ولادت کا مخالفت ہے مسئلہ حمل کے پس اگر کما رنج
 نے کہ اگر تیرا حمل لڑکا ہے تو بچو ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی ہے تو
 دو طلاق ہے پھر وہ لڑکا اور لڑکی ساتھ ہی جنی تو طلاق واقع نہ ہوگی
 کیونکہ حمل نام ہے کل کا اس واسطے کہ اسم جنس مضاف ہے تو کل کو شامل
 ہوگا تو جب تک کل حمل لڑکا یا لڑکی نہ ہوگا تب تک طلاق واقع نہ ہوگی۔
 یہ سبب نہ پاس جانے شرط کے۔

(۱۰۷۲) اگر کما رنج نے کہ جو تیرے پیٹ میں ہے اگر لڑکا ہے تو بچو
 ایک طلاق ہے پھر اگر وہ لڑکا اور لڑکی ساتھ ہی جنی تو طلاق واقع
 نہ ہوگی یہ سبب عموم لفظ ماسکے تو مطلب یہ ہوا کہ جب جمیع مافی البطن
 لڑکا ہو تب شرط پائی جاتے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

(۱۰۷۳) اگر زوج نے کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہے تو بچو ایک
 طلاق ہے اور اگر لڑکی ہے تو دو طلاق ہیں یہ عورت لڑکی اور لڑکا
 دونوں ساتھ ہی جنی تو تین طلاق واقع ہونگی کیونکہ اس قول میں
 کوئی عام لفظ نہیں ہے کہ جمیع مافی البطن مراد ہو بلکہ لفظ فی البطن
 کا دونوں پر صادق آتا ہے۔

(۱۰۷۴) اگر معلق کیا طلاق کو عورت کے حمل پر تو طلاق واقع نہ ہوگی
 یہاں تک کہ جنی دو برس سے زیادہ وقت تعلیق سے یعنی بعد تعلیق کے
 جب تک دو برس سے زیادہ ولادت نہ ہوگی تب تک طلاق واقع نہ ہوگی
 اور اگر دو برس سے پہلے ما پوسے دو برس میں جنی تو طلاق نہ ہوگی
 کیونکہ احتمال ہے کہ شاید حمل تعلیق سے پہلے ہوا ہو کذا فی حاشیہ اللادقی

(۱۵۶) اگر کما زوج نے کہ اگر تو لڑکا جنے گی تو تو طلاق ہے یا آزاد ہے
 ہے پھر عورت مردہ لڑکا جنی تو زوجہ سزاوار ہوگی اور لونڈی آزاد ہوگی
 کیونکہ مردہ کو بھی لڑکا کہتے ہیں۔

(۱۵۷) مگر کما سولی نے ام ولد سے کہ اگر تو جنے گی تو تو آزاد ہے
 پھر وہ مردہ لڑکا جنی تو اس کے تولد سے ام ولد کی عدت منقضی ہو جائیگی
 لہذا فی الجوہرہ طبعی اور طحاوی محشیون نے کہا کہ اس مسئلہ میں سہو
 واقع ہوا ہے کیونکہ عدت نہیں ہوتی مگر بعد از او ہونے کے اور آزادی
 نہایت نہیں ہوتی مگر بعد ولادت کے تو کیونکہ ولادت سے عدت منقضی
 ہوتی شیخ رحمۃ محشی نے جواب دیا کہ قیاس تو یہی ہے لیکن عدت سے
 مقصود یہ ہے کہ صفائی رحم کی معلوم ہو اور ولادت سے صفائی معلوم
 ہوگی لہذا ولادت ہی پر انکشاف کی لہذا فی حاشیہ المہ فی

(۱۵۸) ثلثین کی عثمانی اور طلاق کی گوتین طلاق ہوں دو چیز پر یعنی فی الحقیقت
 دو پر تعلیق ہو گیا سبب مکر لانے شرط کے مثلاً کہ اگر آؤ گنا زیادہ اور اگر آؤ گنا کم تو تو طلاق
 یا تعلیق کی دو چیز پر یہ دونوں مکر شرط کی مثلاً کہ اگر آؤ گنا زیادہ اور اگر آؤ گنا کم تو تو طلاق ہے یا آزاد
 ہو تو طلاق اور عثمانی طلاق واقع ہوگی اگر شرط ثانی ملک میں پائی جاوے اور اگر شرط
 ثانی ملک میں نہ پائی جاوے گی تو معلق واقع نہ ہوگی بسبب مشروط ہونے ملک کے
 وقت حشر یعنی تعلیق ٹوٹنے کے وقت ملک ضرور ہی پھر جب شرط ثانی ملک میں
 نہ حاصل ہوتی تو معلق طالع نہ ہوگی اور شرط اول کا ملک میں حاصل ہونا کافی
 نہیں ہے اور اسکی چار صورتیں محمل ہیں۔

اول صورت یہ ہے کہ دونوں چیزیں ملک میں پائی جائیں
 اس میں طلاق واقع ہوگی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں چیزیں ملک میں پائی
جاوین اس میں طلاق واقع نہ ہوگی۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اول چیز ملک میں پائی گئی
نہ دوسری تو اس میں طلاق واقع نہ ہوگی۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ دوسری چیز ملک میں پائی گئی
نہ پہلی تو اس میں طلاق واقع ہوگی۔

(۱۷۷) اگر مطلق کیا تین طلاق کو یا لونڈی کی آزادی کو جماع پر تو
حادث ہوگا۔ بجز دہلے دونوں شہر مگاہ کے یعنی بجز دخول کے
طلاق اور آزادی ثابت ہوگی اور واجب نہ ہوگا مرد پر عقرد و لون
صورتوں میں یہ سب توقف اور درنگی کے بعد ادخال کے کیونکہ
ٹھہرنا اور درنگی جماع نہیں ہے بلکہ عبارت ہے ادخال سے۔ سو
ادخال بعد طبقات ثلاثہ اور عتق کے نہیں پایا گیا (عقرب عبارت ہے مہر
مثل سے حرہ بین اور لونڈی میں دسواں حصہ قیمت کا اگر وہ باکرہ ہے
اور بیواں حصہ قیمت کا اگر وہ باکرہ نہ ہو)

(۱۷۸) چونکہ لفظ ٹھہرنا بدون ادخال کے جماع نہیں ہے لہذا ٹھہرنے
کی طلاق رجعی بن زوج مراجعہ نوکا یعنی زوج نے دخول کیا پھر عورت کو
طلاق رجعی دی اور ٹھہر گیا بدون حرکت کے تو بجز دہلے کے رجعت
ثابت نہو کی نزدیک امام محمد کے اس واسطے کہ اس فعل کو جماع نہیں کہتے
ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک فقط اسی فعل سے رجعت ثابت ہے۔
کیونکہ بعد طلاق رجعی کے ٹھہرنا مساس سے خالی نہیں اور مساس ثابت
سے رجعت کا بحر الرائی میں کہا کہ مذہب ابو یوسف کا سبب قوت دلیل

کے لابق زوج کے ہے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۰۷۹) اگر زوج نے عضو تناسل نکالا پھر داخل کیا دوبارہ خواہ
ادخال حقیقتہً ہوا۔ اس طرح کہ آئہ تناسل کو عورت کی نسر نگاہ سے جدا کیا
پھر داخل کیا یا ادخال سکما ہوا اس طرح کہ بلا انفصال کے حرکت دی بدلتا
اخراج اور ادخال کے تود و تودن طرح نزع مراجع ہو گا یہ سبب دوسری
حرکت کے طلاق رجعی میں اور مرد پر سختہ واجب ہو گا تین طلاق یا عتق
کی تعلیق میں اور مرد واجب نہ ہو گی بسبب متعہ ہونے مجلس عتق اور
وطی کے یعنی تعلیق عتق میں جب کہ آئہ تناسل کو خارج کیا پھر داخل کیا تو چنانکہ
نکاح مرد پر حد نہ نا واجب آتی اس واسطے کہ یہ وطی بعد آنا نہ ہونے لوندی
کے ہوتی نملک میں تشبیہ علت میں۔ پس جواب دیا کہ بسبب اتحاد مجلس
کے یہ فعل ابتدائی نہیں ہے ہر دو حصے سے کہ حد لازم آوے کذا فی حاشیہ
المدنی۔

(۱۰۸۰) اگر زوج نے کما شکوہ تدریم سے کہ اگر میں فلانی سے نکاح
کردن پیرے اوپر تودہ طلاق ہے پھر زوج نے قدیم کو طلاق بائن دی
اور اس کی عدت میں جدیدہ سے نکاح کیا تو جدیدہ پر طلاق واقع نہو گی
کیونکہ شرط طلاق جدیدہ کی مشارکت تھی جدیدہ کی تدریم کے ساتھ
باری میں حالانکہ مشارکت نہ کور بعد طلاق بائن کو موجود نہیں ہے۔ عدم
لزوم قسم کے تعلیل خوب نہیں ہے اس واسطے کہ اگر جدیدہ سے سفر میں
زوج نکاح کرے گا تو بھی طلاق ہو گی حالانکہ سفر میں باری نہیں ہے تو عدم
بقاے نکاح تدریم بہتر تعلیل ہے عدم طلاق کی کذا فی حاشیہ المدنی
(۱۰۸۱) اگر نکاح کیا جدیدہ سے قدیمہ کی عدت رجعی میں یا زوج نے

یون نہ کہا کہ اگر تیرے اوپر نکاح کر دن بلکہ یون کہا کہ اگر فلانی سے نکاح کر دن تو وہ طالق ہے لہذا دو روزوں صورتوں میں مستکوحہ جدیدہ مطلقہ ہوگی مذکور کیا اسکو سکینے۔

(۱۰۸۲) اگر کما زوج نے زوجہ سے کہ تو طالق ہے انشاء اللہ کو ملا کر گریہ کیا انشاء اللہ کو متصل بھیجا بسبب دم لینے کے یا کھانسی کے یا دکار کے یا چھینک کے یا ہکھکاس کے یا کسی کے منہ بند کر لینے کے یا بسبب لفظ فاسملی کے جو معنیہ تاکیدی طلاق تکمیل طلاق اور مثال فاصل تاکیدی کے تو طالق انشاء اللہ مثال فاصل تکمیل کی تو طالق کیا تین طلاقات یا تین انشاء اللہ (۱۰۸۳) استثنائاً متصل سموع ہوا سطح کہ اگر نزدیک کرے کوئی شخص کان اپنا منکلم کے منہ کے طرف تو سن لے پس صحیح ہوا استنار کرنا بہرے آدمی کا کذا فی النحانیہ جب سماع کی بیہ حد ہوتی کہ دوسرا آدمی سننے کان لگا کر تو بہرے آدمی کا استثنائاً لکھی صحیح ہو گا ہر چند کہ خود سن سکا مگر دوسرا سن سکتا ہے تو یہ قول جو مشہور ہے فقہا کا کہ سموع وہ قول ہے جسکو آپ سنے اور اس سے صم مستثنیٰ ہے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۰۸۴) واقع نہ ہوگی طلاق انشاء اللہ کہنے سے بسبب شک کے کیونکہ زوج نے طلاق کو معاق کیا خدا کی مشیت پر اور خدا کی مشیت معلوم نہیں ہے تو شک پر اہمیت اور غیر مشیت میں اور نکاح ثابت ہو چکا ہے بالیقین تو طلاق ثابت ہوگی بسبب شک کے۔

(۱۰۸۵) طلاق واقع نہ ہوگی اگر زوجہ مر گئی ہو انشاء اللہ کہنے سے پہلے اور زوجہ غیر مدغمہ کا زوج وارث ہو گا اور اگر طلاق پڑتی تو زوج اور نکاح وارث تھا کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۰۸۷) اگر زوج مرگیا قبل لفظ انشاء اللہ کے تو طلاق واقع ہوگی بسبب عدم استئنا کے۔

(۱۰۸۸) شرط نہیں ہے صحت استئنا میں صحت استئنا کا کرنا تو اگر زوج نے عین یار طلاق کا ارادہ کیا اور اسکی زبان سے انت طالق انشاء اللہ نکل گیا تو استئنا صحیح ہوگا طلاق واقع ہوگی۔

اور شرط نہیں ہے یوں طلاق اور استئنا کا تو اگر بولا طلاق کو اور لکھا استئنا متصل بولنے کے یا اس کے عکس کیا یعنی طلاق کو لکھا اور استئنا کو فوراً بولا یا طلاق اور استئنا دونوں کو لکھا پھر استئنا کو بعد لکھنے کے پھاڑ دیا تو ان تینوں صورتوں میں طلاق واقع ہوگی کیونکہ لفظ مشروط نہیں ہے کذا فی العادیہ۔

(۱۰۸۹) مشروط نہیں ہے جانتا معنی استئنا کا یہاں تک کہ اگر زوج انشاء اللہ کو اپنے کلام میں بلا قصد نادانستہ بولا تو بھی طلاق واقع نہ ہوگی بخلاف امام شافعی کے کہ اس کے نزدیک صحت استئنا میں قصد اور اس کے معنی کا علم مشروط ہے۔

(۱۰۹۰) فتویٰ دیا ہے شیخ ربیع شافعی نے اس شخص کے حق میں جس نے قسم کھائی کسی حنفی پر طلاق کی پھر انشاء اللہ کہا قسم کھائی والے کے واسطے کسی غیر شخص نے در انحاء لیکہ قسم کھائی والا صحت استئنا غیر کا گمان رکھتا ہے فتویٰ دیا عدم وقوع طلاق کا انتہی کلام شارح کتاب ہے کہ ہم نے اپنے علماء حنفیہ سے کسی کو نہیں دیکھا جس نے اس مسئلہ کا فرض کیا ابو طحطاوی نے کہا کہ ظاہر کلام علماء حنفیہ کا یہ ہے کہ اتحاد مستلزم شرط ہے تو غیر کا استئنا کرنا صحیح نہ ہوگا واللہ اعلم

(۱۰۹) گواہی دی دو گواہوں نے نہایت یعنی انشاء اللہ کہنے کی اور زوج کو یاد نہیں ہے اور سکا کہنا سو اگر زوج وقت قلم کے اس حال پر تھا کہ نہیں جانتا کہ کیا لکھنا تھا اور سکی زبان سے بسبب غضب کے تو زوج کو اعتماد کرنا شاہدوں کے قول پر جائز ہے اور اگر اس کو ایسی حالت میں بھیجی کی تھی تو اس کو شاہدوں کے قول پر اعتماد ٹکڑنا چاہیے کذا فی بحر الرائق۔

(۱۰۹۱) مقبول ہو گا قول زوج کا اگر وہ مدعی ہو مستثناء کا اور منکر ہو عورت اور سکی ظاہر الروایت میں جو مروی ہے صاحب مذہب سے اور قول غیر ظاہر یہ ہے کہ زوج کا قول مقبول نہیں ہے بدو گواہوں کے اور اسی قول پر فتویٰ ہے نیا برا حیناط کے بسبب غلو خدا و زمانہ کے کذا فی النخانیہ۔

بعضی علما۔ یعنی کمال الدین بن الہمام نے فتح القدیر میں کہا ہے کہ اگر زوج معروف بصلاح و فتویٰ ہو تو اس کا قول معتبر ہے خیر الدین ربلی نے منہج الفقار کے حاشیہ میں کہا کہ جب قلم و قول کی ترجیح میں اختلاف پڑے تو ظاہر الروایت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۰۹۲) حکم تعلیق بالمشیتہ بین چنانچہ آدمی اور جن اور فرشتہ اور دیوار اور گدہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مشیت خدا کا حکم ہے یعنی اگر زوج زوجہ سے کہے کہ تو مطلقہ ہے اگر سب آدمی یا جن یا فرشتے چاہیں یا دیوار یا گدہ چاہے تو طلاق واقع نہ ہو گی کیونکہ سب آدمیوں کی خواہش معلوم نہیں ہو سکتی اس طرح جن احد فرشتہ کی خواہش معلوم نہیں

ہو سکتی اور دیوار اور رگہ سے بین تو مطلق ثبوت نہیں ہے۔
 (۱۰۹۳) اگر طلاق یا ثبوت خدا کو ساتھ ثبوت اور شخص کے جسکی
 ثبوت معلوم ہو سکتی ہے مثلاً یوں کہا کہ تو مطلق ہے اگر چاہا خدا
 نے اور چاہا زید نے تو اصلاً طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ زید چاہے
 (۱۰۹۴) استثناء میں سے یہ قول ہے انت طالق لولا البوک وانت طالق
 حنک وانت طالق لولا انی احنک مثلاً کہا کہ تو مطلق ہے اگر تیرا باپ
 نہ ہو یا تو مطلق ہے اگر تیرا حسن نہ ہو یا تو مطلق ہے اگر میں تیرا محبوب
 نہ ہوتا تو اس قول سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ کذا فی النکاحیہ کیونکہ داخل
 ہونا کلمہ لولا کا امتناع خبر الیٰنی طلاق پر دلالت کرتا ہے یہ سبب وجود
 شرط کے

اور استثنا میں سے ہے سبحان اللہ کہنا مثلاً کہ انت طالق
 سبحان اللہ تو طلاق واقع نہ ہوگی مستوی دیا ہے اس پر کمال الدین
 ابن ہمام نے لیکن اس کلمہ کے استثناء میں جلی محشی نے وجہ بعید
 بیان کی ہے کہ قتال وغیرہ محشیوں کو پسند نہیں ہے اور فتح القدر
 سے سبحان اللہ کا ہنر کہ استثناء کے ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ خلاف
 اس کے متبادر ہوتا ہے کہ انی عاصیۃ المدنی۔

(۱۰۹۵) اگر کما زوج نے کہ تو طالق ہے تین بار اور تین بار اگر چاہا
 اللہ نے یا مولیٰ نے غلام سے کہا کہ تو حرام ہے اور حرام ہے اگر چاہا اللہ
 نے تو زوجہ مطلقہ ہوگی تین طلاق کی اور غلام آزاد ہو گا نزدیک
 امام اعظم کے کیونکہ لفظ ثانی یعنی ثلثا اور لغوی لفظ اول سے کچھ زیادہ
 فائدہ اس میں نہیں ہے اور لفظ ثانی تا کی یہی نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے

کہ جدائی ہوگی لفظ اول کو ثانی سے سبب وادع کے اور تاکید میں جدائی نہیں ہوتی تو مستثناء صحیح نہوا۔

اسبطح طلاق واقع ہوتی ہے اس قول سے کہ انشاء اللہ انت طالق (یعنی انشاء اللہ تو طلاق والی ہی کہو کہ یہ قول تعلیق پر امام و محمد و زکیہ و تعلیق ہے نزدیک ابو یوسف کے بوجہ متصل ہونے مبطل کے ساتھ ایجاب کے (مبطل سے مراد مستثناء ہے) اور ایجاب سے مراد انت طالق ہے بوجہ کہ ایجاب باطل ہو تو طلاق واقع ہوگی چنانچہ طلاق واقع نہیں ہوتی اگر مستثناء موخر ہو مثلاً انت طالق انشاء اللہ اور صحیح کی ہے بزاز نے ابی یوسف کے قول کی اور خانیہ میں ہے کہ ابو یوسف ہی کے قول پر فتویٰ ہے اور بیضون نے کہا کہ خلاف بالکس ہے۔

یعنی انشاء اللہ انت طالق ابو یوسف کے نزدیک تعلیق ہے اور امام محمد کے نزدیک تعلیق اور بہر وقت تدبیر مفتی یہ عدم وقوع طلاق ہے جبکہ مقدم کرے زوج مثبت کو یعنی انشاء اللہ کہ اور فی خبر امین نہ لاوی شراح نے تصریح کی کہ متن اس مقام میں خلاف مفتی یہ ہے۔

(۱۰۹۶) اگر زوج نے کہا کہ انشاء اللہ فانت طالق (انشاء اللہ تو طلاق والی ہے) تو باتفاق امام اور صاحبین کے طلاق واقع ہوگی۔ کذا

فی بحر الرائق

(۱۰۹۷) مگر اس اختلاف کا اوس شخص کے حق میں ظاہر ہوتا ہے جس نے قسم کھائی کہ میں طلاق کی قسم نہ کھاؤں گا اور وہ قول یولای فی انشاء اللہ انت طالق اوسکی زبان سے نکلا تو اوسکی قسم یوگی تعلیق کثیرہ لاطال پر چنانچہ نہر الفریق میں فاضی خان سے منقول ہے کہ

طلاق مفردن باستثنا صحیح نہیں ہے یعنی تعلیق ہے ابو یوسف کے نزدیک اور امام محمد کے نزدیک تعلیق نہیں ہے بلکہ ابطال ہے یعنی اصل کلام بسبب استثنا کے باطل ہو گیا کہ ان فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۹۸) اگر کہا کہ تو طالق ہے ساتھ مثبت خدا کے یا ساتھ ارادہ خدا کے یا ساتھ محبت خدا کے یا ساتھ رضا خدا کے تو طلاق واقع نہ ہو گی۔ کیونکہ مثبت الہی اور ارادہ اور محبت اور رضا امور غیبیہ سے ہیں بشر کو اطلاع اوپر ممکن نہیں ہے تو بسبب شک کے طلاق واقع نہیں ہو سکتی ہے۔

(۱۰۹۹) اگر زوج نے کہا کہ تو مطلقہ ہے یا امر خدا یا حکم خدا یا بقضار خدا یا باذن خدا یا بعلم خدا تو فی الحال طلاق واقع ہو گی خواہ امور مذکورہ خدا کی طرف منسوب ہوں خواہ بندہ کی طرف۔ کیونکہ ایسے قول سے عرف میں تنجز مراد ہوتی ہے نہ تعلیق تو گو یا مطلب یہ ہوا کہ تو مطلقہ ہوئی اس واسطے کہ تھے اسے طلاق دینے کا امر کیا اور اضافت الی العبد کی مثال حسب انچه زوج کا یوں کہنا کہ تو طالق ہے بحکم قاضی یا یا مرتاضی یا بعلم قاضی۔

(۱۱۰۰) اگر الفاظ عشرہ یعنی مثبت وغیرہ اور امر وغیرہ کو لام کے ساتھ کہا یعنی یوں کہنا کہ انت طالق لستہ اللہ اولامہ لری یعنی تو طالق ہے بسبب مثبت اللہ تعالیٰ کے یا بوجہ اس کے امر کے تو ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہو گی۔ کیونکہ لام موضوع ہے واسطے تعلیل کے اور علت کا ہونا طلاق کے واسطے نفس الامر میں ضرور نہیں ہے اگر امور عشرہ کے قول مذکور میں بجز فی اللہ کی طرف

نسبت کی تو طلاق نہ واقع ہوگی سب صورتوں میں۔ کیونکہ فی بعضی
شرط سے تو انت طالق فی مستحبہ اللہ بجا ہے انت طالق انشاء اللہ
کی ہے۔ مگر لفظ علم میں فی احوال طلاق واقع ہوگی اور یہی طرح
لفظ قدرت میں اگر نیت کی قدرت کے ضد عاجز کی تو طلاق واقع ہوگی بسبب وجود
قدرت حق تعالیٰ کے یقیناً۔

(۱۱۰۱) اگر کہا کہ انت طالق فی علم اللہ یا کہا کہ انت طالق فی
قدرت اللہ تو فی احوال طلاق واقع ہوگی کیونکہ علم الہی اور قدرت
الہی قطعی الوجود ہیں تو کو یا یہی تسلیم ہوئی امر موجود ہے۔
(۱۱۰۲) اگر زوج نے قدرت سے تقدیر کی نیت کی تو طلاق
واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ حکیم مطلق گاہے شے کو مقدر کرتا ہے اور
گاہے نہیں تو اس صورت میں تعلیق بالاجہول ہوگی گناہی حاشیہ
السدنی۔

(۱۱۰۳) اگر نسبت کی سببہ کی طرف بحرف فی تو نسلیک ہوگی
پہلے چار امور ہیں یعنی مشیت اور ارادہ اور محبت اور رضائیں
اور جو لفظ کہ انکے ہم معنی ہو چنانچہ ہوئی معنی محبت اور خواہش
اور رویت یعنی دیدار تسلی اور یہ اضافت تعلیق ہوگی ان چاروں
کے غیر میں اور وہ چہ ہیں یعنی امر اور حکم اور قضا اور اذن اور علم
اور قدرت تو اگر زوج نے کہا انت طالق فی مشیتہ زید یعنی تو
طلاق ہے بشرط خواہش زید کے (تو یہ تملیک ہے زید کو مجلس تک
تعلیق کا اختیار ہے اور اگر کہا انت طالق فی امر زید یعنی تو طلاق
ہے بشرط حکم زید) تو یہ تعلیق ہے۔ پھر الفاظ عشرہ یا مضاف ہوں

خدا کی طرف یا عید کی طرف تو میں ہوے اور بیسویں تین حال سے
خالی نہیں یا ساتھ یہ کے مستعمل ہوں یا لام کے یا فی کے چنانچہ انت
طلاق بعلم اللہ اولعلم اللہ او فی علم اللہ اولعلم اللہ زید او فی علم
زید تو یہ ساتھ صورتیں جو ہیں۔

(۱۱۰۴) برازیہ میں ہے کہ لکھا زوج نے طلاق کو اور مستثنا کیا
ساتھ لکھنے کے تو صحیح ہے اس سے دو صورتیں مفہوم ہوئی ایک یہ
کہ طلاق اور استثنا کو ساتھی بولے اور دوسری یہ کہ دونوں کو
ساتھی لکھے تو اگر ساتھ کو ضرب کیجئے دو میں تو ایک سو بیس ہوتے
ہیں یہاں تک کہ شیخ محشی نے اونتر ہزار ایک سو بیس بلکہ چوراشی
ہزار چار سو صورتیں ثابت کیں ہیں جسکو دریافت تفصیل کا شوق ہو
حاشیہ شیخ عابد ہندی مدنی کو بلا خط کیے

(۱۱۰۵) اس قول میں کہ انت طالق کیف شاء اللہ یعنی تو طالق ہے
حسن کیفیت سے کہ خدا چاہے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ کداسے
حاشیہ المدنی۔

(۱۱۰۶) اس قول سے کہ تو طالق ہے تین بار مگر ایک بار نہیں تو طلاق
واقع ہوگی۔ کیونکہ استثنا اقل کا اکثر سے بلا خلاف جائز ہے۔

(۱۱۰۷) اس قول میں کہ تجکو تین طلاق ہیں مگر تین تو تین طلاق
واقع ہوگی۔ کیونکہ استثنا کرنا مکمل کا مکمل سے باطل ہے۔

(۱۱۰۸) اس قول میں کہ تجکو تین طلاق ہیں مگر تین تو تین طلاق
واقع ہوگی۔ کیونکہ استثنا کرنا مکمل کا مکمل سے باطل ہے۔

(۱۱۰۹) اس قول میں کہ تو طالق ہے دس بار مگر تو بار ایک

طلاق واقع ہوگی۔ کیونکہ جب نو کو دس سے گرایا تو ایک باقی رہ گیا۔
(۱۱۱۰) اس قول میں کہ تو طالق ہے دس بار مگر آٹھ بار دو
طلاق واقع ہو گئی۔

(۱۱۱۱) اس قول میں کہ تو طالق ہے دس بار مگر سات بار تین
طلاق واقع ہو گئی۔

(۱۱۱۲) اس قول میں کہ تین طلاق ہیں مگر ادھی تو قول
مختار میں تین طلاق واقع ہو گئی۔ کیونکہ بعض طلاق کا استثنا۔ لغو ہے
اور ایسا صفت سے روایت ہے کہ دو ہی طلاق واقع ہو گئی کذا فی
فتح القدیر۔ کیونکہ اون کے نزدیک بعض کا استثنا صحیح ہے باتنا اطلاق
راجحہ میں ہے کہ اس قول سے کہ تو طالق ہے مگر ایک دو
طلاق واقع ہو گئی۔

(۱۱۱۳) مانگی عورت نے طلاق سو زوج نے کہا کہ طالق ہے بچا
طلاق کی تو عورت نے کہا کہ مجھ کو تین طلاق کافی ہیں سو زوج نے
کہا کہ تین طلاق مجھ کو اور باقی تیری ساتھ والیوں کے واسطے
اور حالانکہ مرد کے تین عورتیں اور بہن سوائے مخاطبہ کے تو مخاطبہ
ہی مطلقہ ہوگی اس کے سوائے اور کوئی بھی مطلقہ نہ ہوگی یہی
قول مختار ہے کیونکہ بچا پس بعد تین کے لغو ہو گین تو اسکی سولہ
پر لغو طلاق سے کچھ واقع نہ ہوگا۔

(۱۱۱۴) اور اس قول میں کہ اگر میں بہن اس شہر میں تو
زوجہ اسکی یعنی بیہ مطلقہ ہے پھر فوراً شہر سے نکل گیا پھر اپنی زوجہ
سے خلع کیا بعد اون کے اسی شہر میں آ رہا قبل گذر نے عدت محکمہ

کی تو بسبب اس رہنے کے وہ عورت مطلقہ نہ ہوگی کیونکہ شرط پائی جاتی کیونکہ وہ عورت اس کی زوجہ نہیں ہے۔ کذا فی الجملہ (۱۱۱۵) اگر کما زوجہ سے کہ اگر میں اس شہر رہوں تو تو مطلقہ ہو پھر فوراً نقل کیا پھر اس سے فسخ کیا پھر یہ اس کے شہر میں آ رہا تو مخاطبہ مطلقہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں تعلیق سنی پر بقید زوجیت نہیں ہے بخلاف پہلی صورت کے کذا فی حاشیہ المحدثین اسکو یاد رکھنا چاہیے۔

(۱۱۱۶) اس قول میں کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تو ایسی ہے یعنی مطلقہ ہے تو مخاطبہ پر طلاق واقع نہ ہوگی یہاں تک کہ اس کے دوبار نکاح کرے۔ بخلاف اس کے وہ صورت ہے کہ اگر خیرا کو موخر نکاح یعنی اگر حبیہ کو شرط پر مقدم کرے گا یا درمیان میں لاوے گا دونوں شرطوں کے تو ایک ہی بار نکاح کرنے سے مخاطبہ مطلقہ ہوگی مثال تقدیم خیرا انت طالق ان تزوجتک وان تزوجتک اور تو سبب خیرا کی مثال ان تزوجتک فانت طالق وان تزوجتک کذا فی حاشیہ المحدثین (۱۱۱۷) زوج نے کہا کہ اگر میں غائب رہوں چار مہینے تو امر تیرا تیرے ہاتھ میں ہے پھر اس کو طلاق دی کمتر تین سے عورت نے بعد عدت کے زوج ثانی سے نکاح کیا پھر مطلقہ ہوئی اور بعد عدت کے زوج اول کے نکاح میں آئی بعد اسکے مرد غائب ہوا چار مہینے تو عورت کو اپنی ذات کو طلاق دینے کا اختیار ہے کیونکہ زوال ملک مطلق تعلیق نہیں ہے۔

(۱۱۱۸) اگر زوج نے زوجہ کو طلاق مقوض کی بدولت تعلیق کے

پھر عورت نے خلع کیا تو اختیار طلاق کا عورت کو باقی نہ رہتا۔
 کیونکہ یہ تنجیز ہے نہ تعلیق یعنی انقضاء منجز مادام النکاح قائم ہے جب تک
 نکاح نہ ہو تو انقضائے بھی نہ ہوگی اور مثال اس تعلیق تو زوال نکاح باطل ہوگی کذا فی حاشیہ المدنی
 (۱۱۱۹) بلا یا زوج نے زوجہ کو واسطے جماع کے تو زوجہ نے انکار
 کیا تو زوج نے کہا کہ یہ امر کب ہوگا سو عورت نے کہا کہ کل تو مرد نے
 کہا کہ اگر اس مطلب کو کل نہ کرے گی تو تو ایسی ہے یعنی مطلقہ ہے پھر زوج
 اور زوجہ دو لون اسکو ہیول گئے یہاں تک کہ کل کا دن گزر گیا
 تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ بقاے تعلیق موقت میں اسکان یرسین
 شرط ہے اور یہاں بسبب نسیان کے اسکا وقت نہ ہلندا تعلیق
 باطل ہوگئی۔

(۱۱۲۰) قسم کھائی زوج نے کہ عورت سے صحبت نہ کروں گا پھر چٹ
 لیا سو عورت اُٹھی اور اسنے صحبت کی تو مرد اگر حالت جماع میں
 جاگتا ہوگا تو طاعت ہوگا۔

(۱۱۲۱) شوہر نے کہا عورت سے کہ اگر میں تجھ کو آسودہ نہ کروں
 جماع سے تو تجھ کو طلاق ہے تو یہ آسودگی عورت کے انزال بہ موت
 ہے۔ کیونکہ آسودگی سے مراد کسر شہوت ہے بسبب جماع کے سو یہ
 بدون انزال کے نہیں ہوگی۔

(۱۱۲۲) مرد نے کہا کہ اگر میں زوجہ سے ہزار بار جماع نہ کروں تو وہ
 مطلقہ ہے اور یہ محمول مبالغہ اکثریت جماع پر ہے نہ عدد خاص پر خانیہ میں
 کہا کہ ستر بار کثیر میں داخل ہے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۱۲۳) مرد نے عورت سے کہا کہ اگر میں تیری وحشی کر دوں تو تو

طلاق سے رازقہ و طہر جماع نہ لگنا پر معمول ہے) کیونکہ وطن سے متعارف جماع ہی ہے اور اگر زوجہ وطنی سے دہم سے بروہ نہ نا اور کچلنا مراد لگنا تو اس معنی سے بھی ماننا ہوگا چنانچہ جماع سے

(۱۱۲۴) ایک مرد کی ایک عورت متعجب سبب طاع سے یا احتلام سے اور دوسری حالتوں سے ہے اور تیسری نفاس والی ہے۔ دوسری مرد نے کہا کہ تم عورتوں میں سے کدو تراو پلید تر مطلقہ ہے۔ تو نفاس والی عورت پر طلاق پڑے گی۔

(۱۱۲۵) اگر مرد نے کہا چون عورتوں سے کہ تم میں سے افحش کو طلاق ہے تو حائض پر طلاق واقع ہوگی۔ کیونکہ ذکر کرنے میں حیض افحش اور معیوب ہے نفاس سے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۲۶) زید نے کہا خالد سے کہ میری کچھ حاجت ہے تیری طرف سے تو خالد نے کہا کہ اس کی زوجہ مطلقہ ہے اگر میں قضاہ حاجت نکرون سو زید نے کہا کہ وہ حاجت تو یہی ہے کہ تو اپنی زوجہ کو طلاق دے تو خالد کو جائز ہے کہ زید کی تصدیق نہ کرے کیونکہ احتمال دروغ گوئی زید کا محتمل ہے شاید اس کی حاجت کچھ اور ہو جب اس نے دیکھا کہ یہ قسم کھا بیٹھا

تو زوج یا زوجہ کی ضرورت سانی کیواسطے یوں اظہار کیا۔ علاوہ اسکے جب زوج اور زوجہ میں وجود شرط کا اختلاف ہو تو زوج ہی کا قول معتبر ہے تو اجنبی کے ساتھ بطریق اولی معتبر ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۱۲۷) ایک شخص نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر آج میں رات کو تم کو اپنے گھر کی طرف نہ لجاؤں تو اس کی عورت مطلقہ ہو پھر اون کو تھوڑی دور لے چلا کہ اس کو کو تو ال نے مہر اس کی ساتھیوں

کے قید کر رکھا اور اس کے گھر تک نہ پہنچنے دیا تو وہ شخص عانت نہ ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ تعلیق لیجانے پر بھی نہ گھر میں داخل کر سکی سو لیجانا متحقق ہو گیا۔

(۱۲۸) کما زواج نے اپنی زوجہ سے کہ اگر بلا اذن میرے تو گھر سے نکلی تو طلاق ہے پھر عورت بہ سبب آگ لگنے یا گھر گرنے کے نکلی تو زوج عانت نہ ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوگی اس طرح خوف غرق و خوف ذاکہ وغیرہ کیونکہ نیا یہ میں عرت پر ہے اور ایسے امور عرض نہیں کیج سکتی ہوتی ہیں۔

(۱۲۹) ایک شخص نے شہر یا گھر سے نکلتے ہوئے قسم کھائی کہ اب نہ لوٹنگا پھر لوٹا کسی بیوی ہوتی چیز کے لیے تو عانت نہ ہوگا (۱۳۰) کما زواج نے کہ اگر فلا نے شخص کو تو نہ لاوے گی یا میرا کپڑا سیو مت نہ پیر دیگی تو طلاق ہے پھر فلا نا شخص خود آگیا دوسری طرف سے یا زواج نے فوراً اپنا کپڑا الیذا قبل دینے عورت کے تو زوج عانت نہ ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوگی۔

(۱۳۱) زواج نے زوجہ سے کہا کہ اگر میں وہ انٹرفی جو جہیز قرض ہے فلا نے عینہ کے شروع تک تھکوں تو طلاق ہے پھر زواج نے قبل شروع ہونے اوس عینہ کے انٹرفی معاف کر دی۔ تو زواج عانت نہ ہوگا اور عین باطل ہو گئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

(۱۳۲) تالیق سے مراد وہ وفاقی ہیں جو عقد نکاح کے وقت مشروط لکھی جاتی ہیں۔

(۱۲۲) زوج نے قلیق کیا کہ اگر زوجہ کو شہر سے باہر لپکا یا دوسرے
 دوسرا نکاح کر لیا یا کہ زوجہ زوج کو فلاں نے فرض سے ابرا کرے یا باقی
 مہر سے ابرا کرے تو زوجہ مطلقہ ہے تو اگر زوج کل فرض یا باقی
 مہر دیدے تو قلیق باطل نہوگی کیونکہ فقہانے مصرح کیا ہے کہ بعد
 وصول دین کے بھی براءۃ اسقاط صحیح ہے اور جو دیا ہے اسکا پیر
 درست ہے (بیمادۃ اسقاط یہ ہے کہ دانن مدیون کو اپنا دین معاف
 کر دے اور اپنا حق اوسکی گردن سے سافط کر دے) اسواسطے کہ
 بیمادۃ اسقاط قبل وصول دین کے بھی ہوتی ہے اور بعد وصول کے
 بھی لیکن مدیون بعد بیمادۃ اسقاط کے جو دیا تھا دانن سے پیر سکتا ہے
 کیونکہ وہ بیمادۃ سے فارغ الذمہ ہو گیا پھر جب بیمادۃ بعد وصول کے بھی
 صحیح ہوتی تو قلیق بیمادۃ کی کیونکہ باطل نہوگی اور چونکہ قلیق باطل نہوئی
 لہذا بعد بیمادۃ کے بھی طلاق واقع ہوگی

باب طلاق المریض

یہ باب ہے طلاق مریض کے احکام میں

(۱۲۳) طلاق دینے والے مریض کو فار بھی کہتے ہیں (یعنی بہاگٹھی)
 (۱۲۴) اگر مرض الموت میں عورت کو اسواسطے طلاق دے کہ وہ
 اوسکے مال کی وارث نہ ہو تو مردود ہوگا اور سپر ارادہ اوسکا تامی
 عدت تک یعنی اوسکے فرار کا کچھ اثر نہ ہوگا عورت عدت تک اوسکی
 وارث ہوگی۔

(۱۲۵) جو شخص کہ غالب حال اوسکا ہلاکی ہے مرض سے یا غیر مرض سے
 اسطرح کہ توڑ دیا اور لٹاڑ ڈالا اوسکو بیماری نے بہانہ کہ عاجز

ہو گیا اور اسکے سبب سے اپنے مسالک کی اقامت سے گھر کے باہر یعنی
 بیماری سے باہر کے کاروبار ضروری نہیں کر سکتا۔ یہی قول نعمت
 مریض میں اصح ہے چنانچہ فقہ مدرس عاجز ہو جاوے مسجد کے جائے سے
 اور مرد و بازاری عاجز ہو جائے دو کاف کے جائے سے اور عورت
 کے حق میں حد مرض کی یہ ہے کہ وہ عاجز ہو جاوے گھر کے اندر کے
 کاروبار یعنی پکانے اور گھر چھاڑنے سے کذا فی البرازیہ لہذا اگر عورت
 قادر ہے پکانے پر نہ حجت کے چڑھنے پر تو مریض نہ ہو گی تہ الفایق
 میں کہا ہے کہ یہ قول ظاہر ہے۔

(۱۲۷) مجتبیٰ کی کتاب الوصایا کے اخیر میں یوں ہے کہ بیماری
 خطرناک جو معتبر ہے فار ہوئے میں سو وہ ہے جس سے مباح ہو چکو
 نماز پڑھنا بیہ کر اور جب کو بیماری نے بٹھا دیا ہو اور جب کو فالج کی بیماری
 ہووے یعنی آداب دھڑر گیا ہو اور جب کو رسل کی بیماری ہے جب کہ وہ
 پرانی ہو جاوے اور اس کو بستر پر نہ اٹے تو یہ ستھون بیمار مانند
 تندرست اور صحیح کے ہیں یہ رمز کی شیخ نے کہ حد تطاول مرض کے
 ایک سال ہے انتہی کلام المجتبیٰ عالمگیری میں حد تطاول کی شیخ ترمذی
 تائیدی سے منقول ہے اور واقعات میں شمس الدین سرخسی سے کذا
 فی حاشیۃ المدنی۔

فیہ میں ہے کہ مفلوج اور معلول اور مقعد جب تک یہ بیماریاں
 پڑھتی جاتی ہیں مانند مریض کے ہیں اور جب ترقی موقوف ہو گئی تو
 مانند صحیح کے ہیں کذا فی فتاویٰ عالمگیری
 یا غلبہ ہلا کی سکا اسطرچر ہو کہ خنگ کرے اپنے سے زیان

زور آور سے یا پیش کیا گیا ہو قتل کرنے کے واسطے خون کے لیے یا سنگساری میں یا باقی رہ گیا ہو ایک ٹخنہ پر کشتی کے تھنوں سے یا پکڑا ہوا ہو اسکو درندہ چالوڑنے اور اس کے منہ میں بیچ رہا ہو تو ایسا شخص فارباً طلاق ہے اسکو طلاق دینا جائز نہیں ہے کیونکہ عورت کا حق اس کے مال میں مشعل ہو چکا۔

(۱۱۳۸) صحیح نہیں تبرع فار کا مگر ثلث سے (تبرع سے مراد عقود غیر لازمہ میں جیسے وقف یا نکاح کرنا زیادہ معرٹل سے)

(۱۱۳۹) اگر فار نے عورت کو طلاق باتن دی اور عورت اہل تنہی میراث کی (یعنی حرہ مسلمہ تھی) زوج اسکی اہلیت کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو مثلاً ازوجہ کتابیہ مسلمان ہو گئی یا اسکی ازوجہ لونڈی آزاد ہو گئی اور زوج کو اسکا اسلام یا آزاد ہونا معلوم نہ ہوا ہو اور طلاق مذکور دی اپنی خوشی سے بدون رضا مندانہ ازوجہ کے تو جائز نہیں ہے۔

(۱۱۴۰) اگر طلاق میں زبردستی ہوئی ازوجہ کی زوج پر یا عورت راضی ہو گئی اپنی طلاق سے تو وارث نہ ہو گی۔ کیونکہ عورت نے اپنا حق آپ قطع کیا اور یہ مراد نہیں ہے کہ غیر عورت کا اکراہ وراثت کا بیطل ہے اس واسطے کہ اس میں عورت کا کچھ قصور نہیں ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۴۱) اگر عورت پر جبر ہوا اس کے راضی ہونے پر یعنی عورت سے زبردستی طلاق کا سوال کرایا یا زوج کے بیٹھے زبردستی عورت سے صحبت کی تو وارث ہو گی۔ کیونکہ جبر رضامندی نہیں ہے۔

تطبیقہ زوج طلاق دینے والا ویسا ہی بیمار اوسی حال سے بیمار ہوا
اوس مرض میں مر گیا۔

(۱۱۴۴) اگر زوج بعد طلاق کے تندرست ہو گیا پھر زوجہ کی عدت
میں مر گیا تو زوجہ وارث نہوگی اوسکی۔

(۱۱۴۵) اگر اسی مرض ہی کے سبب سے موت ہو زوج کی یا اوسکی
سوا بجسے کہ مریض قتل کر ڈالا جائے یا کسی اور جہت سے مر جائے
عدت میں (عدت کی قیدہ مدخلہ کے واسطے ہے) تو عورت مدخلہ
وارث ہوگی زوج کی۔

اگر عورت اول مر گئی تو زوج وارث نہوگا بسبب
راضی ہونے زوج کے اپنے اسقاط حق سے۔

(۱۱۴۶) خلاصہ یہ ہے کہ اگر زوج طلاق بائن دیگا اپنی خوشی سے
اور اوس بیمار میں عدت کے اندر مر جائیگا تو عورت مطلقہ ہوگی
وارث ہوگی موت اوسکی بیمار میں سے ہو یا کسی اور وجہ
سے اور مدخلہ کی قیدہ سے خلوت والی عورت قتل گئی اس واسطے
کہ ہرچند اوس پر عدت واجب ہے لیکن وہ وارث نہیں ہوتی۔

امام احمد حنبل کے نزدیک زوجہ فار کی وارث ہوگی
بعد عدت کے بھی جب تک دوسرے سے نکاح نہ کرے اور یہی مذہب
ہے اسحق اور ابن ابی لیلی کا اور امام مالک کے نزدیک اگر دوس
ازواج سے نکاح کر لگی تو بھی وارث ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی
(۱۱۴۷) اسی طرح وارث ہوگی رجعی طلاق یا فقط طلاق کی
مانگنے والی جو مطلقہ ہوگی ایک طلاق بائن سے یا یتن طلاق سے

اس واسطے کہ طلاق رجعی نکاح کو زایل نہیں کرتی حتیٰ کہ وطیٰ او سکی طلال
ہے اور زوجین ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں عدت کے
اندر ہر طرح سے یعنی خواہ صحت میں طلاق رجعی دی ہو خواہ بیماری
میں لیکن اگر عدت منقضی ہو گئی تو نکاح زایل ہو گا۔

(۱۰۷۶) کفایت کرتی ہے اہلیت عورت کی وراثت کے واسطے
زوج کی موت کے وقت بخلاف باتن کے کہ اوس میں طلاق اور موت
دونوں وقتوں میں اہلیت وراثت کی مشروط ہے۔

(۱۰۷۷) اسی طرح وارث ہو گی مطلقہ یا تنہ جس نے بوسہ لیا اپنے
زوج کے بیٹے کا یا بخوشی اوس سے ہم صحبت ہوئی بسبب آنے حرم
کے طلاق باتن دینے زوج کیسے یعنی اول جدائی زوج کی طرف عمر
ہوئی نہ زوجہ کی طرف سے تو تفقیل یا وطی زوجہ کی مبطل وراثت
کی نہ ہو گی۔

(۱۰۷۸) جس نے لوان کیا اپنی عورت سے اپنی بیماری میں یا ایلا کیا
اوس سے حالت بیماری میں اوس کا بھی ایسا ہی حکم ہے یعنی عورت
وارث ہو گی کیونکہ فرقت مرد و کب طرف سے نہ عورت کی طرف سے۔

(۱۰۷۹) اگر ایلا کیا زوج نے اپنی صحت میں اور جدا ہو گئی عورت
بسبب انقضائے عدت ایلا کے اوس کے مرض میں تو وارث نہ ہو گی
یا زوج نے عورت کو طلاق باتن دی اپنی بیماری میں پھر تندرست
ہوا پھر مر گیا یا عورت کو طلاق باتن دی بیماری میں پھر عورت مر
ہو گئی پھر سلام لائی پھر زوج مر گیا عدت میں تو عورت وارث
نہ ہو گی زوج کی صورت صحت میں اس واسطے وارث نہ ہو گی کی کہ عدت

مطلقہ میں یہ ضرور ہے کہ جس مرض میں زوج نے اوسکو طلاق نہی ہو وہ مرض الموت ہو پھر جب کہ بعد مرض کے وہ تندرست ہو گیا تو ظاہر ہو گیا کہ وہ مرض جس میں طلاق واقع ہوئی مرض الموت نہ تھا اور بصورت ارتداد اس واسطے وارث نہ ہو گی کہ ضرور ہے طلاق بائن میں کہ اہلیت وراثت کی عورت میں برابر ثابث رہے طلاق کے وقت سے موت کے وقت تک یہاں تک کہ اگر عورت کتابیہ محلو کہ ہو طلاق کے وقت پھر سلام لا و بی کتابیہ یا آزاد کی جاوے محلو کہ وارث نہ ہو گی کیونکہ سلام اور آزادی وقت طلاق سے موت تک برابر ثابث نہیں ہے تو دونوں میں اہلیت وراثت کی بالاسمہ ثابث نہ ہوئی اس واسطے کہ کفر اور محلو کیست مانع ہے وراثت کی۔

(۱۱۵۰) عورت وارث نہیں ہوتی اگر زوج نے اوسی طلاق بھی دی یا نہی پھر عورت نے زوج کے بیٹے کو اپنے اوپر بخوشی قادر کیا یا اوسکا بوسہ لیا کیونکہ یہ فرقت عورت کی طرف سے آئی۔

(۱۱۵۱) اگر زوج نے عورت کو طلاق بائن دی اوسکے کہنے سے تو عورت وارث نہ ہو گی راہ عورت کی قبل اس واسطے ہے کہ اگر عورت نے خود اپنی ذات کو طلاق بائن دی پھر زوج نے اوسکو جائز رکھا اپنے مرض میں تو عورت وارث ہو گی زوج کی اجازت پر غسل کرنے سے پس اس صورت میں نذوال نکاح کا مرد کی اجازت سے ہوا نہ عورت کی طلاق پر۔

(۱۱۵۲) اگر خلع کیا عورت نے زوج سے اپنی ذات کو اختیار کیا اگرچہ

خیار نفس بسبب بلوغ عورت کے ہو یا آزادی کے یا زوج کے
مقطوع الذکر ہونے کے یا نامرد ہونے کے) تو وارث نہ ہوگی
اپنی رضامندی کے سبب سے یعنی ان سبب صورتوں میں عورت
نے جو اتنی نجوشی پا ہی لہذا وارث نہ ہوگی۔

(۱۱۵۳) اگر زوج مفید ہو یہ سبب نہیں کہ یا صفت قتال میں
ہو اور یہی حال ہے کثرت و ماکا کذا فی الاشباہ۔ یا زوج
گھر سے باہر کار و بار ضروری کرتا ہو حالت دردمندی کے۔ یا
زوج کو تپ رہتی ہو یا مجبوس ہو بعلت قصاص یا رحم کے
تو عورت وارث نہ ہوگی اگر ان حالات میں مطلقہ ہوتی۔ اور
زوج عدت میں مر گیا بسبب غلبہ سلامتی کے ان حالات میں
(۱۱۵۴) حاملہ فارہ نہیں ہوتی مگر بوقت لاحق ہونے دروزہ
کے اس واسطے کہ وہ اس وقت میں مانسہ مریضہ کے ہے یعنی گھر کا کام
نہیں کر سکتی اور امام مالک کے نزدیک چھ مہینے پورے ہونے
پر تارہ ہوتی ہے۔

(۱۱۵۵) اگر مسلک کیا مریض نے عورت کی طلاق باتن کو
اجنبی کے فحش پر (اجنبی وہ شخص ہے جو زوج اور زوجہ کے سوا ہو)
اگرچہ شخص غیر اسی عورت کا بیٹا ہو زوج سے یا مطلق کیا طلاق
باتن کو وقت کے آنے پر مثلاً ابتداء محرم پر اور حالانکہ تعلیق اور
شرط یعنی اجنبی اور محرم کا آنا اوسکی بیماری میں ہو ویسے یا
مطلق کیا اوسکی طلاق کو اپنی ذات کے فعل پر اور حالانکہ تعلیق اور
فعل ذات کا مرض میں ہو۔ سے یا فقط شرط ہی مرض میں ہوتی

یا سہلش کیا طلاق کو عورت کے فعل پر اور حالانکہ اوس فعل سے عورت کو چارہ نہیں ہے یعنی ضروری ہے خواہ باعتبار طبیعت بشری کے خواہ باعتبار شریعت کے چنانچہ کھانا اور ماں باپ سے بات کرنا اور حالانکہ دونوں یعنی تعلیق اور شرط مرض میں ہوئی یا فقط شرط مرض میں ہوئی تو ان سب صورتوں میں وارث ہوگی بسبب فرا زوج کے۔

(۱۱۵۶) اگر کما مرلیض نے زوجہ سے کہ میں تجھ کو طلاق نہوں یا تیرے اوپر دوسرا نکاح نکروں تو تجھ کو تین بار طلاق ہے پھر زوج نے اوس کو نہ طلاق دی نہ دوسرا نکاح کیا یا نہ تک کہ وہ مر گیا تو عورت اوسکی وارث ہوگی اور اگر اس صورت میں عورت پہلے مر گئی تو زوج اوسکا وارث نہ ہوگا کیونکہ یہ سب ترک طلاق اور تزوج کے اپنے اسقاط حق پر راضی ہوا کذا فی بدائع۔

(۱۱۵۷) سوائے صورتہائے مذکورہ بالا کے دوسری صورتوں میں وارث نہوگی اور اوسکی کل سولہ صورتیں پیدا ہوتی ہیں حسب ذیل تعلیق کی یا وقت کے آنے پر ہے یا اجتنبی کے فعل پر یا زوج کے فعل پر یا عورت کے فعل پر تو یہ چار صورتیں ہوئیں اور ہر صورت چار وجہ پر ہے اس طرح کہ تعلیق اور شرط یا صحت میں ہے یا مرض یا ایک صحت میں اور دوسرا مرض میں یعنی تعلیق صحت میں اور شرط مرض میں یا شرط صحت میں اور تعلیق مرض میں تو چار کو چار میں ضرب کرنے سے سولہ شکلیں ہو گئیں تو چھ صورتوں میں عورت وارث ہے اور دس صورتوں میں نہیں ہے۔

(۱۱۵۸) پہلی صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر اور تعلیق اور مفصل اجنبی مرض میں ہوے تو عورت وارث ہوگی دوسری صورت یہ ہے کہ تعلیق اور مفصل مذکور صحت میں ہوے تو وارث نہوگی تیسری صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر لیکن تعلیق ہوئی صحت میں اور شرط مرض میں تو وارث نہوگی چوتھی صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر لیکن تعلیق ہوئی مرض میں اور شرط صحت میں تو وارث نہوگی پانچویں صورت یہ ہے کہ تعلیق کی وقت کے آنے پر اور تعلیق اور شرط دونوں مرض میں ہوئیں تو وارث ہوگی چھٹی صورت یہ ہے کہ تعلیق کی وقت کے آنے پر اور تعلیق اور شرط صحت میں ہوئی تو وارث نہوگی ساتویں صورت یہ ہے کہ تعلیق کی وقت کے آنے پر لیکن تعلیق ہوئی مرض میں اور شرط صحت میں تو وارث نہ ہوگی نوین صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اپنے فعل پر تعلیق اور شرط دونوں مرض میں ہوئیں تو وارث ہوگی۔ دسویں صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اپنے فعل پر مگر تعلیق اور شرط صحت میں ہوئی تو وارث نہوگی گیارہویں صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اپنے فعل پر مگر تعلیق ہوئی صحت میں اور شرط مرض میں تو وارث نہوگی بارہویں صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اپنے فعل پر مگر تعلیق ہوئی مرض میں اور شرط صحت میں تو وارث نہوگی تیرہویں صورت یہ ہے کہ تعلیق کی صورت کے فعل پر اور تعلیق اور شرط دونوں مرض میں ہوئیں تو

عورت وارث ہوگی چودھویں صورت یہ ہے کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر اور تعلیق اور شرط صحت میں ہوئیں تو وارث نہوگی۔ پندرہویں صورت یہ ہے کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر مگر تعلیق ہوئی مرض میں صحت میں تو وارث نہوگی سولویں صورت یہ ہے کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر مگر تعلیق ہوئی صحت میں اور شرط مرض میں تو وارث نہوگی کذا فی حاشیہ المذنی۔

(۱۱۵۹) اگر تعلیق کی طلاق بائن کی عورت کے ایسے فعل پر جو اوسکو لایہ نہیں ہے تو کو تعلیق اور شرط۔ دونوں زمانہ صحت میں پائے جاویں یا حالت بیماری میں یا ایک صحت میں اور دوسرا بیماری میں ہر صورت میں عورت وارث نہ ہوگی خواہ عت میں ہو یا نہ ہو۔

(۱۱۶۰) اگر کما زوج نے اپنی صحت میں کہ اگر میں چاہوں گا اور قلانا شخص چاہیگا تو تو طالق ہے میں بار پھر بیمار ہوا زوج پھر چاہا زوج اور اجنبی نے طلاق کو سنا تھی یا کہ اول زوج نے اور بعد اوسکے اجنبی نے پھر زوج مر گیا تو عورت وارث نہوگی

(۱۱۶۱) اگر چاہا طلاق کو پہلے اجنبی نے پھر زوج نے تو عورت وارث ہوگی کذا فی النہایتہ کیونکہ اجنبی کے اول خواہش کرنے سے طلاق مسلط ہوگی فقط زوج ہی کے فعل پر یعنی تمامی علت طلاق کی زوج ہی کے فعل پر ہوئی بخلاف صورت اول کے کہ اوسمیں مثبت زوج کی خبر سے علت کی نہ تمامی علت کی۔

(۱۱۶۲) مرض الموت واسلے بیمار نے اور زوج نے اتفاق کیا

صحت کی تین طلاق پر اور انقضاے عدت پر پھر زوجہ نے
 اقرار کیا عورت کے دین کا یا سوائے نقد کے کسی جنس کا یا
 زوجہ نے وصیت کی عورت کے واسطے کسی چیز کی تو عورت کہ
 استرار یا وصیت اور میراث سے جو کمتر ہو گا وہ ملے گا یعنی اگر
 اقرار یا وصیت کا مال کمتر ہے میراث سے تو اقرار یا وصیت
 والا مال عورت پاویگی اور اگر میراث عورت کی کمتر ہے
 اقرار یا وصیت کے مال سے تو میراث ہی پاویگی۔ غرض کہ کمتر
 مال ملے گا یہ سب اس نعمت کے کہ شاید عورت طلاق کو اس واسطے
 اظہار کرتی ہو تاکہ استرار یا وصیت اس کے واسطے صحیح ہو تاکہ
 میراث سے زیادہ پاوے اور استرار یا وصیت وارث کے
 حق میں صحیح نہیں ہے اور احتمال ہے کہ زوجہ کی نجات سے زوج
 اس کے موافق ہو گیا ہو اور تدریر میراث میں کچھ نعمت نہیں ہے
 لہذا کمتر مال عورت کو واسطے مقرر ہو گیا۔

۱۱۶۳) عورت کی عدت شروع ہو گئی وقت اقرار زوجہ سے
 اسی پر ختم ہوتی ہے۔

۱۱۶۴) اگر مر گیا زوج بعد انقضاے عدت کے وقت اقرار سے
 بوجورت اس سب مال کو پاویگی جس کا اقرار کیا زوجہ نے یا وصیت
 کی کذا فی العادیہ کیونکہ بعد عدت کے وہ وارث نہ ہی تو اقرار یا
 وصیت اس کی حق میں صحیح ہوگی کذا فی حاشیہ المدنی۔

۱۱۶۵) اگر تصادق اور اتفاق زوجہ کے مرض الموت میں
 ہوا تو صحیح ہو گا ادارا سکا اور وصیت اس کی۔

(۱۱۶۶) اگر زوج نے صحت میں دعوی طلاق اور انقضائے عت کا کیا اور عورت نے اوسکی تکذیب کی تو صحیح ہوگا اقرار اوسکا کذا فی شرح المصیح۔ اور سبطرح وصیت بھی صحیح ہوگی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۶۷) فصول میں ہے کہ دعوی کیا عورت نے زوج پر اوسکی بیماری کی حالت میں کہ اوسنے عورت کو طلاق باتن دی سو زوج نے اوسکا انکار کیا اور قسم لی اوس سے قاضی نے سوا دس نے قسم کھا فی طلاق نہینے پر پھر عورت نے عدم تعلیق پر زوج کی تصدیق کی اور زوج مر گیا تو عورت وارث ہوگی اگر اوسنے تصدیق زوج کی کی اسکے مرنے سے پہلے اور اگر اوسکی موت کے بعد تصدیق کی تو وارث نہوگی۔

(۱۱۶۸) مسئلہ تصادق کا حکم مانند اوس عورت کی ہے جو مطاعہ ہوئی تین طلاق سے اپنے امر سے زوج کی بیماری میں بعد اوسکے زوج نے اوسکے واسطے وصیت کی یا اقرار دین کا کیا تو عورت کو کفر مال ملیگا وصیت میراث سے۔

(۱۱۶۹) ایک ثندرست نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ ایک تم میں سے طلاق ہے پھر طلاق کی تصریح اور تین کر دی ایک عورت پر اپنے مرض میں جب میں مر گیا تو ہوگا زوج تمہارے سبب اپنے بیان کے تو عورت اوسکی وارث ہوگی۔ کذا فی الکافی۔

(۱۱۷۰) اگر قسم کھائی تعلیق کی زوج نے صحت میں اور عورت ہوا یعنی شرط واقع ہوئی مرض میں پھر تسلیم مہم کا بیان کرنا

ایک عورت میں تو زوج فار ہوگا اور اس مسئلہ کو کتب فقہ میں
میں نے نہیں دیکھا کذا فی نہر الفایق۔

(۱۱۷۱) شرط نہیں ہے علم زوج کا ساتھ اہلیت عورت کی واسطے
میراث کے سو اگر زوج نے عورت کو طلاق بائن دی اپنی بیماری
میں حالانکہ عورت کے مالک نے اسکو آزاد کر دیا تھا قبل
طلاق کے یا کہ عورت کتابیہ تھی سو سلمان ہو گئی اور زوج کو
اسکی آزادی کا یا اسلام کا علم نہ ہوا تو بھی زوج فار ہوگا اور
عورت اسکی وارث ہوگی کذا فی الظہیرہ

(۱۱۷۲) ام مالک نے اپنی لونڈی سے کہا کہ تو آزاد ہے کل اور
اوس لونڈی کے زوج نے کہا کہ تجکو تین بار طلاق ہے پر سونے
سو اگر زوج کو کلام مولیٰ کا علم ہوا تو فار ہوگا یعنی زوجہ وارث
ہوگی اور اگر اوسکو کلام مولیٰ کا علم نہ ہوا تو عورت وارث
نہ ہوگی کذا فی النخانیہ۔ کیونکہ وقت تعلیق طلاق کے اوسکو علم
نہ تھا تو ابطال حق کا قصد اسکی طرف سے ثابت نہ ہوا۔ اگرچہ
عورت اہل میراث کی ہو چکی تھی قبل نزول طلاق کے۔

(۱۱۷۳) اگر زوج نے متعلق کیا طلاق کو عورت کے آزاد ہونے
پر یا اپنی بیماری پر یا وکیل کیا زوج نے کسی شخص کو اپنی زوجہ
کی طلاق پر اپنی حالت صحت میں سو وکیل نے زوج کی بیماری
میں واقع کیا حالانکہ زوج قادر تھا وکیل کے معزول کرنے پر تو
زوج فار ہوگا اور تینوں صورتوں میں عورت وارث ہوگی۔

(۱۱۷۴) اگر عورت خود مرتکب ہوئی فرقت کی سبب کی حالانکہ

وہ بیمار تھی اور مر گئی قبل اپنی انقضائے عدت کے تو زوج اسکا وارث ہوگا۔ ہر طرح جو وقت فرقت واقع ہو دو لون میں بسبب اختیار کرنے عورت کے اپنی ذات کو خیار بلوغ اور خیار عتق میں یا جدائی ہوئی بسبب ایسے لینے عورت کے ابن زوج کو یا اسکی مطاعت سے اپنی بیماری کی حالت میں تو زوج باوجود جدائی کے وارث ہوگا۔ کیونکہ ان مسائل میں فرقت عورت کی طرف سے ہوئی اسلئے یہ جدائی طلاق نہیں ہے کیونکہ عورت طلاق کی مالک نہیں بلکہ یہ جدائی فسخ ہے۔

(۱۷۵) اگر دو لون میں فرقت واقع ہوئی بسبب مطلق الذکر یا نامردی یا لعان زوج کے تو ان صورتوں میں زوج وارث ہوگا زوجہ کا نہا بر روایت خانیہ اور شیح القدر کے جامع سے اور عدم وراثت پر یقین کیا ہے کافی اور بحر الرائق میں تو یہی مذہب صحرا کہ یہ فرقت طلاق ہے تو زوج کی طرف منسوب ہوگی اور قول ضعیف یہ ہے کہ یہ فرقت بھی مثل پہلی فرقت کے ہے تو زوج اس فرقت میں بھی وارث ہوگا مانند قول اول کے اس قول ضعیف کا قایل زیلعی ہے

(۱۷۶) اگر عورت مرتد ہو کر فارا کھ پ میں جا ملی تو اگر ارتداد اسکا مرض میں ہوا تھا تو زوج اسکا وارث ہوگا باعتبار دلیل استحسان کے اور قیاس مقتضی ہے عدم وراثت کا کیونکہ مسلم اور کافر میں وراثت نہیں ہے۔

(۱۷۷) اگر عورت بیماری میں مرتد نہیں ہوئی بلکہ صحت میں

مرد ہوئی تو زوج اور کا وارث نہ ہوگا۔

(۱۱۷۸) زوج کا ارتداد بجاے اور اسکے مرض الموت کے ہے اس واسطے کہ مرد اگر ارتداد سے توبہ نہ کرے تو قتل ہوتا ہے اس صورت میں عورت مرد کی وارث ہوگی ہر طرح سے خواہ بیماری میں مرد ہو خواہ صحت میں اگر زوج اور زوجہ ساتھی مرد ہوے پھر اگر عورت مسلمان ہوئی تو وارث ہوگی اور اگر زوج مسلمان ہوگا تو وارث نہ ہوگا کذا فی النہایہ۔

(۱۱۷۹) کہا ایک مرد نے کہ جس سے پیچھے میں نکاح کروں وہ مطلق ہے سو اس نے نکاح کیا ایک عورت سے پھر دوسری عورت سے نکاح کیا پھر زوج مر گیا تو مطلق ہوگی دوسری عورت نکاح کے ساتھ ہی اور زوج فارغ نہ ہوگا تو وہ عورت وارث نہ ہوگی (۱۱۸۰) صاحبین کے نزدیک وارث ہوگی اس واسطے کہ موت معرفت ہے یعنی زوج کی موت سے معلوم ہوا کہ پچھلی عورت منکوحہ یہی دوسری عورت ہے اور متصف ہونا تزویج ثانی کا بوصف آخریت شرط کے وقت سے ہوا (یعنی تزویج کے وقت سے) تو طلاق ثابت ہوگی وقت تزویج سے مستند ہو کر خلاصہ یہ ہے کہ امام کے نزدیک طلاق واقع ہوئی تزویج ثانی کے وقت اور اس وقت تزویج بسیار تھا لہذا دوسری عورت وارث نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک طلاق واقع ہوئی موت کے نزدیک لہذا وارث نہ ہوگی۔ (۱۱۸۱) زوج نے زوجہ کو طلاق باتن دی اپنے مرض الموت میں پھر کہا جب تجھ سے نکاح کروں تو تو طالق ہے میں طالق کی پھر

اوس سے نکاح کیا عدت میں اور مر گیا اپنے مرض میں تو وارث نہ ہوگی
 کیونکہ وہ عدت مستقبلہ میں ہو گئی اور التبتہ تزویج ثانی عورت کے
 فعل سے ہوا تو یہ مدت رارنہوگا بخلاف محمد کے کذا فی خانہ کیونکہ
 طلاق باتن کی پہلی عدت بسبب نکاح ثانی کے باطل ہو گئی۔ اب
 عورت پر بسبب نکاح ثانی اور وقوع طلاق ثانی کے دوسری
 حدی عدت واجب ہوئی پھر جب پہلی عدت باطل ہوئی تو فوراً
 کیونکہ ثابت ہو گئی اس واسطے کہ وراثت فار کی عدت تک منحصر ہے
 اور یہ ممکن نہیں ہے کہ عدت ثانیہ میں وہ وارث ہو سکے اس واسطے
 کہ ابطال عدت کا عورت ہی کی رضا سے ہوا تو زوج پر اثر ثابت ہوگا
 (۱۱۸۲) جو ٹلا یا عورت کو وارثوں نے بعد موت زوج کے
 اوسکی بیماری کی طلاق دینے سے یعنی زوج کے وارثوں نے
 کہا کہ زوج نے اپنے مرض میں اوسکو طلاق نہیں دی عورت کا
 دعویٰ غلط ہے تو اس صورت میں عورت ہی کا قول اس دعویٰ
 میں معتبر ہے کہ زوج نے مجھکو طلاق دی حالانکہ وہ سوتا تھا اور وارثوں
 نے کہا کہ جاگتے میں طلاق دی کذا فی الولوابعیہ۔

(۱۱۸۳) طلاق دی زوج نے زوجہ کو مرض میں اور مر گیا بعد
 عدت کے تو مشکل اسباب گھر کا زوج کے وارثوں کا بسبب ہوگا نہ
 ہو چلے عورت مطلقہ کے بعد انقضائے عدت کے بخلاف اسکے
 کہ اگر زوج عدت میں مر گیا تو وارث ہوگی اور مشکل اسباب
 اوسکے قبضہ میں ہوگا تو عورت ہی کا قول اس وقت معتبر ہوگا کذا
 فی جامع (مشکل اسباب سے وہ اسباب مراد ہے کہ مرد

اور عورت دونوں کے مناسب حال ہو چنانچہ نقد اور ٹوٹنک اور
(لحاف)

(۱۸۴) خلاصہ یہ ہے کہ جب یہ عدت کے زوج مر گیا تو عورت
وارث ہوگی تو جو سبب کہ مرد کے مناسب حال ہو گا مانند
کتب واسلمہ کے اس میں زوج کے وارثوں کا قول معتبر ہوگا
اور جو سبب کہ عورت کے مناسب حال ہو گا اوس میں عورت
کا قول معتبر ہوگا اور جو سبب کہ دونوں کے مناسب حال ہے
اوس کو شارح نے مشکل کہا سو زوج کے وارثوں کا ہوگا۔ کذا
فی حاشیہ المدنی۔

باب الرجعت

یہ باب ہے رجعت کے احکام کے بیان میں
(۱۸۵) رجعت کی کہ کو فتح ہے اور اوس کو کسرہ بھی ثانی ہے
(۱۸۶) اصطلاح فقہاء میں رجعت عبارت ہے طلب دوام ملکیت
استماع سے جو قایم ہے نکاح سے بدون عوض کے جب تک کہ
مطلقہ عدت میں ہے اور مراد عدت سے عدت دخول کی ہے فی
الحقیقت یعنی وطی کی عدت کیونکہ خلوت کی عدت میں رجعت نہیں
ہے کذا ذکر ابن الکمال۔

(۱۸۷) رجعت کو ستمہ است ملک قایم کہا موافق حکم اللہ کے
قائماً کو ہیں بمعرفہ۔ یعنی رکھو مطلقات کو موافق دستور کے
اور اس کا عبارت ہے استہام ملک قایم سے نہ اعادہ نہ ازل سے
اور بلا عوض کی عتد اس واسطے لگائی کہ رجعت میں مال دینے

کی حاجت نہیں ہے اس واسطے کہ تصرف ہے اپنی ملک قائم میں بلکہ رجعت میں اگر کچھ مال مشروط ہوگا تو زوج پر اس کا دنیا واجب نہوگا کذا فی المعراج اور ثبوت رجعت میں بقائے عدت کی قید اس واسطے لگائی کہ بعد انقضائے عدت کے رجعت نہیں ہے یہ سبب باقی رہنے زوجیت کے بعد عدت کے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۸۸) برازیہ میں ہے کہ زوج نے دعویٰ کیا وطی کا بعد دخول کے اور عورت نے وطی کا انکار کیا تو زوج کو رجعت کا اختیار ہے نہ اسکے بالکس میں یعنی اگر عورت وطی کی مدعی ہو اور زوج منکر ہو تو زوج کو رجعت کا اختیار نہیں ہے۔ کیونکہ انکار وطی سے حق رجعت کا ساقط ہو گیا۔

(۱۱۸۹) صحیح ہے رجعت ساتھ جبر اور بیہودگی اور کھیل اور خطا اور چکنے کے۔ نہزل نفیض ہے جد کی اور قاموس میں ہے کہ لب ضد ہے جد کی تو نہزل اور لب مراد منکھڑے اور خطا کی صورت یہ ہے کہ زوج اور کچھ کلام کیا جاتا تھا اور اس کے منہ سے نکل گیا کہ میں نے اپنی زوجہ سے رجعت کی تو بھی رجعت صحیح ہوگی۔

(۱۱۹۰) استدانت ملک ثابت ہوتی ہے مانند لفظ راجعت سے یعنی میں نے تجھ سے رجعت کی اور لفظ روتک سے یعنی میں نے تجھ کو پیرا اور لفظ مسکتک سے یعنی میں نے تجھ کو رکھا ان الفاظ تینوں سے رجعت قبولی صحیح ہے بدون نیت کے بھی اس واسطے کہ ہر لفظ صحیح ہے رجعت میں بلا خلاف اور صحیح میں حاجت نیت کی نہیں ہے

(۱۱۹۰) کنابات رجعت سے پہلے ہیں انست عندی کہا کرتے
یعنی تو میرے نزدیک ویسی ہے جیسے کچی تھی و انست امراۃ یعنی تو میری
عورت ہے تو ان الفاظ سے بدولت کے رجعت صحیح نہ ہو گی کذا
فی حاشیۃ المدنی تا قلا عن الحموی۔

(۱۱۹۱) صحیح رجعت فعل سے ساتھ کر اہت کے۔

(۱۱۹۲) رجعت فعلی ہر اوس فعل سے صحیح ہے جو موجب ہے حرمت
مضاہرت کا مانند مساس اور تقبیل کے اگرچہ مساس عورت ہی کی
طرف سے ہو بطور جھٹکا مارنے کے یا کہ زوج سوتا ہو یا کہ اوپر
زیر دستہ ہو یا کہ دیوانہ یا بیوش ہو بشرطیکہ بعد خواب یا
اگر او باہشیار ہونے کے زوج عورت کی تصدیق کرے یعنی یوں
کہ کہ عورت نے مجھ کو شہوت مساس کیا یا وارث زوج کے بعد موت
زوج کے عورت کی تصدیق کرین کذا فی جوہرہ۔ تو اس فعل سے ان
حالات میں رجعت ثابت ہو گی۔ کیونکہ رضامندی رجعت میں منقطع
نہیں ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۹۳) رجعت دیوانہ کی ساتھ فعل کے ہے کذا فی الہیۃ یعنی
جس زوج نے حالت صحت عقل میں زوجہ کو طلاق دی پھر دیوانہ
ہو گیا تو اوسکی رجعت فعلی صحیح ہے۔ کیونکہ اقوال مجنون کے لغوی میں
لا ینقۃ اعتبار کے نہیں ہیں۔

(۱۱۹۴) صحیح ہے رجعت عورت کے نکاح کی عدت میں۔
اسی پر فتویٰ ہے۔ کذا فی الجوہرہ صحت رجعت کی باقظ زوج
کے ہے یہ مذہب ہے امام محمد کا خلافاً للشافعیین۔

(۱۱۹۶) صحیح ہے رجعت مطلقہ کی وطی سے اگرچہ وطی مقعد میں ہو
 بنا بر قول مئمہ کے اس واسطے کہ وطی مقعد کی شہوت کے مساس
 سے خالی نہیں ہے۔

(۱۱۹۷) صحیح ہے رجعت اگر زوج نے طلاق باتن نہیں دی اور
 اگر عورت کو طلاق باتن دی تو پھر رجعت نہیں ہو سکتی ہے لیکن
 عورت کی رضامندی سے اور نکاح جدید سے۔

(۱۱۹۸) اگر طلاق باتن نہیں دی تو رجعت صحیح ہے اگرچہ
 عورت انکار کرے یا زوج یوں کہے کہ میں نے اپنی رجعت کو باطل
 کر دیا یا یوں کہے کہ رجعت میرے واسطے نہیں تو بھی زوج کو رجعت کا اختیار
 ہے بدون عوض کے اس واسطے کہ رجعت باطل کرنا یا اس کے نفی
 کرنا خلافت مشروع ہے لہذا صحیح ہوگا۔

(۱۱۹۹) اگر زوج نے کچھ مال عین کیا رجعت میں یعنی یوں کہا کہ
 میں نے تجھ سے رجعت کی بدلے ہزار درم کے تو بموجب ایک
 قول کے بہ مال مہر مسمیٰ کی زیادتی میں قرار دیا جائیگا اور بموجب
 دوسرے قول کے نہیں قرار دیا جائیگا۔

(۱۲۰۰) مہر موجدل معجل ہو جاتا ہے بسبب طلاق رجعی کے اور موجدل
 نہیں ہوتا بسبب رجعت کرنے عورت کے کذا فی الخلاصہ مثلاً ایک
 مرد نے نکاح کیا عورت سے مہر موجدل پر یعنی عدت والے مہر پر اور
 مہر کی مدت ٹھہرائی طلاق یا موت جو اون میں قریب تر ہے۔ پھر
 عورت کو طلاق رجعی دی تو اقرب مدت پائی گئی یعنی طلاق تو مدت
 مہر کی سابقہ ہو گئی اور مہر معجل ہو گیا بسبب طلاق کے یعنی شتابی

بلا مدت کے ادا کرنا مہر کا لازم ہوا۔ پھر جب بعد طلاق کے رجعت کی تو مہر مہر مہر یعنی مہر کی مدت عود نہ کر گئی اس واسطے کہ مدت کہ مہر والا فی الحال واجب الا دانہین ہوتا بسبب طلاق رجعی کے جب تک اسکی عدت مقتضی نہ ہو جاوے ظاہر عبارت صیرفیہ کے مخالف ہے خلاصہ کے اور شاید کہ تو نسبیق تو لون تو لون کی یون ہے کہ خلاصہ عبارت اوس صورت پر محمول ہے جب کہ مدت مہر کی طلاق ہو اور صیرفیہ کی عبارت اوس صورت پر محمول ہے جب کہ مدت مہر کی فراق زوجین ہو۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۰۱) مستحب ہے کہ زوج عورت کو رجعت کرنے کی اطلاع کر دے تاکہ وہ نکاح نہ کرے بعد عدت کے زوج کے سوا کسی اور شخص سے سوا اگر زوج نے رجعت کی خبر نہ لی اور عورت نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا تو جدائی کرادی جائیگی دو لون میں یعنی عورت اور بیچ ثانی میں اگرچہ اوسطی بھی کی ہو۔ کذا ذکرہ الشمنی۔ کیونکہ وہ منکوحہ ہے زوج اول کی تو نکاح ثانی ناسد ہوا پھر اگر زوج ثانی نے وطی کی تو او اسکے مثل دنیا لازم آویگا اور عورت بعد عدت کے زوج اول کے پاس رجوع کر گئی بلا اعادہ نکاح کے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۰۲) مستحب ہے گواہ کرنا دو عادل شاید نکاح اگرچہ بعد رجعت فعلی کے ہو۔

(۱۲۰۳) مستحب ہے کہ زوج داخل نہو عورت گئے پاس بدین اوسکی اجازت کے تاکہ وہ پردے کا سامان کر لے اگر زوج اوسکی حیث کا قصد رکھتا ہے بسبب مکر وہ ہونے رجعت فعلی کے۔

(۱۲۰۷) ہر ایہ بین کہ ہے کہ جب رجعت کا قصد ہو تو اعلان اور اجازت مانگنا مستحب نہیں ہے شائع نے اوسکو روکیا ہے کہ یہ خواجہ اجازت کے بغیر بین احتمال ہے کہ عورت پر سہہ ہوا اور مرد اسکی شرکاء کو ضبط نسوت دیکھے اور رجعت فعلی ہو جاوے حالانکہ رجعت فعلی مکروہ ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۰۵) ام زوج نے دعویٰ کیا رجعت بھت کے کہ میں نے نتیجہ سے رجعت کی تیری عدت کے اندر عورت نے اوسکی تصدیق کی تو دعویٰ رجعت کا صحیح ہو گا باہم کی تصدیق کے سبب سے اور اگر عورت نے مرد کی تصدیق کی تو دعویٰ رجعت کا صحیح ہو گا۔

(۱۲۰۶) اسبطح رجعت ثابت ہوگی اگر قایم کیے زوج نے گواہ بعد عدت کے یعنی گواہوں نے گواہی دی کہ زوج نے عورت کی عدت میں کہا تھا کہ میں نے زوجہ سے رجعت کی یا اوس سے جماع کیا۔

(۱۲۰۷) گواہی سے رجعت قولی باجماع ثابت ہوگی تو رجعت ثابت ہوگی۔ کیونکہ جو چیز گواہی سے ثابت ہے گویا وہ مشاہدہ سے ثابت ہے اور یہ مسئلہ عجیب تر ہے اس سبب سے کہ مرد کا اقرار ثابت نہیں ہوتا اوس کے اقرار کرنے سے بلکہ اوس کا اقرار ثابت ہوتا ہے گواہی سے علمی محشی نے کہا کہ یہ مسئلہ کچھ تعجب کا مقام نہیں ہے اس واسطے کہ زوج کا بعد عدت کے یوں اقرار کرنا کہ میں نے عدت میں رجعت کا اقرار کیا تھا یہ مجہد دعویٰ ہے تو یہ یوں گواہوں کے کیونکہ

ثابت ہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۰۸) ام اگر زوج نے عدت میں کہا کہ میں نے نتیجہ سے رجعت

کل کی نہیں تو رجعت صحیح ہوگی اگرچہ عورت اوسکی تکذیب کرے
بسبب مالک ہونے زوج کے انشاء فی الحال کو اور انشاء کا مالک
ہے وہ اخبار بھی مالک ہے۔

(۱۲۳۹) زوج نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے رجعت
کی یعنی اب رجعت کرتا ہوں اس قول سے انشاء رجعت کا
ارادہ کیا نہ اخبار کا۔ سو عورت نے بلا توقف جواب میں کہا کہ
میری عدت منقضی ہو گئی تو یہ رجعت صحیح نہوگی نزدیک امام
کے بسبب متصل ہونے رجعت کے انقضاء سے عدت سے ہٹانے
کا کہ اگر عورت سکوت کرے گی رجعت سنکر پھر جواب دیگی
انقضاء سے عدت کا تو رجعت صحیح ہوگی باتفاق امام اور صاحبین
کے بسبب واقع ہونے رجعت کے عدت کے اندر۔

(۱۲۴۰) امام کے نزدیک انقضاء سے عدت کی خبر اوسوقت
مقبول ہوگی جب عدت محتمل ہو انقضاء سے عدت کی یعنی بعد
طلاق کے دو مہینے گزر گئے ہوں اور قبل دو مہینے سے
انقضاء سے عدت کی خبر مقبول نہ ہوگی اور رجعت ثابت ہو جائیگی
کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۴۱) رجعت صحیح ہے اگر قسم لی گئی عورت سے انقضاء
عدت پر سوا اوسے انقضاء سے عدت کی قسم سے انکار کیا۔

(۱۲۴۲) کہا لو تہی کے زوج نے بعد عدت کے کہ میں نے
اوس سے رجعت کی عدت کے اندر سوا اوس کے تصدیق کی مالک
نے اور اوسکی تکذیب کی لو تہی نے اور گواہ زوج کے نہیں یا

کہ لونڈی مستکو حمل لے کہا کہ میری عدت منقضی ہو گئی اور زوج اور مالک نے انکار کیا تو لونڈی ہی کا قول معتبر ہو گا نزدیک امام کے اس واسطے کہ لونڈی بیان عدت میں امین ہے۔

(۱۲۱۳) اگر تکذیب کی زوج کی عدت کی رجعت میں لونڈی کے مالک نے اور تصدیق کی لونڈی نے تو مالک ہی کا قول معتبر ہو گا تیار قول صحیح کے بسبب ظاہر ہونے ملکیت مالک کے لونڈی کی وطی میں سو ممکن نہیں لونڈی کو ایصال اوسکا کیونکہ جب لونڈی کے زوج نے اوسکو طلاق دی اور عدت گزر گئی تو مولیٰ کی ملکیت حلت وطی میں ظاہر ہو چکی اب تصدیق رجعت زوج سے اوس ملکیت کو لونڈی باطل نہیں کر سکتی۔

(۱۲۱۴) کہا عورت نے کہ میری عدت منقضی ہو گئی پھر کہا کہ عدت نہیں منقضی ہوئی تو زوج کو رجعت کرنا صحیح ہو گا بسبب خبر دینے عورت کے اپنے کذب پر اوس حق میں جو ادھر واجب تھا کذا ذکرہ الشنئی۔

(۱۲۱۵) اعتبار عدت کا اوسی صورت میں ہے جبکہ انقضائے عدت حیض سے ہو یعنی اگر عورت نے انقضائے عدت کا دعوے بسبب حیض کے کیا بعد طلاق کے دو مہینے میں تو مسموع ہو گا اور اگر اس مدت سے کمتر میں دعویٰ کیا تو مقبول نہ ہو گا۔

(۱۲۱۶) مدت معتبر نہیں ہے اسقاط حمل میں اس واسطے کہ ممکن ہے کہ بعد طلاق کے بلا توقف اسقاط حمل ہو اور عدت منقضی ہو جاوے (۱۲۱۷) در صورت دعوے اسقاط کے زنج کو جائز ہے کہ قسم

لے عورت سے اس امر پر کہ اسقاط حمل سے جو کچھ گرا اوسکے بعضے
اعضا مخلوق ہو چکے تھے کیونکہ گوشت کا تو قطر اگر گرنے سے عدت
منقضی نہیں ہوتی تا وقتیکہ کچھ صورت نہ بنے۔

(۱۲۱۹) اگر عورت مدعی ہو انقضا سے عدت کی بسبب ولادت
کے تو اوسکا قول منوگا بدو ن گواہی کے اگرچہ عورت حرم ہو کتا
فی فتح القدر۔

(۱۲۱۹) منقطع ہوتی ہے رجبت جبکہ عورت طاہرہ حیض
اخیر سے بسبب گذر جانے دس روز کے ہر طرح سے خواہ خون
نہ ہو گیا ہو یا کہ جاری ہو اگرچہ عورت نہائی نہوا اور طہارت حیض
اخیر سے لونڈی کو بھی شامل ہے۔

(۱۲۳۰) یا اگرچہ وقت ایک نماز کا گذر گیا ہو تب بھی عدت بعد
دس روز کے منقضی ہوگی۔

(۱۲۲۱) یا اگر طاہرہ ہو فی حیض اخیر سے دس دن سے کمترین
تو عدت منقطع نہوگی یہاں تک کہ عورت غسل کرے اگرچہ غسل ہو
گدھے کے جھونٹے پانی یا فی زمین مشکوک پانی سے ہوئے باوجود
موجود ہونے پانی مطلق کے یعنی مشکوک پانی کے غسل سے بھی
طہارت ثابت ہوگی انقضا سے عدت میں لیکن نماز نہ پڑھے اس
غسل سے اور الفح بھی نکرے یا بدمصیاط کے۔

(۱۲۲۲) یا کہ گذر جائے تمام وقت نماز کا تو نماز دین ہو جاوے
عورت کے ذمہ میں مثلاً الزاق کے وقت اقل مدت حیض میں عورت
طاہرہ ہوئی اور غسل نکلیا تو عصر کے وقت اوسکی عدت منقضی ہوگی

(۱۲۳۳) اگر عورت کے حیض نے پھر عود کیا اور حالیکہ دس روز سے تجاوز نہ کیا تھا تو زوج کو رجعت کا اختیار ہے اس واسطے کہ حبیب عود حیض کے معلوم ہو کہ ابھی عدت منقضی نہیں ہوئی ہے یا یہاں تک کہ عورت تیمم کرے یا فی نہو کے کی وجہ سے اور نماز پوری پڑھے اگرچہ نماز نفل ہو۔ قول اصح میں یعنی ہستل حیض میں عورت ظاہر ہوئی اور پانی غسل کا موجود نہیں ہے سوا اسے سننے تیمم کر کے نماز پڑھے تب سے عدت منقضی ہو گئی۔

(۱۲۳۴) اور مطلقہ کتابیہ میں بجز حیض منقطع ہونے کے عدت منقضی ہوتی ہے۔ کذا الملتقی۔ کیونکہ وہ مخاطب احکام شرعی کی نہیں ہے شارح کتاب ہے کہ اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہے کہ دیوانی اور بیہوش عورت بھی اس طرح ہے اور سکی عدت بھی بجز انقضائے حیض کے منقضی ہوگی اس واسطے کہ حبیب زوال عقل کے وہ بھی مکلف احکام شرعی کی نہیں ہے۔

(۱۲۳۵) اگر غسل کیا عورت نے اراقل حیض کے اور ہو گئی کسی عضو کے ٹکڑے کو پانی پہونچانا یا بچہ ایک اوکلگی کو تو عدت منقضی ہوگی بوجہ احتمال بلکہ خشک ہو جانے کے پھر اگر عورت کو اس ٹکڑے کو پانی نہ پہونچنے کا یقین ہو یا اسے اس کو عمدہ آڑ لگایا ہو تو عدت منقطع نہ ہوگی اور اگر غسل میں پورے عضو کا (مانند ہاتھ پاؤں کے) پانی پہونچانا بھول گئی ہو تو یہی عدت منقطع نہ ہوگی۔

(۱۲۳۶) ہر واحد مضمضہ اور استنشاق مانند بیض کے ہے کیونکہ

دو ذوقان لکھنا تھا ایک عضو کے بین بابر قول صحیح کے۔
 (۱۲۲۴) طلاق دی حاملہ کو اور وطی سے منکر ہو کر پھر عورت
 سے رجعت کی قبل وضع حمل کے پھر حاملہ لڑکا جنی چھ مہینے سے کمتر میں
 طلاق دینے کے وقت سے یا پورے چھ مہینے میں یا اس سے زیادہ
 مدت میں جنی نکاح کے وقت سے تو زوج کی اگلی رجعت صحیح ہوگی
 کیونکہ جب کہ بعد طلاق کے چھ مہینے سے کمتر مدت میں حاملہ جنی تو
 زوج کے انکار وطی کو شرع نے باطل کیا اور یہ لڑکا زوج ہی کا ٹھہرا
 تو رجعت سابقہ کی صحت بھی ظاہر ہوگی کیونکہ عین مدت میں واقع
 ہوئی۔ اور اگر بعد نکاح کے چھ مہینے سے کمتر میں جنے کی تو شرعاً مکذیب
 زوج کی انکار وطی میں ثابت نہوگی کیونکہ انعقاد ولد کا فعل نکاح کی
 ہوا تو رجعت بھی صحیح نہوگی۔

(۱۲۲۸) رجعت صحیح ہے اگر طلاق دی منکر وطی ہو کر اس
 عورت کو جو جنی قبل طلاق کے اور اگر بعد طلاق کے جنی تو رجعت
 صحیح نہیں ہے کیونکہ بسبب ولادت کے عدت منقضی ہو گئی۔ اور
 ولادت قبل طلاق میں باوجود انکار وطی کے رجعت اس واسطے
 صحیح ہوئی کہ شرع نے انکار زوج کی تکذیب کی بسبب ٹھہرانے
 ولد کے واسطے فراش کے یعنی تاقیام نکاح مستحکم کا لڑکا زوج
 ہی کی طرف منسوب ہوگا شرعاً تو زوج کا عدم وطی کا زعم
 باطل ہو گیا اس وجہ سے کہ اسکے اقرار پر غیر کا حق متعلق نہیں ہے
 (۱۲۲۹) اگر عورت سے خلوت کی پھر وطی کا منکر ہوا پھر
 اس کو طلاق دی تو رجعت کا مالک نہوگا (کیونکہ شرع نے اس کی

تکذیب نہیں کی)

(۱۲۰) اگر زوج نے بعد خلوت کے وطی کا اقرار کیا اور عورت نے اسکا انکار کیا تو زوج کو رجعت جائز ہے اسوائے کہ ظاہر حال شاہد ہے زوج کا۔

(۱۲۱) اگر زوج نے وطی کا دعویٰ کیا اور عورت اسکی منکر ہے درحالیکہ زوج نے عورت سے خلوت نہیں کی تو زوج کو رجعت کا اختیار نہیں ہے۔ کیونکہ ظاہر حال عورت کا شاہد ہے کذا فی الو لواجتہ۔

(۱۲۲) اگر زوج نے بعد خلوت کے وطی کا انکار کر کے طلاق دی عورت کو پھر رجعت کی اور عورت لڑکا جنی دوسرے سے کمتر میں وقت طلاق سے تصحیح ہوگی زوج کی رجعت سابقہ کیونکہ زوج شرعاً دروغگو ہوا بسبب ولادت کے انکار وطی میں بوجہ واقع ہونے اندر عدت کے۔

(۱۲۳) زوج نے کہا زوجہ سے کہ اگر لڑکا جنی تو تو طلاق ہے پھر وہ جنی سو وہ مطلقہ ہوئی پھر وہ معتدہ ہوئی بعد اسکے وہ دوسرا لڑکا جنی دوسرے پیش سے یعنی ولادت ولدا اول سے بعد حصہ جینے کے ولد ثانی جنسی اگرچہ ولد ثانی کو دس برس سے زیادہ میں جنی جب تک کہ عورت انقضائے عدت کا اقرار نہ کرے کیونکہ دراز می الخمر کی کچھ حد نہیں ہے یواسے پڑ پائے کے۔ تو یہ ولد ثانی رجعت ہوگا اسوائے کہ علوق ولد ثانی کا وطی بعد سے قرار دیا جائیگا عدت میں تخلات اور جس صورت کے جب کہ ولد ثانی

ایک ہی سپٹ سے ہو یعنی دونوں کی ولادت میں چھ مہینے سے کم مدت ہو مثلاً ولد اول کے بعد چار یا پانچ مہینے کے ولد ثانی پیدا ہو تو رجعت ثانی نہ ہوگی۔ کیونکہ علوق ثانی کا وطی حادث سے ثابت نہیں ہے۔
(۱۲۳۴) اگر کما زوج نے کہ جب تو جنمی گی تو تو طلاق ہے اور پھر جنی وہ تین لڑکے تین سپٹ سے تو تین بار طلاق ہوگی اور ولد ثانی رجعت ہوگا طلاق اول میں اور ولد ثالث رجعت ہے طلاق ثانی میں اور مطلقہ تین طلاق کی ہوگی عورت ولد ثالث کے سبب سے اور طلاق ثالث کے واسطے عورت کی عدت ہوگی حیض سے کیونکہ مطلقہ وقت طلاق سے حیض آمنوالی عورتوں میں داخل ہے جب تک کہ وہ تا امید ہی کے سن میں داخل ہو پھر بڑھاپے میں داخل ہوگی تو اسکی عدت مہینوں سے ہوگی۔

(۱۲۳۵) اگر تین لڑکے دو حمل سے جنے تو پہلے دو لڑکوں سے دو بار طلاق ہوگی نہ تیسرے لڑکے سے بواستے منقضي ہونے عدت کے اسکی ولادت سے خواہ اول حمل سے دوسرا ہوے ہوں خواہ دوسرے حمل سے کذا فی فتح القدیر۔

(۱۲۳۶) مطلقہ رجعیہ سنگار کرے جب کہ زوج موجود ہو اور اسکم رجعت کی امید ہو اور جب کہ رجعت کی امید نہ ہو تو سنگار نکرے۔

(۱۲۳۷) زوج مطلقہ رجعیہ کو اس کے گھر سے نکال نہ لیجاوے اگرچہ اخراج مدت سفر سے کم ہو (جب تک گواہ نکرے اسکی رجعت پر پھر جب رجعت پر گواہ کر لیگا تو عدت طلاق کی باطل ہوگی اور نکالنا جائز ہو گیا۔

(۱۲۳۸) اخراج بلا شہادت کا رجعت نہونا اس وقت سے جبکہ زوج نے وقت اخراج کے عدم رجعت کی تصریح کی ہو اور اگر تصریح نہیں کیا تو مطلقہ کا سفر میں لیجانا رجعت ہے باعتبار دلالت حال کے کذا فی فتح القدیر۔

(۱۲۳۹) طلاق رجعی حرام نہیں کرتی وطی کو نجاست نہیب امام شافعی کے پھر مطلقہ رجعی کو وطی کرے گا تو زوج پر حد مثل دینا لازم نہ آوے گا کیونکہ وطی حرام نہیں ہے اگرچہ مکروہ ہے۔

(۱۲۴۰) مطلقہ رجعی سے طوت کرنا مکروہ ہے بکراہت نیز یہی بشرطیکہ زوج کا قصد رجعت کا نہ ہو اور اگر رجعت کا قصد ہے تو مکروہ نہیں ہے۔

(۱۲۴۱) مطلقہ رجعی کے واسطے باری نامت ہے اگر زوج کا قصد رجعت کا ہو اور اگر قصد رجعت نہ ہو تو باری بھی نہیں ہے کذا عن البحر عن البزاع۔

(۱۲۴۲) فقہائے کہا کہ زوج کو بارنا عورت کا زینت کے ترک پر جائز ہے اور یہ جو از ضرب مطلقہ رجعی کو بھی شامل ہے۔ کیونکہ طلاق رجعی میں زوجیت تا عدت منقطع نہیں ہوتی ہے۔

(۱۲۴۳) نکاح کرے زوجہ مطلقہ ہاتھ سے نین طلاق سے کہیں یعنی اگر ایک طلاق بائن ہوئی یا دو طلاق تو عدت کے اندر بدلیل اجماع نکاح جائز ہے اور بعد عدت کے بھی جائز ہے کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۲۴۴) نفس قرآنی سے عدت میں نکاح کرنا عموماً مانع ہے اور زوج اوس سے بالاجماع مخصوص ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ثم لا عن النہر

(۱۴۲۵) نکاح نکرے زوج مطلقہ ثلثہ سے بشرطیکہ نکاح صحیح نافذ کے بعد تین بار طلاق واقع ہو اگر منکوحہ مرد ہے تو بعد میں طلاق کے او
لو نڈی ہے تو بعد دو طلاق کے نکاح نہیں ہے اگرچہ قبل دخول کے
رطلانہ ہوئی ہو۔

(۱۴۲۶) مطلقہ ثلثہ کا نکاح زوج اول کو جائز نہیں ہے یہاں تک
کہ جماع کرے اوس سے غیر اوس کا اگرچہ غیر یعنی زوج ثانی مرابقہ الرہنی
قریب البلیغ (۱۵) ہو اور ہمیشہ الاسلام نے مرابقہ کا اندازہ دس
برس کا مقرر کیا ہے یا کہ زوج ثانی خصی ہو یا کہ دیوانہ ہو یا ذمی ہو مطلقہ
ذمیہ کے واسطے خصی کا حامل ہونا اس واسطے صحیح ہوا کہ اگرچہ اوس کے نطفہ
نہیں ہیں لیکن آئہ تناسل سے اور مجنون کی تکمیل اس طرح ہو سکتی ہے
کہ اوس کا ولی اوس کا نکاح کر دے مگر طلاق اوس کی بدولت ہوش میں آنے
کے صحیح ہوگی اور ذمی کے محل ہونے کی یہ صورت ہے کہ کتابیہ ذمیہ
کی سن کو متقی سو مطلقہ ثلثہ ہوئی تو اگر بعد عدت کے ذمی اوس سے نکاح
کر لیا اور بعد دخول کے طلاق دیا تو زوج اول پر نکاح اوس کا حلال
ہو گا زوج ثانی مطلقہ ثلثہ کی وطی نکاح نافذ سے کرے تب زوج اول
پر حلال ہوگی (نکاح نافذ کی عید سے نکاح فاسد اور نکاح موقوف نخل
گیا) کما مرتے کتاب النکاح۔ حیلہ مطلقہ ثلثہ کا یہ ہے کہ نکاح کر دے اوس کا
قریب البلیغ غلام سے رو برو و در شاہدوں کے پھر جب وہ دخول
کر چکے تو غلام کا مالک عورت کو غلام کا مالک کر دے تو نکاح باطل
ہو گا پھر جب غلام کو کسی دوسرے شہر میں بھیجے کہ وہاں بیچ دے
یا وے تو اسے دوسرے عورت کا حلال کرے۔ (۱۵) اور یہ حیلہ

ہے ظاہر مذہب پر کہ کفارت نکاح میں شرط نہیں ہے)
 (۱۲۰۴۳) حسن بن زیاد کی روایت پر جب پر فتویٰ ہو چکا ہے
 البتہ غلام عورت کو زوج اول پر حلال نہ کرے گا بسبب کفارت کے اگر
 عورت کا ولی موجود ہو گا۔ اور اگر ولی نہ ہو گا تو اس کو حلال کرے گا
 یا اتفاق حنفیہ کے کما مرفی باب الاکفار والاولیاء۔

(۱۲۰۴۴) مطلقہ زوج اول پر حلال ہوگی اس وقت جبکہ زوج
 ثانی بنکاح نافذ و طی کرے اور زوج ثانی کی عدت بھی گزر جائے خواہ
 عدت طلاق کی ہو خواہ فتح نکاح کی خواہ موت کی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی
 (۱۲۰۴۵) حلال نہیں کرتی مطلقہ کو وطی ملک یمین سے بسبب
 مشروط ہونے زوج کے نص سے تو لونڈی کو حلال نکریگی وطی
 مولیٰ کی۔

(۱۲۰۴۶) جس نے غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اس کو دوبارہ
 طلاق دی پھر اس کو لونڈی کو مول لیا تو اس مشتری کو وطی اسکی
 یہ ملک یمین حلال نہیں ہے (کیونکہ حلت مطلقہ کی غایت (یعنی زوج
 ثانی کی وطی) ہنوز موجود نہیں ہے۔

(۱۲۰۴۷) ایک مرد نے اپنی زوجہ پر تین بار طلاق واقع
 کی پھر وہ مرتد ہو گئی اور دارالاسلام میں گرفتار ہو کر آئی پھر اسکی
 مالک نے اس سے وطی کی تو زوج اول پر یہ عورت حلال نہ ہوگی۔
 کیونکہ زوج ثانی کی وطی غایت سے حلت کی نہ ملک یمین کی وطی۔
 (۱۲۰۴۸) شرط تخلیل کی یہ ہے کہ مکان مخصوص میں طی واقع ہو چکا
 (یعنی ہنوز مشتری ہو تو اگر عورت مطلقہ ایسی صغیرہ ہو کہ ایسی طہ کی لائق

جماع کے ہو تو زوج اول پر طلال نہوگی اگرچہ زوج ثانی وطی کر چکا ہو۔ کذا
فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۷۹) اگر صغیرہ لایق وطی کے ہو تو زوج ثانی کی وطی
سے زوج اول پر طلال ہوگی اگرچہ زوج ثانی صغیرہ کو مفضات (مفضاۃ
اوس عورت کو کہتے ہیں جس کے قبل اور دُبر کے درمیان کاپرڈ
پہٹ کر ایک ہو جاوے) کر ڈالے۔

(۱۲۸۰) جب وطی متیقن شرط تحلیل کی ہوئی تو اگر مطلقہ ثلاثہ
مفضاۃ ہو تو زوج ثانی کی وطی سے زوج اول پر طلال نہوگی مگر جبکہ
وہ حاملہ ہو جاوے تاکہ بالیقین معلوم ہو جاوے کہ وطی اوسکی
قبل میں ہوئی نہ دُبر میں اور بہ و ن حل ہونے کے قبل کی وطی یقین
نہیں ہو سکتا (کیونکہ دونوں مکان ملکر ایک ہو گئے ہیں) بخلاف
مسئلہ سابقہ کے کہ وہاں مُسبل کی وطی میں شبہ نہیں ہے۔ کسواسطے
کہ صغیرہ پہلے مفضاۃ نہ تھی بلکہ قبل کی وطی سے اسکی یہ حالت ہو گئی۔

(۱۲۸۱) اگر مطلقہ ثلاثہ نے نکاح کیا تو زوج ثانی مقطوع الذکر سے تو
یہ عورت زوج اول پر طلال نہوگی تا وقتیکہ حاملہ نہو اور جب حاملہ نہ ہو
تو زوج اول کو طلال ہوگی بسبب وجود دخول حکمی کے یعنی ہر چند یہاں
دخول حقیقی تصور نہیں ہے (اسواسطے کہ زوج ثانی کا آلہ تناسل
مطلق باقی نہیں ہے) لیکن حکمی دخول ہے یعنی شیع میں یہ حل
زوج ہی کی طرف منسوب ہوگا بسبب قیام نکاح کے یہاں تک کہ بسبب
ایسے دخول حکمی کے اوس ولد کا نسب زوج ہی سے ثابت ہوگا کذا فی فتح
القدر۔ پھر جب دخول حکمی ہی علت ہوا تحلیل کی تو اقتضائے کراماً منصف

کی شرط تخلیل کے ذکر میں فقط وطی پر تصور ہے عبارت کا مگر یہ کہ
وطی کو عام کیجئے وطی حقیقی اور وطی ظہری سے تو البتہ تصور نہ ہوگا۔ اور
مقطوع الذکر بھی وطی حکمی میں داخل رہیگا۔

(۱۳۵۲) ادخال ظل بکارت میں حلال کر دیتا ہے عورت کو زوج
اول کے واسطے اور مرجانہ زوج ثانی کا عورت کو زندہ چھوڑ کر بدون
وطی کے حلال نہیں کرتا ہے زوج اول پر (ادخال فی ظل البکارت)
مراد یہ ہے کہ بعد از الہ بکارت کے ادخال ہو کذا فی حاشیہ المدنی
عن شیخ رحمۃ محشی۔

(۱۳۵۳) شرط تخلیل یہ ہے کہ ادخال ہو اپنی قوت ذات سے
تو عورت کو زوج اول پر حلال نہ کرے گا وہ شخص جو تدریس میں ادخال پر
بدون مدد گھاسی ہاتھ کے مگر اس وقت حلت ثابت ہوگی جب کہ بعد
ادخال بمساعدت ہاتھ کے اسکو استاء کی حاصل ہوا اور عمل کرے
یعنی بلا مساعدت داخل کرے اگرچہ ادخال حیض اور نفاس اور احرام
میں ہو اگرچہ وطی ان حالتوں میں حرام ہے لیکن تخلیل صحیح ہوگی اگرچہ
اس وطی سے انزال نہ ہو کیونکہ تخلیل میں لذت پانا شرط ہے نہ کہ سیرتی
جماع سے) مجتبیٰ کہ حق یوں ہے کہ ثابت ہوتی ہے حلت عورت کی
داخل حشفہ سے مطلقاً خواہ بمساعدت ہاتھ کے ہو یا بلا مساعدت ہاتھ
کے۔ اہن ملک شارجہ مشائخ نے سودی عورت کی وطی کو واسطے
حلال ہونے زوج اول لے تا معیت کہا ہے۔ لیکن شیخ رحمۃ محشی نے
قول و دلائل مشارق کو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ اطلاق متون اور
تزوج کا اسکو رد کرتا ہے احد یہ کتاب مشارق فقہ میں الیٰی

کتاب نہیں ہے کہ اوسکی روایت نقل مذہب معتبر ہو۔ حاشیہ المدنی
 (۱۳۵۷) مکروہ تحریمی ہے زوج ثانی کو نکاح کرنا تحلیل کی شرط
 سے بموجب حدیث عبد اللہ ابن مسعود کے جو جامع ترمذی میں روایت
 صحیح مروی ہے کہ منہر مایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لغت
 کرے اللہ تحلیل کرنے والے پر اور اوسپر جسکے واسطے تحلیل ہونی
 یعنی زوج ثانی اور زوج اول دونوں پر لغت ہے۔ شرط تحلیل کا طریقہ
 یوں ہے جسے کہ زوج ثانی عورت سے کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا
 اس شرط پر کہ میں تجھ کو طلاق دوں گا اگرچہ نکاح بشرط تحلیل سے عورت
 حلال ہو گئی زوج اول کو بسبب صحیح ہو جانے اس نکاح مشروط کے
 اور باطل ہو جانے شرط تحلیل کے تو زوج ثانی پر جبر نہیں ہو سکتا اور
 طلاق دینے پر خیال نہ اسیکو تحقیق کیا ہے کمال الدین محقق نے۔
 نرازی نے کہا کہ نکاح بشرط تحلیل میں نکاح بھی جائز ہے اور شرط بھی جائز
 ہے یہاں تک کہ اگر زوج ثانی طلاق دینے سے انکار کرے گا تو قاضی
 بر جبر اوس سے طلاق دلائیگا فتح القدیر میں محقق نے اوسکو
 رد کیا ہے کہ یہ قول ظاہر الروایت میں ثابت نہیں ہے اور قواعد
 مذہب کے خلاف ہے (کیونکہ یہ شرط ایسی ہے جسکو عقد منقض
 نہیں ہے تو اصل نکاح صحیح ہوگا اور شرط باطل ہو جائیگی۔ کذا فی
 حاشیہ المدنی

(۱۳۵۵) واسطے تحلیل کے لطیف زوج کا یوں کہنا ہے
 کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں اور جماع کروں تو تو باتن سے یا
 اگر میں تجھ کو تین رات سے مثلاً زیادہ رکھوں تو تو باتن سے یا اگر

یہ جماع کے زوجہ ثانی عورت کو تین رات سے زیادہ رکھ کر
تو عورت مطلقہ ہو اور بعد اس کے زوج اول پر طلاق ہو بائیسکی۔
اگر عورت اس سے ڈر کے زوجہ ثانی اور کو طلاق نہ کرے گا تو
اوسکے واسطے یہ حیلہ ہے کہ عورت ایجاب کیوقت یوں کہے کہ
میں نے اپنی ذات کا نکاح تجھ سے کیا اس شرط پر کہ امر میرا میرے
ہاتھ میں رہے یعنی طلاق کا محکوم اختیار ہو کذا فی الزیلعی۔

(۱۲۵۶) اگر قصد تحلیل کو زوجہ ثانی نے دل میں رکھا یعنی زبان سے
نہ کہا تو اوس مرد کو ثواب بیگناہ بابت قصد اصلاح کے کہ بعد ازالہ
حرمت کے دو بچھڑے مسلمانوں کو ملا دیا اور تاویل لمن محلل کی یہ
ہے کہ جب کہ کچھ اجرت تحلیل پر لے کذا ذکرہ البیہازی۔

(۱۲۵۷) اگر زوجہ ثانی نے کہا کہ نکاح فاسد تھا یا یوں کہا کہ نکاح
صحیح تھا لیکن میں نے اس عورت سے جماع نہیں کیا یعنی بعد طلاق
کے زوجہ ثانی یہ اظہار کیا تا کہ عورت زوج اول کو طلال نہ ہو۔ اور
عورت نے زوجہ ثانی کی تکذیب کی تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا
(۱۲۵۸) اگر زوج اول نے فساد نکاح ثانی یا عدم دخول زوج
کا دعویٰ کیا تو زوج اول ہی کا قول معتبر ہوگا۔

(۱۲۵۹) زوجہ ثانی بعد دخول کے تین طلاق سے کمتر کو گراتا ہے
چنانچہ تین طلاق کو بالا جماع گراتا ہے کیونکہ جب تین طلاق کو اوسنے
گرایا تو کمتر کو بطریق اولیٰ گرا دیگا۔ بخلاف محمد کے اوسکے نزدیک
ایک یا دو کو نہیں گراتا ہے پھر اگر زوجہ ثانی نے وطی نہیں کی تو
بالاتفاق نگراوے گا۔ کذا فی القنیۃ منلا جو عورت کہ تین طلاق سے کم

مطلقہ ہوئی یعنی ایک طلاق یا دو طلاق دینے والے زوج کے نکاح
 میں پھر آئی بعد دو سے کر زوج کے تو زوج اول کو پھر میں طلاق دینے
 کا اور اس عورت پر اختیار ہوگا اگر وہ حرہ ہے۔ اور اگر وہ لونڈی ہے تو
 دو طلاق کا اختیار ہوگا (کیونکہ زوج ثانی نے پہلے ایک یا دو طلاق کو
 گرا دیا یعنی نیت و ناپو ذکر والا) نزدیک مجھ اور باقی اماموں کے باقی
 طلاق کا زوج اول کو اختیار ہوگا یعنی اگر پہلے ایک طلاق دی تھی تو
 اب دو طلاق کا اور اگر پہلے دو طلاق دی تھی تو اب ایک طلاق کا
 اختیار ہوگا اور یہی قول امام محمد کا حق ہے کذا فی فتح القدیر اسکو
 ثابت رکھا ہے مصنف نے اپنی شیعہ میں اور سوائے مصنف کے
 صاحب بحر اور صاحب نہر نے رشیعہ رحمتی محشی نے کہا کہ قول امام کا
 علی الاطلاق مانہو ہے اور ابو یوسف کا ساتھ ہونا زیادہ تر موجب
 ترجیح کا ہے اور اسید واسطے متون میں بھی ثابت ہے اور ترجیح کمال الدین
 ابن ہمام کی مخالفت کے معتبر نہیں ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔
 (۱۲۰۶) اگر حسبہ دی مطلقہ ثلاثہ نے زوج اول کی عدت کی
 اور زوج ثانی کی عدت گزر جانے کے بعد دخول زوج ثانی کی اور
 عدت گنجائش رکھتی ہو انقضائے عدت کی تو زوج اول کو جانتے ہے
 کہ اسکی تصدیق کرے یعنی نکاح کر لے اگر اسکو ظن غالب ہو
 عورت کی راستی کا۔

(۱۲۰۶) کمتر مدت حیض حالی کی عدت کی نزدیک امام کے حرہ
 کے واسطے دو چھینے ہیں اور لونڈی کے واسطے چالیس دن ہیں
 جب تک کہ عورت استطاق ولہ کا دعویٰ نہ کرے (کیونکہ استطاق ہے

فوراً عدت منقضی ہو جاتی ہے

(۱۳۶۳) نکاح کیا مطلقہ ثلثہ نے زوج اول سے بعد اوس مدت کے کہ انقضائے عدت کی محفل تھی پھر عورت نے کہا کہ میری عدت منوز منقضی نہیں ہوئی ہے یا کہ میں نے زوج ثانی سے نکاح نہیں کیا تو عورت کی تصدیق نہو گی کیونکہ عورت کی پیش قدمی نکاح کرنے پر دلیل ہے حلت کی) سرخسی سے روایت ہے کہ زوج اول کو اوکا نکاح کرنا طلال نہیں ہے جب تک کہ عورت سے حلت کو دریافت نہ کر لیں (۱۳۶۴) نیز از یہ میں ہے کہ عورت نے کہا کہ زوج نے مجھ کو نہیں یا ر طلاق دی پھر عورت نے اپنے نکاح کر ٹیکا ادا دہ کیا اوسکی زوج سے تو عورت کو یہ نکاح جائز نہیں ہے خواہ عورت طلاق کے قول پر ثبات رہی ہو یا اوسنے اپنی ذات کو جھوٹلایا ہو یہ اوس صورت میں ہے جب کہ عورت مدعی تھی طلاق کی اور زوج اوسکا منکر تھا اور اگر زوج نے بھی طلاق کا اقرار کیا تھا تو بالاتفاق عورت کو نکاح کرنا اوس سے درست نہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۳۶۵) نیز از یہ میں ہے کہ اگر عورت نے اپنے زوج سے سنا کہ اوس نے اوسکو تین بار طلاق دی اور عورت اپنی ذات کو مرد سے بجا نہیں سکتی بدو ن اوسکے مار ڈالنے کے تو عورت کو اوس کا محفل کرنا دوسرا سے جائز ہے قصاص کے دُرس سے یعنی زہر سے مارے تاکہ قصاص اوس پر لازم نہ آوے اور نہ مار ڈالے عورت اپنی ذات کو روزِ حجبی نے کہا کہ اوسکی ناش کرے قاضی کے پاس سوا اگر زوج قاضی کے زور و طلاق نہ بنے کی قسم کھا جاوے اور عورت کے

گواہ نمون قوام گناہ اوس کا مرد پر ہو گا اگر عورت کو اپنی جان کا خوف ہو اور اس صورت میں عورت اوس کو قتل کر ڈالے تو اوس پر کچھ گناہ نہیں ہے اور طلاق یا تم انقطاع نکاح میں مانہ نہیں طلاق کے ہے کذا فی ہارستہ المدنی۔

(۱۲۶۵) نیز یہ میں ہے کہ دو گواہوں نے گواہی دی کہ مرد نے عورت کو تین بار طلاق دی تو عورت کو دوسرے مرد سے نکاح کر لینا جائز ہے تکلیف کے واسطے اگر زوج اول غائب ہو یعنی عورت کو خوف ہو کہ زوج طلاق کا انکار کر لگا تو بعد مدت کے دوسرے مرد سے نکاح کر لے اور بعد و طی کے اوس سے طلاق لی تاکہ زوج اول بطلال ہو رہے پھر جب اول آوے تو اوس سے بعد مدت زوج ثانی کے تجدید نکاح کی درخواست کرے کذا فی حاشیۃ المدنی و العالمگیریہ۔ شارح کہتا ہے کہ مراد نیز یہ کی یہ ہے کہ عورت کو دینا تہ نکاح جائز ہے یعنی قضاء جائز نہیں (کیونکہ قضی علی الغائب صحیح نہیں ہے اور مذہب صحیح یہ ہے کہ عورت کو دوسرے مرد سے نکاح کر لینا جائز نہیں دینا تہ قضاء کذا فی القنیۃ۔

(۱۲۶۶) قنیۃ میں ہے کہ اگر زوج بعد تین بار طلاق دینے کے قادم ہو کہ آپ کو چھوڑا سکی عورت سے اور اگر غائب ہو جاوے اوس سے تو عورت اوس پر جادو کرے اور پھر لاوے اپنی طرف تو مرد کو اوس کا قتل کرنا حلال نہیں ہے مگر دور رہے اوس سے اپنے مقتدر پھر۔

(۱۲۶۷) دوسرا قول مطلقہ میں جو مرد کو نہیں روک سکتی ہی

یہ ہے کہ مرد کو قتل نہ کرے قاتل اس قول کا استنباطی ہے اور اسی
قول پر یعنی عسر و حرج مغل یا پرستوئی سے بنیاد پر "اتما را نانیہ اور شریع دہنیہ"
میں منقطع ہے۔ یہ نہ مستوفی موجود ہے یعنی صورت میں گناہ وطی وغیرہ
کا مرد پر ہونے کا عورت مجبور ہے چنانچہ اصریح اسکی قول روز حیدمی
میں مذکور ہو چکی۔

(۶۸ ۱۳) کہا زوج نے بعد تین بار طلاق دینی کے کہ اس میں
طلاق سے پہلے میں نے عورت کو ایک طلاق دی تھی اور عدت اسکی
منقضی ہو گئی تھی اور زوج کی غرض اس کلام سے یہ ہے کہ اسکو
اوس عورت سے نکاح کر لینا درست ہو کیونکہ تین طلاق بعد عدت
کے واقع ہوئیں تو لغو ہو گئی اور عورت نے مرد کی تصدیق کی تو مرد اور
عورت کی تصدیق نہوگی بنا بر مذہب مفتی یہ کے مثل اوس صورت
کے جب کہ عورت مرد کی تصدیق نہ کرے اور قول ضعیف یہ ہے کہ
زوج اور زوجہ کے قول کی تصدیق کر لینی چاہیے۔

(۶۹ ۱۳) اگر عورت کو دو بار طلاق دی، قبل دخول کے پھر بولا
کہ میں مبتل دو طلاق سے اوسکو ایک طلاق دے چکا ہوں۔ اور
غرض اس کلام سے یہ ہے کہ دو طلاق باطل ہو جائیں (کیونکہ
غیر مدخولہ پہلے ایک ہی طلاق سے باتن ہو چکی بلا عدت کے تو زوج
اس کلام سے مانع ہو گا تین طلاق کا (کیونکہ اقام زوج کا دو طلاق
پر دلالت کرتا ہے ثبوت نکاح پر واللہ اعلم بالصواب

باب الایلا

یہ باب ہے ایلا کے احکام کے بیان میں

(۱۲۷) لعت بین ایلا بہن قسم کے ہے اور شرع میں ایلا وہ قسم ہے جو زوج نے زوجہ کی ترک قرینت پر چار عینے تک کی قسم کھائی اگرچہ زوج ڈمی ہو۔

(۱۲۸) مؤثری (یعنی ایلا کرنے والا) اوسکو کہتے ہیں جسکو ممکن نہیں اپنی عورت سے وطی کرنا بدون کفارہ کے لیکن کافر اگر ایلا کر دیا تو اوسکو قربت اپنی زوجہ کی ممکن ہے بدون لزوم کفارہ کے (۱۲۹) رکن ایلا کا قسم ہے خواہ اللہ تعالیٰ کے نام سے ہو یا تخلیق ہو یا التزام نذر کے یا طلاق یا عتاق کے۔

(۱۳۰) شرط ایلا کی یہ ہے کہ عورت محمل ہو ایلا کی بہ سبب منکوحہ ہونے عورت کے وقت بخیر ایلا کے یعنی اگرچہ وقت تخلیق کے منکوحہ نہ ہو لیکن ایلا واقع ہونے کے وقت منکوحہ ہونا کفایت کرتا ہے (۱۳۱) اگر کھام دینے عورت سے کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو قسم ہے اللہ کی کہ تجھ سے وطی نہ کروں کفارہ خد عورت اس قول میں وقت ایلا کے منکوحہ نہیں ہے لیکن بعد نکاح کے ایلا ثابت ہوگا (کیونکہ تخلیق بعد وجود شرط کے مانند بخیر کے ہے) تو گویا اوسنے بعد نکاح کے ایلا کیا۔

(۱۳۲) اگر کھام دینے عورت سے کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو قسم ہے کہ تجھ سے وطی نہ کروں گا اور تو مطلقہ ہوگی تو لازم آوے گا اس فابل کو کفارہ بسبب وطی کے اور طلاق باتن واقع ہوگی وطی چھوڑنے سے صورت ایسی ہی ہے کہ اول بار عورت سے نکاح کیا اور وہ مطلقہ ہوگئی بسبب تخلیق طلاق کے بعد اوسکے دوسری

بار اور سب سے پہلے کہا تو اگر بعد میں نانی کے چار مہینے گزر گئے یہ تو
وطی کے تو دوسری بار طلاق باتن ہوگی اور اگر چار مہینے کے اندر
وطی کی تو کفارہ لازم آوے گا کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۶۸) شرط ایلا کی ہے اہل ہونا زوج کا واسطے طلاق کے
یعنی جب کو لیاقت ہو طلاق کی اور اس کا ایلا کی بھی لیاقت ہے اور
صاحبین کے نزدیک کفارہ کی ایلا شرط ہے ایلا کی۔

(۶۹) صحیح ہے ایلا کرنا ذمی کا امام کے نزدیک بغير عبادات
کے یعنی چونکہ ذمی اہل طلاق کا تو اس کا ایلا بھی صحیح ہے لیکن اگر
ذمی عبادات کی قسم کھاوے گا تو بھی نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک
ذمی کا ایلا صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ وہ کفارہ کا اہل نہیں ہے معلوم
کرنا چاہیے کہ ذمی کا ایلا تین طرح سے ہوگا۔ پہلے کہ بالاتفاق صحیح ہے یعنی
بغير عبادات سے قسم کھاوے چنانچہ خنثاق کی دوسری عبادات
کی قسم کھانا چنانچہ حج یا صوم کی یہ بالاتفاق باطل ہے دوسری میں
اختلاف ہے یعنی بنام خدا قسم کھانا کذا فی حاشیہ المدنی۔ اگرچہ
ذمی کے ایلا میں کفارہ لازم نہیں ہوتا ہے لیکن ایلا سے ذمی کا
قائدہ وقوع طلاق ہے یعنی اگر بعد ایلا کے چار مہینے تک قربت نہ کرے گا
تو طلاق مانع ہوگی۔

(۷۰) ایلا کی شرط ایلا سے ہے کہ عدت معنیہ سے کم نہ ہو تا تو
اگر کوئی قسم کھاوے کہ میں ایک مہینے قربت نہ کروں گا تو ایلا ثابت
نہوگا۔

(۷۱) حکم ایلا کا یہ ہے کہ ایک طلاق باتن واقع ہوگی اگر اس سے

قسم پوری کی یعنی چار مہینے تک وطی نہ کی اور کفارہ اور خیرا فی مطلق لازم آوے گی اگر اوسنے قسم توڑی بسبب وطی کے یعنی اگر قسم بدوین تعلیق کے ہے تو کفارہ لازم ہے اور اگر تعلیق کی قسم ہے تو خیرا لازم ہے اور گلاب کفارہ اور حنہ اساتھ ہی لازم آتا ہے جبکہ حلف باللہ اور تعلیق معا ہو مثلاً یون کہما کہ واللہ قربت نکرون گا اور اگر قربت نکرون تو جہم چھ ہے۔

(۸۰ ۱۲) کثرت ایلا کی حرہ کے واسطے چار مہینے اور لونڈی کے واسطے دو مہینے بین اور اکثریت کی حد نہیں ہے تو دونوں کی مدتوں سے کثرت کی قسم کھانے بین ایلا نہیں ہے تو اگر حرہ بین دو یا تین مہینے کی قسم کھائی اور لونڈی بین ایک مہینہ کی قسم کھائی تو ایلا ناسب نہوگی۔

(۸۱ ۱۲) سبب ایلا کا مانند اوس سبب کے ہے جو طلاق رجعی میں ہے چنانچہ اختلاف اور ناموافق طلاق رجعی کا سبب ہوتا ہی ویسا ہی ایلا کا سبب پڑتا ہے۔

(۸۲ ۱۲) الفاظ ایلا کے دو قسم کے ہیں صریح اور کنایہ صریح وہ ہے جو فقط جماع میں مستعمل ہوں اور کنایہ وہ جو جماع اور غیر جماع دونوں میں مستعمل ہوں صریح محتاج نیت کا نہیں ہے بخلاف کنایہ کے کہ نافی حاشیہ المہ فی۔

(۸۳ ۱۲) منجملہ ایلا غیر صریح کی یہ مثال ہے کہ زوج کے زوجہ غیر حائضہ سے کہ میں تجھ سے قربت نکرون گا اور جس لفظ سے کہ میں منعقد ہوئی ہے وہ بھی مانند واللہ کے ہے یعنی لعنتمہ اللہ

و بچلما لہو و کبریا نہ سے صحیح ہے اور علم اللہ اور غضب اللہ سے صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ الفاظ اول سے یہی منعقد ہوتی ہے نہ ثانی سے علامہ عدوی نے صحت ایلا میں عدم حیض کی قید لگائی ہے سبب نہ مضاف ہونے منع قربت کے طرف زمین کے یعنی حالت حیض میں باز رہنا وطی سے بہ سبب منع شرعی کے ہے نہ کہ بسبب قسم کے اور ایلا ہے اس مثال میں کہ واللہ میں تجھ سے قربت نکرونگا یا تجھ سے صاع نکرون گا یا تجھ سے وطی نکرون گا یا غسل جنابت نکرون گا تیرے سبب سے چار حصے اگرچہ خطاب مائض سے ہو بسبب معلق کرو تیرے مدت کے یعنی چار حصے کی تعلیق کا یہ قسم ہے منع وطی کا بسبب قسم کے نہ کہ بہ سبب حیض کے اس واسطے کہ چار حصے تک برابر حیض نہیں ہوتا بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہاں قسم میں مدت مذکور نہیں ہے۔ یا کہا اگر قربت کروں میں تیری تو مجھ پر حج واجب ہے یا مانند اوس کے اوس قسم سے جس کا فعل انسان پر شاق اور سخت ہے چنانچہ ایک عہدہ روزہ رکھنا یا طلاق یا عتاق بخلاف اس قول کے کہ اگر میں قربت کروں تو مجھ پر دو رکعت واجب ہیں۔ تو اسکا قبلی مٹولی نہیں ہے بہ سبب نہ شاق ہونے دو رکعت نماز کے یا کہا کہ اگر میں تیری قربت کروں تو مجھ پر سو رکعتیں لازم ہیں اس واسطے کہ اس قدر نماز اکثر لوگوں پر شاق ہے اور قیاس مشقت اسکو مقتضی ہے کہ سو یا حتم قرآن مجید اور سو بار حجازہ کے اتباع سے مٹولی ہو گا شارح کہتا ہے کہ اسکو میں نے کتب فقہ میں نہیں دیکھا یعنی اگر کوئی کہے کہ اگر میں تجھ سے قربت کروں تو سو بار رستہ ان جمع کرنا

مجہ پر لازم ہو یا سو خیارہ کی ہمدای اور زفن کرنے کی شرکت مجہ پر واجب ہوتی تو ایلا نکاح ہوا اس واسطے کہ اس میں غایت مشقت ہے یا کہا کہ اگر میں تجھ سے قریب کروں تو تو مطلقہ ہے یا غلام اور سبکا آزاد ہے۔ یہاں تک مثالین ایلا سے صریح کی تھیں۔

(۱۲۸۴) از قسم کنایہ یہ مثالین ہیں کہ میں تجھ کو نہ چھوؤں و نگا تیرے پاس نہ آؤں لگا تیرے بچھونے کے پاس نہ جاؤں لگا نہ داخل ہوں لگا تیرے اوپر یعنی تیرے پاس نہ آؤں لگا۔

(۱۲۸۵) از قسم ایلا سے دای کے ہے یوں کہنا کہ واللہ میں تجھ سے قریب نہ کروں گا یہاں تک کہ دایہ الارض نکلے یا دخال خرمنج کرے یا کہ آفتاب اپنی عزوب گاہ سے نکلے

(۱۲۸۶) اگر زواج نے وطی کی زوجہ سے مد شک اندر اگرچہ زواج اس وقت دیوانہ ہو تو حاش ہوگا پھر حیو قوت کہ حاش ہوگا تو اللہ کی قسم سے کفارہ واجب ہوگا اور اس کے سوائے یعنی تعلیق میں جزا واجب ہوگی خواجج خواہ عناق خواہ سوائے اسکے اور ساقط ہوگا ایلا بسبب آخر ہونے میں کے یعنی بعد وطی کے کفارہ یا جزا لازم ہوا۔ تو اب حکم ایلا کا باجماع علما باقی نہ رہا۔ یعنی بعد چار مہینے گذر گئے تھے اب طلاق واقع ہوگی۔

(۱۲۸۷) اگر مدت معینہ میں زوجہ سے وطی نہ کی تو عورت پر ایک طلاق یا تن واقع ہوگی بسبب منقضی ہونے مدت کے۔

(۱۲۸۸) اگر زوج نے دعوی وطی کا کیا بعد گذرنے مدت کے تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا بدوین کو ہوئے

(۱۳۸۹) ساقط ہوگی قسم بعد جدائی کے اگر موقت اور مہینہ ہوگی اگر توقیت دومت کی ہو اس واسطے کہ دوسری مدت کے گزرنے سے عورت پر دوسری طلاق بائن واقع ہوگی یعنی زوج نے کہا کہ واللہ میں تجھ سے آٹھ مہینے تک صحبت نہ کروں گا۔ پھر چار مہینے اور سینے صحبت نہ کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی پھر مرد نے اوس سے نکاح کیا اور باقی چار مہینے تک صحبت نہ کی تو دوسری طلاق واقع ہوگی اسکے بعد قسم کا اثر باقی نہ رہے گا یعنی اگر تیسری بار اس عورت سے نکاح کر دیا اور بعد اوس کے چار مہینے تک صحبت نہ کر لیا تو اب طلاق واقع ہوگی بسبب ساقط ہو جانے قسم کے۔

(۱۳۹۰) قسم ساقط ہوگی بائن ہونے سے بشرطیکہ قسم دائمی اور ابدی ہو اور عورت ظاہر ہو یعنی عورت حائض نہ ہو قسم کھانے کے وقت کما مر۔

(۱۳۹۱) اگر زوج نے عدم قربت زوجہ کی قسم کھائی اور طلاق بائن اوس پر پڑی پھر اوس سے دوسری اور تیسری بار نکاح کیا اور دومین بدون قربت کے گزر گئیں تو عورت بدو بار طلاق بائن اور پڑیگی مثلاً زوج نے کہا کہ واللہ میں تجھ سے صحبت نہ کروں گا اور چار مہینے تک صحبت نہ کی تو ایک طلاق بائن پڑی پھر دوسری بار نکاح کیا اور چار مہینے بدون جماع کے گزر گئے تو دوسری بار طلاق بائن واقع ہوگی۔ پھر تیسری بار نکاح کیا اور چار مہینے بدون وطی کے منقضی ہو گئے تو تیسری بار طلاق بائن پڑیگی اس واسطے کہ دائمی تھی نہ موقت۔

(۱۲۹۲) مدت کا اعتبار ہے نکاح کے وقت سے یعنی اگر دایمی قسم کھائی اور بعد چار مہینے کے عورت بائن ہو گئی اور مرد نے اوس سے نکاح نکلیا اور بعد بائن ہونے کے چار مہینے گزر گئے تو اب دوسری بار طلاق تنوگی اس واسطے کہ وہ منکوحہ نہیں ہے اور بدوان نکاح کے مدت کا اعتبار نہیں ہے۔

(۱۲۹۳) اگر ایلا کرنے والے نے اوس عورت سے نکاح کیا دوسرے زوج کے بعد تو اب اوس پر طلاق واقع تنوگی بہ سبب آخر ہو جانے اوس ملک کے مثلاً زوج نے عدم قربت کی دایمی قسم کھائی اور تین بار طلاق بائن عورت پر واقع ہوئی بسبب نکاح ثانی اور ثالث کے اور عدم قربت کے پھر عورت نے زوج ثانی سے نکاح کیا اور بغیر وطی کے مطلقہ ہوئی اور عدت کے بعد زوج اول نے اوس سے نکاح کیا اور چار مہینے تک قربت نکلی تو اب اوس پر طلاق واقع تنوگی بسبب حلف دایمی کے اس واسطے کہ بعد وقوع تین طلاق کے زوج کی ملکیت بالکل معدوم ہو گئی پھر جب ملکیت باقی نہ رہی تو اب طلاق کیونکر واقع ہو۔

(۱۲۹۴) اگر قسم دایمی کھانے والی عورت سے وطی کی بعد دوسرے زوج کے تو کفارہ دے بسبب باقی رہنے عین کے اور یہ کفارہ لازم ہوا بسبب قسم توڑنے کے یعنی ہر جب بعد تین طلاق بائن پڑ جانے کے اب جو کتنی طلاق نہ پڑے گی لیکن عین عدم قربت کی رہنمائی ہے تو وطی سے کفارہ لازم ہوگا۔ (۱۲۹۵) اگر یون کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نکروں گا

دو مہینے اور دو مہینے بعد ایک دو مہینوں کے تو ایلا ہے
بسیب محقق ہونے مدت ایلا کے اس واسطے کہ وادعاً طافہ مریض
ہے واسطے جمع کے تو چار مہینے ثابت ہو گئے۔

(۱۲۰۹۶) اگر زوج نے کہا کہ واللہ میں تجھ سے دو مہینے قربت
نکرونگا پھر اس نے ایک دن توقف کیا (شناج کہتا ہے کہ مریض
نے فقط یوم سے مطلق زمانہ مراد رکھا کیونکہ ایک ساعت کا توقف
بھی مانند یوم کے ہے حکم میں کذا فی البحر الرائق) پھر بعد توقف ایک
دن یا ایک ساعت کے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت
نکرونگا تو دو دنوں صورتوں میں موعی نہ ہو گا بسبب کم ہونے
مدت کے شکل اول میں ایک دن توقف کر کے دوسری قسم
کھائی تو ایک دن توقف کا درمیان سے ساقط ہو گیا تو ایک دن
کم چار مہینے باقی رہے اور مدت ایلا کی پورے چار مہینے میں
لہذا ایلا ثابت ہوا اور شکل ثانی میں چونکہ بعد اشہرین اولین
کو میں ثانی میں مذکور نہیں کیا تو دو دنوں میں متداخل ہونگی۔
مثلاً کہیں اول غرہ محرم سے شروع ہو کر آخر صفر ختم ہوگی اور
میں ثانی دوسری محرم سے شروع ہوئی اور غرہ ربیع الاول
کو ختم ہوئی پس مدت ایلا کی اسمین بھی نہ پائی گئی۔ اگر بعد
اشہرین اولین کہیگا تو وطی سے ایک ہی کفارہ لازم آویگا اور
اگر یہ نہ کہے گا تو دو کفارہ لازم آویں گے پہلی صورت میں اگر پہلے
دو مہینوں میں وطی کریگا تو ایک کفارہ لازم ہوگا اور اگر پچھلے
دو مہینوں میں وطی کریگا تو بھی ایک ہی کفارہ لازم ہوگا کیونکہ

مدت ہر مہینہ کی جدی جدی ہے متداخل نہیں ہے اور دوسری صورت میں اگر دو مہینے کے اندر وطی کر لگا تو دواہرہ کفارہ لازم لازم آوے گا ایک کفارہ مہینہ اول سے اور دوسرا کفارہ مہینہ ثانی سے (کیونکہ دونوں مہینہ مدت متداخل ہے جدی جدی نہیں ہے) (۱۲:۴۳) اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نکروں گا ایک سال مگر ایک دن تو فی الحال مولیٰ ہو گا بلکہ قربت کرے عورت سے اوسوقت جب کہ باقی رہ گئے ہوں ایک سال سے چار مہینے یا زیادہ اوسوقت مولیٰ ہو گا اور اگر سال میں سے چار مہینے باقی نہیں رہے مثلاً تین مہینے باقی رہے تھے کہ اوسنے قربت کی تو مولیٰ ہو گا۔

(۱۲:۴۴) اگر سال کا ذکر نہ کیا یعنی یوں کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نکروں گا لیکن ایک دن تو مولیٰ نہ ہو گا بدو ن قربت کے پھر جب عورت سے قربت کر لگا تو مولیٰ ہو گا بعد غروب ہوئے آفتاب کے وطی کے دن اور یہ ہی مدت مثال سابق میں بھی ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲:۴۵) اگر یوں کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نکروں گا ایک سال مگر وہ دن جس میں تجھ سے قربت کروں گا تو کا ہے مولیٰ ہو گا خواہ قربت کرے یا نہ کرے (کیونکہ اوسنے ہر ایک اوس دن کو مستثنیٰ کر لیا جس میں عورت سے قربت کرے تو اوسکا ممنوع ہونا وطی سے کبھی منظور نہیں ہوتا۔

(۱۲:۴۶) اگر زوج بصرہ میں ہے اور اوسنے کہا کہ واللہ میں

نخاؤن کا اور حالانکہ زوجہ مکہ میں ہے تو اس قول سے بھی مؤولیٰ نہ ہوگا
 اگرچہ نہ ممکن ہے کہ عورت کو مکہ سے بلا لیوسے پھر اوس سے وطی کرے
 (۱۲۹۷) اگر ایلا کیا مطلقہ رجیمہ سے تو صحیح ہے بسبب باقی رہنی
 زوجیت کے اور باطل ہوگا ایلا بعد طلاق باتن پڑنے کے بسبب
 گذر جانے مدت ایلا کے یعنی چار مہینے گذر گئے اور سنوز عدت جہی
 کی باقی ہے بسبب استدلال طہر کے اور اگر مدت عدت کے قبل مدت
 ایلا کی گذر گئی تو بھی ایلا باطل ہوگا بسبب باقی نہ ہونے محل کے کذا
 فی حاشیۃ المدنی تا قلا عن النمر و البجر۔

(۱۲۹۸) اگر ایلا کیا مطلقہ باتن یا اجنبیہ سے جس سے بعد ایلا کرے
 کے نکاح کیا اور ایلا باضافت الی الملک نکاح لایفی نکاح پر تعلیق نہیں
 تو ایلا صحیح نہ ہوگا بسبب فوت ہونے محل ایلا یعنی نکاح کے لیکن بعد
 ایلا کے باتن یا اجنبیہ سے وطی کر لیا تو کفارہ لازم آوے گا بسبب باقی
 رہنے میں کے یعنی ہر چند نکاح نہ ہوا لیکن میں عدم قرینہ کی ناسبت
 (۱۲۹۹) اگر زوج نے ایلا کیا پھر زوجہ کو طلاق باتن دی اگر
 مدت ایلا کی گذر گئی اور حالانکہ عورت سنوز عدت میں ہے تو اوپر
 دوسری طلاق باتن پڑے گی اور اگر عدت پہلے منقضی ہو گئی تو دوسری
 طلاق مائع ہوگی کذا فی النخانیہ۔

(۱۳۰۰) اگر عاجز ہوا ایلا کرنے والا وطی سے حیضی عاجزی سے
 مثلاً جاری زوج یا زوجہ کے یا بسبب صغیرہ ہونے عورت کے یا
 بسبب بستگی شرمگاہ عورت کے یا بسبب مقطوع الذکر یا نامرد ہونے
 مرد کے یا بسبب حایل ہونے اتنی مخالفت کے کہ اوسکو قطع نہیں

کر سکتا اور پہنچ نہیں سکتا زوجہ تک ایلا کی مدت میں یا بسبب مجبوس
 ہونے زوج کے ناحق بشرطیکہ مدت درتو عورت کی وطی پر قید خانہ
 میں کہ انی البحر الابق عن الغایۃ (شراح کہتا ہے کہ جس میں ناحق کی
 قید مصنف کے سوا اور فقیہ کے کلام میں نہیں دیکھی جلیں محشی نے
 کہا کہ ہم نے اس روایت کو فتاویٰ مالکگیری میں یا یا غائیہ الروجی
 سے کہ جس واجب میں رجوع کرنا زبانی مستبر نہیں اور جس ناحق
 میں مستبر کو اب قول مصنف کا تحقیق ہو گیا۔ اس طرح ظاہر ہوا بسبب
 مجبوس ہونے زوجہ کے اور اوسکی نافرمانی سے) نہ عاجزی حکمی
 کے سبب سے مثلاً (احرام باندھنے کے یا اعتکاف کے کیونکہ یہ طہری
 اختیاری سے نہ اضطراری) تو رجوع کرنا زوج کا اوسکے زبانی قول
 سے کفایت کرتا ہے چنانچہ یوں کہنا کہ میں نے رجوع کیا زوجہ کی طہر
 یا یوں کہنا کہ میں پھر اتیری طہر یا یوں کہنا کہ میں نے ایلا کو باطل کر دیا
 یا یوں کہنا کہ جو میں نے کیا تھا اوس سے میں بھرا اور مانتا اور افعال
 کے یعنی بسبب عذرات مذکورہ کے وطی کر لیا تو زبانی قول سے ایلا
 موقوف کرے کیونکہ زوج نے زوجہ کو اذیت اور تکلیف دی تھی
 بسبب منع وطی کے تو اوسکو راضی کرے وعدہ کرے۔

(۱۳۰) اگر بعد رجوع قولی کے زوج قادر ہو جامع پر مدت یا یا یا
 اوسکا رجوع کرنا مستبر ہو گا وطی فی الفرج سے اس واسطے کہ وہ ہی
 اصل ہے سو اگر غیر فرج میں وطی کر لیا مثلاً مقعد میں تو رجوع کرنا
 معتبر نہ ہو گا متخاد ہوتا ہے قول مصنف سے بشرط وہ نادوام
 عاجزی کا رجوع کرانے میں ایلا کے وقت سے اوسکی مدت گزرنے

تک اور اسی شرط کو ملحوظ رکھا ہے۔

(۳۰۴) عادی میں ہے کہ زوج نے طلاق صحت میں ایلا کیا ہے بیمار ہو گیا تو اس کا رجوع کرنا ثابت ہو گا بدوں بطن کے
(۳۰۵) رجوع کی شرط اول عجز ہے بشرط ثانی دوام عجز اور ثانی
ثالث کو بوجہ ایلی میں ذکر کیا کہ وہ قیام ہے نکاح کا وقت رجوع کرنے کی باقی
کے یعنی رجوع کے وقت عورت منکوحہ ہونہ بائیں تو اگر زوج نے ایلا
کے عورت کو طلاق بائن دی پھر زبانی رجوع کیا تو رجوع کرنا ثابت ہو گا
اور ایلا باقی رہے گا۔

(۳۰۵) قال الامامہ انت علی حرام۔ یعنی اگر کہا زوج نے اپنی
زوجہ سے کہ تو مجھ پر حرام ہے اور ثابت اس کلام کے کچھ اور یوں اجہیز
حرام کا لفظ ہو چنانچہ یوں کہا کہ تو میرے ساتھ ہے حرام کے اندر تو
یہ قول ایلا ہے اگر اوستے تحریم کا ارادہ کیا اس واسطے کہ تحریم حلال کی
میں سبب یا زوج نے اس کلام سے کچھ ارادہ کیا نہ ظہار کا نہ طلاق
کا نہ ایلا کا نہ کذب کا تو بھی ایلا ہے۔

(۳۰۶) کلام مذکور ظہار ہو گا اگر اوستے ظہار کا ارادہ کیا اور یہ
کلام باطل اور محل ہو گا اگر اوستے کذب کا ارادہ کیا اور اس کا باطل
ہونا باعتبار دیانت کے ہے ورنہ باعتبار حکم قاضی کے تو ایلا ہی ثابت
ہو گا کذا فی الفتاویٰ۔

(۳۰۷) اور یہ کلام انت علی حرام ایک بائن طلاق ہو گا اگر
اوستے طلاق کی نیت کی اور تین طلاق خارج ہو گئی اگر اوستے تین
طلاق کی نیت کی اور مستوی اس پر ہے کہ یہ کلام یعنی انت علی حرام

طلاق باتن ہے اگرچہ زوج نے طلاق باتن کی ٹیٹ نکلی ہو بسبب
استعمال کے یعنی با افعول بہ قول طلاق ہی میں مستقل ہے لہذا اس
قول سے حوا سے مردوں کے کوئی قسم نہیں کھاتا۔

(۱۳۰۸) اگر مرد کے کوئی زوجہ نہ ہو اور اسے کہا کہ علی حرام
زوجی حرام مجبر لازم ہوا یا کہ عورت نے بلفظ حرام قسم کھائی یعنی
زوج سے خطاب کر کے بولی کہ تو مجبر حرام ہے تو یہ قول یسین ہوگا
نہ طلاق۔

(۱۳۰۹) اگر زوج نے کہا زوجہ سے کہ تو مجبر حرام ہے اگر
میں غلام کو ماروں مجبر زوجہ مخاطبہ مرگنی یا باتن ہو گئی بدوین
عدت کے بسبب طلاق مثل دخول کے پھر شرط پائی گئی یعنی
مثلاً غلام کو مارا تو مطلقہ ہوگی اسکی عورت یعنی وہ عورت جس
بعد موت زوجہ اولی کے نکاح کیا اسی قول پرستوی ہے (کیونکہ
جب مخاطبہ مرگنی یا باتن ہو گئی تو تعلیق طلاق کی بسبب نہ ہونے
محل کے میں ہوگی اور یسین نہ تعلق ہو کر طلاق نہیں ہو سکتی)

(۱۳۱۰) انت علی حرام کی مانند ہیں یہ اقوال کہ تو ساتھ میرے
ہے حرام میں اور میں تجھے حرام ہوں یا محترم ہوں یا کہ میں نے
انہی ذات کو تجھے حرام کیا یا کہ تو مجھے حرام ہے مانند گد سے یا سپور
کے کہ نہ انی البزاز یہ یعنی ان مثالوں سے طلاق بائن واقع

ہوگی بقول مفتی یہ کے اور اگر سائل کی زوجہ نہ ہوگی تو یہ اقوال
یسین ہو جائیں گے تو مانند ہونے سے کفارہ لازم آویگا۔

(۱۳۱۱) اگر زوج کی چار زوجہ ہیں اور زوج نے کہا کہ امرانی علی حرام

(یعنی میری عورت مجھ پر حرام ہے) تو ہر عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اور بعضوں نے کہا کہ ان چار عورتوں میں سے ایک ہی عورت پر طلاق واقع ہوگی اور زوج کا اختیار ہے تلیق میں کامر فی ذکر طلاق صریح زیلعی اور نزاریہ وغیرہ صاحب خلاصہ اور ذخیرہ اور پر خدی نے اسکو ذکر کیا ہے لیکن کمال الدین محقق نے فتح القدیر میں کہا کہ میرے نزدیک شبہ بحق قول اول ہے اور اسکی یقین کیا ہے صاحب بحر الرائق نے اپنے فتاویٰ میں اور جو اہر الفتاویٰ میں بھی اسی کی تصحیح کی ہے اور مصنف نے بھی اسی قول کو اپنی شرح میں تسلیم رکھا ہے۔

(۱۳۱۳) مسئلہ سابقہ کے اختلاف کی یہ وجہ ہے کہ جو کہتا ہے کہ سب عورتوں پر طلاق واقع ہوگی سو اس قول سے کہ حلال اللہ اور حلال المسلمین علی حرام اور جو کہتا ہے کہ فقط زوجہ مخاطبہ ہی پر طلاق واقع ہوگی سو اس قول سے کہتا ہے کہ انت علی حرام خلاصہ یہ ہے کہ الفاظ تین طرح ہیں قسم اول حلال اللہ و حلال المسلمین علی حرام سو یہ عام ہیں اور یہی مراد ہے اصحاب فتاویٰ اور کمال الدین محقق اور مصنف کی اپنی شرح میں قسم ثانی انت علی حرام۔ یہ خاص ہے مخاطبہ کو قسم ثالث امراتی علی حرام اس میں اختلاف ہے جو کہ عموم کے قابل ہیں سو امراتی کی اضافت کو اضافت جنسی کہتے ہیں اور جو خصوص کے قابل ہیں وہ اضافت عہدی کہتے ہیں کذا فی حاشیہ المبدئی۔

(۱۳۱۴) زوج نے کہا زوجہ سے کہ تو مجھ پر حرام ہے ہزار بار تو ایک

طلاق واقع ہوگی (کیونکہ حرمت سے واحد ہے اسہن لغت کی گنجائش نہیں ہے بخلاف طلاق کے واللہ اعلم۔

(۱۳۱۴) عورت کو ایک طلاق دی بھر کہا اوس سے کہ تو حرام ہے دو طلاق کی نیت کر کے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

(۱۳۱۵) دو عورتوں سے کہا کہ تم دونوں مجھ پر حرام ہو

اور ایک عورت میں تین طلاق کا ارادہ کیا اور دوسری میں

ایک طلاق کا تو ویسا ہی ہوگا جیسا کہ اوس نے ارادہ کیا اسی پر فتویٰ

ہے کہ ان فی النیرانہ یہ زوج نے کہا کہ تم دونوں مجھ پر حرام ہو تو

حادث ہوگا ہر عورت کی وطی سے۔ زوج نے کہا کہ واللہ تم دونوں

سے قرب نکروں گا تو حادث نہ ہوگا مگر دونوں کی وطی سے یعنی

ایک کی وطی سے قسم نہ ٹوٹے گی کذا فی حاشیۃ المدنی باقلا عن البحر

(۱۳۱۶) جو ہرہ میں ہے اگر زوج نے کہا کہ واللہ میں تجھ سے

قرب نکروں گا اسکو تین بار ایک مجلس میں مکرر کھا یعنی تاکبہ کی

نیت کی تو ایک ہی ایلا اور ایک ہی میں ہوگی اور اگر تاکبہ کی نیت

نہی تو ایک ایلا ہوا یعنی چار عینے بدون وطی کے منقضی ہوں گے

تو ایک طلاق ہوگی اور تین میں ہوگی یعنی اگر وطی کر لگا تو تین کفار

دینے لازم ہونگے اور اگر مجلس متعدد ہوگی یعنی ہر مجلس میں ایک

واللہ لا اقر بک کہیگا تو تین ایلا اور تین میں ہونگے اور اگر

چار عینے تک قرب نکریگا تو تین بار طلاق واقع ہوگی اور اگر قرب

کر لگا تو تین کفارہ لازم آونگے واللہ اعلم

باب الخلع

یہ باب ہے خلع کے احکام میں

(۱۳۱۶) لغت میں خلع کے معنی ازالہ ہے یعنی ایک چیز سے

دوسری چیز کو زائل کرنا اور جد کرنا اور نکالنا جیسے کپڑے کو بدن سے

اور موزہ کو پاؤں سے نکالنا۔ خلع مستعمل ہے ازالہ زوجیت میں

بضم اول اور ازالہ زوجیت کے غیر میں لغت میں اول خلع مستعمل ہے۔

خلع باعتبار اصطلاح شرع کے (خیاچہ بخر الایقین میں ہے) عبارت ازالہ

ملک نکاح سے ہے (ملک نکاح کی قید سے نکاح فاسد میں خلع کرنا اور

طلاق باتن اور مرد ہونے کی بعد خلع کرنے سے خلع شرعی کی تعریف سے

نکل گیا لہذا وہ لغوی ہے بسبب عدم ملکیت نکاح کے کذا فی الفضول۔

(۱۳۱۸) ویسا ہی ملک نکاح کا خلع ہے جو موقوف ہے عورت

کے قبول کرنے پر (لو اس قید سے نکل گئی وہ صورت کہ اگر زوج فی

زوجہ سے کہا کہ میں نے تجھ کو خلع کیا یعنی طلاق کی نیت سے یوں

کہا تو طلاق باتن ہوگی بلا استقاط حقوق زوجیت کے تو یہ قول خلع نہ ہوگا

بسبب نہ موقوف ہونے اس طلاق کے عورت کے قبول پر اور

جو ازالہ ملک نکاح عورت کے قبول پر موقوف نہیں وہ خلع نہیں ہے

(۱۳۱۹) اگر زوج نے کہا خالعتک یعنی تلفظ باب غاغت کے

خلع کیا یا عورت سے بصیغہ امر اختلعتی کہا خلع قبول کر اور اس کے

عوض میں کچھ مال مسترد نہ کیا سو عورت نے خلع قبول کیا تو

یہ قول خلع ہے مسقط زوجیت کا یا نہ کہ اگر مستکوحہ ہر فیض

کہ چکی ہوگی تو اس کو مہر کا پھیر دینا لازم ہوگا کذا فی الحمانیہ۔

اور ازالہ ملک بلفظ خلع ہو تو اس قید سے طلاق بیوض مال کے
تعریف خلع سے نکل گیا اس واسطے کہ طلاق مذکور حقوق زوجیت کو مطلقاً
نہیں کرتی کذا فی مستح القہیر۔ خلع عبارت ہے اوسى ازالہ ملک سے
جو بلفظ خلع ہو یا اوس لفظ سے ہو جو بمعنی سلب ہو۔ مصنف نے اس
قول کو اس واسطے زیادہ کیا تاکہ مبارات (یعنی بری کرنے) کا لفظ خلع
میں داخل ہو جاوے اس واسطے کہ وہ بیچ (یعنی حقوق زوجیت) کا مستطہ ہی
چنانچہ عنقریب آویگا۔ اور تاکہ خلع بلفظ بیچ و شہدا داخل رہے۔ خلع
میں اس واسطے کہ وہ بھی اس سطح مستطہ ہے چنانچہ اس کی تصحیح کی ہے
فتاویٰ صفرا میں یہ تفاوت خاتمہ کے۔ اب تعریف خلع کی پوری ہو گئی
اپنی ہمداد کی جامع وغیرہ کی مانع۔

(۱۳۲) خاتمہ دیا تعریف مذکور نے مطلقہ رجعی کی صحت خلع کا
اس واسطے کہ خلع عبارت ہے ازالہ ملک نکاح سے اور بقاے عدت
طلاق رجعی میں ملک ثابت ہے لہذا رجعت بدون تجدید نکاح کے
درست ہے۔

(۱۳۲) سمجھ مضائقہ نہیں ہے خلع کرنے میں وقت ضرورت کے
جب آپس میں ہوٹ پڑے نا انسانی سے اور مرد کو مال لینا عورت
سے چھوڑنے کے عوض جائز ہے بشرطیکہ نا انسانی مرد کی طرف سے
نہو۔ بلا ضرورت عورت کو خلع کی خواہش کرنا حرام ہے لیکن جب
کسی طرح موافقت نہو سکے بموجب نص قرآنی کے جدائی عوض مال
کے جائز ہے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۳۳) خلع جائز ہے عوض اوس مال کے جو صلاحیت مرد

کی رکھتا ہو بدون نکاح کھلی کے یعنی جو صلاحیت خلع کی رکھتا ہو وہ صلاحیت مہر کی بھی رکھے کیونکہ صحیح ہے خلع کمتر دس درم سے اور عوض اوس مال کے جو عورت کے قبضہ میں ہے اور عوض اوس بچہ کے جو بکری کے پیٹ میں ہے حالانکہ مہر صحیح نہیں ہے دس درم سے کم میں اور عورت کے مقبوضہ سے بسبب مجہول ہونے مال کے اور پریش کے بچہ سے۔

(۳۲۳) خلع کی شرط مانتہ شرط طلاق کے ہے یعنی مستکوچہ ہونا زوجہ کا اور اہلیت زوج کی توہمی اور مجنون کا خلع صحیح نہیں ہے۔ (۱۳۲۴) خلع یہیں ہے مرد کی جانب میں اس واسطے کہ وہ تعلق ہے مال کے قبول پر تو صحیح نہیں ہے بلکہنا زوج کا خلع سے قبل قبول کرنے عورت کے اور صحیح نہیں ہے زوج کو شرط کرنا اپنے اختیار کا اور منحصر نہیں ہے کی مجلس پر یعنی اگر زوج مجلس بدلیگا تو خلع باطل نہوگا اور موقوف ہے قبول کرنا عورت کا اپنے علم کی مجلس پر یعنی جب عورت کو خلع کی خبر ہو اور وہ مجلس میں قبول نہ کرے اور اٹھکھڑی ہو تو خلع باطل ہوگا۔

(۳۲۵) عورت کی جانب میں خلع بدلائی ہے عوض مال دینے کے تو صحیح ہے عورت کا رجوع کرنا قبل قبول کرنے زوج کے اور صحیح ہے عورت کو اختیار کا شرط کرنا اگرچہ تین روز سے زیادہ اپنے اختیار کو شرط کرے کذا فی کبر الایق۔

(۱۳۲۶) موقوف ہے صحت خلع کی عورت کی مجلس پر مانع ہے مشروط ہے عورت کی صحت قبول میں دریافت کرنا عورت کا

یعنی غلام کو۔ لو اگر منگاہند کسی عورت سے خلع بعوض مال عمری زبان
میں کرادے تو قول صحیح میں صحیح ہوگا (کیونکہ خلع بدلہ لینی کا نام ہے
اور بدلہ لائی بدوون دریافت کے نہیں ہوتی ہے) خلاف طلاق اور
عتاق اور تدبیر کے کہ اوسمیں علم ہونا ضرور نہیں ہے اسواسطے
کہ ہر واحد (یعنی طلاق و عتاق) عبارت ہے اسقاط حق سے اور
اسقاط نادانی کے ساتھ صحیح ہو جاتا ہے یعنی فضائے صحیح ہو جاتا ہے
نہ دیانتہ کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۳۲۸) جانب غلام کے آزاد می بشرط مال میں مانند جانب عورت
کے ہے طلاق میں۔

(۳۲۸) خلع ہوتا ہے بلفظ بیع اور شرا اور طلاق اور مبارات کے
منگازوج کا یوں کہنا کہ میں نے تیری ذات کو یا تیری طلاق کو بیچا
یا یوں کہے کہ میں نے تجکو طلاق دی عوض اتنے مال کے یا یوں
کہے کہ مبارات کی میں نے تجھ سے یعنی تجکو جد کیا اور عورت نے
قبول کیا تو خلع ان الفاظ سے ثابت ہو گیا۔ یا عورت نے کہا کہ میں نے
اپنی ذات پر اپنی طلاق تجھ سے مول لی عوض اتنے مال کے کذا فی
مح الغفار۔

(۳۲۹) خلع کا حکم یہ ہے کہ جو خلع سے واقع ہونی ہے سو طلاق
بائن ہے اگرچہ خلع بدوون مال کے ہو اور اگرچہ بلفظ طلاق صریح کے
ہو عوض مال کے اور ثمرہ اس حکم کا اوسوقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ
بدل خلع کا مال باطل ہو مانند ثراست یا سور کے یعنی جب بدل خلع کا
مال باطل مذکور ہوگا تو اگر خلع بلفظ خلع ہوا ہے تو طلاق بائن واقع

ہوگی اور اگر بلفظ طلاق ہو اسے تو طلاق رجعی واقع ہوگی۔

(۱۳۳۳) خلع کنایات میں داخل ہے تو خلع میں اعتبار کیا جاوے گا
اوس امر کا حجب کنایات میں اعتبار ہوتا ہے یعنی فرائض طلاق
کا مثلاً اسکے مثل مذکرہ طلاق کا ہونا یا طلاق کا سوال کرنا درالمتنقی
میں ہے کہ مال مشترک زنا خلع میں یہ بھی قرینہ ہے طلاق کا کذا فی
حاشیۃ المدنی۔

(۱۳۳۴) باوجودیکہ خلع کنایات میں داخل ہے اور کنایات سے
طلاق بھی واقع ہوتی ہے نہ فسخ لیکن اگر قاضی جنبی یا شافعی بموجب
اپنے مذہب کے خلع کا فسخ ہونے کا حکم کرے تو نافذ ہوگا اس واسطے
کہ اس امر میں اجتہاد کی گنجائش ہے اور قول مجتہد فیہ میں حکم قاضی
نافذ ہے اگرچہ قاضی شافعی ہو اور مدعی یا مدعا علیہ حنفی یا مالکی یا
جنبی اور قول ضعیف یہ ہے کہ قاضی کا حکم اسمین نافذ نہیں ہے۔
(۱۳۳۵) اگر مرد نے عورت سے خلع کیا پھر یو لاکہ میں نے اس
سے طلاق کی نیت نہیں کی تو اگر زوج بدل خلع میں کچھ مال ذکر
کر چکا ہے تو قضاء اوسکی تصدیق ہوگی چاروں میں یعنی المفاظ
بیع اور شرا اور خلع اور بیارات میں (اس واسطے کہ ذکر عوض کا
قرینہ ہے طلاق کا) مگر باعتبار دیانت کے المتبہ تصدیق ہوگی لیکن
اس صورت میں بھی عورت کو مرد کے پاس رہنا جائز نہیں ہے۔
اس واسطے کہ اتہام قاضی کے ہے ظاہر پر عمل کرنے میں کذا فی حاشیۃ
المدنی ناقل عن البحر۔

(۱۳۳۶) اور اگر مال مذکور نہیں ہوا تو زوج کی تصدیق ہوگی

اوس خلع میں جو کہ بلفظ خلع اور بلفظ مہارات واقع ہوا ہے اس واسطے کہ یہ دونوں لفظ کنایہ میں طلاق سے اور کوئی تشریح نہ تعلق کا موجود نہیں ہے بخلاف لفظ بیع اور طلاق کے کہ اوس میں زوج کی تصدیق نہ ہوگی بدون ذکر مال کے بھی اس واسطے کہ وہ دونوں لفظ طلاق صریح ہیں اور بیعت اور بیعت کی حاجت نہیں ہے اور لفظ بیع اس واسطے طلاق صریح ٹھہرا کہ بیع عبارت ہے زوال ملک پہن سے اور زوال ملک بیعت کو زوال ملک منافع لازم ہے۔ خلع اور مہارات کے کنایہ ہونے میں اشارہ یہ ہے بیعت کی شرط ہونے کی طرف یعنی بلفظ خلع یہ زوال بیعت کے طلاق واقع نہ ہوگا اور یہ نظام روایت ہے کہ اگر بیعت کے لئے کہا کہ بیعت شرط نہیں اس واسطے کہ لفظ خلع بیعت کی کثرت استعمال کے مانند طلاق صریح کے ہو گیا ہے بخلاف بیعت میں مذکور ہے متفرقات طلاق محیط سے طحاوی نے کہا کہ بیعت سابقین کے زمانہ میں نشاید ایسا ہی ہوگا کہ خلع بجائے طلاق صریح کے مستعمل ہوتا ہوگا۔

(۱۳۳۴) اگر ناموافق اور زانیہ زوج کی طرف سے ہو تو اوس کو خلع کے عورت سے سمجھ لیا مگر وہ کتہریبی سے طحاوی حشی نے کہا کہ حق یون ہے کہ اس حال میں مال لیا حرام قطعی ہے لیکن اگر لیا تو مالک ہو بلکہ خبیث کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۳۳۵) اگر نافرمانی اور ناموافق عورت کی طرف سے ہو تو عورت سے مال لیا مگر وہ نہیں ہے اگرچہ بعد نافرمانی زوجہ کے زوج کی طرف سے بھی ناموافق ہو گئی ہو تو بھی مال لیا درست ہے

(۱۳۳۹) خلع کیا عورت سے یا طلاق دی او کو عوض شراب یا سور یا مردار یا مندر اسکے او س قسم سے کہ وہ مسلمان کے حق میں مال نہیں ہے تو طلاق یا تن واقع ہوگی خلع کے لفظ میں اور طلاق رسمی ہوگی خلع کے سوا اور الفاظ میں دونوں صورتوں میں طلاق واقع ہونا سنت ہوگا بسبب باطل ہونے بدل کے۔

(۱۳۴۰) اگر عورت نے عوض خلع میں طلال مال کا نام لیا چنانچہ بون کہا کہ مجھ سے خلع کر عوض اس میر کہ کے حالانکہ وہ شراب تھی میر کہ نہ تھا تو زوج میر کو پھیر لے اگر ادا کیا ہو اور اگر نہیں دیا ہے تو ساقط ہوا بشرطیکہ زوج کو شراب ہونے کا علم تھا اور اگر زوج جانتا ہو کہ وہ میر کہ نہیں ہے بلکہ وہ شراب ہے تو مفت طلاق واقع ہوگی میر عورت کا قایم رہیگا اس واسطے کہ اس صورت میں فریب عورت کا ثابت نہیں ہے۔

(۱۳۴۱) مفت طلاق واقع ہوتی ہے اس صورت میں کہ عورت نے اپنے زوج سے کہا خلع کر میرے ہاتھ والی چیز پر اور حالانکہ او سکے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے بسبب عدم مال کے اور ہاتھ اس مثال میں ظاہر می ہاتھ ہے نہ قبض و تصرف مال کا مفت طلاق واقع ہوگی اگر مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے خلع کیا اپنے ہاتھ کی چیز پر حالانکہ او میں کچھ نہیں ہے اگر زوج کے ہاتھ میں عورت کا جواہر ہوگا اور عورت ہاتھ والی چیز پر خلع قبول کرے گی تو وہ جواہر مرد کا ملوک ہو جائیگا عورت کو ہاتھ میں جواہر کے ہونے کا علم ہو یا نہ ہو یہ سبب ضرر رسائی عورت کے اپنی ذات کو او سکے

منجبول کرنے سے۔

(۳۴۴) اگر عورت نے شمال بالائین مال یا دراہم کا لفظ زیادہ

کیا یعنی یون کہا کہ مجھ سے خلع کر میرے ہات والے مال پر یا میرے

ہاتھ والے دراہم پر اور حالانکہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے تو پسلی

صورت میں یعنی در صورت ذکر مال عورت اپنا مہر مرد کو پھیر دے

اگر مہر مرد سے لے چکی ہو اور اگر مہر نہ پایا ہو تو عورت کو کچھ دنیا

لازم نہیں ہے یعنی ساقط ہو گیا۔ اور دوسری صورت میں عورت

تین دراہم مرد کو پھیر دے ان دونوں صورتوں میں ہاتھ سے مراد

ظاہری ہاتھ نہیں بلکہ مقبوضہ مراد ہے۔ اگر عورت کے ہاتھ میں تین

درم سے کم ہوں تو تین کو پورا کر دے تاکہ اخل جمع پایا جاوے۔ اگر

عورت نے عوض خلع میں دراہم کا نام لیا پھر ظاہر ہو کہ اس کے ہاتھ

میں دنیا نہیں تو شارح کتاب ہے کہ میں نے اس کا حکم کتب فقہ میں نہیں دیکھا

صاحب نہ نے کہا کہ اس صورت میں دراہم ہی واجب ہونگے نہ دنیا

لیکن اسکو کہیں مصرح نہیں دیکھا کذا فی حاشیہ المدنی۔ کوٹھری اور صندوق

اور لونڈی کا پیٹ بشرطیکہ چھ مہینے سے کم میں نہ جنے اور پھیڑ بکری کا

پیٹ اور درخت کا بھل حکم میں مانند ہاتھ کے ہیں تو ذکر ہاتھ کا شمال

سابق میں بطور شمال کے ہے کذا فی بحر الزاویٰ یعنی عورت نے کہا کہ

میری کوٹھری والی یا صندوق والی چپٹہ یا میری لونڈی کے پیٹ

کے بچہ یا درخت کے پہلون پر مجھ سے خلع کر اور حالانکہ اسکی کوٹھری

اور صندوق اور لونڈی کے پیٹ میں اور درختوں پر کچھ نہیں

تو طلاق مفت ہوگی عورت پر دنیا لازم نہ ہوگا لیکن اگر لونڈی چھ مہینے

کی مدت سے کم میں جنی تو مرد اوسکے بچہ کا مالک ہو گا اور اگر پورے
چھ مہینے یا اوس سے زیادہ میں جنی تو مرد اوسکا مالک ہو گا نہ دانی
حاشیہ المدنی۔

(۱۳۴۳) عورت نے خلع کیا اپنے بھائی کے غلام پر بشرط بری الذمہ
ہونے کے اوسکی ضمانت سے تو عورت بری الذمہ ہوگی اس شرط سے
اور عورت پر تسلیم غلام کی واجب ہوگی اگر تادیر ہو اوسپر اور اگر
غلام نہ مل سکے تو مفت غلام کی لازم ہوگی اسواسطے کہ خلع باطل نہیں
ہوتا ہے بشرط فاسد سے جیسا کہ نکاح باطل نہیں ہوتا ہے بشرط فاسد
(۱۳۴۴) عورت نے کہا کہ مجھکو تین بھائی تو محض ہزار کے یا بشرط
ہزار کے بھر مرد نے اوسکو ایک طلاق دی تو پہلی صورت میں ایک
طلاق بائن واقع ہوگی ہزار کی تہائی کے عوض بشرطیکہ عورت کی مجلس
نہ بدلی ہو اور اگر دوسری مجلس میں طلاق دی تو مفت طلاق واقع
ہوگی کذا فی فتوح القدیر۔ غانیہ میں ہے اگر زوج عورت کو دو طلاق
دیکھا تھا تو اوسکو پوری ہزار ملیں گی۔ یعنی اگر بعد دو طلاق دینے کو
عورت نے کہا کہ مجھکو تین طلاق دیے ہو تو ہزار کے اور زوج نے
ایک طلاق دی تو عورت کو ہزار کا دنیا لازم ہوگا اسواسطے کہ دو او
ایک ملکر تین ہوگی عورت کا مطلب تھا پوری عیدائی سے تو حاصل
ہو گیا دوسری صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی مفت یعنی جب
عورت نے کہا طلقنی علی الف تو ایک طلاق رجعی مفت واقع ہوگی
اسواسطے کہ حرف علی کا وہ شرط ہے بشرط منقسم نہیں ہوتا ہے اجزاء سے بشرط
بر اور رجعی طلاق اسواسطے ہوگی کہ مال سے خالی ہے اور صابز

نے کہہ کر کہ صرف علی کا مانع ہے کہ ہے تو جیسے پہلی صورت میں نہار
کی تہائی عوض ایک طلاق واقع ہو لیکن ویسے ہی دوسری صورت
میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔

(۵۴۴) مرد نے عورت سے کہا کہ تین طلاق دے اپنی ذات کو
عوض میں نہار کے یا نہار پر سو عورت نے اپنی ذات کو ایک طلاق دی تو
مجھ پر واقع نہ ہو گا بخلاف مسئلہ گذشتہ کے بسبب راضی ہونے عورت
کے جوابی سے عوض نہار کے تو نہار سے کم میں بطریق اولی راضی ہوگی
(۵۴۵) مرد کا عورت سے یوں کہنا کہ انت طالق بالیف او علی
الیف یعنی تو مطلق ہے عوض نہار کے یا بیشتر طہار کے پھر عورت
نے اسے قبول کر لیا اپنی مجلس میں تو عورت پر نہار کا دنیا لازم
ہو گا لیکن طہار کے اس پر زبردستی نکی ہو۔ اور کا فراور عورت احمق اور
بیار نہ ہو۔ نہار کا دنیا اس واسطے لازم ہو گا کہ یہ قول یا بدلائی ہے یا
تعلیق ہے یعنی بالیف کہنے میں بدلائی ہے اور علی میں تعلیق ہے۔
(۵۴۶) بھرا راق میں تا تا ر خانیہ سے منقول ہے کہ ایک مرد نے
کہا اپنی دو عورتوں سے کہ تم میں سے ایک مطلقہ ہے بعوض نہار درم
کے اور دوسری بعوض سو درم کے سو قبول کر لیا اور سکودو لون
نے تو دو لون پر طلاق واقع ہوگی مفت بسبب مجہول ہونے مال
کے اس واسطے کہ ہر عورت یہ کہہ سکتی ہے کہ مجھ پر لازم نہیں ہے
دنیا مگر سو درم کا۔

(۵۴۷) اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہے اور تجھ پر نہار
درم دنیا لازم ہے یا مالک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے

اور تجھ پر ہزار درم دنیا لازم ہو تو عورت مطلقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا
 اگر یہ دونوں نے ہزار درم دنیا قبول کر لیا ہو اس واسطے کہ زوج
 یا مالک کا یوں کہنا انت طالق تو علیک الف وان انت جزو علیک
 الف۔ تو انہیں و علیک الف بہم پورا جملہ ہے یعنی ما قبل سے ختم
 علاقہ نہیں رکھنا۔ اعتراف بین خواہ و او عطف کا ہو خواہ سہ یا بی
 اور صاحبین نے کہا کہ اگر عورت اور غلام نے ہزار درم کو قبول
 کر لیا ہے تو طلاق یا عتاق صحیح ہوگا اور مال کا دنیا لازم ہوگا
 باعتبار اس عمل کے کرتے کے کہ و او مال یہ ہے تو و علیک الف
 پورا جملہ نہ ٹھہرا بلکہ انت طالق و علیک الف ایک جملہ ہو گیا تو
 مطلب یہ ہوا کہ تو طالق ہے در حالت وجوب ہزار درم کے۔
 حاوی قدسی میں کہا ہے کہ مستوی صاحبین کے قول ہی پر ہے
 (۱۳۴۹) اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق
 دی ہزار درم پر سو تو نے ہزار درم دنیا قبول نہ کیا سو عورت
 نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو زوج ہی قول مستبر ہو گا ساتھ
 قسم کے بخلاف اس قول کے کہ مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تیری
 طلاق کل بھیجی تھی ہزار درم پر سو تو نے ہزار درم کو قبول نہیں کیا
 تھا اور عورت نے کہا کہ میں قبول کیا تھا تو اس صورت میں عتاق
 ہی کا قول مستبر ہو گا اس طرح اگر مالک نے اپنے غلام سے کہا تو
 اس کا بھی حکم ایسا ہی ہے اور اگر مالک نے غیر عبد سے کہا کہ
 میں نے کل اس غلام کو عوض ہزار درم کے تیرے ہاتھ بیچا تھا
 سو تو نے قبول نہیں کیا تھا اور شری نے کہا کہ میں نے قبول

کیا تھا تو مشتری ہی کا قول معتبر ہو گا نہ مالک کا۔ وجہ فرق کے درمیان طلاق اور بیع کی یہ ہے کہ طلاق عوض مال کے تعلیق سے جانب زوج سے اور تعلیق کو مقبول زوجہ لازم نہیں ہے۔ اور اس کے تعلیق بدون قبول کے بھی صحیح ہے اور زوجہ مدعی ہے زوج کو حائث مہینگی یعنی تعلیق تو بیع کی اور زوج اور سکا انکار کرتا ہے اور قول معتبر نہیں ہے مگر منکر کا تعدا در صورت مذکورہ زوج ہی کا قول معتبر ہوا اور بیع کا یہ حال ہے کہ بیع کا اعتدال اور بیع اقرار ہے قبول کا اس واسطے کہ بیع عیار ہے نہ بیع ایجاب اور قبول سے توجیب بیع کا استدراک کیا تو وہی قبول کا بھی اقرار ہو گیا تو بیع کا اقرار کر کے قبول کا انکار کرنا بھیہنا اور یلٹنا ہے بیع سے۔ تو مسہوع نہ ہو گا اور اگر زوج اور زوجہ اپنے قول کے گواہ لاویں تو عورت ہی کے گواہ لے جاؤ گے اس واسطے کہ عورت بنت ہے اور زوج نافی تو گواہ اثبات کے اولیٰ ہیں نفی سے کفایت التا نا خانہ۔

(۳۵۰) اگر دعویٰ کیا مرد نے خلع کا مال پر اور عورت منکر ہے تو طلاق واقع ہو جائیگی بسبب اقرار مرد کے اور دعویٰ مال کا بحال خود ہے سو اگر زوج گواہ لاویگا تو مال عورت پر لازم ہوگا اور اگر گواہ نہیں ہیں تو عورت ہی کا قول معتبر ہو گا اور اگر عورت نے دعویٰ خلع لکا کیا اور زوج منکر ہے تو طلاق واقع نہوگی اس واسطے کہ عورت طلاق واقع کرنے کی مالک نہیں ہے کسی طرح کا دعویٰ ہو طلاق واقع ہوگی کہ فی الزانیہ۔

(۱۳۵۱) زوج نے خلع سے انکار کیا یا خلع میں دعویٰ شرط کیا گیا مثلاً یون کہا کہ میں نے غلام کیا تھا بشرط رضا مندی اپنے باپ کے یا دعویٰ بہت زیادہ کیا یعنی ان کے ساتھ میں نے انتشار اللہ نہایت پایا دعویٰ کیا کہ جو مال کہ لیا تھا وہ اس کو قرض میں سے تھا یعنی زوجہ قرضدار بنی سو زوج نے کہا کہ مجھ کو قرض کی بابت زوجہ نے مال دیا ہے نہ بابت خلع کے یا دونوں میں اختلاف پڑا خوشی اور زبردستی میں یعنی زوجہ کہتی ہے کہ مجھ سے زبردستی مال کا انکار کرایا اور زوج کہتا ہے اس نے اپنی خوشی قبول کیا۔ تو ان سب صورتوں میں اگر گواہ ہونگے تو زوج ہی کا قول لائق اعتبار کے ہوگا۔

(۱۳۵۲) اگر عورت نے کہا کہ خلع یا عوض تھا اور زوج کہتا ہے کہ خلع یا عوض تھا تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا۔

(۱۳۵۳) دعویٰ کیا عورت نے مہر اور نفقہ عدت کا اقرار نہ دعویٰ کیا کہ مرد نے مجھ کو طلاق دی ہے اور مرد نے دعویٰ کیا کہ خلع عوض مہر اور نفقہ عدت کے ہوا ہے اور گواہ کیسے نہیں ہیں تو عورت کا قول مہر میں مستبر ہوگا اور مرد کا قول نفقہ عدت میں مستبر ہوگا۔ مہر میں عورت کا قول اس واسطے مقبول ہے کہ زوجہ میں ایجاب مہر اصلی امر ہے اور لائق اعتبار کے اور عورت کا قول ہے جو شک ہو اصل کار اور نفقہ عدت میں زوج کا قول اس واسطے معتبر ہو کہ عورت نفقہ عدت کے مستحق کی مدعی ہے بسبب طلاق کے اور زوج اس کا منکر ہے۔ بجز الرایق میں کہا کہ

یہ ٹکلیں مشکل ہے اس واسطے کہ زوج اور زوجہ استحقاق نفقہ عدت
میں شفیق ہیں اس واسطے کہ طلاق اور خلع دونوں سے نفقہ ثابت
ہوتا ہے لہٰذا کیونکر ساقط ہو گا کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۳۵۴) خلع کیا مرد نے اپنی دو عورتوں سے ایک غلام
پر تو منقسم ہوگی قیمت غلام کی دو لون عورتوں کے حصہ میں
مثلاً قیمت غلام کی تیس درم ہیں اور ایک عورت کا ہر دو سو
درم اور دوسری کا سو درم تو دو سو درم والی پر بیس درم
لازم ہوں گے اور سو درم والی پر دس درم واجب ہونگے
ملاحظہ فرمائیے کہ یہ قیمت اس صورت میں ہے کہ وہ غلام
کسی اجنبی شخص کا ہو یا دو عورتوں کا ہو اور دو لون کے ہر برابر
ہوں اور اگر غلام عورتوں کا مخلوک ہو یا المناصفۃ اور دو لون
کے ہر بھی برابر ہوں تو قیمت کی تقسیم کی کچھ حاجت نہیں ہے غلام
بدلایا نہ ہو گا کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۳۵۵) مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے خلع کیا تجھے سہ اپنی
غلام پر تو نافذ ہونا خلع کا عورت کے قبول کرنے پر موقوف رہیگا۔
اس واسطے کہ خلع عوض میں چیز کے ہے تو بدو ن قبول عورت کے
کیونکہ درست ہو گا و لیکن عورت کو کچھ دنیا لازم نہ ہو گا کذا فی بحر
الرائق۔ اس واسطے کہ زوج کو اپنے مال سے عوض خلع کا قرار دنیا
صحیح نہیں ہے۔

(۱۳۵۶) ساقط کرنا ہے خلع نکاح صحیح میں (اگرچہ خلع بلفظ بیع اور
شرائکے ہوں) اور ساقط کرنا ہے بیارات یعنی ابراء جابنین (چنانچہ

عورت کہے کہ مجھ کو بری کر اتنے مال پر اور مرد کہے کہ میں نے تجھ کو
 بری کر دیا) ہر ایک حق کو جو بوقت خلع اور میارات کے ثابت ہے ایک
 کا حق دوسرے کو اس قسم کا حق جو متعلق ہے اس نکاح سے جسکے بعد
 خلع ہوا یہاں تک کہ اگر عورت کو طلاق یا سن دی پھر اس سے دوسری
 بار نکاح کیا دوسرا مہر ٹھہرا کر پھر عورت نے خلع کی خواہش کی زوج
 سے اپنے مہر پر تو زوج بری ہو گا نکاح ثانی کے مہر سے نہ نکاح
 اول کے مہر سے اور مانند مہر کے ہے متعہ کذا فی البراز یہ اس کلام
 سے کہ خلع حق ثابت کو ساقط کرتا ہے (یعنی مہر اور نفقہ کو اگرچہ
 ایام گذشتہ کا ہو اور پوشاک کو) تو ثابت کی قید سے نفقہ عدت
 اور سکنی نکل گیا کہ یہ خلع سے بدون شرط کرنے کے ساقط نہیں
 ہوتا اس واسطے کہ یہ حق خلع کے وقت ثابت نہ تھا اور اس کلام سے کہ
 وہ حق ساقط ہوتا ہے جو متعلق ہے نکاح سے وہ حق نکل گیا جو بابت
 نکاح کے متعلق نہیں ہے مثلاً ایک کا دین دوسرے پر ہو بسبب قبض
 کے یا بسبب بیع کے تو ایسا حق خلع سے ساقط نہ ہو گا اور اس کلام
 سے کہ متعہ مہر کی مثل ہے اور سکی صورت یہ ہے کہ عورت سے بدو
 فقر مہر کے نکاح کیا اور قبل دخول کے خلع کیا تو متعہ یعنی ایک جوڑا
 کپڑا دنیا ساقط ہو گا۔ ہر چند کہ قیاس مقتضی اسکے ہے کہ متعہ ساقط
 نہ ہو خلع سے مانند نفقہ عدت کے اس واسطے کہ یہ حق وقت خلع کے
 ثابت نہ تھا لیکن چونکہ متعہ عوض ہے مہر کا تو جیسے مہر ساقط ہوتا
 ہے ویسے ہی یہ ساقط ہو گیا۔ کذا فی حاشیۃ المدنی ناقل عن النہر
 (۱۳۵۷) برازیہ میں ہے کہ عورت نے خلع کیا اس شرط پر کہ

مجھے دعویٰ نہیں کیا اپنے ساتھی پر پھر مرد نے دعویٰ کیا کہ میری
اسنی رونی ہے عورت کے ذمہ پر تو یہ دعویٰ صحیح ہے بسبب مخصوص
ہونے براءت کے ساتھ حقوق نکاح کے یعنی خلع سے حقوق نکاح
الغیہ ساقط ہو جاتے ہیں نہ اور حقوق۔

(۱۳۵۸) خلع سے سب حقوق متعلق نکاح ساقط ہوتے ہیں مگر
نفقہ اور سکھی عورت کا ساقط نہیں ہوتا مگر جب کہ تصریح ہو گئی
ہو نفقہ عدت کی نفی پر تو نفقہ عدت کا ساقط ہو گا نہ سکھی اس واسطے
کہ سکھی حق تفرغ ہے بموجب نص قرآنی کے (وَلَا تَحْزَنْ جُوْهُنَّ مِنْ
بُيُوتِهِنَّ)۔ یعنی نکاح لو مطلقات کو اونکے رہنے کے مکان سے تا
انقصائے عدت کے۔ مگر جب کہ عورت مرد کو بری الذمہ کر دے
بار برداری اور سکھی کے خیر سے مثلاً دو لفون کرایہ کے مکان میں
رہتے تھے تو عورت اپنے اوپر کرایہ دنیا لازم کر لیا یا یون بولی کہ
میں دوست را گھر کرایہ کو لونگی یا کہ اپنے حلوک گھر میں رہتی ہو تو اس
طرح صحیح ہے کذا فی فتح القدیر۔ خلاصہ یہ ہے کہ سکھی کس طرح ساقط
نہیں ہوتا لیکن کرایہ سکھی کا الغیہ ابراہ سے ساقط ہوتا ہے۔ کذا
فی مائتہ الدلی۔

(۱۳۵۹) قول نامتحد یہ ہے کہ طلاق عوض مال کی بھی جہ کو
ساقط کرتی ہے مانند خلع کے اور قول معتمد یہ ہے کہ ساقط نہیں
کرتی۔ کذا ذکرہ البزازیہ۔

(۱۳۶۰) زوج بری نہیں ہوتا عورت کے اس قول سے کہ خدا
تجھ کو بری کرے چنانچہ بہشتی نے اسکو ذکر کیا ہے اور اسکا شاگرد

باتحانی اور خیر الدین ربلی بھی اسکے قائل ہیں۔ لیکن قاری ہدایہ نے اسکے خلاف فتویٰ دیا ہے اور کہا ہے کہ اس قول سے طلاق واقع ہوگی اور ایسا صحیح ہوگا اور گارو فی اور سکا تابع ہو گیا ہے اپنی فتاویٰ میں اور علامہ مقدسی نے کہا کہ ہمارے زمانہ میں یہ رائج ہے کہ مرد عورت سے برات چاہتا ہے سو عورت کہتی ہے کہ اللہ تجھ کو بری کرے اور میں نے لکھ دیا ہے کہ یہ برات صحیح ہے بسبب عرف کے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلًا عن الاستاظمی۔

(۱۳۶۱) شرط کیا زوج نے خلع بین اپنا بری الذمہ ہونا اپنے لڑکے کے خرج سے تو اگر دو لون نے کوئی برات کی مدت مقرر کی چنانچہ ایک سال کی مدت تو یہ شرط صحیح ہے اور عورت پر نفقہ لڑکے کا لازم ہوگا اور اگر مدت نفقہ کی مقرر نہ کی تو شرط بھی صحیح نہوگی اور عورت پر نفقہ بھی لازم نہ ہوگا کذا فی بحر الرائق۔ اور اسلمین مبتغی وغیرہ سے منقول ہے کہ اگر ایک شہر خوار ہوگا تو شرط برات کی صحیح ہوگی اگرچہ دو لون نے مدت نہ مقرر کی ہو۔ اور عورت اسکو دودہ پلائے دو برس اسواسطے کہ شیر خوار میں قرنیہ دلالت کرتا ہے کہ نامدت رضاعت کے نفقہ مراد ہے بخلاف اوس لڑکے کے جو دودہ چھوڑ چکا ہے کہ اگر اوسکی پرورش میں مدت مقرر نہیں ہوئی تو عورت پر نفقہ لازم نہ ہوگا لیکن صحیح ہوگا بسبب قبول کر لینے عورت کے کذا فی حاشیۃ المحطاوی

(۱۳۶۲) اگر خلع کیا عورت سے بشرط برات نفقہ مدت اور نفقہ ولد کے اور پھر عورت سے نکاح کیا یا عورت نفقہ رسائی ولد سے

بھاگ نکلی یا کہ عورت پر شرط مذکور کے مرگنی یا کہ لڑکا مر گیا تو زوج
 پھر سے بقیہ نفقہ ولد اور نفقہ عدت کو در صورت خلع کر لینے فحلو
 مذکور کے زوج پر نفقہ عورت کا لازم ہو گیا اور یہاں اگر کہے کہ کو بھی
 اوسکے باپ کے مال سے کھلا دے گی لہذا زوج کو بقدر عدت
 اوس عدت کے جو بعد نکاح کے یا تھی رہی ہے نفقہ عورت اور
 ولد کا پھر لیتا جائز ہے کیونکہ وہ عورت خلع کا در صورت ہر
 (یعنی عورت نفقہ رسانی سے بھاگی نہ الفراق یا یہ کہ فاشقہ یعنی
 نامہ رمان ہو گئی بھرا لائق) بھی بقیہ نفقہ کو زوج پھر لے گا کیونکہ
 عورت نے شرط پوری نہ کی اور نامہ رمانی سے نفقہ عدت کا ساقط
 ہو گیا اور در صورت مرجانے عورت کے اوسکے متروکہ سے بقیہ
 نفقہ کو زوج پھر لے گا کذا فی حاشیہ المدنی در صورت مرنے
 عورت یا مرنے ولد کے بقیہ نفقہ کو زوج پھر لے گا اور سو وقت نلے
 سیکے گا جب کہ عورت نے اپنی برائت کی شرط کر لی ہو یعنی خلع کی وقت
 عورت نے یہ شرط کر لی ہو کہ اگر میں مر گئی یا لڑکا مر گیا تو میں یری الذیہ
 ہوں نفقہ سے۔

(۳۳۳) جس صورت میں کہ خلع بعوض نفقہ وارد ہوا ہو تو
 عورت کو جائز ہے کہ پوشاک ولد کی اوسکے باپ سے طلب کرے
 لکہ اوس صورت میں مطالبہ نہ ہو گا جب کہ عورت نے پوشاک کی
 عوض بھی خلع کیا ہو اگرچہ لڑکا شہر خوار نہ ہو تو بھی خلع کرنا بعوض
 اوسکے لباس کے صحیح ہے چنانچہ اجارہ دانی کا طعام اور پوشاک
 پر صحیح ہے ہر چند یہ اجارہ مجہول ہے لیکن منازعت کا باعث نہیں ہے

اسوا سٹے کہ والدین بسبب کثرت شفقت ولد کے دائمی کے کھانے
میں شکی نہیں کرتے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۳۶۴) اگر عورت نے خلع کیا مرد سے اس کے ولد کے ایک مہینہ
کے خرچ پر اور عورت محتاج ہے سوا اسے مرد سے ولد کا خرچ مال کا
تو مرد سے بذریعہ خلع دلا یا جاویگا اور اسی قول پر اعتماد ہے کذا
فی فتح القدیر یعنی یوجبہ افلاس عورت کے ولد کے باپ سے حاکم
اس کا خرچ ضروری دلاویگا اور عورت پر ایک مہینہ کا نفقہ قرض بنا
رہیگا جب اس کو مقدر ہوگا تو مرد لےگا۔

(۱۳۶۵) اگر عورت نے خلع کیا اس شرط پر کہ ولد کو اپنے پاس رکھیگی
اس کے بالغ ہونے تک تو یہ خلع صحیح ہوگا لڑکی کے حق میں نہ پس کے
حق میں اسوا سٹے کہ لڑکا عورت کی صحبت میں تا بلوغ رہنے سے زنا
ہو جاویگا اور مردوں کے آداب سے ناواقف رہیگا۔

(۱۳۶۶) اگر عورت نے نفقہ ولد پر خلع کر کے دوسرے مرد سے
نکاح کیا تو زوج اول کو اپنے لڑکے کے کالے لینا ضرور ہے اگرچہ زوج
اور عورت متفق ہوں عورت کے پاس لڑکا رہنے پر بعد نکاح کے
تو بھی لینا ضرور ہے اسوا سٹے کہ یہ حق ہے ولد کا اور تامل کیا جاوے
اس مدت کے رکھنے کے خرچ میں مثلاً ایک مہینہ کے خرچ پر عورت
سے خلع ہوا ہوتا تو حساب کیا جاوے کہ باپ نے مہینہ بھر ولد کو
رکھا تو کتنا اوس پر خرچ ہوا تو اوس قدر مال عورت سے زوج اول
پھیر لے۔

(۱۳۶۷) خلع کیا باپ صغیرہ بیٹی کا اس کے مال یا اس کے مہر

کے عوض تو اس پر طلاق واقع ہوگی قول اصح میں جیسے کہ طلاق واقع ہوتی ہے اس صورت میں کہ اگر صغیر منسہ دار ہو اور خلع کو قبول کر لے اور مال دنیا لازم نہ آوے گا نہ یاب پر نہ صغیرہ پر۔ اس واسطے کہ یاب کا خلع کرنا مال پر از قسم تبرع ہے یعنی فعل غیر ضروری ہے تو مستحب نہ ہوگا۔

(۱۳۶۸) اگر یاب نے کبیرہ بیٹی کا خلع کیا تو طلاق واقع ہوگی اور مال دنیا لازم نہ آوے گا مگر جب کہ کبیرہ نے مال کا دنیا قبول کر لیا ہو تو اس کو مال دنیا ہوگا۔

(۱۳۶۹) صحیح نہیں ہے خلع کرنا صغیرہ کا مال کی طرف سے جب تک کہ مال اپنے اوپر عوض کے مال کو لازم نہ کر لے یہ سبب عدم ولایت کے۔

(۱۳۷۰) صحیح نہیں ہے خلع کرنا ولد صغیر پر کسی طرح یعنی نہ یاب خلع کر سکتا ہے نہ مال خواہ اپنے مال سے ہو خواہ صغیر کے مال سے۔ اس واسطے کہ صغیر طلاق کا مالک نہیں ہے تو مال یاب اس کے نائب بھی نہیں ہو سکتے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۳۷۱) اگر خلع کیا عورت نے بعوض اپنے مال کے یا بعوض اپنے صہ کے اور حالانکہ عورت ہوشیار نہیں ہے یعنی امور دنیاوی میں نادان ہے تو وہ مطلقہ ہوگی اور اس کو مال کا دنیا لازم ہوگا یہاں تک کہ اگر خلع بلفظ طلاق ہوگا تو دونوں صورتوں میں (یعنی در صورت صغیرہ اور نادان ہونے کی) طلاق رجعی واقع ہوگی اس واسطے کہ صریح خالی از عوض ہے کذا فی شرح الوہبانیہ۔

(۲۷۱) اگر صغیرہ یا نادان کا خلع باپ نے کیا مال پر خود ضامن ہو کر یعنی مال دنیا اپنی ذات پر لازم کر کے خلع کیا نہ صغیرہ کی طرف سے محض ہو کر یہ سب واجب نہ ہونے مال کے صغیرہ پر تو اگر باپ نے بالترام مال خلع صغیرہ کا کیا تو صحیح ہے اور مال کا دنیا باپ پر واجب ہو گا مانند خلع کرنے اجنبی شخص کے یعنی جب کہ اجنبی کا خلع کرنا بالترام مال کے صحیح ہوا تو باپ کا خلع کرنا بطریق اولی صحیح ہے یہ دون سقط مهر صغیرہ کے اس واسطے کہ مهر باپ کی ولایت میں داخل نہیں ہے۔ حیلہ سقوط مهر کا یہ ہے کہ زوج اور باپ عوض خلع کا اجنبی پر ٹھہرا دیں بقدر مهر کے تو اجنبی یوں کہے کہ بدلہ خلع کا دنیا مجھ پر لازم ہوا پھر زوج بدل خلع کا حوالہ کرے اور سکو جسکو زوج سے مهر لکھنے کی ولایت ہو یعنی باپ کو کہہ دے فی الزاویہ یعنی زوج صغیرہ کے باپ سے کہے کہ تو فلاں نے اجنبی اپنی صغیرہ کا مهر لے لیا اس تدبیر سے صغیرہ کا مهر زوج سے ساقط ہو گا۔

(۲۷۲) اگر زوج نے بدل خلع کی ضمانت صغیرہ پر بشرط کی سو اگر صغیرہ نے خلع قبول کیا اور حالانکہ اسکو لیاقت تھی قبول کر لی اس طرح کہ وہ اثنا بوجہ سمجھتی ہے کہ نکاح سے مال حاصل ہوتا ہے اور خلع سے مال جاتا ہے تو اس پر طلاق واقع ہوگی مفت۔ اس واسطے کہ صغیرہ قابل تاوان کے نہیں ہے اور اگر صغیرہ نے خلع بشرط ضمان قبول کیا یا قبول کیا لیکن اسکو اثنا فہم نہیں ہے کہ نکاح سے مال حاصل ہوتا ہے اور خلع سے نقصان ہوتا ہے تو اس پر طلاق واقع ہوگی اگرچہ اس کے باپ نے قبول کر لیا ہو اسکی

طرف سے قول اصح میں کذا فی شرح الزیلعی۔ اگر صغیرہ نے بالغ ہو کر
قبول سابق کو جائز رکھا تو خلع جائز ہو گا کہ ان فی نسخ القدر و المنقضي
میں کہا کہ اگر صغیرہ نے بعد بلوغ کے اپنے باپ کے قبول کو درست
رکھا تو بھی جائز ہو گا طحاوی حاشیہ المدنی۔

(۱۳۷۴م) اگر زوج نے کہا کہ میں نے تجھ سے خلع کیا سو قبول
کر لیا عورت نے اور دونوں نے کچھ مال کا ذکر نہ کیا تو عورت
مطلقہ ہو گی بسبب پائے جانے ایجاب اور قبول کے اور زوج
بری الذمہ ہو گا مہر موجد سے اگر مہر موجد منہور ہو اور اگر
مہر موجد سے کچھ نہ ہا ہو گا تو پھر دے او سکھو صغیرہ مہر موجد زوج
اوسکو دیکھا ہے اس واسطے کہ خلع معاوضہ ہے عورت کی طرف
سے تو بقدر امکان معاوضہ معتبر ہو گا کما مر۔

(۱۳۷۵) خلع ہمار عورت کا معتبر ہے اوسکے تہائی مال
سے اس واسطے کہ بیماری میں خلع کرنا تبرع ہے اور تبرع صحیح نہیں ہے
مگر تہائی مال سے تو وراثت اور بدل خلع میں سے جو کمتر ہو گا زوج
اوسکو پاویگا بشرطیکہ ثلث زیادہ ہو وراثت اور بدل خلع سے اور
اگر ثلث زیادہ نہ ہو وراثت اور بدل خلع سے تو وراثت اور ثلث میں
سے جو کمتر ہو گا سو زوج کو ملیگا یعنی اگر زوج کی ارث کم ہے ثلث سے
تو ارث پاویگا اور اگر ثلث کم ہے ارث سے تو ثلث پاویگا مگر یہ
اوس صورت میں ہے جب کہ عورت عدت میں مرگئی ہو اور اگر عدت
بعد عدت کے مرگئی یا خلع قبل الدخول کے بعد مرگئی تو زوج بدل خلع کا
پاویگا اگر بدل کمتر ہو ثلث سے اور اگر بدل ثلث سے کم ہو تو ثلث ہی

پاؤنگا اور پورا بیان اسکا جامع الفصولین ہے۔

(۱۳۷۶) اگر خلع کیا مکاتبہ نے تو لازم ہوگا اوس پر مال بعد آزاد ہونے مکاتبہ کے اگرچہ اوسنے خلع مالک کی اجازت سے کیا ہو بسبب ممنوع ہونے مکاتبہ کے تبرع سے یعنی ہنوز مال دیکر اوسنے اپنی گلو خلاصی نہیں کی لہذا اوسکو غفود زاید غیر ضروری جائز نہیں ہے۔

(۱۳۷۷) اگر خلع کیا لونڈی اور ام ولد نے تو اگر باجارت مالک کے خلع کیا ہے تو ان دونوں صورتوں پر فی الحال مال لازم ہوگا تو لونڈی بدل خلع کے واسطے بیع لیجاویگی اور ام ولد اور مدبرہ مزدوری کر کے مال ادا کریں گی اور اگر لونڈی اور ام ولد نے بدون اجازت مالک کے خلع کیا ہے تو بعد آزاد ہونے کے مال دنیا اوپر لازم آویگا۔

(۱۳۷۸) خلع کیا لونڈی کا اوسکے مالک نے لونڈی کی گردن پر یعنی خود لونڈی کو بدل خلع کا مفتار دیا تو اگر زوج لونڈیکا آزاد ہے تو خلع صحیح ہوگا مفتار اور اگر زوج اوسکا مکاتبہ یا غلام ہے یا مدبر ہے تو خلع صحیح ہے اور لونڈی زوج کے مالک کی مملوک ہو جاویگی اسواسطے کہ زوج خود مملوک ہے تو نکاح قائم رہیگا باطل نہ ہوگا اسواسطے کہ زوج زوجہ کا مالک نہ ہو کہ نکاح باطل ہوتا اور عدم ملکیت غلام اور مدبر کی ظاہر ہے مگر مکاتبہ مالک ہوگا زوجہ کا لیکن اوسکی ملکیت تام نہیں ہے تو نکاح خفیہ ہوگا اور بعد آزاد ہونے مکاتبہ کے زوجہ اوسکی ام ولد ہو جاویگی

اگر اولاد ہوگی اور اگر اولاد نہ ہوگی تو نکاح فسخ ہو کر اوسکی لونڈی بن جاوے گی تو یہ جو من میں کہا ہے کہ لونڈی مسکات کے مالک کی ملک ہو جاوے گی یہ اوس صورت میں ہے جب تک کہ وہ آزاد نہیں ہوا کذا فی حاشیہ المدنی۔ زوج آزاد کا یہ حال ہے کہ اگر وہ لونڈی کا مالک ہو تو نکاح باطل ہو جاوے گا پھر جب نکاح باطل ہوا تو خلع بھی باطل ہوگا اور جب خلع باطل ہوگا تو لونڈی کا مالک نہوگا تو تصحیح خلع میں ابطال خلع کا ہو گیا۔ ا فی الاختیار اور حالانکہ یہ باطل ہے لہذا زوج آزاد کی ملکیت باطل ٹھہری تاکہ یہ متبایع لازم نہ آوے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۳۷۹) خلع کیا نہا رہے اسکو تین بار کہا اور عورت نے قبول کیا تو عورت مطلقہ ہوگی بغرض تین نہا رہے کے بسبب تعلیق ہوئے طلاق کے عورت کے قبول پر یعنی جب زوج نے کہا کہ میں تجھ سے خلع کیا نہا رہے تو مطلب یہ ہوا کہ اگر تو قبول کرے تو تو مطلقہ ہے نہا رہے پھر جب اسکو تین بار کہا اور اخیر میں عورت نے قبول کیا تو تین طلاق کی شرط تعلیق کی پائی گئی یعنی قبول کرنا عورت کے لئے تین بار طلاق بغرض تین نہا رہے کے واقع ہوگی کذا فی حاشیہ المدنی (۱۳۸۰) اگر کہا زوج نے کہ تو طالق ہے چار بار بغرض نہا رہے کے سو عورت نے قبول کیا تو اسپر تین بار طلاق واقع ہوگی بغرض نہا رہے کے اور چونکہ طلاق بسبب عدم محل کے لغو ہو جائیگی اور اگر عورت نے تین طلاق کو قبول کیا چار طلاق میں سے تو کوئی طلاق واقع نہوگی بسبب تعلیق کرنے زوج کے طلاق کو

تو عورت کے قبول پر مہلت سابلہ چار طلاق کے تو گویا زوج نے لون
 کہا کہ اگر تو چار طلاق کو عوض نہ ار کے قبول کرے تو تو مطلق
 ہے تو جب تک کہ چاروں طلاق کو قبول نہ کرے گی بشرط پالی بخاری
 کہذا فی المنقذ۔

(۱۳۸۱) اگر زوج نے کہا کہ میں نے تجھ سے خلع کیا ایک طلاق
 کا عوض نہ ار کے اور عورت نے کہا کہ میں نے تجھ سے یتن
 طلاق کا سوال کیا تھا تو تجھ کو نہ ار کی تہانی چاہیے تو عورت ہی کا
 قول مستحب ہو گا۔ مع البین۔

(۱۳۸۲) خلع کیا عورت سے اس بشرط پر کہ عورت کے مہر کا
 عورت کا بیٹا مالک ہے یا گولی بیگانہ شخص مالک ہو گا یا اس بشرط
 پر خلع کیا کہ عورت لڑکے کو مرد کے پاس رہنے دے تو خلع صحیح
 ہے اور یہ بشرط باطل ہے اس واسطے کہ خلع اس کو مقتضی ہے کہ
 زوجین میں ایک کا حق دوسرے پر باقی نہ رہے منجملہ حقوق نکاح
 کے تو عورت کے بیٹے کو یا اجنبی کو مہر کا مالک قرار دینا یہ بشرط
 فاسد ہے مخالفت خلع کے لہذا خلع صحیح ہو گا اور بشرط باطل ہوگی
 تو مہر زوج کا ہو گا نہ ولد اور اجنبی کا اور حق پرورش ولد کا عورت
 پر شرعاً ثابت ہے تو ساقط کرنے سے ساقط نہ ہو گا۔

(۱۳۸۳) اگر عورت نے کہا کہ میں خلع چاہتی ہوں تجھ سے سو
 مرد نے کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی تو یہ طلاق بائن ہے اس واسطے
 کہ تعلیق اختلاع کے جواب میں واقع ہوئی اور اختلاع مفید ہے جدائی
 کا اور اسی پر ہنوی دیا ہے امام ظہیر الدین نے اور قول ضعیف

یہ ہے کہ طلاق رجعی ہے اس واسطے کہ اعتبار مرد کے ایشاع کا ہے نہ عورت کے ایشاع کا اور مرد نے بلفظ صریح طلاق دی تو رجعی ہی واقع ہوگی اور یہ قول شافعی ابوحنیفہ کا ہے کہ ذاتی حاسہ الہمدی (۱۳۸۴) فیہ میں کہا ہے کہ کوئی روایت نہیں ہے اس صورت میں کہ اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھ کو بری الذمہ کیا مہ سے بشرط طلاق رجعی کے سو مرد نے اس کو طلاق رجعی دی یعنی اس صورت میں طلاق باتن ہوگی باعتبار تہا بہ مال کے یا رجعی ہوگی باعتبار ایشاع کے لیکن زیادات میں ہے کہ مرد نے کہا کہ تجھ کو آج ایک طلاق رجعی ہے اور کل دوسری طلاق رجعی ہے عوض نہ ار درم کے تو نہ ار درم بدلا دو طلاق کا ہو گا اور دونوں طلاق بائن ہوں گی اور آج ایک طلاق بیعوض یا نسو کے واقع ہوگی اور کل دوسری طلاق بدون مال کے واقع ہوگی۔ اگر دوبارہ ملک زوج کی ثابت نہ ہوئی ہو یعنی اگر زوج نے پہلی طلاق کے بعد عورت سے نکاح نہیں کیا تو عورت پر مال دنیا لازم نہ ہو گا اس واسطے کہ مطلقہ بائنہ کا التزام مال صحیح نہیں ہے بسبب باقی نہ رہنے ملکیت زوج کے تو عوض بلا عوض کیونکر ہو۔ ہاں اگر بعد طلاق کے دوسری با نکاح کر لیا ہو تو دوسرے دن دوسری طلاق بیعوض نصہت مابقی کے الذبہ واقع ہوگی۔ زیادات سے ثابت ہوا کہ طلاق رجعی بقیلہ مال کے باتن ہو جاتی ہے تو وہ جو متینہ میں کہا کہ مسئلہ مذکورہ میں روایت نہیں ہے سوا اسکی روایت بخوبی ثابت ہوگی۔ کہ ذاتی حاسہ الہمدی۔

(۱۳۸۵) فتاویٰ ظہریہ میں ہے کہ زوج نے اپنی زوجہ صغیرہ سے کہا کہ اگر میں غائب ہوں چار مہینے تو کھجکھج کو طلاق کا اختیار ہے بعد اس امر کے کہ تو کھجکھج بری الذمہ کر دے مہر سے پھر شرط پائی گئی۔ یعنی چار مہینے زوج غائب رہا سو صغیرہ نے اس کو مہر سے بری الذمہ کر دیا اور اپنی ذات کو طلاق دی لی تو مہر اس کا سا قسط نہوگا اور یہ طلاق رجعی ہوگی اس واسطے کہ صغیرہ کا ابرا کرنا صحیح نہیں ہے پھر مہر سا قسط نہوا تو طلاق بلا مال رجعی ہوگی۔

(۱۳۸۶) بنائز یہ میں ہے کہ عورت نے خلع کی درخواست کی جو اپنے مہر کے اس شرط پر کہ زوج اس کو بیس درم دے یا اتنے من چائول دے تو یہ خلع صحیح ہے اور شرط نہیں ہے مکان معین کرنا۔ واسطے درم اور چائول دینے کے اس واسطے کہ خلع وسیع تر ہے بیع سلم سے یعنی جیسے بیع سلم میں مکان جنس لینے دینے کا شرط ہے ویسا خلع میں شرط نہیں ہے۔

(۱۳۸۷) قول شارح روایت بنائزی سے مستفاد ہوتا ہے کہ بدل خلع کا زوج پر بھی واجب ہونا صحیح ہے تو اس کو یا درکھنا چاہیے۔ یعنی جب بیس درم زوج پر لازم آئیں تو بدل خلع کا وجوب زوج پر ثابت ہو گیا لیکن یہ اس صورت میں ثابت ہوگا جب مہر عورت کا بیس درم سے کم ہو اور اگر مہر اس کا بیس درم سے زیادہ ہو تو یہ بدل خلع نہوگا بلکہ اشتناء ہوگا بدل خلع سے بالجملہ زوج پر بدل خلع کا واجب ہونا مختلف غیر ہے فقہاء میں کذا فی مائتۃ المدنی کے (۱۳۸۸) عورت نے خلع کی درخواست کی بشرط مہر ارناہ کے

یعنی لکھنا انتہا در نامہ کا زوج کے ذمہ پر ہے یا اس شرط پر ہے کہ خلع کی درخواست کی کہ زوج عورت کے اجناس اور سبب کو پھیر دے سو زوج نے اوسکو قبول کر لیا تو بھرتیول کرنے کے عورت مرد پر حرام نہو جائیگی بلکہ حرام ہونے میں لکھنا زوج کا اقرار نامہ اور پھر دنیا اسباب کا اوسی مجلس میں مشروط ہے طحاوی نے کہا کہ چونکہ خلع مسقط ہے حقوق کا تو عورت کا حرام اوسی صورت میں ساخط ہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی والقیس۔

باب النظم

یہ باب ہے مسائل ظہار کے بیان میں

(۱۳۸۹) ظہار لغتاً مصدر ہے ظاہر کا اور ص مطلق شرع میں ظہار عبارت ہے تشبیہ دنیا مسلم کا اپنی زوجہ کو یا اپنی زوجہ کے اوس عضو کو جس سے عورت کی انجیر کی جاتی ہے (خیانچہ سراور گرو) پالتببیہ دنیا اپنی زوجہ کے خبیثہ کو ساتھ اوس شخص کے جو مرد پر ایذا حرام ہے ایسے وصف سے کہ جسکا زوال ممکن ہی نہ ہو خیالچہ وصف مادری یا خواہری کہ گاہے زوال نہیں ہے۔ حرمت خواہ باعتبار نسب کے ہو یا باعتبار صہریت یا رضاعت کی (مسلم کی قید سے کافر اور ذمی نکل گیا نزدیک امام اعظم کے خلافاً للبشافعی کیونکہ مشرہ ظہار کا کفارہ ہے اور کفارہ عبادت ہے اور عبادت مخصوص بہ اسلام ہے۔ تشبیہ کی قید سے یوں کہنا مرد کا اپنی عورت سے کہ تو میری مان ہے تعریف ظہار سے خارج ہو گیا کیونکہ بموجب قول مشائخ کے یہ قول باطل ہے اگرچہ مرد

اس کلام سے تحریم یا ظہار کا قصد کرے وصف غیر ممکن افراد ال
 کی قید سے اپنی سالی یا مطلقہ ثلثہ کی تشبیہ دنیا خارج ہو گیا لفظ
 زوجہ عام ہے کتابیہ صغیرہ۔ محبوتہ کو مثال جز و شایع نصف ثلث
 ربع وغیرہ ہے) کذا فی حاشیۃ المدنی۔ خلاصہ ظہار او سکو کہتے ہیں
 کہ اپنی زوجہ یا اس کے اوس عضو کو جو بجائے کل واقع ہوتا ہے یا
 اس کے جز و شایع کو اپنی محرمات ابدیہ کے ساتھ تشبیہ دنیا مثلاً یون
 کہنا کہ تو میرے نزدیک ایسی ہے جیسے میری مان کی بیٹی یا تیری
 گردن ایسی ہے جیسی میری مان کی بیٹی۔ یا تیرا نصف بدن ایسا ہے
 جیسی میری مان کی بیٹی (محرمات عام ہے مرد و عورت تو
 اگر زوج نے اپنی زوجہ کو تشبیہ دی اپنے باپ کی مشرک گاہ سے
 تو زوج ظہار کر نیوالا ہوگا۔ کذا فی منہج الفقہاء علی تقلید ائیمہ اربعہ لیکن
 منہج الفایق نے بحر الرائق کے قول کو رد کیا ہے بدایع کی اس عبارت
 سے کہ ظہار کی شرائط سے ایک یہ شرط ہے کہ ظہار کا مشابہہ نہیں
 نسائے ہو مثلاً اگر زوج نے اپنی زوجہ کو اپنے باپ کی بیٹی سے
 تشبیہ دی تو ظہار صحیح نہ ہوگا کیونکہ حرمت ظہار کی شرع سے معلوم
 ہوئی ہے اور شرع کا حکم عورتوں میں ہے نہ مردوں میں لیکن
 بدایع کے قول پر اعتراض وارد ہو گا ہے غانیہ کی اس عبارت سے کہ
 زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھ پر ایسی جیسا کہ خون اور سوراخ اور نایاب
 اور غلبت اور چٹخوری اور زنا اور ربا اور رشوت اور سلمان کا قتل
 اگر زوج نے اس قول سے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہے اور اگر
 ظہار کی نیت کی تو ظہار ہے بنا بر قول صحیح تو غانیہ کے اس قول سے

ثابت ہوا کہ غیر انشاء کی تشبیہ میں بھی ظہار ہوتا ہے تو یہ قول بدایع کے مخالف ہوا۔ بدایع کے طائے سے اسکے میں جواب دیتے گئے ہیں اول بدایع کی غرض یہ ہے تشبیہ رجال سے ظہار صحیح نہیں ہے نہ یہ غرض ہے کہ دم اور خنزیر کی تشبیہ سے بھی ظہار صحیح نہیں ہے دوسرے بدایع میں ظہار صحیح کا ذکر ہے اور فانیہ میں کنایات ظہار مذکور ہیں تو کچھ مخالفت نہوتی تیسرے اس مسئلہ میں دو قول ہیں ایک روایت کو صاحب بدایع نے اختیار کیا اور ایک کو صاحب فانیہ (۱۳۹۰) اپنی زوجہ مدخولہ اور غیر مدخولہ دونوں سے ظہار صحیح ہی اگرچہ وہ کسی کی لونڈی یا مکاتبہ ہو کذا فی العالمگیریہ نقلاً عن السراج (۱۳۹۱) صحیح ہے نیت ظہار کی اس قول میں کہ تو میرے نزدیک ایسی جیسے کہ میری ماں کیوں کہ ماں کی ساتھ تشبیہ دینے میں اوسکی پیٹھ کے ساتھ بھی تشبیہ ہوتی مع الزیادہ کذا فی القمستانی عن المحیط (۱۳۹۲) اگر تشبیہ دی مرد نے اپنی زوجہ کو اپنی محرمات ابدیہ کے ان اعضا سے جنکا دیکھنا اوسکو جائز نہیں تو ظہار صحیح ہوگا تو اگر ہاتھ یا پاؤں یا پیر کے ساتھ تشبیہ دیکھا تو ظہار کا حکم ثابت نہوگا کیونکہ ان اعضا کا دیکھنا درست ہے بخلاف پیٹھ اور پیٹ اور ران کے۔

(۱۳۹۳) منظر پر بعد ظہار کے وطی اور دواعی وطی حرام ہیں (خیاخیمہ مساس اور ہوسہ دنیا) تاہو قتیکہ کفارہ دیوے اگرچہ عورت مرد کے پاس دوبار آجائے بسبب بلکہ بدین یا بعد زوج ثانی کے یہ سبب باقی رہنے حکم ظہار کے اور بھی حکم ہے لعان کا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّمْلَأَ وُجُوْهُكُمْ

ظہار

سب کو امام محمد سے روایت ہے کہ اگر زوج سفر سے آوے تو اسکو اپنی زوجہ کا بوسہ لےنا یا اعتبار شفت اور مہر یا فی کے درست ہی نہ باعتبار شہوت کے۔

(۱۳۹۴) مظاہر نے وطی کی منہل کفارہ دینے کے تو وہ گنہگار ہوا تو یہ اور سہ تغفار کرے اور فقط ایک کفارہ ظہار کا دیوے اور قول صغیف یہ ہے کہ اوسپر دوسرا کفارہ بھی لازم ہے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۳۹۵) اگر قبل کفارہ دینے کے وطی کر لی تو دوبارہ عود نکریے تا وقتیکہ کفارہ نہ دے کیونکہ ہنوز حرمت قائم ہے اور جائز ہے عودت کو کہ زوج مظاہر سے وطی کا مطالعہ کفارہ دلا کر کرے۔ یہ سبب شعلق ہونے حق عورت کے ساتھ وطی کے

(۱۳۹۶) عورت پر واجب ہے کہ نہ فرج کو روکے وطی اور دو وطی وطی سے تا وقتیکہ زوج کفارہ ادا نہ کرے اور واجب ہے قاضی پر لازم پکڑنا زوج کا بھت کفارہ دینے کے تاکہ عورت سے ضرر دور ہو حتیٰ کہ قاضی پر لازم ہے کہ زوج کو قید کرے یا مارے جبکہ کفارہ نہ دے یا عورت کو طلاق نہ دے۔

(۱۳۹۷) اگر زوج کہے کہ میں کفارہ ظہار کا ادا کر چکا تو اس کے قول کی تصدیق ہوگی بشرطیکہ وہ مشہور بدروغ کوئی نہوا اور اگر وہ کذاب ہوگا تو بدرون گواہوں کے اوسکی تصدیق نہوگی۔

(۱۳۹۸) اگر زوج نے ظہار کو کسی بوقت پر معین کر دیا تو بعد انقضائے اوسوقت کے ظہار ساقط ہوگا مثلاً ایک مہینے کے لیے ظہار

کیا تو جینے کے اندر و طلی کرے گا تو کفارہ لازم ہو گا بعد مہینہ کے کنارہ ساقط ہے۔

(۱۳۹۹) اگر طہار کو معلق کیا ساتھ منیت خدا کے تو باطل ہو گا شہد کہا کہ تو مجھے حرام ہے انشاء اللہ تو طہار باطل ہو گا لیکن اگر کسی شخص کی منیت پر معلق کیا تو باطل نہ ہو گا۔

(۱۴۰۰) اگر کما زوج نے کہ تو میری مان کی مانند ہے اور اس قول سے تعظیم یا طلاق یا طہار کی نیت کی تو صحیح ہے اور جو نیت کرے گا وہی واقع ہو گا کیونکہ یہ کنا یہ ہے اور کنا یہ محتاج یہ نیت ہوتا ہے تو اگر تعظیم کی نیت کرے گا تو طہار اور طلاق کچھ واقع نہ ہو گی

(۱۴۰۱) اگر کنا کہ تو میری مان ہے تو کلام لغو ہو گا اور طہار نہ ہو گی اور متعین ہو گا کثر یعنی تعظیم و تکریم مراد ہو گی طہار یا طلاق واقع نہ ہو گی کثر مفہوم اس واسطے مراد ہوا کہ حتی اللہ سبحان کلام منحل نہ ٹھہرے اور جو رو کو مان یا بہن کنا ممنوع اور مکروہ تحریمی ہے کذا فی حاشیۃ المارنی پر (۱۴۰۲) اگر کنا تو مجھے حرام ہی مثل میری مان کے اور نیت طلاق یا طہار کی کی تو صحیح ہے اور اس قول سے تعظیم کا نیت کرنا صحیح نہیں ہے یہ سبب زیادہ ہونے لفظ تحریم کے اور اگر کچھ نیت نہ کرے گا تو بھی طہار نہایت ہو گا۔

(۱۴۰۳) اگر کنا کہ تو مجھے حرام ہے میری مان کی پیشہ کی مانند تو فقط طہار نہایت ہو گا نہ طلاق و تعظیم۔

(۱۴۰۴) اپنی لونڈی یا مکاتبہ یا ام ولد سے طہار صحیح نہیں ہے کیونکہ لفظ نساء کا جاتہ ظہار میں واقع ہے وہ لونڈی کو شامل نہیں ہے۔

اسو اسطے کہ عورت میں نہ سارہ جملہ اسکی زوجات کو کہتے ہیں نہ لونڈی اور حرم کو کذا فی حاشیہ المدنی ناقلًا عن البحر۔

(۱۴۰۵) طہار اور س عورت سے صحیح نہیں ہے جس سے بدو ن اس کے امر کے نکاح کیا گیا پھر طہار کیا اور بعد طہار کے عورت نے نکاح کو جائز رکھا کیونکہ وقت طہار کے وہ زوجہ نہ تھی اسواسطے کہ اسکو نکاح کی خبر نہ تھی ففضولی نے نکاح کر دیا تھا۔

(۱۴۰۶) مرد نے کہا اپنی عورتوں سے کہ تم مجھ پر ایسی ہو جیسے میری ماں کی پیٹھ تو یہ سب عورتوں سے باتفاق فقہان طہار ہے اور ہر عورت کے واسطے کفارہ دے لیکن امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک ایک کفارہ سب کی ملت کے واسطے کافی ہے مانند ایلا کی (۱۴۰۷) طہار کیا اپنی عورت سے چند بار ایک مجلس میں یا چند مجالس

میں تو اس پر نہ طہار کی عوض کفارہ دینا واجب ہوگا۔ اگر کہا مرد نے کہ میں نے ارادہ کیا اور تا کبید کا کیا تو اگر ایک مجلس میں چند با طہار کیا تو اس کے قول کی قضاء تصدیق ہوگی اور اگر چند مجالس میں طہار کیا تو قضاء تصدیق نہ ہوگی التبتہ دیانہ تصدیق ہوگی بابر قول معتزل کے (۱۴۰۸) اگر زوج نے کہا تو مجھ پر ایسی ہے جیسی کہ میری ماں کی

پیٹھ ہر دن تو یہ قول ایک ہی طہار ہے تو اس پر بدو ن ادا کفارہ کے رات اور دن وطی حرام ہے اور اگر یوں کہا کہ انت علی کظہ امی فی کل یوم یعنی تو مجھ پر ایسی ہے جیسی کہ میری ماں کی پیٹھ ہر دن میں تو ہر روز جدا گانہ طہار ثابت ہوگا پھر دن گذر جاوے گا تو اس دن طہار باطل ہوگا پھر جب دوسرے دن آنتاب نکلیگا تو دوسرا طہار شروع

ہوگا لہذا مرد کو جائز ہوگا کہ رات میں وطنی کرے کیونکہ کلمہ فی کا مضمون
ہے واسطے ظرفیت کے اور ظرف میں منی شرط کے ہوتے ہیں۔ کذا
فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۴۰۹) اگر کہا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی بیٹہ آج کے
دن اور جب دن آوے تو مظاہر ہوگا آج کے دن اور جب دن گزر
جاوے گا تو یہ ظہار باطل ہوگا اور رات میں زوج کو قربت کا اختیار ہے
بھرجب کل کا دن آویگا تو دوسری بار مظاہر ہوگا اسبطر حیر ہمیشہ تجدید
ظہار ہوتا رہے گا کذا فی بحر الرائق وحاشیۃ المدنی۔

(۱۴۱۰) اگر کہا کہ انت علی کظہ امی کلما جاہ یوم تو ظہار روز اول کا
مستثنیٰ نہ ہوگا بلکہ باقی رہے گا اور جب دوسرا دن آویگا تو مرد دوسرے
ظہار کا مظاہر ہوگا بجز کفارہ کے ظہار اول باطل نہ ہوگا کذا فی العالمگیری
ناقلًا عن شرح تلمیذی جامع۔

(۱۴۱۱) اگر معلق کیا ظہار کو شرط متکرر پر تو ظہار بھی متکرر ہوگا
مثلاً کہا جب کہ تو گھر میں داخل ہوگی تب تو میرے نزدیک میری
ماں کی بیٹہ کی مثل ہوگی تو چھنی بار عورت گھر میں داخل ہوگی اتنی
ہی بار ظہار ثابت ہوگا اور یہ شمار دخول دار کے کفارہ واجب ہے

(۱۴۱۲) اگر کہا کہ تو میرے نزدیک ایسی ہے جیسے میری ماں
کی بیٹہ رمضان بھر اور رجب بھر تو یہ ایک ہی ظہار ہے باعتبار
استحسان کے اور ظہار کفارہ ہے کفارہ دنیا اس ظہار کا رجب میں شعیان
میں اور کفارہ رجب سے ظہار رمضان بھی ساقط ہوگا بہ سبب
متحدہ ہونے ظہار کے اسبطر حیر اگر کسی شخص نے ظہار کیا اور جہم کا

دن مستثنیٰ کر لیا یعنی یوں کہا کہ انت علیٰ خطہ امی الیوم بجمعہ تو
اگر کفارہ روز مستثنیٰ میں یعنی جمعہ میں دیکھا تو صحیح نہ ہوگا اور اگر روز
مستثنیٰ کے سوا کے اور دن میں کفارہ دیکھا تو جائز نہ ہوگا۔ کذا فی
فتاویٰ تاجرانہ۔

(۱۴۱۳) شرط ہے ظہار میں کہ زوج اہل ہو کفارہ دینے کا اہل
کی قید سے معلوم ہوا کہ ذمی اور جہی اور محبوں کا ظہار صحیح نہ ہوگا
کذا فی العالم گسب ریہ۔

باب الکفارہ

یہ باب ہے کفارہ ظہار کا۔

(۱۴۱۴) سبب کفارہ میں علما کا اختلاف ہے۔ جمہور علما کا مذہب
یہ ہے کہ کفارہ کا سبب ظہار اور عود ہے یعنی عزم و طیٰ اور بعض
علمائے کما کہ سبب کفارہ کا ظہار ہے اور عود اس کا شرط ہے اور
بعض نے اسکے بالعموم بیان کیا ہے۔

(۱۴۱۵) کفارہ نیت میں ماخوذ ہے اس قول سے کہ کفر اللہ
الذنوب۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب حق تعالیٰ گناہ مٹا ڈالے
اسی واسطے کفارہ کو کفارہ کہا کہ یہ بھی گناہ کو مٹا ڈالتا ہے اور صمد
شرع میں عبارت ہے تحریر رقبہ قبل و طیٰ سے (مرا د تحریر رقبہ
سے اعتناق رقبہ ہے یعنی گردن آزاد کرنا یہ نیت کفارہ تو اگر
باب کو وراثت میں پا کر ادا کفارہ کی نیت کرے تو صحیح نہ ہوگا کیونکہ
جب باب ملوک اپنے بیٹے کا ہوگا تو بلا نیت مالک کے آزاد ہو جائیگا
اور یہ اعتناق نہیں بلکہ عتق ہے۔

(۱۴۱۶) حکم کفارہ یہ ہے کہ واجب گردن سے ساقط ہو جاتا ہے اور حصول ثواب ہوتا ہے بسبب محو ہو جانے خطا کے۔
 (۱۴۱۷) کفارہ فی الفور واجب نہیں ہے یا پر مذہب صحیح کیونکہ
 امر اسکا مطلق ہے تو اگر تاخیر ہوگی اول وقت قدرت سے تو گناہ
 نہوگا اور تاخیر کے بعد دنیا ادا ہوگا نہ قضا اور اگر یہ دن ادا کفارہ
 مریکا تو گناہ گار رہیگا کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۴۱۸) اعتاق غلام صحیح ہے اگرچہ صغیر شیعہ خوار ہو یا کافر ہو یا
 خون دو کا اس طرح طال ہو گیا ہو کہ قاضی نے قصاص میں اس کے
 قتل کا حکم دیا۔ پھر اس کے مالک نے کفارہ ظہار میں اس کو آزاد کیا
 پھر مقحول کے وارثان نے خون معاف کر دیا اور اس کے جوار میں
 اختلاف ہے فتح القدیر اور تہابہ میں ہے کہ جائز نہیں ہے اور شرح
 میسوط میں کرخی سے منقول ہے کہ یہ اعتاق جائز ہے واللہ اعلم
 کذا فی العالکیرہ۔

(۱۴۱۹) کفارہ ظہار میں صحیح ہے اعتاق غلام مرہون اور مقروض
 اور مفرور کا جسکی حیات معلوم ہو اور لونڈی مریدہ کا۔ لیکن جیدہ
 مال پر رہن ہوگا اور تنہا مال مالک پر دنیا لازم ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی
 عن البدایع اعتاق غلام مرید اور غلام حبشی میں جسکو مالک نے
 مطلق العنان کر دیا ہو اختلاف ہے فقہا کا فتح القدیر میں ہے کہ غلام
 حبشی کا دار الحرب میں آزاد کرنا جائز نہیں اور تاتار حاشیۃ میں ہے کہ
 اگر دار الحرب میں مطلق العنان کر دیا تو بعضوں کے نزدیک جائز ہے
 کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۴۳۰) صحیح ہے اعتاق بہرے غلام کا (بشرطیکہ شور کر نیسے سن لیتا ہو) اور خصی کا اور مقطوع الذکر کا اور اوس لونڈی کا جسکی شرمکاہ میں ایسا گوشت زاید یا ہڈی ہو جو بالغ وطی ہو اور اوس غلام کا جسکے دونوں کان کٹے ہوں اور اوس غلام کا جسکی دونوں ابرو اور دائرہ ہی اور سر کے بال جاتے رہے ہوں اور نکلے کا اور اوس غلام کا جسکے دونوں لب کٹے ہوں (بشرطیکہ کھانا کھا سکتا ہو) اور کانے کا اور چپٹے والے کا اور اوس غلام کا جبکا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہو دوسری طرف سے یعنی داہنا ہاتھ تو بائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ تو داہنا پاؤں اور اوس غلام مکاتب کا جسنے منور بدل کتابت ادا نہ کیا ہو اور مالک نے خود اپنے مکاتب کو آزاد کیا ہو مالک کے وارث نے یعنی اگر مکاتب کے مالک پر کفارہ ظہار تھا اور وہ بدو ن ادا کے مر گیا پھر اوسکے وارث نے مکاتب کو وارث کی طرف سے بہ نیت کفارہ آزاد کر دیا تو جائز نہیں ہے۔

(۱۴۳۱) اگر اپنے کسی قریب دار غلام کو بہ نیت اعتاق خرید لیا تو صحیح ہے مثلاً مظاہر کا بھائی کسی کا غلام تھا اور اوس نے بہ نیت اداہ کفارہ اوس کو مول لیا تو کفارہ ادا ہو گا کیونکہ مول لینا اوسکا اختیار فعل ہے بخلاف ارث کے کہ وہ فعل اختیاری نہیں ہے۔

(۱۴۳۲) اگر آزاد کیا اپنے نصف غلام کو پھر نصف آخر کو تو کفارہ سے کافی ہو گا استحسانا بخلاف غلام مشترک کے۔

(۱۴۳۳) کفایت نہیں کرتا آزاد کرنا اوس غلام کا جسکی جنس منفعت قوت ہو گئی ہو یعنی منفعت سمع اور بصر اور یونے اور پائے

سے تھامنے اور پانوں سے چلنے کی اور عقل کی قوت ہو گئی ہو
 اوسکے آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ در حکم میت ہے
 (مراد قوت منفعت سے یہ ہے کہ بالکل منفعت قوت ہو تو نقصان
 منفعت کا ادا کفارہ میں ضرر نہ کیا) مثیلات مفقود والمنفعت مثلاً
 اندھا اور ایسا دیوانہ یا کچھ نہ سمجھتا ہو (جو دیوانہ کہ کبھی ہوش میں آجاتا
 ہو) اسکا اعتاق بحالت ہوش صحیح ہے) اور ایسا بیمار جسکے دانت
 گر پڑے ہوں اور صحت کی امید نہ رہی ہو۔

(۱۲۳۷) صحیح نہیں اعتاق (کفارہ ظہار میں) اوس غلام کا
 جسکے دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں یا دونوں ہاتھ کے انگوٹھے یا
 بین انگلیاں ہر ہاتھ کی یا دونوں پاؤں یا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں
 ایک طرف سے کٹے ہوں کیونکہ ان صورتوں میں تھامنے اور چلنے
 کی قوت بالکل مفقود ہے اور اعتاق مدبر کا اور ام ولد کا اور اوس
 کتاب کا جس نے اپنی کتابت کا کچھ بدل ادا کیا ہو اور باقی بدل کے
 کرنے سے عاجز نہ ہو اور اعتاق نصف غلام مثلاً کل کا پھر نصف باقی
 کو بعد ضامن ہونے اوسکی حیثیت کے بواسطے مقرر ہونے نقصان
 کے نصف اخیر میں یعنی ایک غلام کے دو مالک ہیں نصف نصف کے
 تو ایک مالک نے بہ نیت کفارہ اپنا ادب حصہ آزاد کر دیا تو نصف اخیر
 کی ملکیت میں نقصان پڑ گیا یعنی دوسرا مالک اب اوسکو بیع نہیں
 کر سکتا نہ سدا اگر آزاد کر نیوالا نصف باقی کی حیثیت کا ضامن ہو کر
 آزاد بھی کرے گا تو بھی کفارہ ادا نہ ہوگا ہاں اگر اول اپنا حصہ آزاد کرے
 اور نصف باقی کا ضامن ہو کر کل کو آزاد کرنا تو صحیح ہوگا۔

(۱۷۳۵) ایک شخص نے اپنے نصف غلام کو بہ نیت کفارہ و طہاً آزاد کیا بعد اوس کے اوس عورت سے وطی کی جس سے ظہار کیا تھا اور بعد وطی کے نصف باقی کو بھی آزاد کر دیا تو کافی نہوگا کیونکہ حکم کفارہ دینے کا قبل وطی وغیرہ کے ہے اور قبل وطی کے نصف آزاد کیا نہ کل لنتا صحیح نہیں۔

(۱۷۳۶) اگر ظہار کر نہ پالے کے پاس کوئی غلام نہ ہو کہ اسکو آزاد کرے اور اتنا مال بھی نہ ہو کہ اوس سے غلام خرید کر سکے یا اتنا مال ہے کہ اوس سے غلام خرید کر سکتا ہے لیکن بقدر مال ضروری ہے اور اوسے اول شریض ادا کیا تو اس پر واجب ہے کہ قبل وطی کرنے کے دو مہینہ کے پے در پے لگاتار روزہ رکھے اور صوم کفارہ ایسے دو مہینہ کے ہوں جنہیں رمضان اور وہ پانچ دن جنکا صوم منوع ہے واقع نہ ہوں کیونکہ اگر رمضان درمیان میں آجائیکا تو اس کے روزے مقدم ہونگے اگر بہ نیت کفارہ بھی رکھ لگا تو رمضان ہی کے روزے ہونگے اور ایسی حالت میں نتائج ہر گز بلکہ انقطاع ہو جائیگا اسبطح دو مہینہ کا درمیان میں آنا قاطع ہوگا نتائج کا اگرچہ دو مہینہ کے اثنا و ن دن ہوں یعنی دو لون مہینہ او نیٹیس دن کے ہوں اور اگر تشریض کو مہنوز ادا نہیں کیا اور شہر ہے کہ اوس سے غلام خرید کر سکتا ہے تو اسمین دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ روزہ رکھنا کافی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ کافی نہیں ہے۔

(۱۷۳۷) اگر مظاہر کا مال غائب ہو مثلاً سفر میں ہو تو اس کے

حصول کا منتظر رہے جب آؤت شب اس سے غلام خرید کر کے آزاد کر دے۔

(۱۴۳۸) ایک شخص پر دو کفارہ ہیں اور اس کی ملک میں ایک غلام ہے سو اس نے ایک کفارہ سے روزے رکھے اور دوسرے کفارے سے غلام آزاد کیا تو صوم کا کفارہ صحیح ہو گا اس واسطے کہ باوجود قدرت اعتاق کے صوم جائز نہیں اور کفارہ اعتاق صحیح ہو گا اور بالعکس اسکے جائز ہے یعنی اول آزاد کیا اور دوسرے کفارہ میں روزے رکھے تو درست ہے کیونکہ غلام قدرت میں صوم کافی نہیں رکھنا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۴۳۹) ایک منظر ہوتا ہے غلام آزاد کرنے پر پچھلے حبسہ کے آخر دن میں تو اس پر آزاد کرنا واجب ہو گا مثلاً شاتھوین دن ظہر یا عصر کی وقت منظرہ کو مال ملک یا تو کفارہ صوم کا ادا نہ ہوا۔ کیونکہ استمرار عجز ابتدا سے انتہا تک شرط ہے صوم کی سویان پایا نہیں گیا لہذا یہ صوم اس کے نقل ہو گئی اور اس پر واجب ہے کہ غلام خرید کر کے آزاد کرے اور اس دن کے صوم کو بطور سنجاب پورا کرے نہ بطور وجوب اور اگر اس روزہ کو توڑ ڈالا تو اس پر قضا واجب نہیں ہر چند کہ نقل ہو گیا لیکن یہ اس وقت میں ہے کہ بجز دقت اعتاق کے صوم کو قطع کر دیا اور اگر بعد قدرت اعتاق کے ساعت دو ساعت رکھا تو بہت اہم مقام شروع فی النقل کے ہو گیا اب اس پر اتمام واجب ہو گا اور اگر اقطار کر گیا تو قضا واجب ہو گی لہذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۴۴۰) اگر افطار کیا دو مہینے مذکور الصدر میں سے کسی روزہ کو بسبب عذر کے چنانچہ سفر یا علالت کے یا وطنی کے۔ بظہار والی عورت سے رات کو یا دن کو بالفصد تو استثنائات کرے یعنی اول سے پہر روزہ شروع کرے یعنی دو مہینہ کے اندر روزہ رکھے اگرچہ ایک دن کم دو مہینے کے روزہ رکھ چکا ہو۔ اگر بظہار والی عورت کے سوا اپنی دوسری زوجہ سے رات میں وطنی کی یا دن میں سہو سے وطنی کی تو یہ وطنی ناقض کفارہ نہوگی باتفاق طہر فین اگر وطنی کی خطا ر والی عورت سے رات میں سہو تو اسمیں عسما کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ نکرے لیکن قول معتد بہ ہے کہ استثنائات کرے اور وطنی سہو کی بھی ناقض کفارہ ہوگی۔ کذا فی الاختیار وغایتہ البیان وغایتہ وحاشیۃ المدنی۔

(۱۴۴۱) اگر غایب ہو منظر صوم سے یہ سبب ایسی بیماری کے کہ صحت کی توقع نہو یا یہ سبب بیماری کے تو ساٹھ مسکین کو طعام کا مالک کر دیوے اگرچہ تھلک ساٹھ مسکین کی عکما ہو مثلاً ایک مسکین کو ساٹھ دن تک برابر دیا کرے تو گویا ساٹھ مسکین کو دیا۔

(۱۴۴۲) مقدار طعام کی یہ ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر کے دے مقدار میں اور صرف میں مثلاً اگر گھوٹ دے تو نصف صاع دے اور اگر جو یا کنجور دے تو پورا صاع دے یا اوسکی قیمت دیوے یا ساٹھ مسکین کو دو دو وقت آسودہ کر کے کھلا دے۔ اگرچہ جو جوار کی برائی ہو مگر اسکے ساٹھ سالن ہونا شرط ہے گھوٹ کی روٹی کے ساٹھ سالن شرط نہیں ہے کیونکہ اسمیں یہ دون سالن کے بلجی سو فی

ہوئی ہے بخلاف جو جو ارکمی روٹی کے کہ اوسمین بدون سالن کے
پیٹ نہیں بھرنا

(۱۲۴۴) اطعام غنہ مباح یعنی اوس صغیر کا جو قریب البلوغ ہو صحیح
ہے اور کافی نوکائی یعنی اگر کسی نے ساتھ بچوں کو طعام دیا تو کافی نوکا
(۱۲۴۵) کفار ظہار غلام اور مکاتب اور صحرانچہ اور اوس
غلام کا جو پورا آزاد نہ ہوا ہو صرف دو حصے کے روزے میں پورے
نہ اعتناق و اطعام بسبب عدم قدرت کے اور اگر غلام مالک نے اپنے
غلام کے کفارہ ظہار میں اعتناق کیا یا اطعام کیا تو کافی نوکا اگرچہ یہ اعتناق
و اطعام یا صر غلام ہوا ہو بسبب عدم قابلیت تملیک کے یعنی اعتناق اور
اطعام بدون ملک کے نہیں ہو سکتا اور غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا
اگرچہ مالک اوسکو تملیک کرے۔ اور مالک کو اختیار نہیں ہے کہ صوم
کفارہ سے اوسکو یعنی غلام کو منع کرے کیونکہ یہ منجملہ حقوق نکاح کے ہے
اور جب کہ مالک نے اپنے غلام کو نکاح کی اجازت دی تو اوسکے
سب حقوق کو اپنے اوپر گوارا اور لازم کر لیا تو اب کیونکر صوم کفارہ
سے منع کرے۔

(۱۲۴۵) فرق صیام اور اطعام میں یہ ہے کہ اگر اثناء دوران
صیام میں ظہار والی عورت سے عہد یا سہواً وطی کر لیا تو صیام کا
استیفاء لازم ہوگا بخلاف اطعام کے کہ اسکے اثناء میں وطی کر سکتا
ہے اور کچھ حرج نہ ہوگا یعنی استیفاء اطعام لازم نہ ہوگا کیونکہ نص
قرآنی مطلق ہے اطعام میں اور مقتید ہے اعتناق اور صیام میں یعنی
حق تعالیٰ نے اطعام میں قبل ساس کی قید نہیں لگائی لہذا وطی مفسد

طعام نہیں اور اعتاق اور صیام میں فید لگانی کہ قبل مساس ہو لہذا
وطلی مقصد صیام ہے۔

(۱۷۴۶) اگر مظاہر نے ساٹھ مسکین کا کھانا ایک مسکین کو ایک دن
بین ایک یا ربیع کیا تو اوس پر اوشٹہ محتاجوں کا کھانا واجب رہا اور
اسی طرح ایک دن اگر ایک مسکین کو چند بار کر کے ساٹھ مسکین کا کھانا یا
تو بھی کافی ہو گا یعنی اوشٹہ مسکین کا اور کھانا کھلانا ہو گا کیونکہ نہ اس
میں نقد حقیقی ہے نہ حکمی یعنی نہ ساٹھ مسکین کو کھلایا کہ نقد حقیقی ہوتا
نہ ایک مسکین کو ساٹھ دن کھلایا کہ نقد حکمی ہوتا۔

(۱۷۴۷) اگر مظاہر نے امر کیا کسی غیر آدمی کو کہ میری طرف سے
کفارہ ظہار کا طعام دیدے اور اوس غیر آدمی نے بموجب اوسکے
امر کے دید یا تو صحیح ہے اور کفارہ ظہار ادا ہو گیا اور یہ غیر آدمی بقدر
اطعام کے مظاہر سے پھیر لیوے بشرطیکہ مظاہر نے امر کرنے کی وقت
یون کہا تھا کہ عجب سے لے لیجیو اور اگر مظاہر چپ ہو رہا تھا تو دین میں
یعنی اداسے قرض میں پھیر لیوے بالاعتاق اور کفارہ اور زکوۃ
میں نہ پھیرے نہ بارظاہر مذہب کے۔

(۱۷۴۸) ایک مظاہر نے دو غلاموں کو دو ظہار سے آزاد کیا
(ایک عورت سے دو ظہار کیے ہوں یا دو عورتوں سے دو ظہار
کیے) اور مظاہر نے معین اور مفتہ نہ کیا کسی ایک غلام کو کسی ایک
ظہار کے لیے یعنی یون یقین نہ کی کہ یہ غلام اول ظہار کیواسطے ہی
اور دوسرا غلام ظہار ثانی کے واسطے تو یہ اعتاق ذو نون ظہار
کی طرف سے صحیح ہے اسی طرح اگر چار مہینہ روزے رکھے اور دو

مہینہ کے ایک ظہار کے لیے نفین نہ کی یا ایک سو بیس فقیر و ن کو دو ظہار سے کھانا کھلایا اور ہر ایک ظہار کے لیے ساٹھ ساٹھ کی ہر ایک ظہار کے لیے نفین نہ کی تو صحیح ہے یہ سبب اتحاد جنس کے یعنی چونکہ دونوں ظہار متحد الجنس ہیں لہذا نیت نفین کی کچھ حاجت نہیں بدو نیت بھی صحت حاصل ہے بخلاف اختلاف جنس کے کہ اگر کسی شخص پر کفارہ ظہار اور کفارہ یمین اور کفارہ مثل ہو اور وہ بلا نیت تین غلام آزاد کرے تو صحیح ہو گا جب تک کہ ہر غلام کو کفارہ کے لیے ستین نکر لگا کیونکہ یہ کفارات مختلف الجنس ہیں۔ کذا فی المحیط لیکن طحاوی نے کہا کہ غلام سابق سے متبادر ہوتا ہے کہ ہر غلام سے ہر کفارہ کی نیت کرے بلکہ منع الغفار میں یون مصرح ہے کہ اگر آزاد کر لگا ہر غلام کو ایک کفارہ کی نیت کر کے بلا نفین ظہار اور یمین کے تو صحیح ہو گا بالا جماع کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۴۹) مظاہر نے ایک غلام کو دو ظہار سے آزاد کیا یا دو ظہار سے دو مہینہ روزے رکھے یہ اعتاق اور صیام صحیح ہونگے اور اس ایک ظہار سے جسکو مظاہر معین کرے یعنی مظاہر کو اختیار ہے کہ اس اعتاق یا صیام کو اول ظہار یا ثانی کا کفارہ قرار دے اور اوسے عورت سے وطی درست ہوگی جسکے ظہار کا کفارہ دیا نہ دوسری کی (۱۲۵۰) مظاہر نے ایک غلام مسلمان آزاد کیا کفارہ ظہار اور کفارہ قتل سے تو یہ اعتاق کسی کفارہ سے صحیح نہ ہو گا کیونکہ ظہار اور قتل مختلف الجنس ہیں نفین نیت ضرور ہے۔ اور اگر وہ کافر ہے تو یہ اعتاق کفارہ ظہار سے صحیح ہو گا یہ لیل استحسان یہ سبب

عدم صلاحیت غلام کا فرکیو واسطے کفارہ نفل کو یعنی کفارہ نفل میں مسلم غلام کا آزاد
کرنے کا شرط ہے تو احناف کا فر کا مخصوص چھٹا رہو جاوے گا کیونکہ ظہار
میں احناف مسلم اور کافر دونوں کا درست ہے۔

(۱۴۵۱) منظر ہرے ساتھ مکینوں کو ایک ایک صاع گیمون
بکبارگی دو کفارہ ظہار میں دینے ایک عورت سے دو ظہار کے
تھے یا دو عورتوں سے دو تو یہ ایک ظہار کا کفارہ ہو گا یہ خلاف امام
محمد کے کہ اونکے نزدیک دو دونوں ظہار کی طرف سے صحیح ہے اسی
قول کو ترجیح دی ہے فتوح القدر میں اور اگر کفارہ افطار اور
ظہار کی نیت سے دئے تو دونوں کفاروں کے لیے کافی ہو گا۔
بالا تفاق۔ اصل یہ ہے کہ جس جنس کا سبب متحد ہے اوس میں نیتیں
کی نیت لغو ہے اور جس جنس کا کہ سبب مختلف ہے اوس میں نیتیں
کی نیت مفید ہے (اتحاد جنس عبارت ہے اتحاد سبب سے اور
اختلاف جنس عبارت ہے اختلاف سبب سے تو دو کفارے ظہار
کے متحد الحبس ہیں کیونکہ اون کا سبب ایک ہی ہے یعنی ظہار تو نیتیں
نیت لغو ہوئی مطلق نیت باقی رہی لہذا منظر ہر کو اختیار ہے کہ
جس ظہار کے واسطے چاہے مقرر کرے اور دو کفارہ ظہار اور
افطار کے مختلف الحبس ہیں کیونکہ ہر ایک کا سبب مختلف ہے تو اس
میں نیتیں نیت لغو نہیں بلکہ مفید اور معتبر ہے لہذا دو دونوں صحیح ہیں
(۱۴۵۲) مقدور اور افلاس میں وقت کفارہ دینے کا معتبر ہے
نہ وقت وجوب کفارہ کا یعنی اگر کفارہ دینے کے وقت منظر ہر ذمی
مقدرت ہے تو روزہ رکھنا جائز نہ ہو گا اگرچہ وقت وجوب کفارہ

مغلس تھا اور اگر وقت ادارہ کفارہ مغلس ہو گیا حالانکہ وجوب کفارہ کے وقت صاحب مقدور تھا تو روزہ جائز ہونگے
 (۱۲۵۳) ایک منظر ہر نے ایک سو بیس محتاج کو ایک دن میں ایک وقت کھانا کھلایا تو کفایت نہ کر سکا مگر نصف اطعام سے یعنی اوسے چڑھا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو دوسرے وقت کھلاوے کیونکہ لایاحت طعام میں ساٹھ محتاجوں کا شمار اور دو وقت کھلانے کی مقدار لازم ہے اگرچہ ایک و بیس مسکینوں میں شمار ساٹھ محتاجوں کا پایا گیا لیکن دو وقت نہیں لہذا اوسے واجب ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو دوسرے وقت بھی کھلاوے اگر دوسرے دن کھلاوے لگا تو بھی جائز ہوگا۔

باب اللعان

یہ باب ہے لقان کا

(۱۲۵۴) لعان باعتبار نفی کے مصدر ہے لاعن کا اور لعان مصدر ہی مفاعلت کا مشتق ہے لعن سے اور اہن عبارت ہے بھڑکانے اور ہانکنے اور ڈالنے سے یعنی رجعت الہی یا مراتب صاحبین سے دور کرنا اور باعتبار صراح شریع کے عبارت ہے چار گواہوں سے (مانند شہود و زنا کے) جو موکر اور مستحکم ہوں شہدوں سے اور پانچویں گواہی مرد کی مقصود یہ نفی ہو اور عورت کی پانچویں گواہی مقصود نفی عورت کے ساتھ لفظ غضب کا اس واسطے مخصوص ہوا کہ عورتیں اپنی گفتگو میں اپنے اوپر اسے اپنے غیر پر لعنت بہت کیا کرتی ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کی عادت ہوتی ہے اوس سے وحشت اور خوف

کم ہو جاتا ہے لہذا غضب کا لائقہ اسے واسطے زیادہ زجر اور عتاب کا باعث ہو گا۔

(۱۴۵۵) مرد کی گواہیاں قایم مقام میں حد قذف کے لئے
حق ہیں اور عورت کی گواہیاں قایم مقام میں حد زنا کے لئے
حق ہیں یعنی جب کہ دونوں نے باہم لفت کی تو مرد سے حد قذف
یعنی شہمت زنا لگانے کی اور عورت سے حد زنا کی ساقط ہوگی
کیونکہ جھوٹ میں خدا کو گواہ کرنا ملک ہے مثل حک کے بلکہ حد سے بھی
سخت تر ہے اس واسطے کہ حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ جھوٹی قسم
ملک کو جاڑ دیتی ہے اور حد سے صرف دنیا میں تکلیف ہے اور
جھوٹی قسم سے دنیا اور آخرت دونوں میں تکلیف ہے۔

(۱۴۵۶) شرط لعان ہے قیام زوجیت اور صحیح ہونا نکاح کا لہذا
مطلقہ ثلاثہ اور طلاقہ باتنہ اور مشکوٰۃ بنکاح فاسد کا قذف بموجب لعان
نہیں ہے بسبب عدم زوجیت اور عدم صحت نکاح کے۔

(۱۴۵۷) سبب لعان شہمت لگانا مرد کا اپنی زوجہ کو ساتھ
ایسی شہمت کے کہ اگر بیگانی عورت کو ویسی شہمت لگاتا تو مرد پر حد جواب
ہوتی۔ اور زوجہ پاکہ امن ہو حرام کاری سے اور مرد کے پاس گواہ
نہوں اور عورت مشککہ ہو شہمت سے۔

(۱۴۵۸) رکن لعان - موکہ ہونا گواہوں کا ساتھ ہر قسم اور
لعنت کے۔

(۱۴۵۹) حکم لعان - حرمت وطنی اور شتماع یا بھی بعد لعنت
کرنے کے (اگرچہ قبل نفس رقیق زوجین کے ہو یعنی یہ تلامعن کے فعلی

اور مساس حرام ہے اگرچہ حاکم نے منوز بدانی کا حکم دیا ہو اور
وجوب تفریق کا اور وقوع طلاق باتن کا بعد تفریق کے اور وجوب
نذیمہ اور سنگنی کا ناعدت۔

(۱۴۶۰) لمان کر نبوالے کا ہے چھو نہ بیون جب تک لمان
کی حقیقت اپراصرار کریں بالاتفاق اور اگر وہ لمان کے اپنی تکذیب
کریں تو بعد طلاق باتن واقع ہونے کے امام اعظم اور امام حنفی کے
نزدیک باہم نکاح درست ہے اور ایلی یوسف اور امام شافعی
کے نزدیک صریحاً فاسخ ہے کذا فی حاشیۃ المدنی حکم لمان کا
اول ہلال برن اسیمہ کے حق میں اثر۔

(۱۴۶۱) اہل لمان کا وہ ہے جو مسلمان پر گواہی دینے کا
اہل ہے یعنی حر مسلم عاقل بالغ لہذا غلام کا تہ راک کا دیوانہ لایق
لمان ہیں۔

(۱۴۶۲) جس شخص نے دارالاسلام میں اپنی زوجہ متکوضہ نکاح
صحیح زمرہ کویر (اگرچہ طلاق رجعی کی عدت میں ہو) جو پاکدامن ہے
زنا اور رمت زنا سے صریح زنا کا عیب لگا یا حالانکہ زوج اور زوجہ
صلاحیت رکھتے ہیں مضرت مسلم کی شہادت پر یا جسے نسب ولد
کی اپنے اور اپنے غیر سے نفی کی نفی یوں کہہ کہ لڑکا زنا کا ہے نہ
میرا ہے نہ اوس کے زوج سابق کا اور زوجہ نے زوج کا مطالبہ کیا ہو
یا ولد منفی النسب نے مطالبہ کیا ہو اوس چیز کا جو قذف سے
واجب ہو تلبہ یعنی عورت یا مرد نے قاضی کے پاس مطالبہ حد
قذف کا کیا ہو (اگرچہ مطالبہ بعد عفو اور عدت مدیدہ کے ہو)

(کیونکہ حد قذف حق اللہ ہے تو عورت کے عفو سے عفو نہیں ہوتا)
 تو زوج لعان کرے اگر اپنے قذف کا مقرر ہو یا اور کا قذف
 کو ایسی سے ثابت ہو گیا ہو۔ قیود مذکورۃ الصدر سے معلوم ہوا کہ
 اگر ایسا نہ ہوتا تو قذف فی دار الحرب اور قذف مردہ عورت اور
 عورت غیر عقیقہ اور مستمم سے لعان ساقط ہے۔ قید صلاحیت
 زوج اور زوجہ سے خارج ہو گیا غلام اور صغیر اور مطالبہ اس واسطے
 مشروط ہے کہ اگر عورت مطالبہ منکر کی تو لعان ساقط ہے کیونکہ
 لعان عورت کا حق ہے ناکہ انہی ذات سے وقع عار کرے۔
 اور اگر زوج بعد قذف کے منکر ہو گیا اور عورت کے پاس گواہ
 انھوں نے مرد سے قسم لیجاوگی اور لعان ساخط ہو گا اور اگر زوج
 لعان سے انکار کرے یا انہی ذات کو جھٹلا دے اور انہی دروغ گوئی
 کو ظاہر کرے تو اس کو حد قذف کی ماری جاوے یعنی انہی کوڑے
 (۱۲۶۳) ایک مرد نے قذف بہ نفی ولد کیا اور عورت نے
 مرد کی تصدیق کی تو نسب ولد کی نفی نہوگی کیونکہ نسب ولد کا
 حق ہے اور اس کے ابطال حق میں زوجین کی تصدیق نہ ہوگی
 بلکہ لڑکا زوجین کا ہی قرار پاوے گا۔

(۱۲۶۴) اگر زوج لیاقت شاہد ہونے کی نہ رکھتا ہو یہ سبب
 حلوکت یا کفر وغیرہ کے اور اہل قذف کا نفی عاقل بالغ مستکلم
 ہو تو اس پر حد قذف کی جاوے اور اگر مشروط قذف نہائی
 یا دین مثلاً قذف کہ نبی الا صغیرہ یا دیوانہ یا گونگا ہو تو اس پر نہ حد
 ہے نہ لعان اور اگر زوج لیاقت شاہد ہونے کی رکھتا ہو لیکن زوجہ

الایق گو اہی کے نہیں بہ سبب صغر سنی یا حیون کے یا عیب لگانی کی
 ٹھرا پا چکی ہو اور ایسی نہ ہو کہ جسکے عیب لگاتے سے قاذون پر حد ماری
 جاوے یعنی عقیقہ نہ ہو بلکہ زانیہ ہو تو ایسی زوجہ کے عیب لگانے سے
 زوج پر حد نہیں لیکن زوج کو تنزیر دیجائیگی واسطے سد باب کے۔

(۱۷۸۵) اعتبار محصنیت زوجہ وقت قذف کے ہے نہ بعد اوس
 وقت کے مثلاً قذف کیا زوج نے زوجہ کا جو کچھ کی لونڈی ہے یا کافرو
 ہے پھر بعد قذف وہ حصرہ ہو گئی یا کافرہ مسلمان ہو گئی تو اب زوج پر نہ حد
 ہے نہ لعان۔

(۱۷۸۶) اگر قاذون نے بعد قذف یعنی وجوب لعان کے زوجہ کو
 طلاق باتن دی تو لعان ساقط ہو گیا اور وہ لعان خود نکر گیا اگرچہ
 زوج بعد طلاق باتن کے نکاح کر لے اس واسطے کہ زوجیت اول نے
 خود نہیں کیا جو لعان واجب ہوتا اس طرح ساقط ہوتا ہے لعان
 عورت کے زنا اور دہوکے کی و طی اور مرتد ہونے (اگرچہ بعد از زنا
 کے اسلام لے آوے) اور مشاہد قذف کی موت اور غیبت اور
 وسی یعنی اگر شاہد بعد اداے شہادت کے مر جاوے یا غائب ہو جاوے
 تو لعان ساقط ہے۔

(۱۷۸۷) اگر زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو نے اپنی صنوبر سنی
 یا حالت حیون میں زنا کیا تو مرد پر لعان نہ ہو گا بہ سبب ہو جانے زنا
 کے غیر محل میں یعنی حیون اور بچپن ایسی حالت نہیں جو قابل ہو جناب
 زنا کا۔

(۱۷۸۸) اگر کہا زوج نے اپنی زوجہ سے کہ تو نے زنا کیا جب کہ تو

ذبیہ یا لونڈی تھی اتیہار چالیس برس کی عمر سے حالانکہ عمر زوجہ کی چالیس برس سے کم ہے مثلاً بیس یا تیس برس کی سے نواب زوجین لعان کرینگے۔ کیونکہ زنا قبل ولادت نہ حقیقتہً متصور نہ تھا۔ لہذا چالیس برس کا ذکر لغو ہوا۔ اور غلط لفظ زنا کا باقی رہ گیا جو موجب سے لعان کا کذا فی فتح القدیر و حاشیہ المذنی۔

(۱۴۶۹) طریقہ لعان کا یہ ہے کہ قاضی زوجین کو اپنے روبرو کھڑا کرے اور اول زوج سے کہے کہ تو لعان کر تو زوج چار بار یوں کہے کہ میں اللہ کے نام پر گواہی دیتا ہوں کہ میں سچا ہوں اور اسکی طرف زنا کی نسبت کرنے میں اور پانچویں بار یوں کہے کہ خدا کی لعنت مجھ پر اگر میں جھوٹا ہوں اور اسکی طرف زنا کی نسبت کر نہیں اور ہر بار عورت کی طرف اشارہ کرتا جاوے پھر عورت چار بار یوں کہے کہ اللہ کے نام کی گواہی دیتی ہوں کہ وہ جھوٹا ہے میری طرف زنا کی نسبت کرنے میں اور پانچویں بار یوں کہے کہ اللہ کا غضب مجھ پر اگر مرد سچا ہو میری طرف زنا کی نسبت کرنے میں اگر عورت نے اول لعان کیا تو بعد زوج کے پھر لعان کرے اور اگر قاضی نے قبل عود زوج کے تفریق کرادی تو صحیح ہے بہ سبب حصول مقصود یعنی تلامعن کے۔ کذا فی الاختیار اگر زوج بعد زوج کے لعان سے انکار کرے تو قید کیجاوے اور سو وقت تک کہ لعان کرے یا زوج کی تصدیق کرے اگر قول زوج کی تصدیق کی تو اسکو حد زنا ماری جاوے گی اور اگر دونوں نے لعان کیا تو قاضی درمیان انکے تفریق کرادے اگرچہ دونوں جدائی سے راضی نہوں کیونکہ

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ لعان کرنا ولوں میں ملاپ نہیں۔
 کذا ذکرہ الشمنی اور اگر حاکم نے تفریق نکرائی تو دونوں ایک دوسرے
 کے وارث ہونگے یعنی بدون حکم قاضی کے نکاح نہ ہوگا لیکن اگر
 بعد لعان منسل تفریق کے اہلیت لعان کی زائل ہوگئی زوال اہلیت
 متوقع الزوال ہے (مثلاً جنون) تو بھی متقاضی جدائی کرا دی اور اگر
 زوال اہلیت متوقع الزوال نہ ہو مثلاً زوج نے اپنی تکذیب کی یاد ولوں
 میں سے کسی دوسری محورت کو عیب لگایا اور حد فذف جاری
 ہوئی یا کسی نے زوجہ سے حرام وطی کی یا زوجین میں سے کوئی
 گولگا ہو گیا تو متقاضی تفریق نکراوے یہ سبب نہ باقی رہے اہلیت
 لعان کے کذا فی بحر الرائق۔ اگر بعد لعان دونوں میں سے کوئی غائب
 ہو گیا اور کسی کو اپنا وکیل بھی نکرا گیا تو قاضی حکم تفریق کا ندے اور
 اسکا انتظار کرے یعنی وقت تفریق کے زوجین کی موجودگی ضروری
 ہے اور بعد لعان کے حاکم نے تفریق نکلی تھی کہ حاکم مہزول ہو گیا
 یا مر گیا تو دوسرا حاکم اپنے روبرو دوسری بار لعان کرا دے
 اور تفریق کر دے بخلاف امام محمد کے کہ انکے نزدیک اعادہ شرط
 نہیں ہے بدون اعادہ بھی تفریق جائز ہے کذا فی الاختیار۔
 (۱۴۷۰) اگر زوج نے زوجہ کو حد قذف سے معاف کیا تو مرد پر لعان
 ہوگا لیکن منافعی سے حق زوجہ ساقط نہ ہوگا اور مطالبہ کر سکیگی۔
 (۱۴۷۱) اگر حاکم نے غلطی سے بعد وجود لعان اکثر کے ہر ایک ہی
 یعنی اب تین تین لعان کے تفریق کرا دی تو صحیح ہے کیونکہ اکثر بجا ہے
 بل ہے اور اکثر اکثر بار زوجین نے لعان نہ کیا تھا مثلاً ایک بار یا

دو بار کیا تھا) کہ تاضی نے تفریق کرادی تو صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ اقل کا لہم ہے۔

(۱۷۷۲) ام اگر تاضی نے بعد لعان زوج اور نسیل لعان زوجہ کے تفریق کر دی تو صحیح ہے بشرطیکہ تاضی شافعی ہو اگرچہ زوجین خفی ہوں کیونکہ امام اعظم کے نزدیک ایسی تفریق صحیح نہیں ہے لہذا فی نہر الفایق و بحر الرائق۔

(۱۷۷۳) ام بعد لعان نسیل تفریق حاکم کے وطی اوس زوجہ کی جسکے مقدمہ میں لعان کیا حرام ہے بحکم حدیث ما تقدم اور نفقہ عورت کی عدت کا مرد پر لازم ہے بسبب وجوب عدت کے۔

(۱۷۷۴) اگر غیب لگا یا زوج نے اپنی زوجہ کو زندہ ولد کی نفی کر کے تو حاکم ولد کے نسب کو اوسکے باپ سے نفی کرے اور اوسکی مان سے اوسکو ملا دے بشرط صحت نکاح اور ہونے علوق ولد کے اوس حال میں جس میں لعان جاری ہو سکتا ہے یعنی اگر نطفہ ولد کا اوس وقت میں نکھر اچکے کہ زوجہ لونڈی یا کنایہ تھی اور بعد قرار نطفہ کے وہ آزاد یا مسلمہ ہو گئی تو اب ولد کی نفی نہ ہوگی بسبب عدم تلاء عن کے۔

(۱۷۷۵) اگر زوج نے بعد لعان کے اپنی تکذیب کی اگرچہ صحت منکر بلکہ دلالت کی مثلاً جس ولد کی نفی کر چکا تھا وہ مال چھوڑ کر مر گیا اور اوسکے نسب کا دعویٰ کیا تو اوسکو وہ قذرت کی ماری جاوے گی (۱۷۷۶) ام زوج تلاء عن کو بعد اپنی تکذیب کے اوس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے جسکے ساتھ لعان کیا تھا عام اس سے کہ اوسکو

حد قذف ماری گئی ہو یا نہ ماری گئی ہو کیونکہ بعد تکذیب کے لعان باقی نہیں رہتا اور جو حرمت کہ لعان سے طاری ہوئی تھی وہ زائل ہو گئی اس طرح اگر زوج نے اپنی زوجہ کے سواے اور عورت کو قذف لگایا اور یہ سبب اس کے حد ماری گئی یا اس عورت نے قذف کی تصدیق کی یا نہ کیا (اگرچہ اس پر حد نہ لگائی ہو) تو اس سے بھی نکاح جائز ہے یہ سبب زوال عفت کے۔

(۱۴۷۷) لعان اور حد قذف نہیں ہے اگر زوجین گونگے ہوں یا ایک اون میں سے گونگا ہو۔ اگرچہ گنگ پیدا بشی نہ ہو اور اگر گنگ بعد لعان قبل تفریق کے طاری ہو گیا ہو تو بھی تفریق نہ ہوگی کما مر اس طرح لعان نہیں اگر حل کی نفی کے یہ سبب نہ متیقض ہونے حل کے وقت قذف کی اس واسطے کہ اس وقت احتمال تھا کہ شاید حل نہ ہو بیمار ہی سے پیٹ پھول گیا اور اگر حمل متیقض ہو گیا یہ سبب ولادت کثرت کے یعنی وقت قذف سے کم از چھ مہینہ میں جنے تو بھی نزدیک امام اعظم کے لعان نامت نہیں کیونکہ غایت الامر یہ ہے کہ نفی حمل اس صورت میں تعلیق ہو گئی گو یا زوج نے یوں کہا کہ اگر تو حاملہ ہوگی تو تیرا لڑکا مجھ سے نہیں حالانکہ قذف کی تعلیق شرط پر صحیح نہیں اور نزدیک صاحبین کے بعد وضع حل کے لعان جاری ہوگا لیکن عالم قبل ولادت حل کے لعان نکرا دے

(۱۴۷۸) اعتبار نفی نسب ولد کا تاہفت یوم ہے کیونکہ عادت ہے کہ سات دن تک تلحاظ ایام عقیقہ کے مبارکبادی دیا کرتے ہیں اور اگر بعد سات دن کے نفی کی تو صحیح نہیں ہے یہ سبب اقرار کر لینے

اوسکے نسب کو بد لالت حال یعنی سات دن تک نفی نہ کرنا دلالت کرتا ہے کہ وہ نسب ولد کا مقرر ہے اور اگر مرد غائب ہو تو بعد اطلاع کے سات دن تک نفی کر سکتا ہے نہ بعد اوسکے نزدیک امام اعظم کے لیکن صاحبین کے نزدیک بقدر مدت نفاس یعنی چالیس دن تک نفی کر سکتا ہے کذا فی الہدایہ

(۱۴۷۹) اگر کسی نے نفی کی تو ام بین سے اول کے اور اقرار نسب کا کیا دوسرے تو ام کا تو اوسکو حد فذف ماری جاوے گی یہ سبب تکذیب کرنے اپنی ذات کے (تو امان اون دو بچوں کو کہتے ہیں جن کی ولادت چھ مہینہ سے کم مدت گزری ہو) اور اگر بالعکس کیا یعنی تو ام اول کے نسب کا اقرار کیا اور ثانی کی نفی کی تو لوان کرے بشرطیکہ اپنے قول سے نہ بھرا ہو اور ہر دو صورت میں دونوں بچوں کا نسب ثابت ہے کیونکہ دونوں ایک نطفہ سے پیدا ہوئے ہیں ایک کا اقرار اور دوسرے کی نفی ممکن نہیں

(۱۴۸۰) اگر عورت تین لڑکیاں ایک پیٹ سے جتنی سو مرنے ولد ثانی کی نفی کی اور اول اور ثالث کی نسب کا اقرار کیا تو لوان کرے اور وہ تینوں اوس مرد کے بیٹے ہونگے (بجرا الوہین) تو اس سے بروایت فتح القدیر لوان ہی کو ثابت کیا ہے (اور اگر ولد اول ثالث کی نفی کی اور ولد ثانی کے نسب کا اقرار کیا تو اوسپر حد ماری جاوے یہ سبب تکذیب اپنے نفس کے) (۱۴۸۱) مرگیا ولد لوان کا اور اوسکا ایک ولد ہے (لڑکا ہو یا

لڑکی) پھر ملاعن سے بعد نفی سے کامیاب مہارت مال ولد لعان کے
 نسب کا دعویٰ کیا تو اگر ولد لعان کا مرد ہوتا تو اس کا نسب ملاعن
 سے ثابت ہو گا بالاتفاق اس واسطے کہ ہر چند کہ میت نسب سے مستثنیٰ
 ہے لیکن اور کھانڈ کا البتہ محتاج ہے نسب کا دعویٰ ملاعن کا صحیح ہو گا
 واسطے اثبات نسب ولد میت کے اور اگر ولد لعان عورت تھی تو
 اس کا نسب ملاعن سے ثابت نہ ہو گا نزدیک امام اعظم کے بسبب
 مستثنیٰ ہونے ولد البنت کے اپنے باپ کے نسب کے سبب
 سے یعنی ہر چند کہ مانا اس کی ثابت النسب نہیں لیکن اس کا
 باپ تو ثابت النسب ہے بخلاف صاحبین کے کہ اس کے نزدیک
 اس صورت میں بھی ملاعن سے نسب ثابت ہو گا کذا ذکرہ البیہا
 (۱۷۸۳) اقرار اور سکوت کرنا اس لڑکے کے نسب سے
 جو اس کے نطفہ سے نہ ہو حرام ہے نفی جب کہ معلوم ہو کہ یہ لڑکا
 میرے نطفہ سے نہیں ہے تو اس کو اپنا بیٹا کہنا یا یہاں تک سکوت
 کرنا کہ لوگ اس کو اس کا بیٹا کہنے لگیں قطعاً حرام ہے بہ سبب نفی
 اس شخص کے جو اس کے نطفہ سے نہیں ہے کذا فی بحر الرائق۔
 (۱۷۸۳) اگر ثابت ہو جائے نسب ولد کا ایک مرتبہ ساتھ اقرار
 یا حکم قاضی کے یا ساوٹ ہو جائے لعان کی وجہ سے تو ان صورتوں
 میں کبھی نسب ولد کی نفی نہیں ہو سکتی کذا فی بحر الرائق۔
 (۱۷۸۴) ایک زوج ولد زوجہ کی نفی کی اور بہنو زلعان نکاحی
 پایا تھا کہ ایک دوسرے شخص نے زوجہ کو لڑکے کا عیب لگایا
 یعنی یوں کہا کہ یہ لڑکا اس کے زوج کا نہیں ہے اور اس کو

حد ثلث مای گئی تو اب نسب ولد کا اوسکے غور سے کے مروج
 سے ثابت ہو گیا بشرطہ اور اس ولد کے نسب کی کس طرح نفی
 نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ حکم حد سے احکام نسب ضمیمہ ثابت ہو گیا
 (۱۷۸۵) ایک شخص نے دو توام لگی نفی کی پھر ایک اون میں
 سے مرگیا اپنے توام بھائی اور مان اور ایک اخیانی بھائی کو چھوڑ
 کر تو ان تین وارثوں میں ارث تین ثلث سے ہو گا یا اعتبار فرض
 اور رد کے اس طرح کہ مان کا چھٹا حصہ اور دو توام بھائیوں کا تہائی
 یا تہائی رہا نصف سوانہیں بہنوں کو پھر دیا جاوے گا تو ہر ایک کو تہائی
 تہائی بعد فرض اور رد کے ملا۔ اس مسئلہ کی توضیح بیان فرمادیں
 بتانا مقصود نہیں ہے بلکہ عرض یہ ہے کہ دو توام توام کی نفی نے
 زندہ توام کو عصبہ بنونے دیا حالانکہ دو توام ایک ہی لطف سے
 تھے لیکن بسبب قطع نسب کے زندہ توام میت کا عصبہ نہیں ہوتا
 کیونکہ اگر عصبہ ہوتا تو تہائی پاتا کذا فی حاشیہ المدنی عن ابیہر
 (۱۷۸۶) ولد ملاعتہ بعض احکام میں مثل ثابت النسب کے لئے
 چنانچہ اوسکی گواہی ملاعن کے واسطے مقبول نہیں اور نہ ملاعن کی
 گواہی اوسکے واسطے مقبول ہے اور نہ ولد کا ملاعن کو زکوۃ دینا
 جائز ہے نہ ملاعن سے لیا اور ولد کے قریع ملاعن کے قریع پر
 حرام ہیں اور نہ کسی اجنبی شخص کا نسب ولد میں صحیح ہے اگرچہ
 ولد اوسکی تصدیق کرے اور بعض احکام میں مثل اجنبی کے ہے
 یعنی ارث اور نفقہ میں لیکن بہشتی کہنا کہ دعویٰ نسب ولد لہان
 کا غیر نافی کو اوسوقت صحیح ہے جب کہ شخص اپنی عمر والا ہو کہ ولی

عمر والیکا و لیا ولد پیدا ہو سکتا ہو لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

باب العنین وغیرہ

یہ باب ہے عنین یعنی نامرد وغیرہ کا احکام میں

(۱۷۸۷) غیر عنین میں خضی اور سحود اور خضتی مشکل اور محبوب اور شیخ کبیر اور شکاز داخل ہیں (خضی جسکے حصہ ہنوں خواہ مل ڈالنے سے یا قطع کرنے سے مسحور۔ جو بہ سبب سحر کے نذر دیا گیا ہو کہ عورت پر قادر نہ ہو سکے خضتی مشکل۔ جو عضو مردی اور زنی دونوں رکھتا ہو۔ یا دونوں میں ایک بھی رکھتا ہو اور دونوں میں سے کسی جانب پیشاب وغیرہ کرنے میں غلبہ ہو۔ شیخ کبیر۔ بہت بوڑھا۔ محبوب مقطوع الذکر وخصیتیں کو کہتے ہیں۔ شکاز۔ جو عورت کے کھینچنے سے متزل ہو جاوے پھر آلہ تناسل کو ایسا دگی ہووے کہ جماع کر سکے۔

(۱۷۸۸) عنین بوزن مسکین لفت میں اوسکو کہتے ہیں جو مطلق جماع کرنے پر قادر نہ ہو اور اصطلاح نزع میں اوسکو کہتے ہیں جو اپنی زوجہ کے جماع نزع پر قادر نہ ہو (اگرچہ وطی دیر پر قادر ہو) اپنے قصور سے بہ سبب کبر سن یا جادو وغیرہ کے

(۱۷۸۹) اگر عورت اپنے زوج کو عنین یا خضی یا مسحور یا شیخ کبیر یا خضتی مشکل یا شکاز یا فقط مقطوع الذکر یا اوسکے آلہ تناسل کو نہایت صغیر پاوے جیسے قمیص کی گھنڈی تو قاضی کے روپر و تفریق کا دعویٰ کرے اور قاضی بعد ثبوت عینی وغیرہ ہونے کے ایک سال کی مدت مقرر کر دے۔ اگر میعاد مذکورہ میں ایک مرتبہ بھی وطی

کی تو نفرتی نکدانی یا دیگی کیونکہ قضاء عورت کا حق ادا ہو گیا اور اگر
 وطن کی اور طلاق دینے سے بھی انکار کیا تو عورت قاضی سے دوسری
 درخواست واسطے نفرتی کے کرے اور قاضی نفرتی کرادی
 اور یہ نفرتی بھی طلاق بائن ہوگی۔ ایک سال کی مدد ہو واسطے
 مقرر کی گئی کہ اگر نامردی پسداختی ہوگی تو یہ سبب تبدیل حصول
 مختلفہ کے دفع ہو جائیگی اور ایک سال کی مدت حضرت عمر اور
 حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی
 ہے کذا فی منشاوی قاضی خان۔ اب سال میں علماء کا بہت اختلاف
 ہے بعض کہتے ہیں کہ قمری سال ہے جسکے بارہ مہینوں کا شمار ہلال
 نکلنے سے ہوتا ہے جسکے تین سو چوبیس دن تو ساعت اڑتالیس
 دقیقہ ہوتے ہیں بعض فقہائے کبیر ذکر نہیں کیا۔ کذا فی متستانی
 و عالمگیریہ تا فلاحن الکافی والوافات والواجبہ اور یہی ظاہر
 الروایت اور قول ممتد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مدت عین میں سال
 شمسی مقبر ہے جسکا شمار ایام سے اور سال قمری سے گیارہ دن
 زیادہ ہے اور یہ روایت حسن کی ہے امام سے اور شمسی اللائمہ
 سرخسی اور صاحب تحفہ اور صاحب خلاصہ اور صاحب غایۃ البیان
 اور قاضی اور ظہیر الدین نے اسی پر اعتماد کیا ہے یہ اوس صورت
 میں ہے جب کہ معیاد چاند سے شروع ہو اور اگر درمیان مہینہ سے
 شروع ہو تو حساب سال کا دنوں سے ہو گا نہ مہینوں سے یعنی
 تین سو ساٹھ دن ایک سال کے محسوب ہونگے بالاتفاق اور
 اسکو سال عدوی کہتے ہیں کذا فی حاشیۃ المد فی اور جینی مدت

یہاں ہی زوجهین کی ہوگی اونٹنی سال پر زیادہ کیجاوگی اسبطح
 مدت عورت کے حج اور سفر کی سال پر پڑھائی جاوے گی نخلات
 رمضان اور ایام حیض اور ایام سفر اور حج مرد کے اور مدت
 سال کی وقت خصوصیت اور نالوش سے شروع ہوگی بشرطیکہ
 وقت خصوصیت کے زوج لڑکا اور بیمار محرم نہ ہو اور اگر لڑکا
 ہو تو بعد بلوغ کے اور بیمار ہوگا تو بعد صحت کے اور اگر محرم
 ہوگا تو تمام ہونے احرام کے سال شروع ہوگا اور اگر زوج
 ظہار کر چکا ہو اور واسطے کفارہ ظہار کے غلام آزاد کرنے
 پر دستاورد نہ ہو تو اوسکی مدت ایک سال دو مہینے مقرر کئے جاوے گئے
 در صورت نہ طلاق دینے زوج کے قاضی اسواسطے تفریق کراوے گا
 کہ جب عاخر ہو اماں بالمعروف سے تو اوسپر شرع بالاحسان
 واجب ہے پھر جب اوسنے نہ چھوڑا تو وہ ظالم ہے لہذا قاضی
 اوسکا نائب ہو جاوے گا واسطے دفع ظلم کے۔

(۱۷۹۰) اگر زوج ایسا خصی ہو کہ اوسکے آلت تناسل کو ایسا دگی
 ہوئی ہو تو اوسکی عورت کو اختیار فرقت کا نہیں کذا فی بھر الرایق
 (۱۷۹۱) اگر عورت مجنونہ ہو تو قاضی اوسکی ولی کی طلب
 سے یا اوس شخص کی طلب سے جسکو قاضی نے مجنونہ کی طرقت سے
 مدعی مقرر کیا ہو تفریق کر دے۔

(۱۷۹۳) اگر زوجہ عینین کی لونڈی ہو تو اختیار تفریق کا
 اوسکے مالک کو ہے نہ لونڈی کو اسواسطے کہ اولاد لونڈی کی
 اوسکے مالک کی ملوک ہے۔

(۱۲۹۳) اگر زوجہ نے زوج کو خنین یا محبوب پایا اور مدت دراز تک اس سے جھگڑا نہ کیا تو اس درنگی سے اس کا حق باطل ہو گا یا اگر جھگڑا کر کے مدت تک چپ ہو رہی تو بھی اس کو مطالبہ کا اختیار ہے اگرچہ ان دونوں زوج کے پاس بیٹی بھی ہو اور بدون جماع کے مساس وغیرہ سے انزال بھی ہو گیا ہو۔ کذا فی فانیہ۔ اسبطح اگر عورت نے خنین زوج کی قاضی کے پاس تالش کی سو قاضی نے ایک سال کی مدت مقرر کر دی اور وہ سال گزر گیا اور مدت تک اس سے مطالبہ نہ کیا تو بھی عورت کا اختیار باقی ہے کذا ذکرہ الزیلعی۔

(۱۲۹۴) دغوی کیا زوجہ نے زوج کے خنین ہونیکا اور زوج نے کہا کہ میں نے وطی کی اور عورت وطی کا انکار کرتی ہے تو اگر دو متقی عورتوں نے کہا کہ وہ باکرہ ہے یا اس سے دیوار پر پٹیاب کرایا تو اگر دیوار پر پٹیاب پڑا تو باکرہ ہے اور اگر ران پر بہا تو باکرہ نہیں ہے یا اس کی شرمگاہ میں انگڑے کی زردی ڈالی اگر وہ داخل ہو گئی تو باکرہ نہیں اور اگر داخل نہ ہو تو باکرہ ہے بہر صورت جب کہ باکرہ ہونا ثابت ہو تو عورت کو اس مجلس میں اختیار دیا جاوے وصال اور جدائی کا اگر وہ رضی ہو گئی یا قبل تفریق کے کھڑی ہو گئی تو اختیار باطل ہو گیا۔ اور اگر راضی یا کھڑی نہ ہوئی تو چاہے زوج کے پاس رہے یا نہ رہے اور اگر کبھی حیرت ثابت ہو کہ وہ یتیم ہے یا قبل نکاح یتیم تھی تو زوج کے قول کی ساتھ قسم کے تصدیق کیجاویگی سو اگر زوج نے قسم سے

انکار کیا استہمین انہی قبل ناجیل کے تو سال بھر کی مدت مقرر
 کی جاوے اور اگر استہمین انکار کیا یعنی بعد ناجیل کے تو بھی عورت
 کو مجلس تک اختیار دیا جاوے چاہے زوج کے پاس رہے
 چاہے جدا ہو جاوے اور اگر عورت یتیم پائی جاوے اور کہے
 کہ میرا ازالہ بکارت وطی سے نہیں ہوا بلکہ اسنے انگلی سے کر دیا
 تو یہی زوج کے قول کی مع قسم کے تصدیق ہوگی کیونکہ فی الاصل
 ازالہ بکارت جماع سے ہی ہوتا ہے اور اگر عورت نے زوج کو
 اختیار کر لیا اگرچہ بہ لالت حال مثلاً منہر یا نفقہ مانگا تو اسکا حق
 باطل ہو جاوے گا اس طرح اگر زوجہ طلب فرقت سے اعراض کرے
 اس طرح کہ کھڑی ہو جاوے یا اسکو مددگار قاضی کھڑا کرے
 یا خود قاضی کھڑا ہو جاوے تو بھی اسکا حق باطل ہو جاوے گا کیونکہ
 یروقت کھڑے ہونے یا کھڑے کرنے کے وہ اختیار کر سکتی تھی
 باوجود اسکے سکوت کرنا دلیل ہے رضا کی اگر عورت جدائی کو
 اختیار کرے تو زوج طلاق دے اور اگر وہ طلاق سے انکار کرے
 تو قاضی تفریق کرادے۔

(۱۷۹۵) نکاح کیا عین نے پہلی زوجہ سے بعد تفریق قاضی
 کے جدا ہو گئی تھی یا اس عورت سے نکاح کیا جو اسکے عین
 ہونے کو جانتی ہے کہ اس عین اور اسکی زوجہ میں یہ سبب نامزدی
 کے تفریق ہو چکی ہے تو بعد نکاح کے عورت کو جدائی کا اختیار نہیں
 نہ زوجہ اولیٰ کو نہ دوسری عورت کو کیونکہ وہ اپنا حق دانستہ باطل
 کر چکی تھی قول مقتدی یہ ہے کذا فی بحر الرائق۔

(۱۲۹۶) اگر محبوب کی زوجہ حاکم سے تفریق کی درخواست کرے تو حاکم فوراً تفریق کرادے اگرچہ محبوب صغیر ہو بشرطیکہ عورت عمرہ بالغہ ہو اور اوشکی نذر نگاہ میں گوشت زاید اور ہڈی باقی جماع نہ ہو اور قبل نکاح کے زوج کا حال بھی نہ جانتی ہو یا بعد نکاح کے اوس مال پر راضی نہ ہو گئی ہو اسواسطے کہ اگر ہڈی یا گوشت زاید ہو تو اوسکی جانب سے قصور ہوا لہذا اوسکو حق فرقت نہیں اس مسئلہ میں بھی حکم غنیم وغیرہ کا ہے۔

(۱۲۹۷) اگر ایک بار عورت سے جماع کرنے کے بعد اوس کے آلات تناسل کاٹے گئے یا زوج غنیم ہو گیا تو دونوں صورتوں میں تفریق نکاحی و بیکی بہ سبب حاصل ہو جانے حق عورت کے ایک بار جماع کرنے سے اور ایک بار سے زیادہ کا جماع دیا نہ ثابت ہے نہ قضاء کذا فی بحر الرائق ناقلاً عن جامع تاضی خان اور اگر باوجود جماع کے شہادت سے ترک کر لیا تو گنہگار ہوگا۔

(۱۲۹۸) عورت محبوب کی ایک لڑکا جنسی اور اوسکو زوج کا مقطوع الذکر ہونا معلوم نہیں اور محبوب نے اوس لڑکے کو دیکھ لیا تو اوس سے نسب ثابت ہو جاوے گا بہ سبب احتمال انزال ہونے محبوب کے رگڑنے سے اگر بعد پیدائش لڑکے کے عورت کو مرد محبوب ہونا معلوم ہوا تو اوسکو جانی میں اختیار ہے بہ سبب بقاہ محبوبیت کے تا تا حیات۔

(۱۲۹۹) ایک عورت کا زوج غنیم ہے اور تاضی فی بیلت اوسکی نامردی کے تفریق کرادی پھر عورت اوس کا لڑکا جنسی

اندر دو سال کے تو تفریق باطل ہو گئی ہو اسے زوال اور کسی نامردی کے یہ سبب ثابت ہونے اور اس کے نسب کے اسطرح اگر گواہوں نے گواہی دی کہ عورت جماع زوج کا استمرار کر چکی تھی تبیل تفریق کے تو بھی تفریق باطل ہو گئی اور اگر گواہی دی کہ عورت نے قعدہ تفریق کے جماع زوج کا استمرار کیا تو تفریق باطل نہوگی یہ سبب تہمت کے ۔

(۱۵۰۰) محبوب مانند عین کے ہے جملہ احکام میں مگر چار باتوں میں ایک تا جمل میں یعنی عین کی تفریق میں مدت ہے محبوب میں نہیں دوسرے لڑکا پیدا ہونے میں یعنی اگر بعد تفریق کے دو سال کے اندر محبوب کی عورت کے لڑکا پیدا ہو تو محبوب سے نسب ثابت ہوگا لیکن تفریق باطل نہوگی بخلاف عین کے کہ اس کی تفریق میں باطل ہو جاوے گی یہ سبب محبوب کی تفریق میں بلوغ شرط نہیں بخلاف عین کے کہ اس میں شرط ہے جو بھی تفریق محبوب میں صحت محبوب شرط نہیں بخلاف عین کے رکذا فی بحر الرائق وحاشیۃ المدنی ۔

(۱۵۰۱) زنجین میں سے کسی کو یہ سبب عیب ایک دو سرے کے اختیار جدائی کا نہیں ہے اگرچہ نہایت ہی برا عیب ہو چنانچہ جنون اور خدام اور برص اور زرق اور قرن اول میں بیماریاں تو مرد عورت دونوں کو شامل ہیں لیکن کچلی دو بیماریاں عورت کے مکان مخصوص کو مخصوص ہیں یہ سبب زیادتی گوشت اور ہڈی کے پانچ ہیں جماع سے لیکن متستانی میں ہے کہ امام محمد

کے نزدیک اگر زوج کو مہنون یا برص یا جذام ہو یا ایسا مرض ہو کہ بدون مضرت کے نہ ٹھہر سکے تو عورت کو اختیار ہے فرقت کا لیکن نزدیک امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے زوجین کو امراض ثلاثہ اولیٰ میں تفریق کا اختیار اور جھلی دو بیارہوں میں مرد کو اختیار ہے کیونکہ یہ دو بیماریاں مخصوص بہ زمانہ ہیں۔ کذا فی بحر الرائق وحاشیہ المدنی اسید اسطیٰ اگر قاضی شافعی یا مالکی یا حنبلی نے امراض مذکور اور شکایت زوجین کے باعث سے تفریق کر دی تو صحیح ہے اگرچہ زوجین خفی المذہب ہوں۔

(۱۵۰۲) اگر عورت نے نکاح کیا اس شرط پر کہ زوج چہرے یا سنت جماعت سے یا قادر ہے مہر اور نفقہ پر یا فلان بن فلان ہی بچہ ظاہر ہو کہ زوج اوسکے برخلات ہے یا رافضی یا خارجی یا محتاج ہے کہ اوسکو مہر اور نفقہ کا مقدمہ ورہنیں یا وہ ناگمان لقیط (لقیط یعنی وہ لڑکا جو کہیں پڑے اور جسکے والدین معلوم نہ ہوں) یا والد الزنا نکلا تو عورت کو فرقت کا اختیار ہے سبب فقدان کفارت کے اول میں رفیت کے سبب سے اور ثانی میں کفارت دینی نہیں اور ثالث میں کفارت مالی نہیں اور رابع میں کفارت نسبی نہیں۔

باب العدة

یہ باب ہے احکام عدت کے بیان میں
(۱۵۰۳) عدت بکسر اول و تشدید ثانی لغت میں سمٹاؤ

گنتی کرنے کو کہتے ہیں اور یضیم اول اور تشدید ثانی کسی کام پر
 مستند ہونے اور تیار ہونے کو کہتے ہیں۔ اور اوس مال کو
 بھی کہتے ہیں جو حوائج زمانہ کے واسطے جہاں جاوے اور عدت
 بالکسر یا اصطلاح تریخ ارس نوٹھن اور انتظار کو کہتے ہیں جو عورت
 یا مرد کو وقت پاسے جانے سبب انتظار کے لازم آتا ہے (مرد کی
 اسباب انتظار کے وہ مواضع مراد ہیں جو مواضع وطی ہیں) جس پر
 کہ انتظار مرد پر اطلاق عدت کا شمرنا جائز ہے لیکن اصطلاح فقہا
 میں عدت خصوصاً ہے انتظار عورت کو نہ مرد کے انتظار کو کذا
 فی فتح القدیر اور اصطلاح فقہا میں عدت عبارت ہے اوس
 انتظار سے جو عورت یا صغیرہ کے ولی پر بعد زوال نکاح کے
 لازم ہے صغیرہ پر بسبب غیر مکلف ہونے کے انتظار واجب
 نہیں لیکن اوس کے ولی پر انتظار کرنا واجب ہے بدائع اور ابن
 کمال نے اس طرح تعریف کی ہے کہ عدت نام ہے اوس عدت کا جو
 واسطے انقضاء بقیۃ نکاح اور فاش کے مقرر ہوئی ہو۔
 (۱۵۰۴) مواضع انتظار مرد کے اکیس ہیں۔ زوجہ کی بہن۔ یا پھوپھی
 یا خالہ۔ یا بھانجی۔ یا بھتیجی سے نکاح کرنا۔ چار زوجہ کے ہوتے
 پانچویں عورت سے نکاح کرنا بی بی بر لوندی سے نکاح کرنا۔
 عدت سے بعد نکاح فاسد کے وطی کرنے اوسکی بہن سے نکاح کرنا
 عورت سے بشبہ نکاح وطی کر کے اوسکی عدت میں اوسکی بہن سے
 نکاح کرنا۔ چوتھی عورت سے بشبہ نکاح فاسد یا بشبہ نکاح وطی
 کر کے پانچویں سے بدین گذرنے عدت کے نکاح کرنا کیونکہ

اور شبہ نکاح میں بعد و طی کے مدت واجب ہوئی ہے (عدت
والی عورت سے شخص اجنبی کو نکاح کرنا یا طلاق ثلاثہ سے بدون
حلالہ کے نکاح کرنا۔ خریدی ہوئی لونڈی سے قبل استبراء کے و طی
کرنا۔ اوس حریہ سے قبل ولادت نکاح کرنا جو دارالحرب میں
مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آئی۔ اوس لونڈی سے بدون
گذرنے ایک حیض یا ایک مہینہ کے و طی کرنا جو دارالحرب سے
گرفتار ہو کر آئی (اگرچہ صغیرہ یا کبیرہ ہو) حاملہ زانیہ سے و طی کرنا
نکاح کرنا قبل ولادت کے۔ اپنی مکانیہ سے بدون آزادی یا مانعہ
ہونے بدل کتابت سے مالک کو نکاح کرنا۔ عورت بت پرست
مرحومہ۔ مجوسہ سے بدون مسلمان ہونے نکاح کرنا۔ غیر کی شکوہ
سے نکاح کرنا یعنی صورتہ مذکورہ بالا میں نکاح یا و طی بدون
گذرنے مدت اور رفع موانع کے جائز نہیں ہے۔ کذا فی خزائنہ
الفقه و منح الفقار۔

(۱۵۰۵) عدت لازم ہوتی ہے بعد زوال نکاح و شبہ نکاح
و مشابہ نکاح کے۔ شبہ نکاح جیسے کہ نکاح فاسد یا و طی اوس
عورت کی جس کو عورتین شب زفاف میں زوج کے سواء کسی اور
مرد کے پاس غلطی سے پہنچا دیں اور کہیں کہ یہ تیری زوجہ ہے
اور وہ مرد و طی کرے۔ مشابہ نکاح جیسے کہ ام ولد کہ اوس کو بولے
آزاد کرے یا چھوڑ کر مر جاوے یعنی ان تینوں صورتوں
میں بھی عورت پر عدت واجب ہوگی بلکہ زنا سے عدت نہیں۔
(۱۵۰۶) سبب وجوب عدت کا نکاح ہے جو متاکد بتسليم و طی

باقایم مقام وطی کے ہو (قابمقام وطی عبارت ہے موت اور خلوت
صحیح ہے۔

(۱۵۰۷) زنا کی خلوت سے عدت نہیں بہ سبب نہ صحیح ہونے
خلوت کے (زنا وہ عورت ہے جو یہ سبب بسنگی شرکاء کے لاین
جماع کے نہ ہو)

(۱۵۰۸) رکن عدت وہ مرتین ہیں جو بہ سبب عدت کے نہایت
ہیں مثلاً غیر زوج سے نکاح کی حرمت اور زوج کے گھر سے نکلنے
کی حرمت اور صحت طلاق کی عدت میں۔

(۱۵۰۹) استہام عدت کے تین ہیں۔ حیض۔ عینہ۔ وضع حمل

(۱۵۱۰) عدت حرمہ مائضہ (اگرچہ کتابیہ ہو) زوجہ مسلمہ اور اوس

عورت کی جسکی وطی نکاح فاسد یا بے شبہ ہو گئی بعد طلاق یا فسخ

نکاح بعد دخول حقیقی یا حکمی کے تین حیض کامل ہیں (دخول حکمی

چنانچہ خلوت لیکن نکاح فاسد میں وطی شرط ہے خلوت کافی نہیں

ہے اسبطح عدت اوس ام ولد کی جو مائضہ ہو اور جسکے مالک

کو اوسکی وطی حرام نہوتی ہو بعد موت مالک اسکی اتادی کے تین حیض کامل ہیں

(ام ولد کے حرام ہونے کی صورت یہ ہے کہ غیر کے نکاح یا

عدت میں ہو یا مولیٰ کے فرزند کی بیہوشی کی ہو) اور عدت

اوس عورت کی (زوجہ ہو یا ام ولد) جسکو حیض نہیں آتا بسبب کبر سن

یا ضمیر سنی کے) تین عینہ ہیں اور عدت ان سب کی بعد

موت زوج کے چار عینہ دس دن ہیں بشرط باقی رہنے صحیح نکاح

کے موت تک اور عدت لونڈی مائضہ کی بعد طلاق یا فسخ نکاح

اور بعد دخول حقیقی یا حکمی کے دو حیض کامل ہیں اور اگر حیض نہ آتا ہو تو دیرہ مہینہ ہے اور بعد موت کے دو مہینہ پانچ دن ہیں حساب دنوں کا اسطر حیر ہو گا کہ اگر پہلی تاریخ کو طلاق دی ہو یا فسخ ہوا ہو یا زوج کی موت واقع ہوئی ہو تو حساب ہلال سے ہو گا ورنہ ہر مہینہ تیس دن کا سمٹا رکھا جاوے گا اور اگر عورت حرہ ہو یا ام ولد وقت طلاق یا فسخ نکاح یا موت کے حاملہ ہو تو عدت اوسکی وضع محل ہے (۱۵۱۱) م اگر کوئی شخص انبی زوجہ کو حیض میں طلاق دے تو اوسکی عدت تین حیض کامل سوائے اوس حیض کے ہونگے جس میں طلاق واقع ہوئی یہ سبب عدم تجزئی و انقسام حیض راجع کے اول حیض یہ سبب نقصان کے کالعدم ہے۔

(۱۵۱۲) اگر مولی ام ولد کا اور زوج مر گیا لیکن معلوم نہیں پہلے کون مر ا تو وہ عدت چار مہینہ دس دن کرے یا جو دو دنوں میں بسبب تر ہوا اوسکو عدت تھہر ا دے اگر معلوم ہو کہ اول مولی ام ولد پر عدت نہیں اور اگر معلوم ہو کہ زوج اول مر ا تو اس کے دو مہینہ پانچ دن عدت ہیں اور اگر مولے زوج کی عدت میں مر ا تو کچھ عدت نہیں ہے اور اگر بعد عدت زوج کے مر ا تو حیض کامل اوسکی عدت ہے اگر مولی اور زوج کی عدت کا تقدم اور تاخر تو معلوم نہو لیکن اتنا معلوم ہو کہ دو دنوں کی موت میں دو مہینے اور پانچ دن کی عدت سے کمتر ہے تو چار مہینے دس دن عدت ہے۔ بدون اعتبار کرنے تین حیض کے تجلاو صاجین کے کہ اونسکے نزدیک ابعد الاجین عدت ہے یعنی چار مہینہ اور دس دن۔

باسمکمال تین حیض کذا فی بجر الرائق و عاشتہ المدنی اور ام ولد
ان سبب سے۔ لہذا تین میں اپنے زوج کی وارث نہوگی بسبب ثابت
ہوئے آزاد دی ام ولد کے زوج کی موت کے دن۔

(۱۵۱۴) عدت نہیں لوتی اور مدبرہ پر جس سے مولیٰ وطی
کرتا تھا بسبب نہ ثابت ہوئے فراس کے جوہرہ۔ لہذا لوتی اور
مدبرہ کے ولد کا نسب مولیٰ سے ثابت نہ ہوگا بدو ان اقرار مولیٰ
کے خیالات ام ولد کے کہ اسکا فراس مثل حرہ کے ثابت ہے
اور اس کے ولد کا نسب مولیٰ سے ثابت ہوگا۔ اگرچہ مولیٰ نے
اقرار بھی نہ کیا ہو۔ سبب طرح عدت نہیں زنا اور نکاح باطل اور نکاح
موقوف میں قبل ایجازت کے کذا فی الاخیار (نکاح موقوف جیسے
نکاح فتنولی کا یا نکاح غلام بالوتی کا بلا اذن مولیٰ کے) ممکن ہے
یہ ہے کہ نکاح موقوف میں نسب ولد کا اور عدت ثابت ہے۔ کذا فی
بجر الرائق۔

(۱۵۱۴) عدت وطی بہ نکاح فاسد اور ام ولد اور موطوۃ شبہ کی
موت اور فرقت میں نقطہ تین حیض میں بشرطیکہ عورت حائضہ ہو حاملہ یا
آئسہ تو اگر بانضہ اور حاملہ ہو تو تین مہینے ہیں اور اگر حاملہ ہو تو وضع
حل ہے چونکہ ان سب صورتوں میں زوجیت ثابت نہیں لہذا موت
اور فرقت دونوں برابر میں کذا فی عاشتہ المدنی۔

(۱۵۱۵) عدت اوس جوان عورت کی جسکو طلاق ہوئی یا
فسخ نکاح ہوا اور جسکو صرف ایک مرتبہ حیض اگر متد ہو گیا تو اوسکی
عدت باعتبار تین مہینہ کے نہوگی بلکہ اوسکی عدت اوسوقت تک

متمد ہوگی کہ نامیدی کی حد کو پونجے یعنی پچاس یا پچپن برس کی
 اور اس کے بعد تین مہینہ اور عدت کے گذرے کذا فی الجوہرہ اور
 نزدیک امام مالک کے عدت ایسی عورت کی تو مہینہ تین یعنی چھ مہینہ
 تک حیض کا انتظار کرے اور بعد اس کے تین مہینہ کی عدت پوری کرے
 اگر کسی حنفی المذہب نے قاضی مالکی سے اس عدت کے بارہ میں فتویٰ
 طلب کر کے عمل کیا تو جائز ہے۔

(۱۵۱۶) اگر کسی عورت کا حیض دراز ہو جاوے اور ہمیشہ خون
 جاری رہے اور وہ اپنے حیض کی عادت بھول جاوے تو اس کے
 طہر کا اندازہ دو مہینہ ہی یعنی اس کی عدت سات مہینہ ہوگی چھ مہینہ
 تین طہر کے اور ایک مہینہ بین حیض کا نیا براعتیاط کے اور یہی قول
 مفتی یہ ہے کذا فی فتوح القدیر (ایک مہینہ تین حیض کا اس واسطے
 اعبار کیا کہ دس دن سے زیادہ حیض نہیں ہوتا، اور اگر عورت اپنی
 عادت نہ بھولی ہو تو تین حیض کا حساب کر لے کذا فی حاشیۃ المحدثی
 (۱۵۱۷) اگر کسی عورت کا زوج شبہ خوار ہو اور اس سے خلوت
 ہو گئی ہو اور بعد خلوت کے فراق ہو گیا ہو تو اس پر بالاتفاق عدت
 واجب ہوگی اور مسر بھی واجب ہوگا لیکن امام محمد کے نزدیک
 مہر واجب نہ ہوگا کذا فی القسبہ صورت فراق شبہ خوار کی یہ
 ہے کہ شبہ خوار کے باپ نے اس کا نکاح فاسد کر دیا اور بعد خلوت
 کے بحکم قاضی نفسرتی ہو لی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی

(۱۵۱۸) ایک مکاتب نے اپنی زوجہ کو حشرید کیا پھر بدل کتابت
 ادا کر کے مر گیا تو اس کی زوجہ پر عدت وفات نہیں یہ سبب نہ باقی

رہنے نکاح کے وقت موت کے کیونکہ مکاتبات ادا بدل کتابت سے آزاد ہو گیا اور چونکہ مستقبل موت کے آزاد ہوا اس لیے اپنی زوجہ کا مالک ہوا اور مالانکہ ملک احد الزوجین سے نکاح باقی نہیں رہتا۔

(۱۵۱۹) عدت و فوات زوج مسلم کی مطلقاً واجب ہے عورت سے وطی ہوتی یا نہ ہوتی اگرچہ زوجہ صغیرہ کتابیہ ہو۔

(۱۵۲۰) اگر کوئی مطلقہ یا فسخ نکاح والی یا جس کا زوج مر گیا ہو ایک لڑکا جسنی اور بعد ایک مہینہ کے دوسرا جنی تو اس کی عدت پچھلے لڑکے سے منقضی ہو گئی نہ ولد اول سے کیونکہ وضع جمیع حمل عدت ہے مالہ کی۔

(۱۵۲۱) نطفہ اکثر بدن ولد کا مانند نطفے کل بدن کے ہے سب احکام میں مگر عورت کے حلال ہونے میں واسطے ازواج کے اکثر بجائے کل نہیں نیا براحت یا ط کے یعنی اگر حاملہ کے پٹ سے اکثر بدن ولد کا نکل آیا اور اقل اندر رہا تو عدت تمام ہوتی اور زوج اول بر حرام ہوتی لیکن زوج ثانی کو مہنوز حلال نہیں تیار ہیں احتیاط کے کہ جمیع حمل کا وضع ہوا کذا فی بحر الرئی۔

(۱۵۲۲) ایک شخص نے نکاح کیا اوس عورت سے جسکو زنا کا حمل تھا پھر وطی کی اوس سے (اگرچہ وطی تا وضع حمل حرام تھی) پھر زوج مر گیا یا اوسکو طلاق دیدی تو اس کی یہی عدت وضع حمل ہو گی کذا فی جوابہ الفتاویٰ

(۱۵۲۳) اگر کسی عورت ممتدہ کا حمل ساقط ہوا اور جنین کے کچھ اعضا جدا جدا معلوم ہونے میں تو عدت پوری ہو گئی اور اگر کچھ

بستر یا گوشت کا لوتھڑا اگر تو عدت منقضی نہیں ہوئی۔ کذا فی العالمیۃ
ما قلا عن الابدالیۃ۔

(۱۵۲۴) اگر کسی حاملہ کا زوج صغیر ہو اور قریب البلوغ بھی نہ ہو
اور بعد از اس کے موت کے چھ مہینہ سے کمتر میں جنے تو اس حاملہ
کی عدت پوری ہو جاوے گی بنا بر قول اصح کے ہر حید کہ حل صغیر
سے تصور نہیں لیکن انقضائے عدت بدوین وضع حل کے نہیں
یہ سبب عموم است قرآنی کے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ حل والیون
کی عدت وضع حل ہے اس میں خصوصیت بالغ کی نہیں نہ مانی تو
صغیر اور کبیر کی موت یکساں ہو گئی یہ قول امام اعظم اور امام
محمد کا ہے بخلاف ابو یوسف کے کہ اس کے نزدیک موت کی عدت
لازم ہے نہ حل کی اور جو عورت کہ حاملہ ہو گئی اس طرح کہ جنی بعد موت
صغیر کے چھ مہینہ یا زیادہ میں تو اس کو بالاجماع موت کی عدت لازم
ہے یہ سبب ثابت ہونے حل کے وقت موت صغیر کے بخلاف
صورت اول کے اور دو لون صورتوں میں نسب ولد کا ثابت ہو گا
اس واسطے کہ صغیر میں منی نہیں اور جب منی نہیں تو ولد کہاں ہاں البتہ
اگر زوج قریب البلوغ یعنی دس برس کا لڑکا ہو گا تو نسب بھی ثابت
ہو گا بنا بر احتیاط کے کذا فی فتح القدیر۔

(۱۵۲۵) اگر کسی عورت کی عدت طلاق بائن میں ہو سکے اور
میر جاوے تو اس کی عدت الید الاعلین ہے یعنی اگر چار مہینہ دس
میں تین حیض بھی گذر جاویں تو عدت منقضی ہو گئی اور اگر چار مہینہ
دس دن منقضی ہو گئی لیکن تین حیض پورے نہ ہوئے تو جب تک

تین حیض پورے نہونگے عدت پوری نہوگی اور کسی حالت میں چار مہینہ دس دن سے بعد موت کے عدت مکمل نہ ہوگی رطلاق بائن کی مدت اس واسطے ہے کہ طلاق رجعی کی عدت میں بالاتفاق چار مہینہ دس دن میں خواہ او سمین تین حیض ہوں یا نہوں۔

(۱۵۲۶) م عدت ابعدا جلیین کی پانچ صورتوں میں ہوتی ہے ایکٹ فار کی عورت جبک بیان مسئلہ سابق میں ہوا دوسری زوج کی دو عورتیں ہیں اور اسنے ایک کو معین کر کے طلاق دی لیشر طیکہ دونوں سے وطی کرچکا ہو اور دونوں حیض الیا ہوں پھر زوج مرگیا اور یا دتر یا کہ دونوں میں سے مطلقہ کون ہے تو ہر عورت پر عدت ابعدا جلیین واجب ہے رتیسری دونو عورتوں میں سے ایک کو بلا تعین تین طلاق دین اپنی صحت میں پھر یہ دن بیان کرنے تعین کے مرگیا تو ہر عورت کی عدت ابعدا جلیین ہے۔ چوتھی دو عورتوں میں سے ایک کو طلاق دی بلا تعین صحت میں پھر اپنے مرض الموت میں بیان کر دیا کہ فلانی کو طلاق دی تھی اور غسل انقضا سے عدت طلاق مرگیا تو مطلقہ پر ابعدا جلیین کی عدت واجب ہوگی کذا فی فتاویٰ قاضی خان پانچویں جس ام ولد کا مولیٰ اور زوج دونوں مر جاوین اور معلوم نہو کہ کون پہلے مرا تو اس ام ولد پر بھی ابعدا جلیین جب ہوگا۔

(۱۵۲۷) م عدت اوس لونڈی کی جو آزاد ہوئی۔ طلاق رجعی کی عدت میں نہ طلاق بائن اور موت کی عدت میں یہ ہے کہ پوری کرے عدت کو ماتمذھرہ کی عدت کے اور اگر طلاق بائن کی یا موت

کی عدت میں آزاد ہونی تو اوسکی عدت مانند لونڈی کے ہے
بہ سبب بقا۔ نکاح کے طلاق رجعی کی عدت میں نہ طلاق بائن اور
موت کی عدت میں۔

(۱۵۲۸) مسئلہ عجیب۔ ایک لونڈی صغیرہ منکوحہ کو طلاق
رجعی ہوئی تو اوسکی عدت ڈیڑھ مہینہ ہے پھر اوسکو قبل گزرنے
ڈیڑھ مہینہ کے حیض آیا تو ابھی حیض کی عدت ہو گئی پھر قبل القضا
عدت کے وہ آزاد ہو گئی تو اوسکی عدت تین حیض کی ہو گئی پھر
قبل گزرنے تین حیض کے طہر اوسکا منہ ہو گیا یعنی بچاس برس
تک حیض نہ آیا تو اب اوسکی عدت تین مہینہ کی ہو گئی پھر قبل
گزرنے تین مہینہ کے حیض جاری ہوا تو تین حیض کی عدت ہو گئی
پھر قبل القضا تین عدت کے اوسکا زوج مر گیا تو اب چار
مہینہ و ستر دن کی عدت ہو گئی۔ ایسی عورت کو چھ قسم کی عدتوں
میں دور کرنا پڑا اور پانچ سب بدلے میں واقع ہوئیں کذا فی بحر الرائق
(۱۵۲۹) آئسہ نے مہینوں کی عدت کی پھر اوسکے حیض نے
موافق عادت قدیمی کے بکثرت جاری ہو کر عود کیا یا اوسکو
حیض نہ آیا لیکن بعد تین مہینے کی عدت کے نکاح کیا اور دوسرے
زوج سے وہ حاملہ ہو گئی تو اس حیض کے آنے یا حاملہ ہونے سے
مہینوں کی عدت باطل ہو گئی اور نکاح ثانی فاسد ہو گیا اس وقت
کہ عین عدت میں واقع ہوا تو اب وہ عورت سرے سے عدت
کو بحساب حیض شروع کرے کیونکہ عدت بالا شہر خلاف تھی
عدت بالحقض کی اور شرط خلاف کی یہ ہے کہ اصل سے ناامیدی متحقق ہو اور متحقق ناامیدی

کا ثابت ہوتا ہے ساتھ نا امیدی دایمی کے موت تک تو ہر صورت
 میں ہر سبب حیض آنے یا عالمہ ہونے کے نا امیدی نہ ہی لائے
 وہ جسکو نہ حیض ہو نہ حمل کذا فی الفاسیہ والہمدایہ و بجز الرایق و
 معراج الدرایہ اور معراج الدرایہ میں اس قول کا مفتی یہ ہونا بیان
 کیا گیا ہے لیکن خستیار کیا ہنسی از ہمدرد شہید نے اس کو کہ
 اگر آئس نے قبل تین مہینہ کے حیض کو دیکھا تب تو عدت مہینہ کی
 باطل ہو گئی سرے سے حیض کی عدت شروع کرے اور اگر بعد
 تین مہینہ کے حیض دیکھا یا نکاح کیا تو عدت اول پوری ہو گئی آئینہ
 نکرے اور بہ نکل ثانی صحیح ہو گا پس کیا ہے اس قول کو تفسیر
 نے شرح وقایہ میں اور اس قول کو اگلا خسر و اور باقانی نے بھی
 پس کیا ہے اور یہی قول اصح اور مفتی یہ ہے کذا فی الخلاصہ و
 النجۃ و المجتبیٰ و نہ الفائق اور اگر صغیرہ کو بعد تین مہینہ کے
 حیض آئے تو استیناف نکرے البتہ اگر تین مہینہ کے اندر آوی
 تو استیناف کرے۔

(۱۵۳۰) عمر ایاس یعنی تا اسیدی کی پچپن سال ہے اگرچہ
 روم یا کابل کی رہنے والی ہونے تک اکثر فقہاء کے اور اسی قول
 پر فتویٰ ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ پچاس برس پر فتویٰ
 ہے کذا فی بجز الرایق امام محمد سے روایت ہے کہ روم کی عورت
 میں حد ایاس پچپن سال ہے اور اس کے سوا میں ساٹھ یا ستر
 سال ہے لیکن اس روایت پر فتویٰ نہیں ہے کذا فی بجز الرایق
 یعنی کم از کم سن ایاس بقول مفتی یہ پچپن سال ہے۔

(۱۵۳۱) جس عورت کی وطی بشفہ ہوئی اوپر عدت لازم ہے اور اوسکے جائزہ سے کہ اپنے زوج اول کے پاس رہے اور گھر سے نکلنا باجائز زوج اول کے رہا ہے یہ سبب قیام نکاح کے مگر زوج اول کو حالت عدت میں وطی کرنا حرام ہے اور زوج اول ایام عدت کا نفقہ لازم ہوگا نیزہ طہیکہ وہ عورت واقف نہ ہو بارضی منوی ہو یعنی جب عورتوں نے اس دوسرے مرد کے پاس بھیجا تو اس عورت کو عالم نہیں کہ میرا زوج نہیں ہے یا زبردستی عورتوں نے اوسکو اندر کھینچا یا اوسنے ہر چند وقت وطی کے کہا کہ میں غیہ کی زوجہ ہوں لیکن اوسنے نہ مانا اور تلوار سے دھمکا کر وطی کر لی۔ اور اس صورت میں کسی پر حد نہیں مرد پر یہ سبب شہد کے اور عورت پر یہ سبب جبر کے اور عدت بعد وطی کے اوپر وجہ انوگی اور زوج پر نفقہ لازم ہوگا کیونکہ عورت کا کچھ تصور نہیں ہے کذا فی حاشیۃ المبدی۔

(۱۵۳۲) وطی ہوئی عدت والی عورت سے شہد سے اگرچہ طلاق باتن دینے والے زوج سے ہی وطی کی ہو تو وجہ ہوگی معتدہ پر دوسری عدت یہ سبب متحدہ ہونے سبب عدت کے اور دونوں عدتیں مست داخل ہو جائیں گی اور معتدہ پر عدت ثانیہ کا پورا کرنا واجب ہوگا اگر پہلی عدت قبل انقضاء عدت ثانیہ کے تمام ہو گئی ہو۔ کذا فی بحر الرائق۔

(۱۵۳۳) عدت بعد طلاق یا موت کے فی العذر یا لاقہ نفقہ شرع ہو جاتی ہے اگرچہ عورت کو معیاد عدت میں طلاق یا حیض کی خبر

نہوئی ہو یعنی زوج نے طلاق دی اور تین حیض گزر گئے یا زوج
مر گیا اور چار مہینہ دس دن گزر گئے تو عدت عورت کی پوری ہو گئی
دوسری عدت لازم نہ ہوگی اور کچھ عدت گزر گئی اور کچھ باقی ہے
تو مابقی کو پوری کرے نہ کل کو کیونکہ عدت نام ہے مدت عین کا
سو منقضی ہو گئی علم اور غیر علم کی اوسین شرط نہیں کہ زانیہ
نکاحات اوس صورت کے کہ زوج نے اسرار کیا طلاق کا زمانہ ماضی
میں مثلاً رجب میں کہا کہ میں نے محرم میں طلاق دی تھی عورت
اوسکے قول کی تصدیق کرے یا تکذیب تو ابتداء سے عدت اقرار
کیونکہ وقت سے ہوگی نہ زمان ماضی سے بنا براحتیاط کے تاکہ موافقت
زوجین کی تمت منفع ہو جائے اسی پرست ہوئی ہے اگر عورت نے
مرد کی تکذیب کی تو اوسکا نفقہ اور سکنی مرد پر لازم ہوگا اور اگر
عورت نے تصدیق کی کہ ہاں زمانہ ماضی میں طلاق دی تھی۔ اگر
بعد اس طلاق کے وطی ہوئی ہو تو مرد پر دوسرا مرد واجب
ہوگا۔ بشرطیکہ اول طلاق یا تنہا ہو اور نفقہ اور سکنی اور لباس مرد
پر لازم نہ ہوگا بہ سبب قبول کرنے کے اسکا حق ساقط ہو گیا کہ زانیہ
الاختیار وانحانیہ۔

(۱۵۳۴) زوج نے اپنی زوجہ کو طلاق باتن دی یا خلع کیا پھر
اوسکے ساتھ رہا کیا اگر اوسکا طلاق دنیا یا خلع کرنا مشہور ہو گیا تو
عدت منقضی ہو گئی واللہ۔ کہ زانیہ جو ابہر القتا دی

(۱۵۳۵) نکاح فاسد میں ابتداء سے عدت بعد تفريق فاضی یا بعد
مشاركه زوج کے ہے اگر بعد عدت تفريق کے وطی کر لیا تو احد

ماری جاوگی اور اگر عدت میں وطی کی تو نہ حد ماری جاوگی بسبب
نہ ہونے حد کے وطی معتدہ میں کذا فی بحیر الرایق۔

(۱۵۳۶) نکاح فاسد میں طلاق دینا عد طلاق کو کم نہیں کرتا
یعنی اگر دوسری بار اوس عورت سے نکاح صحیح کر لیا تو پوری بین
طلاق کا مالک ہوگا کیونکہ نکاح فاسد کی طلاق دراصل فسخ ہے نہ
طلاق واقعی کذا فی السجود و لہذا عورت معتدہ طلاق باتن زوج کے
گھر میں عدت پوری نہ کرے اس واسطے کہ وہ زوج ہی نہیں ہے کذا فی
النیزاریہ۔

(۱۵۳۷) کہا معتدہ نے کہ میری عدت پوری ہو گئی اور زوج نکلی
تکذیب کرتا ہے تو اس کا قول ہم البین معتدہ ہوگا بشرطیکہ وہ عدت
کنجائش عدت کی رکھتی ہو اور اگر وہ عدت کنجائش نہ رکھتی ہو تو زوج
کا قول معتدہ ہوگا بسبب مخالفت ہونے ظاہر حال کے عدت کمتر
واسطے انقضاء تین حیض کے ساٹھ دن ہیں واسطے حرہ کا و
چالیس واسطے لونڈی کے نزدیک امام اعظم کے لیکن صاحبین کے
نزدیک اقل مدت حرہ کی اونیالیس دن ہیں بحساب اقل حیض کے
اور لونڈی کی اقل مدت اکیس دن ہیں یہ اس وقت میں ہے جب کہ معتدہ
حالمہ نہ ہو اور اگر حاملہ ہو اور اسقاط کا دعویٰ کرے اور ولد کے کچھ اعضا
بن گئے تو فوراً بچہ اسقاط کے عدت پوری ہو جاوگی اور اگر زوج
تے یوں تسلیم کی کہ اگر تو جنے گی تو تو طلق ہے اور اس صورت
میں کمتر مدت انقضاء مدت حرہ کے پچاسی دن ہیں ساٹھ دن
حیض کے اور پچیس دن نفاس کے ہر چند کہ نفاس کی اقل مدت

عین نہیں لیکن عدت کی تعیین بین پچیس دن مقرر ہیں۔
 (۱۵۳۸) قاعدہ نکاح اول کی وطی قائم مقام ہے نکاح ثانی کی
 وطی کے اس قاعدہ پر دس مسئلہ مبنی ہیں ۱۔ نکاح صحیح کیا اپنی ہتھ
 سے اور قبل وطی کے اوسکو طلاق دی ۲۔ نکاح فاسد کیا اور بعد دخول
 کے تفریق ہوئی اوسکی عدت میں نکاح صحیح کیا اور قبل دخول کے
 طلاق دی ۳۔ نکاح کیا اور بعد دخول حالت صحت میں طلاق باتن دی
 پھر عدت کے اندر نکاح ثانی کیا اور حالت مرض الموت میں قبل
 دخول طلاق باتن دی ۴۔ عورت نے غیر سے نکاح کیا اور قاضی
 نے ولی کی نائش پر تفریق کرادی پھر عدت کے اندر اوسی مرد
 سے نکاح ثانی یا غیر جسد کیا اور قاضی نے پھر تفریق کرادی
 اور مرد نے قبل دخول کے طلاق دی ۵۔ صغیرہ سے نکاح کیا اور بعد
 دخول کے طلاق باتن دی پھر عدت میں نکاح کیا پھر وہ بالغ ہوئی
 اور قبل دخول کے ناراض ہوئی اور اپنی ذات کو اختیار کر لیا ۶۔
 نکاح کیا پھر بعد دخول کے اوسکو طلاق دی پھر وہ مرتد ہو گئی پھر
 مسلمان ہوئی پھر عدت میں اوس سے زوج نے نکاح کیا پھر قبل
 دخول طلاق دی ۷۔ بعد نکاح اور دخول کی طلاق دی پھر عدت
 میں نکاح کیا پھر وہ مرتد ہو گئی پھر مسلمان ہوئی پھر اوس سے
 عدت میں نکاح کیا پھر قبل دخول طلاق دی ۸۔ بعد نکاح اور دخول
 کے طلاق دی پھر عدت میں نکاح کیا پھر وہ مرتد ہو گئی قبل دخول
 کے ۹۔ لونڈی سے نکاح کیا اور بعد دخول کے وہ آزاد ہوئی اور
 اوسنے اپنی ذات کو اختیار کر کے نکاح فسخ کیا پھر عدت میں اوس سے

دوسرا نکاح کیا اور قبل دخول کے طلاق دی نہ لوٹدی کو بعد
نکاح اور دخول کے طلاق دی پھر عدت میں نکاح کیا پھر وہ آزاد
ہو گئی اور اوسنے قبل دخول کے نکاح منسوخ کر دیا تو ان مسائل عشرہ
میں دخول اول بجائے دخول نکاح ثانی کے ہے نزدیک امام عظیم
اور ابو یوسف کے مرد پر پورا حراً اور عورت پر عدت مستقلاً واجب ہوگی
اسوجہ سے کہ عورت مرد کے قابو میں ہے یہ سبب وطی اول کے
بواسطے بقا اثر وطی اول کے (اثر وطی عبارت ہے عدت سے)
یعنی اوسنے جب نکاح ثانی کیا تو وطی اول بجائے وطی ثانی کے
ہو گئی چنانچہ اگر غیر منسوب غاصب کے قبضہ میں ہو اور وہ اوسکے مالک
سے خرید کر لے تو بچہ و خرید کے وہ قایض ٹھہر گیا تجدید قبض کی
کچھ حاجت نہیں اور نزدیک امام محمد کے نصف حراً اور تکمیل عدت
سابقہ واجب ہے نہ عدت مستقلہ یعنی اوسکے نزدیک پہلے نکاح کا
دخول بجائے دخول نکاح ثانی کے نہوگا کذا فی حاشیہ المدنی
ناقل عن البحر۔

(۱۵۳۹) اگر ذمی اپنی زوجہ ذمیہ غیر حاملہ کو طلاق دے تو
اوس پر عدت نہیں جب کہ وہ عدم عدت کے معتمد ہوں نزدیک
امام اعظم کے کیونکہ گفتار مخاطب یا حکام شرعیہ نہیں اور ہم اہل
اسلام اون سے اور اون کے اعتقادیات سے مامور و ہم تعرض
ہیں اور اگر ذمیہ حاملہ ہو تو وہ موضع حل عدت کرے نزدیک امام
اعظم اور صاحبین کے اسواسطے کہ اوسکے پیٹ میں لڑکا ثابت السبب
ہے کذا فی الہدایہ و منح العفار اور اگر مسلمان ذمیہ کتابیہ کو طلاق

وے یا زندہ چھوڑ کر مر جائے تو وہ عدت کرے بالالتفاق خواہ حاملہ ہو یا نہ ہو کیونکہ مسلمان وجوب عدت کا قائل ہے اسبطرح مثل ذمیہ کے وہ حرمیہ بھی عدت نکرے جو دارالاسلام میں گرفتار یا مسلمان ہو کر یا ذمیہ نیکر آئی اور اس زوج سے جدا ہو گئی لیکن اگر وہ حاملہ ہو تو اس سے نکاح کرنا صحیح نہیں اسوجہ سے کہ اس کے پیٹ میں لاکھائوں البتہ ہے۔ اسبطرح اگر کوئی شخص غیر کی منکوحہ سے نکاح کرے اور غیر کی منکوحہ جان کر وطی کرے تو بھی عدت نہیں اور اس شخص پر حد زنا ماری جاوے گی یہ سب بالنسب حرمیت کے لیکن شرح وہبیانہ میں ہے کہ اگر عورت نے زنا کیا تو اس کا زوج تا آمد یک حیض وطی نکرے باعتبار استحباب کے نہ باعتبار وجوب کے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۵۳۰) اگر کوئی عورت انہی شرمگاہ میں کسی مرد کی منی ال لے تو اس پر عدت واجب ہے کذا فی بحر الرائق واسطے صغائی رحم کے لیکن شرم الفائق میں ہے کہ اگر اس منی سے حل رہ جاوے تو وضع حل عدت ہے ورنہ نہیں لیکن قول اول قوی ہے۔ لکن قال شیخ الرحمتی وکذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۵۳۱) ایک عورت جنی بچہ زوج نے اس کو طلاق دی اور سات مہینہ گذر گئے اور عورت نے دوسرے زوج سے نکاح کر لیا تو صحیح نہیں تا وقتیکہ اس مدت میں اس کو تین حیض نہ آئیں اگرچہ قبل ولادت کے اس کو حیض نہ آیا ہو۔ اس واسطے کہ جس کو حیض نہیں آتا وہ حاملہ نہیں ہوتی ولہذا اس کی عدت حیضوں کی ہوگی

نہ مہینوں کی کذا فی القینہ۔

(۱۵۳۲) طلاق دی زوج نے عورت کو تین بار اور بعد تین طلاق کے کہتا ہے کہ میں اس کو ایک طلاق دیکھتا تھا اور اس کی عدت بھی گزر گئی یعنی غرض اس کی اس کلام سے یہ ہے کہ تین طلاق واقع نہوں بہ سبب عدم بقاء ملک کے اور بلا حلالہ عورت اس کو حلال ہو جاوے تو اگر عدت اول کا گزرنا لوگوں کو معلوم ہو تو یہ تین طلاق مانع نہونگی اور اگر معلوم نہ ہو تو واقع ہونگی اور بلا حلالہ عورت اس کو حلال نہونگی لیکن اگر تاضی کا حکم بہ سبب شہادت کے زوجہ پر تین طلاق واقع ہونیکا بعد انکار زوج کے ہو چکا ہو اور پھر زوج گواہوں سے ثابت کرنا چاہے کہ ان میں طلاق سے قبل وہ عورت کو ایک طلاق دیکھا ہے اور اس کی عدت قبل وقوع ان طلاقوں کے گزر گئی ہے تو ایسی گواہی مقبول نہیں ہے اس واسطے کہ ابطال حکم قاضی گواہوں سے نہیں ہو سکتا کذا فی بحر الرائق والقینہ۔

(۱۵۳۳) ایک شخص نفعہ نے عورت کو خبر دی یا خط لایا کہ اس کے زوج غائب ہے اس کو تین بار طلاق دی یا مکرر کیا تو اگر عورت کو ظن غالب ہو کہ خبر اور خط حق ہے تو کچھ مضائقہ نہیں عدت گتارے اور بعد عدت کے اور نکاح کر لے کذا فی بحر الرائق ناقلاً عن الجوهرہ۔ اور اگر عورت کو زوج کی موت کے وقت میں شک پڑے تو اس وقت سے عدت کرے جس میں موت کا یقین ہو جاوے یا براہ صیاط کے کذا فی بحر الرائق ناقلاً عن الکافی ہی طرح اگر کوئی عورت کسی مرد سے کہے کہ میرے زوج نے مجھ کو طلاق دی اور میں اس کی عدت گتار چکی اور وہ مرد

اوس سے نکاح کر لے تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن اولی یہ ہے کہ بلا تحقیق کامل نکاح نہ کرے۔

(۱۵۳۴) مرد نے دعویٰ کیا کہ عورت اپنی القضاہ عدت کی خبر دیکھ چکی ہے اور عورت اوسکی تکذیب کرتی ہے اوس مدت میں جیسے القضاہ مدت کی محفل ہے تو عورت کا نفقہ مرد سے ساقط نہ ہو گا اور بچہ ہو گا کہ اوسکی بہن سے نکاح کرے بنا بر غفل کرنے دو دن کی خبروں پر اور اگر عورت مطلقہ حبی چھ مہینہ سے زیادہ مدت میں تو ولید کا نسب مرد سے ثابت ہو گا اور اوس عورت کی بہن کا نکاح فاسد نہ ہو گا۔ لہذا اوسکی بہن ہی وارث ہوگی اگر قرۃ بیکانہ معتدہ

(۱۵۳۵) حداد و نفایس عبارت ہے ترک زینت سے یہ سیدہ مدت کے (فحواہ مدت طلاق بائن کی ہو یا رجعی کی معتدہ و یا کافرہ یا صغیرہ) اور اصطلح شرح میں حداد عبارت ہے ترک زینت اور خوشبو وغیرہ سے واسطے معتدہ طلاق بائن یا موت کے۔

(۱۵۳۶) سوگ یعنی ترک زینت واجب ہے عورت عاقلہ یا لغوہ مسلمہ سن کو حوطہ بنکاح صحیح معتدہ پر بعد قطع نکاح کے اور عدت موت میں موطوہ ہو یا نہ ہو (اگرچہ لونڈی ہو) ولذا صغیرہ و مجنونہ کافرہ سن کو حوطہ بنکاح فاسد معتدہ بعثق و موطوہ بہ شبہ معتدہ طلاق رجعی پر سوگ نہیں (قطع نکاح عبارت ہے تین طلاق یا طلاق بائن یا بخلع سے) مراد سوگ سے ترک کرنا یا مفصلہ ذیل کا ہے زلیوہ یا رچہ ریشمی رشتہ باریک دندان خوشبو زعفران اگرچہ خوشبو دار نفوسہ سرمہ منڈی پارچہ رنگین بہ سُم و زعفران و ورس (اورس

نام ہے ایک خوشبو دار لکھاس کا) یعنی سوگ والی عورت کو ان چیزوں کا استعمال کرنا جائز نہیں، مگر بغیر کسی ضرورت یا بھاج کر و تہی بہت ممنوعات کو توڑ دینا کپڑے کا پٹا داسٹے وضع فارش اور بیون کے اور پینٹا رنگین ہر قسم بازہ خندان کا دراختالیکہ اور کپڑا میسر نہ ہو اور لکھاس ہر قسم کے واسطے بیمار کچھ لیکن ابلی یہ ہے کہ رات میں سرمہ لگائے اور صبح کو وہ ہوا کے کذا فی البحر اور کچھ مضایفہ نہیں سیاہ اور کرکچی کپڑے میں اور کسم کے رنگین پٹا اس کے کپڑے میں ہیں کسم کی خوشبو باقی نہیں ہو اور کشادہ دندان کنگھی کے کرتے میں۔

(۱۵۳۷) بھاج ہے ترک زینت کرنا مستحب تہ ارون کی موت میں نقطہ تین دن تک کذا فی فتح القدر وما شئہ المدنی۔

(۱۵۳۸) عورت کو تین دن سے زیادہ سیاہ پوشی کرنا اپنے زوج کی موت کے تا سبب پر ممنوع ہے لیکن اوپر بیان کیا گیا ہے کہ معتدہ کو سیاہ کپڑے پہنے کی ممانعت نہیں ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ بغرض ماتم زوج کے تین دن سے زیادہ سیاہ پوشی ممنوع ہے ورنہ کچھ مہرچ نہیں کذا فی تاتارخانیہ۔

(۱۵۳۹) اگر زوجہ صغیرہ باغ جو یا عسے اندر عدت کے تو اوپر باقی عدت میں سوگ کرنا واجب ہوگا کذا فی نہر الخاق۔

(۱۵۴۰) عدت والی عورت سے نکاح کا پیام دنیا حرام ہے اور یہ حرمت معتدہ عتق اور معتدہ نکاح فاسد کو بھی شامل ہے یعنی ان سے بھی عدت میں پیام نکاح کا دنیا نہ چاہتے لیکن صحیح ہے تعریض (یعنی گول گول نکاح کا پیام دنیا) اگر معتدہ وفات ہو مثلاً یون کہنا کہ

میں نکاح کا ارادہ رکھتا ہوں یا کہ مجھکو آزاد ہے کہ حق تعالیٰ مجھکو
 نیک بخت عورت نصیب کرے لیکن معتدہ طلاق سے مطلقاً تفریض صحیح
 نہیں بالاتفاق متستانی میں مفرات سے منقول ہے کہ نیا تفریض
 عورت کے نکلنے پر ہے کیونکہ گھر کے اندر جا کر تفریض کرنا صحیح نہیں۔
 اور سوائے معتدہ وفات کے کسی معتدہ کا گھر سے نکلنا جائز نہیں اسوجہ
 سے کہ سب عدت والیوں کا نفقہ مرد پر تفریض ہی سوائے معتدہ وفات
 کے پھر جب گھر سے نکلنا جائز نہیں تو تفریض بھی نہیں۔

(۱۵۴۱) معتدہ طلاق اور معتدہ موت اگر چہ مرہ ہو یا ایسی
 لونڈی ہو جسکے واسطے زوج نے ایک مکان واسطے رہنے کے مقرر
 کر دیا ہو تو اپنی عدت اوس مکان میں پوری کرے جس میں وجہ
 ہوئی اور اصلانہ نکلے رات کو نہ دن کو اور نہ گھر کے اوس صحن
 میں نکلے جس میں غیر زوج کے مکانات ہوں اگرچہ زوج اجازت
 بھی دیوے کیونکہ نہ نکلنا حق ہے اللہ تعالیٰ کا زوج اوسکو باطل
 نہیں کر سکتا۔ اور نہ نکالی جاوے اور اگر معتدہ ایسی لونڈی ہو کہ
 اوسکے واسطے زوج نے مکان معین نہ کیا ہو تو اوسکو عدت میں
 نکلنا درست ہے خواہ خالص لونڈی ہو یا مدبرہ ہو یا ام ولد یا مکاتبہ
 ہو اس واسطے کہ اوس پر مولیٰ کی خدمت واجب ہے اور وہ بدولت
 نکلے ممکن نہیں کذا فی بحر الرائق لیکن معتدہ موت کو جائز ہے کہ دن
 میں اور رات میں نکلے لیکن اکثر مشتبہ اپنے گھر میں شب پاشی کری
 اس واسطے کہ نفقہ اوسکا اوس پر ہے نہ وارثوں پر تو ضرورت ہوئی
 اوسکو نکلنے کے واسطے تحصیل معاش کے لیکن اگر معتدہ موت کے

پاس بقدر کفایت مال ہو تو وہ بھی معتدہ طلاق کی مانند ہو جائیگی اور اس کو بھی باہر نکلنا جائز نہ ہو گا کہ تلافی فتح القدر پر

(۱۵۴۲) اسی طرح اگر کسی عورت نے خلع کیا عوض اپنی عدت کے پاس کئی کے تو بھی نہ نکلے اور بحالت خلع بوض سکتی زوج سے مکان کرایہ پر لیکر تا عدت اوس میں رہے لیکن متنبہ میں ہے کہ معتدہ کو اپنی ضروری کام کی درستی کی واسطے نکلنا جائز ہے مثلاً کھیتی کی خبر گیری کے واسطے اوس حالت میں جب کہ کوئی کارندہ نہ ہو مگر اس وقت میں نکلنا جائز ہے جب کہ زوج یا صاحب مکان پرورد نکال دے یا گھر گر پڑے یا گر پڑنے یا مال کے تلف ہونیکا اندیشہ ہو یا گھر کا کرایہ نہ لے سکتی ہو اسی قسم کی کوئی اور ضرورت ہو تو اوس مکان میں رہے جو مکان عدت سے حتی المقدور قریب ہو یہ حکم معتدہ وفات کا تھا اگر طلاق کی عدت میں اس قسم کی ضرورتیں پیش آویں تو وہاں رہے جان زوج چاہے۔

(۱۵۴۳) عورت مطلقہ ہوئی یا زوج مر گیا اور حالانکہ وہ وفات سے سوائے اپنے گھر کے کبھی مکان میں ملنے کو گئی تھی تو فوراً موت یا طلاق کی خبر سنکر اپنے گھر میں لوٹ آوے اس واسطے کہ عورت پر پلٹ آنا واجب ہے۔

(۱۵۴۴) ضرور ہے طلاق یا تن میں کہ عورت مرد سے پردہ کرے تاکہ مرد اجنبی کو عورت سے خلوت نہ ہو کیونکہ طلاق یا تن سے مرد اجنبی ہو جاتا ہے عورت سے اور اگر تنگی کرے مکان چھوڑ عورت پر یعنی پردہ کرنے سے لایق گذران کے نہ رہے یا کہ

زوج قاضی ہو جسکو حرام اور طلال کی کچھ شہرت نہ ہو تو اوس گھر سے مرد کا اکل بھانا تو ہے کیونکہ عورت کا اوس گھر میں تاعدت رہنا ناجائز ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زوج کے خروج پر جسکا کرنا واجب ہے کذا فی فتح القدیر اور مستحب ہے ایسے مرد اور عورت کے درمیان قاضی ایک نفقہ مقدم طلاق نہ ہو ورنہ عورت کو مقرر کر دے اور اوسکی خوراک وغیرہ ریت المال سے دیکھا کہ کذا فی الحکم عن تلخیص الجامع۔

(۱۵۴۵) اگر کسی عورت مسافرہ کو اوسکا زوج جنگل میں طلاق دے یا مرد جاوے تو عورت اپنے شہر کو چلی جاوے اگر شہر عورت کا مقام طلاق یا موت سے تین منزل سے کم فاصلہ پر ہو یا مکان مقصود اور شہر عورت کا تین منزل سے زیادہ دور ہوں یا دونوں جگہ تین منزل سے کم ہوں عورت کے ساتھ محرم ہو یا نہ ہو تو مکان مقصود کو چلی جاوے اگر مکان مقصود مقام طلاق یا موت سے کم فاصلہ پر ہو اور جائز ہے کہ شہر عورت کا یا مکان مقصود تین منزل سے زیادہ فاصلہ پر ہوں تو مکان مقصود کو چلی جاوے اور اوس جگہ ٹھہر جاوے اگر شہر میں ہو یا عین راستہ میں شہر یا گاؤں پڑے اور عورت کے ساتھ محرم نہ ہو یا اتفاق امام اولہ صاحبین کے اور اگر محرم بھی ہو تو امام کے نزدیک وہین عدت گذارے اور بعد عدت کے بھی تین منزل سے زیادہ سفر کرنا بلا محرم کے حرام ہے اگر کوئی باور محرم نہ ہو تو نکاح کر لے کذا فی حاشیۃ الطحاوی اور نفی مکان کرنی رہے وہ عدت والی جب جنگل میں طلاق

واقع ہوئی ہو اور زوج اس کا مرد صحرائی اور بادیہ نشین ہو اور تمام طلاق پر پشہ کرنے سے حضرت کا اندیشہ ہو تو اپنے زوج کے ساتھ ڈولی یا خیمہ میں پھرتی رہے اور اگر حضرت کا اندیشہ نہ ہو تو اس مقام پر عدت گزارے اور یہی حکم ہے معتدہ طلاق رجعی کا لیکن اگر مقام طلاق مکان عورت سے تین نسل سے زیادہ فاصلہ پر ہو تو عورت گھر کو نہ لوٹے بلکہ اپنے زوج کے ساتھ رہے واسطے بقا نکاح کے۔

(۱۵۴۶) مرد اپنی معتدہ کو سفر میں نہ لے جاوے اگرچہ معتدہ طلاق رجعی ہو کذا فی بحر الرائق اس واسطے کہ بعد طلاق کے عورت اجنبیہ ہو جاتی ہے اور اجنبیہ کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں۔

(۱۵۴۷) اگر زوج قاضی سے درخواست کرے کہ معتدہ کو اپنی پڑوس میں رکھے تو قاضی اس کو منظور نہ کرے اور عورت وہیں عدت کرے جہاں مفارقت ہوئی۔

(۱۵۴۸) زوجہ نے ابن زوج کا بوسہ بشہوت لیا تو بعد از ہو گئی اور عدت لازم آئی تو زوج پر عدت کیواسطے سکونت کا مکان دنیا لازم ہو گا نہ نفقہ دنیا کذا فی تاتارخانیہ

(۱۵۴۹) اکثریت صل کی دو برس میں نزدیک امام عظمیٰ کے بدلیل خبر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیکن نزدیک امام مالک اور شافعی احمد بن حنبل کے اکثریت صل چار سال میں اور اکثریت چھ مہینہ میں باتفاق آئمہ اربعہ۔

(۱۵۵۰) ثابت ہو گا نسب معتدہ رجعی کے ولد کا اگرچہ عدت

اوسکی یہ سبب ایسا کے مہینوں کے حساب سے ہو (کذا فی البدلہ)
یا مہینہ رجعی بعد طلاق کے دو سال سے زیادہ میں جنی ہو گو بعد
میں برس کے جنی ہو بہ سبب احتمال دراز ہونے اوسکے طہر کے
اور حاملہ ہونے کے عدت میں فطر طہر عورت انقضائے عدت کا
اقرار نہ کرتی ہو اور مدت محتمل ہو انقضائے عدت کے۔

(۱۵۵۱) ایک عورت طلاق سے آٹھ مہینہ کے بعد جنی جو اقرار
کر چکی تھی انقضائے عدت کا طلاق سے ساٹھ دن کے بعد تولد
ثابت النہب نہ ہو گا کیونکہ آٹھ مہینہ انقضائے عدت اور تولد کے
محتمل ہیں اسوجہ سے کہ اقل مدت عدت کے ساٹھ دن ہیں اور
اقل مدت حمل کے چھ مہینہ ہے اور اگر اسنے انقضائے عدت کا
اقرار کیا اور وقت اقرار سے کم از چھ مہینہ میں جنی تو ولد ثابت النہب
ہو گا کیونکہ چھ مہینہ سے کمتر میں لڑکا پیدا نہیں ہو سکتا تو معلوم ہوا کہ
عین عدت میں حل رہا مختار کذا فی الہدایہ والکنز و درر وغیرہ

(۱۵۵۲) ولادت سے رجعت ثابت ہوگی اگر مطلقہ رجعی دو سال سے یا
یا پورے دو سال میں جنی یہ سبب حمل رہنے کے عدت میں اور اگر
کم از دو سال میں جنی تو رجعت ثابت نہ ہوگی یہ سبب شک کے (یعنی
حمل پیش طلاق کے ہو یا بعد طلاق کے) لیکن نسب بہر صورت ثابت ہوگا
(۱۵۵۳) ثابت ہوتا ہے نسب پدر و ان دعویٰ زوج کے مبتوتہ
یعنی نخلیہ اور مطلقہ یا تہ اوہ مطلقہ ثلاثہ میں جو جنی وقت طلاق سے
کم از دو سال میں یہ سبب چواڑ و چود حمل کے وقت طلاق کے اور
اسمیں بھی شرط ہے کہ زوجہ استبراء انقضائے عدت کا بعد یا محتمل

العدت کے مکر چکی ہو اور اگر بعد انقضائے عدت دو سال سے کمتر اور
 چھ مہینہ کے اکثر میں جننے کی تو ثبوت نسب نہ ہوگا اور اگر بعد اقرار کے
 چھ مہینہ سے کمتر میں جننے کی تو ولد ثابت النسب ہوگا کما مر یہ حکم
 مدخولہ کا تھا اور اگر غیر مدخولہ ہوگی اور فرقت سے پورے چھ مہینہ یا
 زیادہ میں جننے کی تو نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر کم از چھ مہینہ میں
 جننے کی تو نسب ثابت ہوگا کذا فی البرہندی لیکن شیخ الاسلام مفتی
 ابو سعید نے تصریح کی کہ اگر غیر مدخولہ وقت نکاح سے پورے چھ
 مہینہ میں جنسی تو نسب ولد کا ثابت ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی۔
 لیکن اگر مبتوتہ پورے دو سال میں جنسی تو نسب ثابت نہ ہوگا (قد درک)
 اس واسطے کہ اگر نسب ثابت ہو تو لازم آئے کہ حمل قبل طلاق کے
 تھا اور حمل قبل طلاق سے لازم آتا ہے کہ دو برس سے زیادہ میں لاوتا
 ہوئی حالانکہ مدت حمل صرف دو سال ہے کذا فی الکتر والوافی اور
 دوسرا قول یہ ہے کہ پورے دو سال سے نسب ثابت ہوگا بسبب
 احتمال رہنے حمل کے حالت طلاق میں تو قبل زوال زوجیت حمل
 ثابت ہوا یہی مذہب ہے قاضیان اور مصنف جوہرہ کا مگر شرط یہ ہے کہ
 زوج نسب کا دعویٰ کرے تو بدو دعویٰ کے نسب ثابت نہ ہوگا
 پورے دو سال میں مگر اوس صورت میں ولد ثابت النسب ہوگا
 جب کہ عورت دو بچے اس طریق سے جنی کہ ایک کو کم از دو سال
 میں مثلاً بائیس مہینہ میں اور دوسرے کو زیادہ دو سال مثلاً ساڑھے
 مہینہ میں اس واسطے کہ پہلا تو بلا دعویٰ ثابت النسب ہے تو دوسرا
 بھی ثابت النسب ہوگا اس واسطے کہ دونوں تو ام ایک لطفہ میں

اور دو سال میں بالاتفاق اوسوقت ولد متبوتہ ثابت النسب ہوگا جب کہ زوج متبوتہ کا مالک ہو جائے اس طرح کہ مثلاً لونڈی منکوحہ پھر اوسکو طلاق دی پھر اوسکو خرید کیا تو اوسکا ولد ثابت النسب ہوگا بلا دعویٰ بشرطیکہ وقت خرید سے کم از چھ مہینہ میں جنسی ہو اگر چھ مہینہ طلاق سے دو سال یا دو سال سے زیادہ میں جنسی ہو کذا فی العالمیۃ عن البئین۔

(۱۵۵۴) اگر مراہقہ بعد طلاق کے کثرت حل یعنی چھ مہینہ یا کم میں جنسی تو اوسکا ولد ثابت النسب ہوگا اگرچہ طلاق رجعی ہو مراہقہ مدخولہ ہو یا عنبر مدخولہ مراہقہ اوس لڑکی کو کہتے ہیں جو قابل وطی ہو لیکن بلوغ کی نشانیان بہنوز ظاہر نہ ہوئی ہوں نفیرس کی ہو یا زیادہ کی تو کم از نو سال میں ولادت نہیں کیونکہ اوسمیں نقطہ نہیں کذا فی حاشیہ المدنی (انقضاء عدت کی مقرر ہو یا نہ ہو اور اگرچہ مقررہ وقت طلاق سے کم از نو مہینہ میں جنسی تو بھی ولد ثابت النسب ہوگا اور اگر پورے نو مہینہ یا زیادہ میں جنسی تو نسب ثابت نہوگا یہ سبب احتمال رہنے حل کے بعد عدت کے اور بہ سبب کم عمری مراہقہ کے سکوت اوسکا بجائے اقرار انقضاء عدت کے قرار دیا جاوے گا نہ اور سمورت میں ہے جب کہ مراہقہ نے بعد طلاق کے حل کا دعویٰ کیا ہو اور اگر دعویٰ کیا تو وہ مثل بالغہ کے ہوگی بعض احکام میں اسباب اقرار بلوغ کے مثلاً مراہقہ نے دعویٰ حل کا کیا طلاق باتن میں پھر کتہ دو برس میں طلاق رجعی میں ستائیس مہینہ سے کمتر میں جنسی تو اوسکا ولد ثابت النسب ہوگا کذا فی غامیۃ البیان اور اگر پورے ستائیس مہینہ

میں جسنی تو ثنابت النسب نہ ہوگا تحلیلات کبیرہ کے کہ اور سکے ولد کا
 نسب ایسا نہ ثابت ہوگا یہ سبب استدلال کے حاشیہ المہدی
 (۱۵۵۵) اگر معتدہ موت کی کبیرہ ہوا اور ابتداء موت سے کم از دو
 سال میں جسنی (گرچہ غیر مدخول ہو) تو نسب ثابت ہوگا کیونکہ قرآن
 عقد سے ثابت ہوتا ہے نہ دخول اور اجتماع زوجین سے اور اگر صغیر
 ہو اور دس مہینہ اور دس دن سے کم میں جسنی تو بھی نسب ثابت
 ہوگا اس واسطے کہ اس سے ثابت ہوا کہ حمل موجود تھا قبل انقضاء
 عدت وقات کے کیونکہ چار مہینہ دس دن عدت کے ہوتے اور
 باقی اقل مدت حل ہے اور اگر پورے دس مہینہ اور دس دن یا
 زیادہ میں بعد موت کے جسنی تو نسب ثابت نہ ہوگا اس وجہ سے کہ حمل
 بعد عدت کے حادث ہوا یہ بصورت عدم اقرار انقضائے عدت
 ہے اور اگر بعد چار مہینہ دس دن کے موت سے کبیرہ یا ماہمہ
 نے انقضائے عدت کا اقرار کیا پھر پورے چھ مہینہ میں جسنی
 تو نسب ثابت نہ ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ ولد مقررہ کے نبوت نسب میں
 دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ چھ مہینے سے کمتر مدت وقت اقرار سے جسنی
 دوسری شرط یہ کہ وقت فراق سے دو سال سے کمتر میں جسنی ہو تو
 اگر دو سال سے زیادہ میں جسنی گئی تو نسب ثابت نہ ہوگا اگرچہ قوت
 اقرار سے چھ مہینہ سے کمتر مدت گزری ہو کذا فی منہج الفقہاء
 (۱۵۵۶) ثنابت ہوتا ہے نسب ولد معتدہ موت یا طلاق کا اگر
 عدت کی ولادت کا انکار کیا ہو یعنی زوج نے طلاق میں یا زوج
 کے وارثوں نے موت میں انکار کیا ہو کہ معتدہ نہیں جسنی اور معتدہ

مدعی ہو ولادت کی تو ثبوت نسب پوری دلیل سے ہو گا یعنی در
مردوں یا ایک مرد اور دو عورت کی گواہی سے امام اعظم کے نزدیک
اور صاحبین کے نزدیک صرف ایک قایمہ کی گواہی سے ثابت ہو گا
اور ایک روایت یہ ہے کہ ایک مرد کی گواہی سے بھی ثابت ہو گا یا
ثابت ہو گا حمل ظاہر سے (یعنی بچہ حلیہ سے کمترین ولادت ہو کذا
فی الجوہرہ۔ اور غشی ابو سعید نے کہا کہ حمل ظاہر سے یہ مراد ہے
کہ نشانیاں حمل کی اس قدر ظاہر ہوں کہ حمل رہنے کا ظن غالب ہو
شہادت ظہور حمل کی ثبوت نسب ہو گی اس واسطے کہ بعد ولادت
اور انکار زوج کے حمل موجود نہیں تو واسطے اثبات کے شہادت
کی ضرورت حاجت ہو گی جائز ہے اللہ فی ہا ثابت ہو گا نسب اقرار زوج
سے اگر کسی کہ یہ حمل میرا ہے یا ثابت ہو گا نسب تصدیق بعض وارثوں
سے بحق وارثان مقررین کے یعنی ورثہ مقررین ولد کو اپنے حصہ سے
وراثت دینگے نہ منکرین اور ثابت ہو گا کل ورثہ کے حق میں اگر پوری
ہو جاوے نصاب شہادت کی اس طرح کہ گواہی دے وارث مقرر کے
ساتھ دوسرا مرد یا تصدیق کرین معتر کی باقی ورثہ (بشرطیکہ عاقل
بالغ ہوں) اگرچہ بعد تصدیق کے منکر ہو جاویں اور اگر نصاب شہادت
کی پوری نہ ہوئی تو مصدقین کے حصہ میں شریک ہو گا منکرین کے
حصہ میں۔

(۱۵۵۷) اگر لعین و لدین انکار ہو یعنی زوج یا ورثہ کہتے ہوں
کہ یہ لڑکا معتدہ کا نہیں ہے تو اس صورت میں دانی جنائی کی گواہی
ثبوت نسب میں کافی ہے باجماع امام اور صاحبین کے چنانچہ کافی ہے

گواہی دانی خبانی معتمدہ ربی میں جو دو برس سے زیادہ مدت میں جنی نہ دو برس سے کم میں یعنی معتمدہ ربی دو برس سے کم میں جسنی جو ثبوت میں در حالت انکاز زوج دانی کی گواہی کفایت نہ کیگی بلکہ حجت تامہ یعنی دو مرد یا ایک مرد و دو عورت کی گواہی لازم ہوگی (۱۵۵۸) معتمدہ جسنی پھر رو میں اختلاف ہوا سو عورت نے کہا کہ تو نے مجھ سے نکاح کیا ہے چھ مہینہ سے اور مرد نے کہہ مدت کا دعویٰ کیا یعنی چار یا پانچ مہینہ کا تو قول عورت کا بدوون قسم کے معتبر ہوگا نزدیک امام اعظم کے لیکن صاحبین کے نزدیک مع القسم معتبر ہوگا اور صاحبین کے قول پر نشووی ہے اور وہ لڑکا جو معتمدہ جنی اوسی مرد کا بیٹا ہوگا کیونکہ ظاہر حال عورت ہی کا شاہد ہے یہ سبب ولادت کے۔

(۱۵۵۹) ایک شخص نے کہا کہ اگر میں اوس عورت سے نکاح کروں تو اوس کو طلاق ہے پھر نکاح کیا اوس سے سو وہ پورے چھ مہینہ میں ابتداء نکاح سے جنی تو نسب ولد کا مرد سے ثابت ہوگا نہ پیر احتیاط کے یہ سبب مفسور ہونے وطی کی حالت عقد نکاح میں یعنی عین ایجاب و مقبول کی حالت میں وطی ہوئی اور ارضام نکاح اور انزال ساتھ ہی ہوا تو اس فقرے سے وطی بعد طلاق کے لازم نہ آئی اور اگر وہ عورت چھ مہینہ سے کم میں جسنی اگرچہ ایک ہی دن کم ہو) تو نسب ثابت نہ ہوگا کیونکہ یہہ لفظ قبل نکاح کا قرار پاو لگا اور ہر طرح ثابت نہ ہوگا اگرچہ مہینہ سے ایک دن زیادہ میں جنی اور بجا ثبوت نسب مرد پر عورت کا مہر لازم ہوگا سبب

ثبوت وطی حسی کے۔

(۱۵۶۱) ایک شخص نے مطلق کیا طلاق کو عورت کی ولادت پر تو ایک عورت کی گواہی سے طلاق واقع نہو گی بلکہ پوری حجت یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت کی گواہی سے واقع ہوگی نکاحات صحابین کے اور اگر ایک عورت کے تعلق کر نبوا لے زوج نے صل کی تصدیق کی باکہ عمل خود ظاہر ہوا تو عورت ولادت بعدین شہادت کے مطلقہ ہوگی یہ سبب اقرار زوج کے لیکن ثبوت نسب وغیرہ بدون دانی خیالی کی شہادت کے ثابت نہ ہوگا بالانفاق کذا فی الجمر۔

(۱۵۶۱) کہا مولیٰ نے اپنی لونڈی سے کہ اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہو (حالانکہ اس وقت حمل موجود تھا) تو وہ میرا ہے پر کسی عورت نے (دانی خیالی ہو یا کوئی اور) گواہی دی تو وہ لونڈی اس کی ام ولد ہے بشرطیکہ وقت کلام مولیٰ سے کم از چھ مہینہ میں جنسی ہو اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ میں جنسی تو ام ولد نہوگی بوجہ احتمال رہنے محل کے بعد کلام مولیٰ کے اور اگر مولیٰ نے بلا تعلق کے کہا کہ یہ لونڈی مجھ سے حاملہ ہے تو اس کے ولد کا نسب دو سال تک ثابت ہوگا حتیٰ کہ مولیٰ اس ولد کی نفی کرے کذا فی غایتہ البیان۔

(۱۵۶۲) ایک شخص نے ایک لڑکے کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور بعد اس قیاس کے فرمایا سو اس لڑکے کی مان سے حسی صریح اصلی اور سلام اور لڑکے کی مان ہو نامت ہو رہے کہا کہ

بین مقرر کی زوجہ ہوں اور یہ لڑکا اوسکا بیٹا ہے تو یہ دونوں
اوس مقرر کے وارث ہونگے بشرطیکہ مقرر کی اتنی عمر ہو کہ اتنی
عمر کا لڑکا اوس سے پیدا ہو سکتا ہو اور معروف النسب نہ ہو
اور مرد کی تکذیب بھی نہ کرتا ہو۔ کذا فی حاشیہ المدنی اور اگر عورت
کا حصر ہونا اور ولد کی مان ہونا معروف نہ ہو تو عورت مرد کی
وارث نہ ہوگی فقط لڑکا وارث ہوگا اور بعضوں کے نزدیک مثل
تمر ناشی اور صاحب نسخ القدر کے مہربانویگی اور اتفاقی رائے اسکو
رد کیا ہے یعنی کہا ہے کہ مہربانویگی کذا فی نہر الفایق۔

(۱۵۶۳) مالک نے اپنی لونڈیکا نکاح اپنے غلام سے کر دیا پھر
وہ لڑکا جنی اور مالک نے اوسکا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے تو اسکا نسب
مالک سے ثابت نہ ہوگا بہ سبب لازم ہونے فسخ نکاح کے یعنی اگر نسب
ولد کا مالک سے ثابت ہو تو لازم آتا ہے کہ نکاح غلام فسخ ہو جائے
اور حالانکہ یہ متام ہونے کے فسخ نہیں ہوتا لیکن لڑکا آزاد ہوگا
اور لونڈی ام ولد ہو جائیگی بوجہ اقرار کرنے مولیٰ کے ولد کے
بیٹا ہونے اور لونڈی کے اوسکتا ناہو۔ شیخ

(۱۵۶۴) اگر کسی مالک کی لونڈی مدخولہ حسنی تو ولد کا ثبوت
مالک کے دعویٰ پر موقوف ہوگا یعنی بدون دعویٰ مولیٰ کے وہ
ثابت النسب نہ ہوگا بہ سبب ضعیف ہونے فراش لونڈی کے
نجلات ام ولد کے کہ اوسکا ولد بدون دعویٰ مولیٰ کے بھی
ثابت النسب ہے لیکن نفی کرنے سے نفی ہو جائیگی اسواسطے
کہ ام ولد کا فراش لونڈی سے قوی اور مشکوٰۃ سے ضعیف ہے

(۱۵۶۵) ایک لوٹڈی مشترک تھی دو شخصوں میں کہ اون میں سے ایک شخص نے طلب و طلی کی یعنی اوسکی و طلی سے اولاد کی خواہش کی اور کتاب ذکر کی یہ عبارت ہے کہ دونوں نے خواہش اولاد کی کی پھر وہ مشترک لوٹڈی ایک لڑکا جنی تو نسب ثابت نہ ہو گا بدینہ دعویٰ کے یہ سبب حرام ہونے لوٹڈی مشترک کے اس طرح ام ولد کی و طلی حرام ہے جسکے مولیٰ نے اوسکو نکاح کیا تو اوسکا ولد بھی ثابت النسب نہ ہو گا بدینہ دعویٰ مولیٰ کے۔

(۱۵۶۶) کفایت کی ہے فقہانے قیام منداش بلا دخول پر ثبوت نسب میں ا قیام منداش عبارت ہے طلی سے جو بہ سبب عقد کے ہو اگرچہ دخول حقیقی اور حکمی کچھ بھی نہ ہو) مانند نکاح مغربی کے عورت مشترقیہ سے یعنی مرد منکوحہ مغرب اور عورت منکوحہ مشرق میں اتنے فاصلہ پر رہتے ہوں کہ دونوں کے درمیان ایک سال کی راہ ہو تو منکوحہ مشرقیہ پورے چھ مہینہ میں جنسی ابتداء نکاح سے تو یہ ولد ثابت النسب ہے یہ سبب متصور ہونے و طلی کے باعث یا کر امت یا استخدام جن کے یعنی ممکن ہے کہ بعد نکاح کے از راہ کرمت یا بعل تسخیر جن کے زوج مشرق سے مغرب میں ساعت واحد میں آوے اور و طلی کرے کذا فی منتج اللہ بر طحاوی نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ بعد نکاح کے چھ مہینہ اور ایک ساعت میں ولادت فرض کی جاوے تاکہ اس ساعت میں زوج کا زوجہ کے پاس پہنچنا مستحیل اور متصور نہ ہو (۱۵۶۷) غائب ہوا ایک مرد اپنی عورت سے پھر اوسکو موت زوج یا طلاق کی خبر پہنچی یا اوسے دعویٰ موت یا طلاق کا

کر کے عدت گذاری اور بعد عدت کے زوج ثانی سے نکاح کیا اور زوج
 ثانی سے اولاد ہوئی پھر زوج اول آیا تو یہ اولاد زوج ثانی کی ہوگی
 بشرطیکہ نکاح ثانی سے پورے چھ مہینہ یا زیادہ میں ولادت ہوئی ہو
 اور زوجہ زوج اول کو دلادی جاوی گی بالاتفاق کذا فی حاشیۃ المدنی
 (۱۵۶۸) ایک شخص نے کسی دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا
 اور پھر اس کو طلاق دی اور بعد طلاق کے مول لیا پھر وہ جسبی چھ
 مہینہ سے کمتر مدت میں ابتدائے خریدی سے نوٹب ولد کا اس شخص
 سے ثابت ہوگا خواہ وہ شخص اشرار کرے یا انکار کیونکہ وہ ولد
 منکوحہ سے یا ولد معتدہ نہ ولد مملوکہ اس واسطے کہ وقت خرید سے اقل
 مدت حمل نہیں گذری اور اگر وہ لونڈی بعد خرید کے پورے چھ مہینہ
 یا زیادہ میں جسبی نو ولد کا نسب اس شخص سے بدون اقرار کے
 ثابت نہ ہوگا اس واسطے کہ وہ اس صورت میں مملوکہ کا ہے نہ ولد منکوحہ
 یا معتدہ کا لیکن اگر لونڈی منکوحہ کو طلاق قبل دخول ہوئی یا بعد
 دخول کے دوبار طلاق باتن ہو گئی تو اعتبار ولادت کا ابتدائے
 طلاق سے ہوگا نہ ابتدائے خرید سے تو اگر مطلقہ متیل دخول طلاق
 چھ مہینہ سے کمتر مدت میں جسبی نو ولد اس کا ثابت النسب ہے اور
 دوسری صورت میں یعنی طلاق باتن میں اس کے ولد کا دو برس تک
 نسب ثابت ہوگا کیونکہ لونڈی بعد دو طلاق کے حرام ہو جاتی ہے بجز
 غلیظ ثوبہ دو طلاق کے اس کی وطی نہیں ہو سکتی لہذا اس کے حمل
 کو اپعد اوفاات کی طرف منسوب کیا یعنی باقبل طلاق کے کذا فی حاشیۃ
 المدنی اور طلاق رجعی میں ولد ثابت النسب ہوتا ہے اگرچہ بعد طلاق

کے دو برس سے زیادہ مدت میں پیدا ہو (کتنی ہی مدت زیادہ ہو پانچ برس یا دس برس) بشرطیکہ ابتدا سے خرید سے چھ مہینے کم زمانہ گزرا ہو۔ اس طرح اگر غبر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اوسکو خرید کر کے فوراً آزاد کر دیا تو نسب ثابت ہوگا اگر وقت خرید سے چھ مہینہ سے کم میں جنبی ہو اور اگر زیادہ مدت میں جنبی تو بلا اقرار زوج نسب ثابت ہوگا کذا فی العالمگیریہ ناقلاً عن الکافی۔

(۱۵۶۹) غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اوسکو خرید کیا پھر اوسکو بیچ دالا پھر وہ بعد بیچ کے چھ مہینہ سے زیادہ میں جنبی پھر زوج بالغ نے ولد کا دعویٰ کیا تو نزدیک امام ابو یوسف کے اگر مشتری نے تصدیق کی تو ولد ثابت النسب ہوگا اور اگر تصدیق نہ کی تو نہ ہوگا کیونکہ یہ سبب خرید کے نکاح باطل ہو گیا اور امام محمد کے نزدیک صرف دعویٰ کافی ہے تصدیق مشتری کی کچھ حاجت نہیں۔ کذا فی العالمگیریہ (۱۵۷۰) مولیٰ اپنے مال کو چھوڑ کر مر گیا یا آزاد کر دیا پھر وہ بعد موت مولیٰ یا آزادی کے کم از دو سال میں جنبی تو ولد ثابت النسب ہوگا اور اگر دو سال سے زیادہ میں جنبی تو ولد ثابت النسب نہ ہوگا مگر بصورت ثانی بحالت آزادی اگر مولیٰ بعد دو سال کے بھی دعویٰ کرے گا تو ولد ثابت النسب ہوگا۔

(۱۵۷۱) نکاح کیا ام ولد نے عدت عتیق میں پھر جنبی پورے دو برس میں وقت آزاد کرنے اور پورے چھ مہینہ یا زیادہ میں ابتداء نکاح سے اور مولیٰ اور زوج دونوں نے ایک ساتھ ولد کا دعویٰ کیا مولیٰ کتاب میرا ہے زوج کتاب میرا ہے تو یہ ولد مولیٰ ہی کا ہوگا

نہ زوج کا بالاتفاق کیونکہ ام ولد معتدہ ہے بخلات اوس صورت کے کہ
 ام ولد نے بدون اذن مولیٰ کے نکاح کر لیا پھر وہ بعد نکاح کے
 چھ مہینہ یا زیادہ میں جنسی زوج اور مولیٰ دونوں نے دعویٰ کیا
 تو ام ولد زوج ہی کا ہو گا نہ مولیٰ کا بالاتفاق۔

(۱۵۷۴) نکاح کیا معتدہ باتن نے اور بعد نکاح کے کم از دو سال
 میں ابتداء طلاق باتن اور کم از چھ مہینہ میں ابتداء نکاح
 ثانی سے جنسی تو یہ ولد زوج اول کا ہو گا بہ سبب ہونے نکاح ثانی
 کے کیونکہ عدت میں نکاح ہوا۔ لیکن صاحب بدایع نے کہا کہ یہ ولد
 زوج ثانی کا ہو گا بشرطیکہ اسکو بقائے عدت کا علم نہ ہو بدین دلیل
 کہ عورت کا نکاح پر پیش قدمی کرنا دلیل ہے اوسکے انقضاء عدت
 کی اور بعد عدت کے زوج اول سے ملحق نہیں ہو سکتا لیکن اگر وقت
 نکاح کے زوج کو بقائے عدت کا علم ہو تو نکاح فاسد ہو گا اور ولد زوج
 اول کا ہو گا۔ اور روایت بدایع کی قوی ہے۔ اور اگر جنسی دو برس
 زیادہ میں ابتداء طلاق اور پورے چھ مہینہ میں ابتداء نکاح ثانی
 سے تو یہ ولد زوج ثانی کا ہو گا کیونکہ نسبت ولد کی بجانب زوج اول
 بہ سبب انقضاء دو سال کے منعذ ہو گئی۔ اور اگر جنسی دو سال سے
 زیادہ میں ابتداء طلاق اور کم از چھ مہینہ میں ابتداء نکاح سے تو
 یہ ولد زوجین میں سے کسی کا نہ ہو گا زوج اول کا اسوجہ سے ہو گا
 کہ اکثر مدت حمل ابتداء طلاق سے منقضی ہو گئی اور زوج ثانی کا اسوجہ
 سے نہ ہو گا کہ یہ ولد کثرت حمل سے بھی کثرت میں پیدا ہوا۔
 کہ ان فی حاشیۃ الدنی۔

(۱۵۷۳) نکاح کیا ایک شخص نے عورت معتمدہ سے اور بعد نکاح کے اس کے پیٹ سے بچہ تا تمام جسکے قبض اعضا ظاہر ہو چکے تھے گرا تو اگر بعد نکاح ثانی کے پورے چار مہینہ میں گرا تو زوج ثانی کا نسب ثابت ہوگا اور اگر ایک دن کم چار مہینہ میں بھی گرا تو زوج اول کا نسب ثابت ہوگا اور نکاح ثانی فاسد ہوگا بہ سبب بقاے عدت کے کیونکہ خلقت اعضا ظاہر نہیں ہوتی مگر بعد ایک سو بیس دن کے چالیس دن قطع پیٹ میں رہتا ہے اور چالیس دن خون بستہ ہوتا ہے اور چالیس لوٹھرا ہوتا ہے کذا فی بحر الرائق۔

(۱۵۷۴) نکاح کیا کا فضیلت عورت مسلمہ سے پھر جنی اوس سے تو ولد ثابت النسب نہ ہوگا اسوجہ سے کہ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا اور عورت پر بعد مفارقت کے عدت بھی واجب نہ ہو گی رکذا فی مجمع الفتاویٰ۔

(۱۵۷۵) زنا کیا ایک شخص نے ایک عورت سے پھر وہ حاملہ ہوئی اور اوس سے نکاح کر لیا تو اگر یہ عورت بعد نکاح کے پورے چھ مہینہ یا زیادہ میں جنی تو نسب ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے کم میں جنی تو نسب ثابت نہ ہوگا الا اوس صورت میں کہ زوج نے نسب کا دعویٰ کیا اور یوں نہ کہا کہ یہ میرا بیٹا زنا سے ہے اور اگر ایسا کہا تو باوصف دعویٰ کے بھی نسب ثابت نہ ہوگا کذا فی البیانج

(۱۵۷۶) نکاح کیا مسلمان نے اپنی محارم سے پھر اولاد ہوئی تو وہ اولاد امام کے نزدیک اس مسلمان سے ثابت النسب ہوگی بخلاف محارم کے کہ ان کے نزدیک نسب ثابت ہوگا کیونکہ امام کے

نزدیک اس مسلمان سے ثابت النسب ہوگی نجلاوت صاحبین کے
 کہ اونکے نزدیک نسب ثابت نہوگا کیونکہ امام کے نزدیک نکاح محرم
 کا فاسد ہے اور صاحبین کے نزدیک باطل ہے کذا فی التلمیذ
 (۱۵۷۷) ثابت ہوتا ہے نسب اشارہ کرنے سے باوجود قدرت
 نظم کے کذا فی النہایہ والعاللگیریہ

باب الحضانۃ

یہ باب ہے حضانت یعنی احکام پرورش اطفال میں
 (۱۵۷۸) حضانت بہ نسیج و کسر عبارت ہے ترتیب ولد سے
 (۱۵۷۹) حاضنہ وہ عورت ہے جو بچہ کو پرورش کرے اور
 گود میں رکھے۔

(۱۵۸۰) شرط حضانتہ کے یہ ہیں کہ حاضنہ حصرہ بالغہ امینیہ ہو
 قادر ہو پرورش بچ اور زوج احسنی کے نکاح میں نہ ہو اور اگر پرورش
 کر نیوالا مرد ہو تو اوس میں بھی یہی شرطیں سوائے شرط اخیر کے
 کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۵۸۱) ثابت ہے حق پرورش کا اول نسبی مان کو اگرچہ کتابیہ یا
 یا مجوسیہ ہو اور زوج سے جدا ہو گئی ہو۔ لیکن اگر مان ولد کی مرتدہ
 ہو گئی ہو تو اوس کو اوس وقت تک حق حضانتہ نہیں کہ مسلمان
 ہو جاوے یا فاسق ہو ایسا متفق اور گناہ کرتی ہو جس سے بچ ضائع
 ہو جاوے مانند زنا اور گانا اور چوری اور فحشہ گری کے یا غیر نامیہ
 ہو یعنی اوس پر اطمینان نہو (تفسیر غیر مامونہ کی اسطرچہ ہے کہ ہر
 گھر سے نکلا کرتی ہو اور لڑکے کو تباہ حالت میں چھوڑ جاتی ہو بشرط

لکھتی ہو یا بلا ضرورت مثلاً اجڑورت کشتکاری لکھتی ہو یا دانی
 خیالی یا مردہ شو ہو کذا فی الحبثی یا ام ولد ہو یا لونڈی ہو یا مدیہ ہو
 یا مکتاتہ ہو جو متبل کتابت اس لڑکے کو جنی مگر جب کہ ولد مدلی سما
 مملوک ہو یا بچہ کی مان نے بچہ کے غیر شرم سے نکاح کر لیا ہو یا مان
 انکار کرے ولد کے بلا اجرت پر ورشش کرنے سے اور حالانکہ
 باپ کو مقتدر اجرت دینے کا نہیں اور کوئی اور عورت ولد کی
 مفت پر ورشش کو قبول کرنی ہو اور مان کے بیٹے کے پاس
 آنے جانے کی بھی مانع نہ ہو تو حالات مذکورہ الصدر میں مان کا
 حق پر ورشش ساقط ہو گا اور اگر مان گئی یا جنی پر ورشش ساقط ہو گا
 تو اب حق حضانت نانی کو ثابت ہے اگرچہ یہ چند واسطہ نانی بعیدہ
 ہو مثلاً نانی کی مان یا نانی کی نانی لیکن نانی بعیدہ کو اس وقت
 حق حضانت حاصل ہو گا جب کہ نانی تسمیہ ناقابل حضانت ہوگی
 ہو یہ بعد نانی کی داد ہی کو حق حضانت حاصل ہے اگرچہ بخیر و
 ہو بشرط مذکور پھر بعد دادی کے سگی ہیں پھر مادری ہیں پھر سوتیلی
 ہیں پھر حقیقی ہیں کی سیسی یعنی حقیقی بھانجی پھر مادری ہیں کی
 بیٹی پھر حقیقی خالہ پھر مادری خالہ پھر سوتیلی ہیں کی بیٹی پھر صغیر
 کے بھائی کی بیٹیاں پھر بھوپیان پھر مان کی خالہ پھر باپ کی
 خالہ پھر مان کی پھوپیان پھر باپ کی پھوپیان علی ترتیب ماتقدم
 یعنی اول حقیقی پھر مادری پھر سوتیلی پھر عصیات رجال ترتیب
 وراثت حضانت میں احق ہیں تو اب صغیر کا مقدم ہے داد پر
 پھر بھائی پھر سوتیلی بھائی پھر بھتیجے اول حقیقی بھتیجے پھر سوتیلی

پھر چچا حضانت میں احق ہیں پھر جب کوئی عصبہ صغیر کا نہ ہو تو ذوی
الارحام احق ہیں تو اول مادری بھائی کو صغیر دیا جاوے گا پھر اس کے
بیٹے کو پھر مادری چچا کو پھر حقیقی مامون کو پھر مادری مامون کو کذا
فی البحر نا فلما عن البربان پھر اگر مستحق حضانت چند اشخاص یکدرجہ
جمع ہوں تو اول میں جو پرہیزگار زیادہ ہو وہ مقدم ہو اور اگر
پرہیزگاری میں بھی درون برابر ہوں تو پھر زیادہ عمر والا مقدم ہے
چچا اور بھوپلی اور مامون اور خالہ کے بیٹوں کو حق پرورش
نہیں یہ سبب نامحرم ہونے کے۔ ماضیہ ذبیہ اگر مجوسیم ہو برابر
سلم کے ہے جنک لڑکا دین کو نہ سمجھتا ہو مگر الفایق میں دین
سمجھنے کی عمر سات برس کی مقدار کی ہے مگر الرایق میں ہے کہ
جب الفت کفر کا اندیشہ ہو تو لڑکا اس کے پاس سے لے لینا چاہیے
(۱۵۸۲) اگر ماضیہ غیر محرم سے نکاح کر لے یا اس کے پاس پر
جو صغیر سے نفیض اور کراہت رکھتا ہے تو حق ماضیہ کا ساقط ہو جاتا
ہے تو اگر مان لے نکاح کیا اجنبی سے پھر صغیر کو اس کی نانی لے رکھا
اوس اجنبی کے گھر میں تو باپ کو صغیر کا لے لینا پونچھا ہے کذا فی
قنیہ اور فقط عصبہ جہین محرمیت نہیں اجنبی کی برابر ہے خواہ
نصبا ہو خواہ رضاعاً اگر زوج اجنبی سے فرقت باتہ ہوئی تو حق
حضانت لوٹ آتا ہے بوجہ دور ہونے مانع کے۔

(۱۵۸۳) اگر مرد مدعی ہو کہ بوجہ نکاح ثانی کے حق عورت کا
ساقط ہو گیا ہے اور عورت نکاح ثانی کی منکر ہے اور مرد کو
قول کے گواہ نہیں تو عورت کا قول مستتب ہو گا اور حق حضانت

سا فظ نہوگا۔ اور ہر طرح قول عورت کا معتبر ہوگا زوج ثانی کے
 طلاق دینے میں بشرطیکہ زوج ثانی کو بیہم بیان کیا ہو نہ میں اور
 اگر اسے نہیں بیان کر کے کہا کہ میں نے زید سے نکاح کیا تھا
 سوا جسنے مجھ کو طلاق دی سوا اس صورت میں دعوی طلاق کا
 مسموع نہ ہوگا بدو ان کو اہون کے یا اقرار زید کے کیونکہ بیان صحابہ
 حق میں ہو گیا۔ حاضنہ مان ہو یا کوئی اور لڑکے کی سات سال
 کی عمر تک مستحق پرورش ہے اسی پر فتویٰ ہے اگر اختلاف کریں
 والدین لڑکے کی عمر میں تو اگر لڑکا خود کہتا پیتا کھتا پنتا اپنا
 استنجا کرتا ہو تو باپ کو دلایا جاوے اور اگر باپ قبول نہ کرے تو
 حاکم زید دستی دے کیونکہ اب باپ پر تعلیم امور دین واجب ہے
 اور اگر لڑکا امور مذکورہ میں محتاج دوسرے سے ہو تو حاضنہ کے پاس
 رہے گا۔

(۱۵۸۴) مان اور نانی اور دادی صغیرہ کہنے میں سزاوارتہ
 ہیں تا بلوغ صغیرہ (خواہ بلوغ باعتبار حیض کے ہو یا احتلام یا عمر کے)
 یہ بھی ظاہر روایت ہے اور بعد بلوغ کے باپ کی حفاظت میں رہی
 بحر الرائق۔ اگر والدین میں اختلاف ہو درباب حیض صغیرہ کے مثلاً
 باپ مدعی ہو اور مان منکر تو قول مان کا معتبر ہوگا بحر الرائق نہ
 الفایق میں ہے کہ صغیرہ کی عمر چھ کم کیا جاوے اور عمل کیا جاوے
 ظاہر حال پر شیخ محسنی نے کہا کہ روایت مصرح پر عمل ہو یعنی صغیرہ اور
 صغیرہ جیسا اقرار کریں اول کی تصدیق کی جاوے حاشیہ المدنی۔
 امام مالک رحمہ کے نزدیک مان اور نانی کو حق حضانت صغیرہ کا احتلام

تک اور صغیرہ کا نکاح اور وطی کرنے زوج تک ہے کذا فی الیمنی۔
 (۱۵۸۵) مان اور نانی کے سوا باقیوں کو حق پرورش صغیرہ ہی
 اور کے مشناتہ (یعنی لالی شہوت) ہونے تک نزدیک نفیہ ابولیت
 کے حدت ثمانہ نو برس کی عمر ہے اور اسی پرنت تومی ہے اور گیارہ
 برس کی عمر حد ہے باتفاق علما۔ امام محمد سے ایک روایت ہے کہ مان
 اور نانی کے واسطے بھی یہی حکم ہے اور اس پرنت تومی ہے یہ سبب
 فساد زمانہ کے کثرت زلیعی تو بعد نکاح کے بھی نوپس تک حق حضانت
 حاصل ہے حاشیۃ المدنی ظہیر یہ میں ہے کہ ایک عورت نے مرد
 سے کہا کہ یہ میرا بیٹا میری دختر متوفیہ سے ہے تو اسکا خرچ دے
 اور مرد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور مان اسکی زندہ گھر میں موجود
 ہے اور ارادہ کیا لڑکی کے لئے کا تو منع کیا جاوے گا ہاں تک کہ قاضی شکی
 مان کو جلتے اور وہ آپکڑ کے کو لہجائے پس اگر مرد نے حاضر
 کیا ایک عورت کو اور مدعیہ سے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے اس لڑکے
 کی مان اور اسنے انکار کیا کہ یہ میری بیٹی نہیں وہ تو مر گئی تو
 اس صورت میں قول مرد کا اور اس کے ہمراہی عورت کا معتبر ہوگا
 اور لڑکا ان دونوں کو دلا دیا جاوے گا۔ کیونکہ تراش ان دونوں کا
 ثابت ہے تو ظاہر یہ لڑکا انہیں دونوں کا ہے اور اگر مرد نے کہا
 کہ یہ میرا لڑکا میری بیٹی سے نہیں بلکہ دوسری عورت سے ہے تو
 قول مرد کا مقبول ہوگا اور لڑکی کو لے لیگا۔

(۱۵۸۶) بلوغ سے پہلے صغیرہ کو اختیار نہیں ہے کہ
 خواہ پاپ پاس رہیں یا مان پاس بخلات امام شافعی کے کہ اونکے

نزدیک بعد مدت حضانت کے صغیر اور صغیرہ کو اختیار ہے خواہ باپ
 پاس رہیں یا مان کے پاس گذر کر موید زادہ عن القسیمہ اگر صغیر پر
 اجتماع نہ ہو یعنی مرد و خواہ صورت یا فاسق ہو تو باپ اپنے پاس رکھیک
 واسطے دفع عار و تنگ کے اور تادیب دیکر بعد بلوغ کے فعل بد پر
 اس حکم میں داد ابھی مثل باپ کے ہے ماضیۃ المدنی لڑکی بالغ
 اگر کنواری ہے تو پڑھائے تک باپ او سکوائے پاس رکھے اور
 اگر شیبہ ہے تو باپ کو ولایت اپنے پاس رکھنے کی نہیں ہے لیکن
 جب کہ خوف فساد کا ہو تو باپ اور داد کو ولایت اور قدرت ہے
 پاس رکھنے کی نہ دیگر اولیا کو نہ الفالین ناقلا عن الظہیرہ اگر بالغہ
 کا باپ داد نہ ہو تو احتیاطاً پاس رکھنے کا بھائی یا چچا کو بے شرط
 فاسق بنون اور یہی حکم ہے ہر عصیہ میں کہ جو بالغہ کا اقتدار متاحرم
 صالح ہو او سکوائے پاس رکھنے کا اور فاسق کو نہیں چاہیۃ
 المدنی اگر بالغہ کا باپ یا داد اور کوئی حصہ بھی نہ ہو اور ہو تو فاسق
 ہو اس میں حاکم کوٹ کرنا چاہیۃ پس اگر بالغہ پر خواہ باکرہ خواہ شیبہ خوف
 فساد کا نہ ہو تو او سکو چھوڑ دے تنہا جہان چاہے رہے اور اگر خوف
 ہو تو اس کا تو امانت دار عیورت جو قادر ہو او سک کی حفاظت پر او سکے پاس
 رکھے یعنی شیعہ کفر

(۱۵۸) جائز نہیں ہے مطلقہ باتہ کو بعد عدت کے لیجانا لڑکے کا
 ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جس میں اتنا فاصلہ ہو کہ باپ اپنے
 لڑکے کو دیکھ کر اسی روز لوٹ کر نہ آسکے گذر فی الشہر مگر جائز ہے
 جب کہ وہ بستی جس میں مطلقہ ہو گئی ہو وطن ہے او سک اور عیورت

نے اوسکا عقد نکاح کیا تھا اگرچہ وہ بیٹی کا نکاح جو نابالغ ہو کر نکاح کے۔ اگر وطن مطلقہ کا دارا کھب ہو تو صغیر کا لیجانا جائز نہیں لیکن اوس حالت میں کہ زوج اور زوجہ دونوں کا فرستاسن ہوں۔ نکاحوں سے شہر کی طرف لیجاوے تو جائز ہے کیونکہ صغیر کو شہر میں سلیقہ حاصل ہوتا ہے اور بالکمال سکے درست نہیں۔ اور یہ حکم لیجانیکا صرف مطلقہ مان کے حق میں ہے سوائے اوسکے اور کوئی قادر نہیں کہ بلا اجازت باپ کے لیجاوے۔ اسی طرح جب تک صغیر مان کی پرورش میں ہے باپ بھی بدون رضا مندی مانکے شہر سے نہیں لیجا سکتا۔

(۱۵۸۸) اگر زوج نے بوجہ نکاح ثانی مطلقہ کے اپنا لڑکا لیا تو اوسکو سفر میں لیجانا جائز ہے تا عود حق حضانت مطلقہ یعنی طلاق زوج ثانی کے۔ اور اگر ثانی موجود ہوگی تو سفر میں لیجانا جائز نہ ہوگا شہر نکاح میں پرمان سے منقول ہے کہ باپ کو لیجانا صغیر کا قبل استفادہ جائز نہیں بسبب احتمال عود حق حضانت مان کے زایل ہونے مانم یعنی نکاح ثانی کے حاشیہ المدنی سراجہ میں ہے کہ جب ساقط ہونی حضانت مان کی اور لے لیا باپ نے صغیر کو تو زبردستی نہیں باپ پر کہ صغیر کو بھیجا کرے مان کے پاس جب کہ مان ارادہ کرے تو روکی نجاوے۔ اور نہ تو دیایا ہے اوستا وخیر الدین ابو علی نے کہ بعد تمام ہونے ایام حضانت کے صغیر کو سفر میں لیجاوے اور عصبیات صغیر یا پر باپ کے ہن صغیر کے پاس رکھنے میں مگر صغیر عصبہ غیر محرم (یعنی پرادہ چاڑاؤ) پاس نہیں رہ سکتی ہے خلاصہ

تا تا حیاتِ نیاہ۔

(۱۵۸۹) خبر الراقین میں ظہیر یہ اور شقی سے منقول ہے کہ مرد نے خدمت سے نکاح کیا بصرہ میں اور وہ لڑکا حبشی بچہ صغیر کو مرد کو فہ میں لگیا اور عورت کو طلاق دی پھر مطالبہ کیا عورت نے صغیر کے پھیر دینے کا۔ تو اگر مرد صغیر کو عورت کی اجازت سے کو فہ میں لگیا ہے تو عورت کہا جائیگا کہ اگر تو چاہے تو وہاں جا کر لے آ اور اگر بے اجازت لگیا ہے تو باپ پر مان کے پاس پہونچا دنیا صغیر کا لازم ہوگا۔ یہ طرح اگر صغیر کو اس کے مان کے ساتھ لگیا تھا تو پھر مان کو کو فہ سے بصرہ روانہ کر دیا پھر اس کو طلاق دی تو بھی مرد پر لازم ہوگا پہونچا دنیا صغیر کا مان کے پاس۔
حاشیہ المدنی۔ واللہ اعلم۔

باب النفقة

یہ باب ہے احکام نفقہ کے بیان میں

(۱۵۹۰) نفقہ لغت میں اس کو کہتے ہیں جس کو آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے اور اصطلاح شرع میں عبارت ہے طعام اور لباس اور مکان سکونت سے یہ معنی امام محمد سے منقول ہے۔ میں کہانی منع الفخار اور عرف میں نفقہ فقط طعام ہی کو کہتے ہیں۔

(۱۵۹۱) نفقہ ایک کا دوسرے پر چار سبب سے واجب ہوتا ہے ایک زوجہ ہونے سے دوسرے قرابت سے تیسرے مالک ہونے سے چوتھے غیر کی منفعت کے واسطے مجبوس ہونے سے مثلاً نفقہ منقہ اور تاضی اور زکوٰۃ کی تحصیل کے عامل اور وصی اور

مجاہدین کا ان لوگوں کا نفقہ اسوجہ سے واجب ہے کہ یہ صدقات مسلمین کی کارسازی میں مصروف و محبوس رہتے ہیں وصی نابالغ کی جائداد کے اہتمام میں رہتا ہے مجاہدین دفع اعداء دین پر شام و مسعد رہتے ہیں اپنی تلاش معاش نہیں کر سکتے اور اور وجوب نفقہ کا قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔

(۱۵۹۲) زوج پر زوجہ منکوحہ نکاح صحیح کا نفقہ واجب ہے اگرچہ زوج نہایت صغیر اور محتاج ہو لیکن بچات صغر ستی زوج سو وقت صغیر زوج کے باپ پر ہو گا جب کہ وہ نفقہ کا ضامن ہوا ہو۔ زوج مسلمہ ہو یا کتابیہ کبیرہ ہو یا ایسی صغیر جو قابل وطی یا تقبیل و مساک ہو یا مخنونیہ یا محتاج ہو یا مالدار مدخولہ یا غیر مدخولہ مثلاً زوجہ کی شہر گاہ میں بڑی یا گوشت زائد ہو یا ایسی کبیرہ ہو کہ قابل وطی نہ ہو یا بسبب فہر مجمل کے وطی پر قادر نہ ہونے دیتی ہو اگرچہ مدخولہ ہو چکی ہو۔ بالاتفاق۔

(۱۵۹۳) اگر فدا نکاح کا ظاہر ہوا اس طرح کہ وہ مستعدہ نکلی یا بطلان نکاح ظاہر ہوا اس طرح پر کہ منکوحہ رضاعی بہن نکلی تو مرد اس نفقہ کو پیر لے کیونکہ یہ دونوں شرعاً زوجہ نہیں لہذا انکا نفقہ بھی نہیں لیکن شبلی نے کہا کہ نکاح فاسد میں نفقہ پیر لینا جائز ہے بشرطیکہ حکم قاضی مقدر ہو اور اگر حکم قاضی زوج نے خود نفقہ دیا تو رجوع جائز نہیں کذا فی العالمگیریہ وحاشیہ المذنی اور نکاح فاسد میں عورت عدت گزار ہی نہ نکاح باطل بن کیونکہ وہ زنا ہے اور زنا میں عدت نہیں

(۱۵۴۱) زوجہ صغیرہ کا نفقہ زوج پر واجب نہیں اس واسطے کہ مانع وطی بجانب زوجہ ہے اس طرح اگر زوجین صغیرہ ہوں گے تو بھی زوجہ کا نفقہ واجب نہ ہوگا۔

(۱۵۴۴) سبب وجوب نفقہ زوجہ اور غلام اور تاضی وغیرہ کا احتساب اور قید ہے کہ بسبب اوسکے یہ لوگ تلاش معاش نہیں کر سکتے لہذا واجب ہوا نفقہ زوجہ کا زوج پر غلام کا مالک پر قاضی وغیرہ کا بیت المال میں وصی کا موصی لہ کے مال میں

(۱۶۰۰) واجب ہے نفقہ موافق حال زوجین کے اسی پر فتویٰ ہے کہ ذاتی المہر یا نہ تو اگر زوجین قدرت واسلے ہوں تو نفقہ فراخی کے ساتھ واجب ہے اور اگر دونوں مفلس ہیں تو تنگی نفقہ کی لازم ہے اور اگر زوج کم قدرت والا ہے اور زوجہ مقدرہ والی ہے تو زوج پر بقدر مجدور کے فی الحال دنیا ہوگا اور باقی نفقہ زوج پر دین ہوگا بوقت قدرت اوسکو ادا کرے اور اگر اس کے بالکس ہو یعنی زوج زیادہ مقدر والا ہو اور زوجہ محتاج ہو تو نفقہ متوسط واجب ہوگا یہ ضرور نہیں ہے کہ جیسا آپ لکھا دے وہاں ہی زوجہ کو کھلاوے لیکن مستحب ہے کہ اپنا سا کھانا زوجہ کو بھی کھلاوے کہ ذاتی المہر۔

(۱۶۰۱) نفقہ زوجہ کا واجب ہے اگرچہ اپنے باپ کے گھر ہو یا کسی اور جگہ رہے۔ طالبہ نکاح ہو اور سسرال میں رہے مستباح ہے مفاد ہذا اسی پر فتویٰ ہے کہ ذاتی منہج اللہ پر اور اگر زوج اپنے گھر میں رہتا ہو اور وہ ذاتی ہو یا سسرال میں دونوں میں خلوت

نہ ہوتی ہو تو نفقہ واجب نہیں یہ سبب عدم تسلیم کے لیکن اگر ایسی
 بیمار ہو کہ دوا و شہرہ میں نہ آ سکتی ہو تو نفقہ واجب ہو گا مگر دوا
 اجرت طبیب و صاف کی واجب نہیں کذا فی العالمگیر یہ۔
 (۱۶۰۲) زوج پر بارہ عورتوں کا نفقہ واجب نہیں۔ زوجہ مریدہ
 کا۔ اوشس عورت کا جس نے زوج کے ولد یا والد کا بشہوت بوسہ لیا ہو
 منکوحہ نکاح فاسد کا۔ منکوحہ عدت فاسد کا۔ اوشس لونڈی کا جس کے
 مولیٰ نے علیحدہ رہنے کے واسطے مکان نہیں دیا زوجہ صغیرہ کا جو
 لایق وطی و خدمت و مساس کے نہیں۔ ناشہزہ کا یعنی اوش
 عورت کا جو زوج کے گھر سے ناحق بلا عذر شرعی نکل گئی اوش وقت
 نکاح کہ زوج کے گھر میں آوے اگرچہ زوج مسافرت میں ہو بخلاف
 امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک اگر ناشہزہ کا زوج سفر کرے اور
 وہ اوشکے پیچھے گھر میں آوے تو نفقہ اوشکا واجب نہ ہو گا تا وقتیکہ
 زوج گھر میں نہ آوے کذا فی مائتہ المدنی۔ اوشس عورت کا
 جو اپنی ذات را نکو تسلیم کرے نہ دن کو یا بالکس اسکے یعنی دن کو
 تسلیم کرے اور رات کو نہ کرے یہ سبب نقصان تسلیم کے کذا فی
 المجتبیٰ۔ اوشس عورت کا جو مقید ہو اگرچہ بظلم معتد ہو مگر جب کہ
 زوج نے خود ہی اپنے قرض کی وجہ سے قید کیا ہو یا قید خانہ میں
 اوش تک ہو بچکرتا در ہوتا ہو کذا فی بصیرہ تو نفقہ واجب ہو گا۔
 اوشس بریضہ کا جو بعد نکاح کے بہت مرض میں زوج کے گھر میں آسکتی
 ہو اگرچہ اسے سے انکار نہ ہو یہ سبب عدم تسلیم کے کذا فی البحر۔
 اوشس عورت جسکو زبردستی خریدنے چھین لیا ہو لیکن امام ابو یوسف

کے نزدیک اگر مقصود یہ رضامندی خود نہ غصب ہوتی ہو تو اوسکا
نفقہ واجب ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔ اوس عورت کا تا ویسی
جو حج کرنے گئی ہو اور زوج ساتھ نہیں اگرچہ کوئی اور محرم ساتھ
ہو یہ سبب عدم احتباس کے لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک
اگر حج فرض ہوگا تو زوج پر نفقہ واجب ہوگا اور اگر زوجہ زوج
کے ساتھ حج کرنے گئی تو زوج پر فقط حضر کا نفقہ واجب ہے نہ
سفر کا اور نہ کرایہ سوار کیا۔ کذا فی الدرر۔

(۱۶۰۳) نشوز لغت میں عبارت ہے ناموافقیت اور نافرمانی

زوجہ سے اور اصطلاح فقہ میں عبارت ہے خروج ناحق اور منع
نفس سے ہذا التفسیر منقول وعن الخاف کذا فی البحر۔

(۱۶۰۴) اگر زوج اور زوجہ میں نشوز میں اختلاف ہو تو زوجہ

کا قول مع الیمن مقبول ہوگا مثلاً زوج نے دعویٰ کیا نشوز زوجہ
کا اور گواہ نہیں اور زوجہ منکر ہے نشوز کی تو اگر زوجہ اپنے نکاح
پر تم کھالیوے تو اوس کا قول معتبر ہوگا اور زوج پر زمانہ نشوز
کا نفقہ واجب ہوگا۔

(۱۶۰۵) ساقط ہوتا ہے یہ سبب نشوز کے نفقہ مفروضہ نہ مقروضہ

نقل اصح میں یعنی اگر نہ وجہ کا نفقہ کچھ شرط نہ پا گیا ہو اور چند ماہ
اوپر گزر گئے اور اوس نے نہ پایا اور گھر سے نکل گئی تو وہ نفقہ
مفروضہ ساقط ہو گیا اور اگر بحکم قاضی یا باجائز زوج اُسے
نفقہ مترض لیا اور پھر نکل گئی تو یہ ساقط نہ ہوگا اور زوج کو
دنیا پڑیگا اور یہی حکم ہے موت کا خواہ زوج مر گیا ہو یا زوجہ کہ

نفقہ مفروضہ بعد موت اجداد زوجین کے ساقط ہو جاوے گا نہ مفروضہ
کذا فی حاشیہ المدنی ناقلًا عن الذخیرہ۔

(۱۶۰۶) اگر کسی کی زوجہ گھر میں وطی کرنے سے مانع ہو تو نشوز
ہوگا اور زوج پر نفقہ واجب ہو یہ سبب عدم خروج کے کیونکہ ظاہر
حال قدرت پر دلالت کرتا ہے چنانچہ باکرہ کی وطی نہیں ہوتی مگر
زبردستی سے کذا فی الزیلعی۔

(۱۶۰۷) اگر کوئی عورت اپنے ذاتی مکان میں ہو اور زوج کو
اپنے نہ آنے دے تو یہ ناشزہ ہے اور اس کا نفقہ زوج پر واجب
ہوگا اس واسطے کہ اگر حشر و حقیقی نہیں ملے حکمی ہے لیکن اگر زوجہ
اپنے ذاتی گھر میں رہتی ہو اور زوج سے لے کہ مجھ کو دوسرے مکان
میں ٹیکھل میں یہاں نہ ہونگی اور زوج نے توقف کیا اور زوج نے
اس حالت میں اپنے پاس آنے سے منع کیا نفقہ ساقط نہ ہوگا
اور اگر اس مکان میں جسمین زوج نقل مکان کا ارادہ رکھتا ہے
شبہہ ہو معلوم نہیں حلال مال سے بنا ہے یا حرام سے مثلاً مکان
بادشاہی اور عورت وہاں جانے سے انکار کرے تو وہ ناشزہ ہے
یہ سبب نہ معتبر ہونے شبہات کے ہمارے زمانہ میں بخلاف اسکے
کہ زوج کے ساتھ غضب کے مکان میں رہی پھر معلوم ہو کہ یہ
مکان غضب کیا ہوا ہے سو وہاں سے نکل گئی تو ناشزہ ہوگی
اس واسطے کہ بعد شرعی نکلی یا زوج غضب کے گھر میں ہے اور
وہاں زوجہ کو بلایا اور اسے جانے سے انکار کیا تو وہ ناشزہ
نہیں اور بقول مفتی بہ زوج پر نفقہ واجب ہوگا کیونکہ بلا مرضی

زوجہ کے جائز نہیں کہ زوج سفر میں بلجاوے۔ یا زوج سفر میں
 سے اور اسے ایک اجنبی نامحرم کو بھیجے تاکہ زوجہ کو اپنے ساتھ
 لے آوے اور اسے اس کے ساتھ جانے سے انکار کیا تو بھی
 وہ ناشترہ نہیں اور اس کا نفقہ زوج پر واجب ہے کیونکہ نامحرم
 کے ساتھ عورت کو سفر کرنا جائز نہیں لیکن اگر سفر سے کم مدت
 ہے یعنی دو یا تین دن کی راہ ہے اور نامحرم کے ساتھ جانے سے
 انکار کرے تو نفقہ ساقط ہو گا کذا فی حاشیہ المدنی ہیطرح اگر
 کسی شریف آدمی کی زوجہ نے دودھ پلانے کی نوکری کر لی اور
 گھر سے باہر نہیں جاتی وہیں دودھ پلاتی ہے اور زوج عار کرتا ہو
 تو بقول بعض ناشترہ ہے یہیں دلیل کنفقہ اس کا زوج پر واجب
 ہے پھر وہ کیوں زوج کو تنگ و عار لگاتی ہے اور بقول بعض ناشترہ
 نہیں۔

(۱۶۸) انکار کیا عورت نے چکی پیسنے اور روٹی پکانے سے
 نواب دیکھنا چاہے کہ زوجہ اون لوگوں میں سے ہے جو ایسے کام
 نہیں کرتے چنانچہ عمدہ خاندان رئیس زادی یا کہ زوجہ ہر چند کہ
 امیر زادی نہیں لیکن اس کو ایسی بیماری ہے کہ کھانا پکانا نہیں سکتی تو
 زوج پر واجب ہے کہ اس کو پکا پکا یا کھانا تیار دیوے اور اگر
 زوجہ اون لوگوں میں سے ہو جو اپنا کام آپ کرتے ہیں۔ اور
 آٹا پیسنے اور پکانے پر قادر ہو تو زوج پر پکا تیار کھانا دینا واجب
 نہیں بلکہ اس کو اتاج دیوے کہ وہ پیس پکا کر کھا لیوے لیکن مجبور
 نہ کیا دیگی اور بحالت انکار زوج دال سالن ندیوے کہ اذنا

السنخسی شیخ رحمتی نے کہا کہ سنخسی کا یہ مطلب ہے کہ بکا یا ہوا
 سالن نہ دیوے بلکہ دودھ کھنی دے تاکہ رولی شجوبی نکھاسکے کذا
 فی حاشیہ المدنی اور زوجہ کو جائز نہیں کہ پیسے پکانے کی اجرت
 لیوے یہ سب واجب ہوئے ان اعمال کے اوپر یا اعتبار
 دیانت کے۔

(۱۶۰۹) واجب بین زوج پر آلات پسنے کے جیسے چکی سل
 بٹہ پانی پینے اور کھانا پکانے کے برتن مثلاً گوزہ گڑاٹکا ہنڈیا
 دوتی اور باقی سامان گھر کا جیسے چٹائیاں چار پائیاں عمدہ دری
 شطرنجی اور وہ چیز جس سے عورت کے بدن کی صفائی ہو
 اور میل چھوٹے جیسے گنگھی لھل صابون وغیرہ اور وہ چیز جو غسل
 گتہ کی کو دور کر دے اور چٹائیاں زوجہ کی اور پانی جس سے زوجہ
 اپنے کپڑے دھو لے اور غسل کر لے اور وضو کر لے لکڑیاں
 جلانے کی تیل چانگکا اور اسقدر خوشبو جس سے بدن کی
 بساند دور ہو جاوے اور پوشاک ہر نصف سال میں ایک بار یعنی
 سال میں دو جوڑے کپڑے یہ سب سچہ حاجت کے باعتبار گرمی
 اور سردی کے کہ لمبی گرمی کی پوشاک جاڑے میں کام نہیں آتی اور
 جاڑے کی گرمی میں۔ لہذا ایک سال میں دو بار پوشاک کی حاجت
 ہوتی اور ظہیر یہ میں منقول ہے کہ امام محمد نے پوشاک عورت کی
 سال بھر کا یوں بیان کی ہے کہ دو درج یعنی کرتہ اور دو خار یعنی وہ کپڑا
 جو سر پر اوڑھا جاوے اور ایک ملحفہ بمضون کے نزدیک بڑی چادر کو
 کہتے ہیں جو تمام بدن کو لپیٹ لے اور بمضون کے نزدیک شجوبی

کے کپڑے کو کٹے ہیں اور موسم سرما میں عورت کو لحاف تو شک
 دیا جاوے سوائے اوس لحاف و تو شک کے جس میں زوجین باہر
 ملکر لمٹے ہیں لیکن اگر قبل مدت کے کپڑے پیٹ گئے تو
 اگر اوسنے موافق عادت کے احتیاط مناسب کی اور پیٹ گئے تو زوج
 پر اور پوشاک دینا واجب ہوگا اور خلاف عادت بے احتیاطی سے
 پہنتی رہی اور پیٹ گئے تو زوج پر تہی پوشاک دینا واجب نہیں رکذا
 فی العالمگیریہ ناقلاً عن الجوهرہ اور مناسب ہے زوج کہ نفقہ خود خرید
 کر کے دیدیوے تاکہ عورت کو باہر نکلنے کی احتیاط نہ پڑے اور جائز
 ہے اگرچہ بعد معین کرنے قاضی کے ہو کذا فی الخلاصہ تلمذ و اور
 زینت کی چیز اور خوشبو زوج پر واجب نہیں مثلاً سرمہ خضاب خطر
 اوسکا اختیار ہے یا ہے دیوے یا نہ دیوے اور علاج بیماری کی
 اجرت طلب اور فضا د اور نہ کھنے لگانے والے کی زوج پر نہیں
 (۱۶۱) اگر قاضی کو ظاہر ہو کہ زوج کسی کا نفقہ نہیں دیتا ہے تو
 اگر قبل اسکے قاضی نے نفقہ معین نہ کر دیا ہو تو اس عورت کا نفقہ
 مقرر کردے بشرطیکہ عورت کی درخواست ہو اور زوج موجود ہو
 اس واسطے کہ عاتب پر حکم کرنا جائز نہیں اور اگر بعد معین کر دینے کے
 نہ بیامسوم ہو تو حکم کرے تاکہ زوج عورت کو نفقہ دیوے اگر شکا
 کرے عورت اس کے ٹالنے اور نہ دینے کی بشرطیکہ زوج سخی اور صاحب
 دستہ خوان ہو اور اگر زوج سخی اور صاحب دستہ خوان ہے کہ بہت لوگ
 اوسکی کنالہ و خیم کے سبب سے اوسکے دستہ خوان پر کھاتے
 ہیں تو قاضی نفقہ کا حکم نہ دیوے اس واسطے کہ عورت کو بھی اختیار

ہے بلا اجازت زوج کے کھانے میں سے کھانا کھا لیسے اور
 کپڑے میں سے کپڑا میں لے کر بچھ اگر بعد حکم و سپیٹہ نفقہ والا قاضی
 کے زوج سرکشی کرے تو قاضی اسکو قید کرے اور قید ہوئیے
 ایام حبس کا بھی نفقہ ساقط نہ ہو گا کذا فی الخلاصہ اور قاضی نہیں مہیا
 نفقہ میں ہر شخص کی حالت کا لحاظ کر لیسے چنانچہ پیشہ ور کیواسطے
 ایک دن کی مدت مقرر کرے کہ زمیندار اور کاشتکار کے واسطے ایک
 سال کی اور سوداگر اور نوکر کہ ماہوار تنخواہ پاتا ہو ایک مہینہ کی
 کیونکہ پیشہ ور ہر روز کماتے ہیں اور ہر روز کھاتے ہیں بخلاف
 زمیندار اور کاشتکار کے کہ وہ سال بھر کا نفقہ دیکتے ہیں اور جائز
 ہے زوج کو کہ اگر مہینہ یا سال کی مدت مقرر ہوئی ہو تو ہر روز نفقہ
 دیدیا کرے

(۱۶۱۱) اگر کسی زوجہ مہینہ بھر کے نفقہ یا زیادہ کا ضامن بخونی
 غائب ہوئے زوج کے طلب کرے تو ابو یوسف کے نزدیک جائز
 ہے حتیٰ کہ اگر بمقام عمر کے نفقہ کا ضامن طلب کرے تو بھی جائز
 ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ بچہ اس سے ضامن لیا جاوے
 کذا فی فتوح القدیر اور اسی پر بانی دیون کو بھی میثاق کرنا چاہیے
 تو جس دیون کے غائب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سے ضمان
 لیا جاوے اور اسی پر بعض فقہائے فتویٰ دیا ہے تو اگر کوئی کفیل
 ہو اور زوج کا اور کہا کہ میں ہر مہینہ میں زوج کی طرف سے اس قدر نفقہ
 یا انج ہمیشہ دیا کروں گا تو یہ ضمانت دائمی ہوئی بالانفاقی سبط
 ضمانت دائمی ہوگی نزدیک ابو یوسف کے اگر ہمیشہ کا لفظ نہ کہا

فقط اسبقہ رکھا کہ بن ہر مہینہ اثنا دیا کروں گا زوج کی طرف سے
اور اسی قول پر فتویٰ ہے کذا فی بحر الرایق۔

(۱۶۱۳) عورت نے طلب کیا قاضی سے کہ نفقہ معین کر دے

حالانکہ وہ زوج کی مقروض ہے تو نفقہ اور دین یہ دونوں رضامندی
زوج کے باہم مجبرانہ ہوں گے اس واسطے کہ نفقہ دین ضعیف ہے کہ
موت سے ساقط ہو جاتا ہے بخلاف اور دیون کے کہ وہ موت
سے بھی ساقط نہیں ہوتے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی تا قلعہ العجیر

(۱۶۱۴) زوج نے اپنا گھر زوج کو کرایہ پر دیا اور دو لڑکے اس

میں رہے تو کرایہ مرد پر واجب نہ ہو گا۔ لیکن حاشیہ اشباہ و نسیج ہے

کہ فتویٰ اس روایت کے مخالف ہے یعنی زوج پر کرایہ واجب ہی

(۱۶۱۵) زوج نے وطی کی زوجہ سے اوس شخص میں جس میں وہ

کرایہ رہتی تھی پھر عورت سے بعد ایک سال کے مثلاً کرایہ کا مطالبہ

ہو اس واسطے زوج سے کہا کہ میں تجھ کو حبس دیکھی ہوں کہ یہ مکان

کرایہ کا ہے اور کرایہ تیرے ذمہ ہو گا تو زوج پر کرایہ لازم نہ ہو گا

زوجہ ہی پر لازم ہو گا اس وجہ سے کہ کرایہ ٹھہرا نبوالی وہی نہ زوج

کذا فی البزار یہ لیکن اگر زوجہ بدو ن اجارہ کے مکان وقف یا مکان

یتیم یا اوس مکان میں جو غدر رکھنے کے واسطے تیار ہوا ہے

تو اس کا کرایہ زوج پر لازم ہو گا اس واسطے کہ عقد اجارہ زوجہ

نے نہیں کیا اور سکنی زوجہ کا زوج پر لازم تھا لہذا زوج کو اجرت

دینا لازم ہوا۔

(۱۶۱۵) قاضی نے سو اسے نفقہ زوجہ کا نقد رگرائی اور رنائی

غلم کے اور نہ اندازہ کرے نفقہ کا دراہم اور ونا میر سے کذا فی
الاختیار لیکن بحر الرقی بین محیط اور مجنبی سے منقول ہے کہ اگر
قاضی چاہے تو نفقہ کو قسم قسم مقرر کرے مثلاً گیہون اتنے اور
گوشت اتنا اور گھی اتنا اور دال اتنی خواہ ہر روز کی تقدیر کرے
یا عینہ کی یا سال کی غلی حسب المراتب یا اقسام یا کولات کی قیمت
دراہم سے ٹھہرا دے پھر مجموعہ کا اندازہ دراہم سے اور زوج کو حکم
دے کہ ہر عینہ یا ہر سال اتنے روپیہ زوجہ کو دیا کرے۔

(۱۶۱۶) قاضی نے زوجہ کا نفقہ معین کر دیا لیکن اس نے سخت
کی اور جمع کرنے کی طمع سے کم کما یا یا کم پوشاک پہنی تو جائز ہے زوج
کو اس امر کی قاضی کے پاس نالاش کرے کہ زوجہ کو حکم دیا جاوے
کہ اس میں سے اچھی طرح سے کھایا کرے جو اس کے لیے مقرر ہو گیا
ہے مبادا کہ نہایت ضعیف اور ذیلی ہو جاوے کہ زوج کیواسطے
مضر ہے کہ لائق زنجیت اور شہوت کے نہ رہے گی اور نالاش
کرنے کے عہدہ پوشاک نہیں پہنتی سیلی کچلی رہتی ہے اس واسطے کہ
سنگار کرنا زوج کا حق ہے جس طرح کہ عورت کو مرد کیواسطے زینت
کرنا لازم ہے اوس طرح مرد پر واجب ہے کہ عورت کے واسطے
زینت شرعی کرے یعنی حجامت بنوانا موچون کا کتر وانا موے
زبار کا مونڈ بننا غسل کرنا موافق مقدور کے کپڑے پہنا اس واسطے
کہ جب عورت یا مرد بے سلیقہ ہونگے اور ترک زینت کریں گے تو
دوسروں کو خواہ مخواہ نفرت ہوگی اور غیروں کی طرف نظر
جانے لگے گی پھر وہ فساد ہونگے کہ خدا پناہ میں رکھے کذا فی

حاشیہ الطحاوی۔

(۱۶۱۷) اگر عورت لباس مذکورہ الصدر کی درخواست کرے تو قاضی مقرر کر دے اور بلا درخواست مقرر نہ کرے کیونکہ یہ حق سے زوجہ کا کہ بدون اس کی خواہش اور نالش کے حاکم پر مقرر کرنا لازم نہیں۔

(۱۶۱۸) مختلف ہوتی ہے خوراک اور پوشاک باعتبار مقصد اور اخلاص اور موسم ملک کے کذا فی الاختیار تو مقدور ہے پر اس کے مواہی خوراک و پوشاک زوجہ کی واجب ہے اور مفلس پر اس کے موافق اور گرمی میں گرمی کے موافق اور سردی میں سردی کے موافق جیسی جس ملک کی عادت ہو اور رواج ہو بشرطیکہ مخالف شرح نہ لایا ہو۔

(۱۶۱۹) اگر زوجہ زوج کے پاس بدون اس قدر جہیز کے پہنچا جاوے جو اس کے مناسب حال ہے تو زوج کو زوجہ کے باپ پر نقد مال کا مطالبہ کرنا پہنچتا ہے مگر اس صورت میں مطالبہ نہیں جب زوج چند مدت تک چپ ہو رہے۔ تو جب کہ مطالبہ جائز ہوا تو اگر جہیز میں زوجہ کے ساتھ فرشتے اور خردوت آئے تو زوج پر ان سے منتفع ہونا اور استعمال کرنا حرام نہ ہو گا اس واسطے کہ ہمارے ملک میں مرد زیادہ عین کر سکتے ہیں واسطے کثرت جہیز کے اور بیشک جو چیز مروج اور معروف ہے وہ مشروط کی برابر ہے۔ لہذا قابل عمل کرتے کے۔ کذا فی نہد الفائق لیکن صاحب نہد کے کلام پر مشیون نے بہت گفتگو کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

جہان بالیقین اسکا رواج ہو کہ مہر مقرر کرے یا نہ کرے۔
 کیونکہ اس کے کچھ اور دینے ہوں مثلاً مہر و ہان کا سودرم ہے سو زوج
 نے دو سودرم دیئے سو مہر کے اور سو جہیز کے سو اگر زوجہ کے
 باپ نے موافق سودرم کے جہیز دیا تو البتہ زوج کو استعمال کرنا
 اسباب جہیز کا بدوین رضا مندی زوجہ کے بھی جائز ہے اور اگر باپ
 اور سکا جہیز نہ دے یا سودرم سے کم دے تو البتہ اس صورت میں زوج
 کو زوجہ کے باپ سے نقد مال کا مطالبہ پہنچا ہے اگر ایسا موصول
 اور رواج نہ ہو تو جہیز کے اسباب کو اپنے صریح میں لانا بدوین
 اجازت زوجہ کے جائز نہیں اس واسطے کہ مالک جہیز کی زوجہ ہے
 نہ زوج ہان زوجہ کو البتہ اپنے باپ سے مطالبہ مہر کا اختیار ہی
 اگر وہ زوج سے ہر لیکھا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی۔
 (۴۴۰) طلب کرنا مقدار نفقہ کا زوج کے حضور میں یہ دعویٰ
 ہے اور بعد دعویٰ کے مقرر کر دینا قاضی کا حکم ہے۔ اور یہ حکم
 یا تراخی طرفین کے نفقہ دین ہو جاتا ہے۔ پس اگر بعد حکم یا تراخی
 طرفین کے زوج نفقہ نہ دے گا تو ساقط نہ ہو گا مدت گزرنے سے بلکہ
 ایام گذشتہ کا نفقہ دنیا لازم ہو گا اور تا بقائے نفاذ جاری رہے گا
 بشرطیکہ یہ سبب مانع یعنی ثبوت کے ساقط ہو جاوے کذا فی نہر وجہ
 کتاب القضاء لہذا فقہائے کہا ہے کہ قبل از حکم قاضی یا تراخی طرفین
 کے ایرافقہ کا باطل ہے کیونکہ ایرا ہو تا ہے دین میں اور نفقہ دین
 نہیں ہو تا بدوین حکم قاضی یا تراخی طرفین کے حاشیۃ المدنی خواہ
 تدریجین درم ہوں خواہ از حشم طعام مثل گندم و گوشت وغیرہ کے

تو بابت ایام ماضیہ قبل فضا یا رضا کے زوج پر کچھ لازم نہ ہوگا اور بعد فضا یا رضا کے جس قدر عورت جرح کر ملی او سکو زوج سے پھیر لیگی اگرچہ اپنا ہی مال خرچ کیا ہو یہ دون حکم قاضی کے۔

(۱۶۲۱) اگر زوجین میں اختلاف ہو مدت میں یعنی عورت کے کہ قاضی نے دو مہینہ سے نفقہ مقرر کر دیا ہے اور مرد کے کہ ایک مہینہ سے تو قول مرد کا معتبر ہوگا اور گواہ عورت کے مقبول ہونگے

(۱۶۲۲) اگر قاضی حنفی نے مقدار نفقہ کی مثلاً نفقہ مقرر کر دی تو بعد اسکے قاضی شافعی کو بتوین (یعنی قلیل بقدر ضرورت) کا حکم کرنا جائز نہیں۔ اس بطرح اگر قاضی شافعی حکم بتوین کر چکا ہو تو اب قاضی حنفی کو خلاف اس کے حکم کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر زوج اور زوجہ بعد تین مقدار نفقہ کے راضی ہو گئے کہ زوجہ زوج کے ساتھ بقدر ضرورت کھاوے تو باطل ہو جاوے گی مقدار مہینہ قاضی کی۔ پھر اگر زوجہ ناراض ہو گئی زوج کے ساتھ کھانے سے تو نفقہ مفروضہ پھر عود کر لیا کیونکہ حکم قاضی کا مادام النکاح جاری ہے عارضیہ المدنی۔ مراجعہ میں ہے کہ اگر عورت کی پوشاک میں درم مقرر ہو گئے اور وہ راضی ہو گئی اور موافق اسکے حکم قاضی بھی ہو گیا تو اب عورت کو اوسے سے پھرنا اور پوشاک میں کچھ اطلب کرنا درست ہے۔

(۱۶۲۳) فقہانے کہا ہے کہ نفقہ مفروضہ سے جس قدر بچر نہیگا وہ عورت ہی کا مملوک ہے نفقہ آئندہ میں مجبرانہ ہوگا مثلاً قاضی یا زوج نے دس درم نفقہ ماہ رمضان کا مقرر کر دیا اور عورت نے پانچ درم میں رمضان بسر کیا تو پانچ درم بقیہ کی عورت مالک ہے قاضی شوال

کے پورے دس درم کا حکم کرے گا۔ لیکن سوا سہ زوجہ کے اور قرابتداروں کے نفقہ میں سے جو بچہ ہو گا وہ مگر کیا جاویگا اگر عورت فضول خرچی کر کے مہینہ بھر کے خرچ کو دس دن میں صرف کر دے یا نفقہ چوری یا گم ہو جاوے تو زوج پر دنیا لازم نہ ہوگا اسبطح اگر قاضی نے سال بھر کی پوشاک زوجہ کو دلا دی اور باج مہینہ میں کپڑے پہٹ گئے تو قاضی دوسری پوشاک نہ دلاویگا۔ لیکن اگر پوشاک باوجود احتیاط استعمال موافق عادت اور رواج کے پھٹ گئی ہو یا کہ عورت نے اوس پوشاک کے ساتھ اپنی دوسری پوشاک استعمال کی اور دو لون سال کے اندر بارہ ہو گئیں تو اوسکے واسطے دوسری پوشاک مقرر کی جاوے گی کیونکہ دو لون صو، لون میں بجز قاضی کی خطا ظاہر ہو گئی حاشیہ المہ فی۔

(۱۶۲۷) صلح کی زوجہ نے زوج سے عوض نفقہ مہینہ کے چند درم پر بچہ دعویٰ کیا کہ مجھے اسقدر درم کفایت نہیں کرتے تو قاضی دعویٰ پر نظر کرے۔ اگر دسہم کافی ہوں تو دعویٰ نہ سنے ورنہ بقدر کفایت زیادہ کرے۔ اگر بقدر صلح کے رد عذر اپنی بہتدوری کا کرے تو اس پر کچھ التفات نہ ہوگا اور صلح لازم ہوگی کیونکہ مصالحہ پر راضی ہونا دلیل ہے اس کے قادر ہونے پر مگر اس حال میں کہ بدل یا وے ترخ غلہ کا اور قاضی معلوم کر لے کہ جب قدر پر صلح ہوئی اوس سے کم پر نفقہ عورت کو کفایت کرتا ہے۔ یا کہ بقدر زوج کی لوگوں سے پوچھ کر معلوم کر لے تب نفقہ بقدر کفایت عورت یا بقدر اوسکی طاقت کے مقرر کر دے شرح غانیہ بکوالا بق

عن وحیدہ رجب قاضی نفقہ عورت کا مقرر کر دے پھر نکہ کران
یا ارزان نہ ہو جاوے تو اس کو بدل ڈالے مائتہ المدنی عن
بحر الرایق عن ظہیر یہ۔

حکم کیا قاضی نے زوج پر نفقہ افلاس کا سبب مفلس ہونے پر
کے پھر زوج مالدار ہو گیا اور عورت مفلس رہی اور چھوڑا کیا عورت
نے نفقہ بین تو قاضی پور کر دے نفقہ موافق مقدمہ زوج کے۔
یعنی نفقہ متوسط (آئندہ کے واسطے نہ زمانہ ماضی کے واسطے
حاشیہ المدنی۔

(۱۶۳۵) ساقط ہوتا ہے نفقہ مفروضہ زوج یا زوجہ کی موت یا
طلاق (رجعی ہو یا باتن) سے ظہیر یہ حانیہ بحر الرایق میں بدلائل عدم
سقوط نفقہ طلاق (رجعی ہو یا باتن) پھر اعتما دیکھا ہے اس مسئلہ
میں مفتی کو غور کرنا چاہیے۔ اگر معلوم ہو کہ نفقہ دینے کے واسطے
ہو دینے طلاق دی ہے تو عدم سقوط نفقہ کا اور اگر زوجہ کی
بیمراضی سے طلاق دی ہے تو سقوط نفقہ کا حکم بافتوی دے۔
مقدس نے بھی امر تامل کو مذکور کیا اور طحاوی نے بھی اسی پر
اعتما دیکھا ہے حاشیہ المدنی۔ اگر یہ مفروض ہوئے نفقہ کے عورت
نے باجائز قاضی نفقہ ترض لیا ہو تو موت یا طلاق سے ساقط
نہ ہو گا قول اصح عن محیط

(۱۶۳۶) جو نفقہ یا لباس پیشگی دیا گیا ہو (خواہ زوج نے دیا ہو
یا پیدہ زوج نے) وہ نہ موت سے پھر سکتا ہے نہ طلاق سے اگرچہ
نفقہ یا لباس سرف نہ ہوا ہو بلکہ بعد موت یا طلاق کے موجود ہو ایسی

پرفتوی ہے منج الفقار عن النخانیہ والفتح۔

(۱۶۳۷) ظاہر الروایت میں نفقہ خادم مملوک زوجہ کا زوج پر واجب ہے (بشرطیکہ زوجہ حرہ ہو جوہرہ) جس پر پوری ملکیت ہو (یعنی ملکیت نہ ہو) اور خادم کو سوائے خدمت مالک کے اور کچھ کام نہ ہو۔ اور زوج مالک نہ ہو گا زوجہ کے خادم کو نکالنے پر الغیہ اگر ایک سے زیادہ خادم ہونگے تو اس کے نکال دینے پر اختیار ہو گا۔ بجز۔ اور نیز زوج مفت و روا لا ہو تو قول اصح میں اظہار تنگی اور افلاس میں قول زوج کا مستبر ہو گا۔ اگر دو لون گواہ لا دین تو عورت کے گواہ زیادہ تر قابل اعتماد ہونگے۔ خاتمہ۔ اگر زوج کے چند لڑکے ہوں جن کو ایک خادم کفایت نکرے تو دو یا زیادہ کا نفقہ بقدر حاجت مقرر کیا جاوے گا بالاتفاق نسخ القدیر۔

(۱۶۳۸) ابو یوسف سے مروی ہے کہ عورت مالدار زوجہ کے پاس پہنچائی گئی بہت خادموں کے ساتھ تو سب کے نفقہ کی عورت مستحق ہو گئی۔ کذا فی البحر عن غایتہ البیان۔ یا حبیبہ میں ہے کہ زوج پر نفقہ ایک خادم کا فرض ہے اور اگر عورت منجملہ اثرائت ہے تو دو خادم کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر الروایت میں نفقہ ایک خادم کا مذکور ہے لیکن فتویٰ ابو یوسف کے قول پر ہے۔ اگر خادم مملوک عورت کا نہ ہو تو زوج پر اس کے واسطے خادم رکھنا لازم نہیں بلکہ خود بازار سے سودا خرید کر لادے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی عن السراجیہ۔

(۱۶۳۹) زوج پر شبل طعام اور لباس سکنی (یعنی ایک کوٹھی

مستقل مع مکان ضروری مشمل یا در چنانہ و یا خانہ کے جو ثانی ہونے پر
اور زوجہ کے او کو لیتا ہے اگرچہ زوجہ کا لڑکا دوسرے شوہر سے
ہے سوائے طفل زوج کے جو جماع کو نہیں جانتا اور زوج کی لونڈی
اور ام ولد کے (زوجہ کا بھی واجب ہے بقدر مال زوجہ میں سے
اسی پرستی دنیا لالین ہوا بھر یا یہ نرانیہ منہ اذکار اور اگر وہ عورت
ہوں تو ہر ایک ایک مکان کا مطالعہ کرے گی۔ زوج کو

دارالقضا سے حکم دیا جاوے کہ زوجہ کو تکیہ نہ دے یا یہ میں سے
جہان وہ گھبراے نہیں فتاویٰ سراج الدین۔ پر عیون سے کہ
اسی گھر قریب ہوں کہ اگر کوئی مصیبت آوے تو اون کو پکار سکے
یا اون سے کلام کر سکے مانتیہ المدنی۔ تو تیس مکان کے گرد پیش
پر و سی لوگ نہیں وہ مکان مسکن نہ ہی نہیں غیر الراقی۔

(۱۶۳۵) اگر زوج فقہ (طعام اور لباس اور سکنتی) زوجہ سے
عاجز ہو یا غائب ہو مالدار ہو اور ایفا حق زوجہ کرے تو حیدائی
تکبجا ویکی دونوں میں۔ اور اگر حکم کرے قاضی حنفی تفریق کا
بسیب افلاس یا غائب ہونے زوج کے بوجہ ضرر زوجہ کے تو
یہ حکم نافذ نہ ہوگا۔ البتہ اگر قاضی حنفی حکم کرے قاضی شافعی کو
اور وہ تفریق کر دے تو نافذ ہوگا بشرطیکہ رشوت ملی ہو اور
اور مامور نے بحر الراقی اور نیزت ضعیفی کو اجازت حاکم کی
ہو فقہ ایض حکم کی لیکن یہ نافذ حکم بقول صحیح حاکم کے افلاس پر
ہوگا نہ زوج غائب کے افلاس پر اگرچہ زوجہ نے گواہ افلاس
غائب پر گزارے ہوں کیونکہ افلاس اور قدرت سریع الحصول

سے شاید بعد تصاویر شاہان، مگر انکار ہو گیا ہو تو یہ حکم نافذ نہیں
 ہوگا۔ مگر تاغی شامی کے نزدیک تو عالمی القاب و زبان جائز ہے
 اچان مشہور و پہنائے ہو گیا ہو اور زبان ثابت نہیں ہو سکتا ہے کہ
 شاید بر وقت تصاویر زوجہ المار ہو گیا ہو عاصیۃ المدنی۔

(۱۷۳۱) یہ تاشی زوج مفلس یا غائب پر نفقہ فرض کر دے
 تو حکم کے تحت تو قرض لینے کا تاکہ نکاح کرے ادا فی کار زوج
 یہ یعنی دارین سے کہدے کہ میں حکم قاضی مسترض لیتی ہوں تو اپنا
 قرض میرے شوہر سے لے لیں۔ اگرچہ زوج زوجہ کے قرض لینے
 سے راضی نہ ہو۔ اگر بدو ان حکم قاضی کے قرض لیگی تو دایں عورت
 سے اچکا اور عورت زوج سے پہر لیگی بشرطیکہ عورت نے تصریح
 کر دی ہو کہ میں زوج پر مسترض لیتی ہوں یا اپنے ولین اسکی نیت
 کر لی ہو۔ لیکن اگر زوج نیت کا انکار کرے کہ تو نے قرض لیتے وقت
 نیت نہیں کی تو زوج ہی کا قول مستند ہوگا مجتبیٰ۔

(۱۷۳۲) قرض دنیا عورت کو اوسپر واجب ہے جسپر نفقہ
 عورت اور اوسکے لڑکوں کا واجب ہوتا۔ بحالت نہونے زوج
 کے جیسے بھائی اور بچا عورت کا اور متد کیا جاوگا بھائی اور بچہ
 اوسکی مانند ہے جب کہ وہ قرض دینے سے انکار کرے کیونکہ
 یہ معروف اور مروج ہے زیلعی والا حشبار۔ اسطرح اگر زوج
 مفلس کی اولاد صغار ہو تو واجب ہوگا نفقہ اولاد صغار کا
 اوسپر جسپر بحالت نہونے باپ کے نفقہ واجب ہوتا مثلاً مان او
 بھائی اور بچا پھر جب باپ صغار کا مقدور والا ہو تو حقیقتاً لگو

کھلایا پنا یا ہو اوس سے پیر سے حاشیہ المدنی
 (۱۶۳۳) خالص غلام جسکے مولیٰ نے اذن دیا نکاح کا اپنی زوجہ
 کے نفقہ میں سمجھا جاوے گا اور اگر بدون اذن شوگر نکاح کی تو اوس
 مطالبہ نفقہ کا بند اوسکی ازادی کے ہوگا۔ اور بدبر اور مکاتب جو
 عاجز نہیں ہو ابدل کتابت سے محنت اور مزدوری کرے گا واسطے
 نفقہ زوجہ کے۔ اور خالص غلام واسطے نفقہ کے اوسوقت بھیجا
 جاوے گا جب اوس پر اسقدر نفقہ مجتمع ہو جاوے کہ وہ اوسکے ادا
 کرنے سے عاجز ہو اور اوسکا مالک اوسکے محض نفقہ پر ذمہ
 واجب نہ ہوگا غلام پر نفقہ زوجہ کا جو لونڈی ہے غلام کے مولیٰ
 کی اور نہ واجب ہوگا غلام پر نفقہ ولد کا اگرچہ زوجہ اوسکی مرہ ہو
 بلکہ غلام کے ولد کا نفقہ ولد کی مان پر واجب ہوگا اگرچہ مان اسکی
 مکاتبہ ہو کیونکہ اسکا تابع مان کا ہے حاشیہ المدنی۔

خالص غلام اپنی زوجہ کے نفقہ میں بار بار بھیجا ویکو تاکہ نفقہ ہر روز
 پیدا ہوتا ہے تو جب اسقدر نفقہ جمع ہو جاوے گا کہ غلام اوسکے دینے
 سے عاجز ہوا تو بی بار بھیجا جاوے گا بخلات دیگر دیوں کے کہ وہ
 حادث نہیں تو اون میں صرف ایک مرتبہ بھیجا جاوے گا نہ بار بار فتح القیہ
 ساقط ہوتا ہے نفقہ غلام کی موت اور قتل ہونے سے قتل

اصح میں۔

(۱۶۳۴) شوگر جو لونڈی را اگرچہ بدبرہ یا ام ولد ہو) کا نفقہ زوجہ پر
 واجب نہیں ہوتا ہے اگرچہ غلام ہو لیکن علیحدہ مکان دینے سے
 (یعنی مالک لونڈی کو پیر کر دے) واجب ہوتا ہے جب کہ مالک

اوس سے خدمت نہ لے۔ اور مکاتبہ تو برابر وہ کہے ہے اوسکے نفقہ کا وجوب جدا مکان ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ اگر مولیٰ دن بھر خدمت لے اور رات کو زوج کے پاس بھیج دے تو نفقہ زوج پر لازم ہوگا۔ اور اگر رات کو لونڈی مولیٰ کی خدمت میں رہے تو رات کا نفقہ مولیٰ پر اور دن کا زوج پر رہے گا عارضیۃ المدنی۔ اگر لونڈی سے کام لیا مولیٰ یا مولیٰ کے لوگوں نے یا علیحدہ مکان دیا اسکو بعد طلاق کے واسطے عدت کے نہ قبل اسکے تو نفقہ اوس کا زوج سے ساقط ہے بلکہ واجب ہی نہ ہوگا۔ لونڈی منکوحہ کا نفقہ ٹھہرانا قبل تفویض زوج کے باطل ہے۔

(۱۶۳۵) منع نکرے زوج زوجہ کو مان باپ کے گھر جانے سے ہر جمعہ (یعنی سات دن) میں ایک بار ریشہ طہیکہ والدین اوسکے پاس نہ آسکتے ہوں۔ اگر باپ لنگڑا ہو یا اوسکو کوئی اور بیماری ہو اور کبھی خدمت کا محتاج ہو تو عورت پر اوسکی خبر گیری اور خدمت واجب ہے اگرچہ باپ کافر ہو اور زوج اوسکی خدمت سے منع کرتا ہوتا ہے القیہ (تو اگر باپ کا کوئی خادم ہو تو اوس پر خبر گیری واجب نہیں) اور اسقدر عصیان زوج عورت ناشنہ نہ ہوگی کہ اوسکا نفقہ زوج پر نہ آئے عارضیۃ المدنی۔ زوج منع نکرے زوجہ کے والدین کو اوسکے پاس آنے سے ہفتہ میں ایک بار اور مان باپ کے سوا دیگر محارم کو جیسے چچا مامون بھائی عم خالہ بہن کو ہر سال میں ایک بار زلیعی مگر زوج منع کرے مان باپ اور محارم کے پاس رہنے اور ٹھہرنے سے کیونکہ اس سے زوج کو گناہ ضرر ہوتا ہے اسی پر فتویٰ ہے خاتہ

محرم کو ہر وقت اختیار ہے کہ عورت سے یا تین کرین اور اسکو
 وکیلین بشیر طیکہ گھر میں داخل نہ ہوں زوج اسکو منع نکاح استھین
 قطع رحم ہو تا ہے ہایہ و اختیار زوج زوجہ کو سات جگہ جانے سے
 منع کرے۔ ماں باپ کے ملنے کو اور اونکی بہن پرسی کو اور اونکی
 ماتم پرسی کو یا اون دونوں میں سے فقط ایک کے ملنے کو یا ایک
 کی بہن پرسی یا ایک کی ماتم پرسی کو یا محرم کے ملنے کو منع الفقار
 (۱۶۳۶) زوج منع کرے عورت کو اجنبی لوگوں میں ملنے سے
 اور اونکی بہن پرسی اور ولیمہ نکاح کے جاتے سے اگرچہ ولیمہ اسکے
 باپ ہی کے نکاح کا ہو یہ سبب احتمال فسادات مجمع ولیمہ کے نکاح
 فی حاشیہ المدنی۔

(۱۶۳۷) زوج کو جائز ہے منع کرنا زوجہ کا چرخہ کلتہ اور ہر کام
 سے خواہ وہ کام اپنے واسطے زوجہ کرتی ہو یا اجنبی کے واسطے
 بطریق احسان کے اگرچہ دالی خبانی یا مردہ شوہر کیونکہ حق زوج
 مقدم ہے فرض کفایہ پر مگر سفر حج مفروض سے منع نہیں کر سکتا
 اگر اوسکے ساتھ کوئی اوسکا خرم ہو۔ اگر کوئی دوسری عورت مردہ
 شوہر ہو تو بدون اجازت نکاح درست ہے بوجہ فرض عین کے اور اگر
 عورت شہزادہ یا نہ ہو تو فرض کے واسطے بھی نکاح درست ہے حاشیہ
 المدنی۔ زوج کو جائز ہے کہ عورت کو مجلس وعظ اور درس میں
 نجانے دے مگر زوجہ کو اوس مسئلہ ضروری کے دریاخت کیواسطے
 بلا اجازت نکاح درست ہے جسکو زوج اوسکا عالم سے سوال کر کے
 دریافت نہیں کر دیا حاشیہ المدنی۔

جائز ہے کہ زوج منع کرے زوجہ کو حمام میں جانے سے مگر نفاس الی اور بیمار عورت کو کیونکہ حمام میں جانا مشروط ہے بدون آرائش اور زیور کے اور اسباب کی کہ کسی کی سامنے کشف عورت نہ ہو اور اس زمانہ میں بالیقین اکثر عورتیں مکشوفہ عورتہ ہو جاتی ہیں تو کچھ اختلاف نہیں عورتوں کے منع کرنے میں حاشیۃ المدنی۔

(۱۶۳۸) نفقہ مقرر کیا جاوے زوجہ اور طفل اور والدین غائبہ (جسکی غیبت بقدر مدت سفر ہو بصیر فیہ زوجہ غائب کے نفقہ بھرائی میں مدت سفر مشروط نہیں عالمگیری فقہیت ضخیمان محیط) کیواسطے اور مانند طفل کے ہے وہ بالغ بیٹا جو لنگڑا ہوا اور یتیمان صغیر ہوں یا کبیرہ۔ نفقہ غائب کے اوس مال پر بھرایا جاوے جو زوجہ اور طفل اور والدین کے حقوق کی صیر ہے ہو مثلاً سونا چاندی اناج یا کپڑا جو اونکے لباس کے مناسب ہو اور جو مال انکے حقوق کے مخالف ہو مثلاً اسباب اور زمین تو اوس میں واسطے نفقہ کے بیچنا ہو گا حالانکہ بالانفا امام اور صاحبین کے غائب کا مال بیچنا جائز نہیں۔

نفقہ غائب کے اوس مال میں مفروض ہو گا جو اون لوگوں کے پاس یا اوس شخص پر ہو جو امانت یا دین کا اقرار کرے۔ اول اونکے پاس کا مال صرف کرایا جاوے گا پھر امانت کا (کیونکہ امانت میں ہلاکی متصور ہے بلا ضمان) پھر دین کا حاشیۃ المدنی۔ تو اگر مال نہ ہو گا تو عورت کے گواہوں پر ماضی نہ نفقہ مقرر کر سیکانہ ثبوت نکاح کا حکم دیگا کیونکہ قضا علی الغائب صحیح نہیں۔ زفر نے کہا کہ جب عورت نکاح کے گواہ گزارنے تو نفقہ کا حکم دیا جاوے گا نہ نکاح کا اسی قول پر

علاج ہو جو حاجت کے اور یہ قول مفتی بہ ہے بحر والنفث ضیخان و مالکیہ یہ وغیرہ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۶۳۹) امانت دار اور مدیون نے زوجہ اور طفل اور والدین کو نفقہ دیا بلا قرض کرنے قاضی کے تو دونوں ضامن ہونگے مال کے اور زوجہ وغیرہ سے نفقہ نہ پھر سکتیگی۔ لیکن بعد حکم قاضی کے اگر امانت دار کے نفقہ دینے سے عورت منکر ہوگی تو قول امانت دار کا مقبول ہوگا اور مدیون کا قول مقبول نہ ہوگا بدون شہادت یا اقرار زوجہ کے بحر (۱۶۴۰) قرض نفقہ کی شرط ہے کہ امانت دار اور مدیون مال ثابت کا استرار کریں اور استرار کریں یہ عورت زوجہ اور طفل بیٹا اور یہ دو شخص والدین غائب کے ہیں تو صرف شہادت نکاح اور قریب نسب سے نفقہ مقرر کیا جاتا ہوگا۔ اور قرض کرنے نفقہ کا حکم ثابت ہے جبکہ قاضی کو علم نہ ہو غائب کے مال کا اور زوجیت اور نسب کا اگر قاضی ایک امر کو جانتا ہو تو دوسرے کے واسطے حاجت اقرار کی ہوگی بدون قسم اور گواہوں کے بسبب نہ ہونے مضمم کے۔

(۱۶۴۱) قاضی ضامن لے زوجہ اور مال کا جو نفقہ بین لیا۔ قول سرخسی سے واجب ہے ضمانت لیا اور قول خصاف سے مستحب ہے صدر الشہید نے وجوب کی تصحیح کی ہے حاشیۃ المدنی۔

(۱۶۴۲) قاضی قسم لے (تیار یا حیات) زوجہ اور ضامن سے کہ زوجہ غائب نے اس کو نفقہ نہیں دیا اور نہ زوجہ نائثرہ ہے نہ ایسی مطلقہ ہے جسکی عدت گذر چکی ہو۔ اس طرح قسم لے والدین اور مالک کے والد بالغ اور جوان بیٹوں سے سوائے صغیر کے حاشیۃ المدنی اگر زوج

عانتیب حاضر ہو کر گواہ گذرانے کہ نفقہ زوجہ کو دیچکا تھا یا زوج گواہ نہ لاوے اور عورت قسم لے انکار کرے تو زوجہ یا اس کے ضامن سے مطالبہ ہوگا نفقہ پھیر دینے کا اگر زوج گواہ نہ لاوے اور زوجہ منکر قسم کھاوے تو عورت اور کھینسل دونوں بری الذمہ ہو گئے۔
حاشیہ المدنی۔ اگر زوجہ نے اقرار کیا دعویٰ زوج کا تو زوجہ سے مطالبہ ہوگا نہ کنیل سے عالمگیریہ عن بدائع۔

(۱۶۴۳) مطلقہ رجعی و بائنہ و بدائتہ بلا فصور مثلاً خیا متحق یا بلوغ یا عدم کفارت کے واسطے نفقہ اور سکنی اور پوشاک (بصورت درازی طہر و مدت عدت کے) واجب ہے۔ حاشیہ المدنی۔

(۱۶۴۴) ساقط نہیں ہوتا نفقہ مفروضہ مدت کے گذر جانے یا بر قول مختار کے بزاز یہ یعنی اگر مستندہ نے نفقہ لیا یا زوج نے نیا اور عدت گذر گئی تو ساقط نہ ہوگا منخ الفار عن بزاز یہ اگر عورت مدعی امتداد طہر کی ہو تو نفقہ اس کا لازم ہوگا تا وقتیکہ ماضی انقضائے عدت کا حکم نہ دے۔ یہی طرح اگر زوج گواہ گذرانے کہ عورت انقضائے عدت کا اقرار کر چکی ہے اور ماضی حکم کر دیں انقضائے عدت کا تو بعد اس کے دعویٰ امتداد طہر مسموع نہ ہوگا اور عورت کو نفقہ نہ ملیگا اور اگر عورت مدعی حمل ہو تو اس کو اتیدائے طلاق سے دو سال تک نفقہ دیا جائیگا تحفۃ الاخیار حاشیہ حلبی۔ اگر بعد دو سال کے ظاہر ہوا کہ حمل نہ تھا تو عورت سے نفقہ نہیں پھر سکتا اگرچہ زوج نے شرط بھی کر لیا ہو کہ بصورت

ابطال دعویٰ حمل کے نفقہ پیر لون گا کیونکہ یہ شرط یا طلق ہی
بحر الیقین۔

(۱۶۴۵) اگر زوج نے صلح کر لی معتدہ سے نفقہ کی عوض چند
درم پر۔ تو اگر عدت اوسکی بسبب صفا یا ایاس کے (مہینوں) کے
حساب سے ہوگی تو صحیح ہے۔ اور اگر عدت سے ہوگی تو صلح صحیح
نہوگی بسبب جہالت مدت کے بوجہ احتمال درازی ظہر کے۔

(۱۶۴۶) واجب ہے فقط سکنی اوس عدت والی کا جبکی جدائی
موصیت (مثلاً عورت کا مرتد ہو جانا یا زوج کے ولد کا یوسہ نشہوت
لینا) سے ہوئی۔ لیکن اگر زوج کے گھر سے نکل گئی تو اوسکی واسطے
سکنی بھی نہ ہوگا۔ متستانی۔ فرقت موصیت میں یہ فرق ہے کہ سکنی
حق اللہ ہے یہ کس حال میں ساقط نہیں ہوتا۔ اور طعام اور لباس
حق ہے عورت کا وہ فرقت موصیت سے ساقط ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جدائی زوج کی طرف سے ہوگی تو معتدہ
کا نفقہ واجب ہوگا اور جب عورت کی طرف سے ہوگی تو اگر بعینہ
موصیت (مثل خیار فسخ اور خیار بلیغ اور عدم کفایت کے) ہو تو
اوس میں نفقہ واجب ہے۔ اور اگر موصیت ہے تو اوس میں نفقہ ساقط
ہے عالمگیری۔

(۱۶۴۷) اگر مطلقہ یا نہ معتدہ نے زوج کے ولد کو اپنے اوپر

قادر کر دیا یعنی وطی پر راضی ہو گئی تو نفقہ اوسکا ساقط نہ ہوگا۔

(۱۶۴۸) اگر زوج مطلقہ یا نہ عدت میں مرتد ہو گئی تو نفقہ شکا

ساقط ہے (یہ سقوط فقط ارتداد سے نہیں بلکہ حاکم کے پاس

مقتداری یعنی سے ہے تو یہ کرنے تک) اور اگر گھر میں رہے گی
 تو نفقہ واجب ہوگا۔ بخلاف ارتداد قبل طلاق کے کہ اس میں
 مطلقاً نفقہ ساقط ہے۔ اگر مرد ہو کر دارالحرب میں جا علی ہجر و بالان
 سے اگر بعد تو یہ مسلمان ہو گئی تو اب نفقہ واجب نہ ہوگا کیونکہ حقوق
 دارالحرب سے کہ بتدریج موت کے ہے۔ مدت ساقط ہو گئی پھر
 جامع اور ذخیرہ میں ہے کہ عود کرتا ہے یعنی اگر سقوط نفقہ میں علم
 لحوق دارالحرب کا تو نفقہ ساقط ہے۔ اور اگر یہ دن کو مذکور
 دارالاسلام میں آئی مسلمان ہو کر تو اس کے عود کے ساتھ
 نفقہ بھی عود کر لگا۔ تو اب سمجھئے تناقض نہایت روایت جامع اور
 ذخیرہ میں طحاوی۔

(۱۶۴۹) مطلقاً واجب نہیں مینون مستم کا نفقہ معتدہ موت
 کی واسطے اگرچہ وہ حاملہ ہو۔ کیونکہ معتدہ موت کا قیام زوج کے
 گھر میں باعتبار حق زوج کے نہیں ہے بلکہ باعتبار حق شرع کے
 ہے۔ اور مدت موت میں دریافت صفا فی رحم ملحوظ نہیں لہذا
 اس کی مدت حیض سے نہیں۔ نفقہ اندک اندک زوج کی ملک
 میں واجب ہوتا ہے اور بعد موت کے زوج کی ملک باقی نہیں
 اور وارثوں پر واجب کرنا ممکن نہیں۔ منع القهار۔ حموی نے
 برجیدی سے نقل کیا ہے کہ معتدہ وفات اگر حاملہ ہو تو اس کا
 نفقہ واجب ہے۔ متستانی میں بھی مضمرات سے قول ضعیف
 اس میں منقول ہے۔ پس یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے حاشیۃ المدنی
 اگر ام ولد حاملہ ہو اپنے مولیٰ سے تو اس کا نفقہ کل مال میت

سے واجب ہے۔ جو ہرہ بشرطیکہ مولیٰ نے محل کا اعتراف کیا ہو کیونکہ بدوین اقرار مولیٰ کے ثابت النسب نہ ہوگا۔

(۱۶۵۰) واجب ہے ہر مرد و عورت اگرچہ محتاج ہو نفقہ اپنے طفل فقیر آزاد گناہ ملوک اور مالدار کا اور اگر طفل کا مال غائب ہو ہو جو نہ ہو تو بھی باپ پر نفقہ واجب ہے اور اس کے مال سے پہلے بشرطیکہ وقت دینے نفقہ کے رجوع کی شرط کر لی ہو اور گواہ بھی کر لے ہوں (مذکر ہو یا مورت ایک ہو یا چند) مراد طفل سے صغیر ابتدا سے پیدائش سے تا بلوغ ہے اور مثل صغیر اور اولاد کبار کا بھی نفقہ واجب ہے جو کمائی سے عاجز ہو چاہے لولا اور بیٹی کا نفقہ تا نکاح واجب ہے صغیر ہو یا کبیرہ اور اس اولاد کا بھی نفقہ باپ پر واجب ہے جسکو پیشہ درمی سے عار و تنگ لا حق ہوتا ہو مانند انبیاء کرام کے اور اس طالب علم کا جو تحصیل علوم شرعیہ میں مشغول ہو اور بوجہ تحصیل علم کے پیشہ درمی نہ کر سکا ہو کذا فی الزیلعی والبعنی لیکن اولی طالب علموں کا نفقہ باپ پر واجب نہیں جو علوم دنیاوی اور خلافت رکنہ اور نہ بیان فلاسفہ کی تحصیل میں مصروف ہوں (۱۶۵۱) اگر باپ اور ماں اور اوسکا ولد صغیر دونوں محتاج تو باپ کمائی کرے اور کسب کی طاقت نہ ہو تو سوال کرے اور ولد صغیر کو کھلاوے اور اگر کسب میسر نہ آوے اور کفایت نہ کرے تو قرابتہ ارحح ہو یا مامون او نکو نفقہ دے اور جب اونکے باپ کو مفقود ہو تو اس سے پہلے کذا فی الذخیرہ اور اگر

باب محتاج ہو لیکن مان مالدار ہے تو قاضی اس پر نفقہ کا حکم کرے
اور یہ نفقہ باپ پر دین ہوگا اور مان مالدار دیگر تہ اہلداران
مالدار پر مقدم ہے اولاد کے نفقہ میں یہ سبب قرب غریبت
اور مرید شہقت کے۔

(۱۶۵۳) اگر اولاد صغار کی مان لے اوکے باپ سے نفقہ میں
جھگڑا کیا تو قاضی اون کا نفقہ مقرر کر دے اور باپ کو حکم کرے کہ
اون کا نفقہ مان کو دے تا وقتیکہ مان کی خیانت ثابت نہ ہو اور اگر
اوسکی خیانت ثابت ہو تو یکبارگی نفقہ بندے بلکہ ہر روز صبح باشام
دید باکرے کسی اور شخص کو مقرر کر دے کہ وہ اون پر خرچ کیا
کرے اور صحیح ہے صلح کرنا مان کا باپ سے اولاد صغار کے نفقہ پر
اگرچہ ایسی شوڑی زیادتی پر صلح ہو گئی جو تحت تقدیر داخل ہو سکتی
ہے مثلاً دس درم پر صلح ہوئی اور اون کو آٹھ یا تو درم کافی
ہیں لیکن جب اندازہ کرنے والے آئے تو کوئی اون میں سے دس
درم اندازہ کرتا ہے کوئی کم تو ایسی غلطی زیادتی منافی صلح نہیں
اور اگر ایسی زیادتی ہو کہ تحت تقدیر مقدمینہ داخل ہوتی ہو مثلاً
سب اندازہ کر نیوالے آٹھ ہی درم پر متفق ہوں تو ایسی زیادتی
کھٹائی جاوے گی اور اگر صغار کی مان نے اس قدر پر صلح کر لی کہ اونکو
کافی نہیں ہوتی تو صلح سے بقدر کفایت زیادہ نفقہ دینا ہوگا۔
کہ انی البحر۔

(۱۶۵۴) مردانہ اور نفقہ واجبہ اس اولاد کا جو لونڈی
کے پیٹ سے ہو اور غلام پر نہیں اگرچہ حرہ کے پیٹ سے ہو

بلکہ اول کی مان پر نفقہ لازم ہے لیکن کافر باپ پر مسلمان ولد کا نفقہ واجب ہے۔ کذا فی البحر۔

(۱۶۵۵) نفقہ اصول محتاج کا واجب ہے اگرچہ کسب پر قادر ہوں
اوس ولد ذی مقدور چہ صدقہ فطر واجب ہے مال نامی
ہو یا نہ ہو یہ قول ابو یوسف کا ہے اور یہی مختار ہے ہدایہ کا اور
لویضون کے کہا کہ وجوب نفقہ اصول میں نصاب زکوٰۃ کا مالک ہونا
مشروط ہے اجناس میں کہا یہ ہی قول معتزلی ہے کذا فی حاشیہ
المدنی۔ لیکن نہ الفایق نہ فتح القدیر سے منقول ہے کہ اگر بیٹا بیٹہ
ہو تو وہاں امام محمد کا قول مستبر ہو گا۔ یہی جو اس کے اور اسکے
عیال کے خرچ سے باقی نہیجے وہ اصول پر خرچ کرے مثلاً بیٹا ہر روز
چھ پیسہ کھاتا ہو اور چار پیسہ اس کے عیال کا خرچ ہو اور وہ پیسے
بچتے ہوں تو اوس پر واجب ہے کہ دونوں پیسے اپنے والدین پر
صرف کرے صاحب نہرنے کہا کہ اس قول پر اعتماد زیادہ واجب ہے۔ اور
یہی لایق فتویٰ کے ہے کذا فی حاشیہ المدنی اور غلامہ میں ہے کہ قول
مختار یہ ہے کہ بیٹا کما فی والا اپنے مان باپ کو اپنے خرچ میں داخل اور
شریک کر لے۔ مراد اصول سے مان او باپ اور دادا اور دادی اور
نانا۔ نانی ہیں لیکن پوتے پر دادا کا نفقہ اوس وقت واجب ہو گا جب
باپ مر گیا یا محتاج ہو اس طرح نانا کا نفقہ نواسہ پر اوس وقت واجب ہو گا
جب مان مر گئی ہو یا محتاج ہو۔ وجوب نفقہ میں بیٹا اور بیٹی برابر ہیں
تو اگر محتاج باپ کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو آدھا نفقہ بیٹے پر
اور آدھا بیٹی پر یہی قول حق ہے اوسا ہی پر فتویٰ ہے کذا فی فتح

القدر والخلاصہ اس واسطے کہ علت وجہ و نفقہ ولادت ہے سؤ و لون
 میں برابر ہے اور قول شعیف یہ ہے کہ بطور ارث واجب ہے تو
 بیٹا دو حصہ دے اور بیٹی ایک اور یہی قول ہے امام شافعی کا
 لیکن شمس الائمہ نے کہا کہ نفقہ اصول کا برابر ہے اگر مقدمین
 تفاوت نہ ہو یا کم تفاوت ہو اور اگر ایک زیادہ مقدم ہو والا ہو اور
 دوسرا کم تو قدر نفقہ میں بھی تفاوت لازم کذا فی العالمگیری عن النخیر
 اور نفقہ ولادت کے وجوب میں معتبر ہے قرب اور جڑیت میں تو
 اگر دو شخصوں میں جڑیت پائی جاوے اور ایک زیادہ قریب ہو تو
 سے تو اقرب ہی پر نفقہ واجب ہو گا بلا اعتبار ارث نہ البعد پر مثلاً ایک
 شخص کے ایک بیٹی اور پوتا اور بھائی ہو تو اول بیٹی پر نفقہ واجب
 ہو گا پھر پوتے پر پھر بھائی پر اس واسطے کہ بیان ارث معتبر نہیں مگر ارث
 اوس وقت معتبر ہے جب کہ قرب میں دونوں برابر ہوں مثلاً ایک محتاج کا
 دادا اور پوتا ہو تو اوس کا نفقہ دونوں پر بد اون کے ارث کو وجہ
 ہو گا یعنی سدس دادا پر اور باقی پوتے پر اس واسطے کہ دونوں سے
 قرابت بیک واسطہ برابر ہے تو یہاں ترجیح نہ ہو گی مگر بحیث ارث کے او
 اگر کوئی اور مزج ہو تو تساوی قرابت اور ارث بھی ساقط ال اعتبار
 ہے چنانچہ ایک محتاج کا باپ اور بیٹا مالدار ہوں تو اوس کا نفقہ ولد پر ہو گا
 نہ باپ پر حالانکہ مراسب دونوں کے بلا واسطہ برابر ہیں اگر ارث کا اعتبار
 ہوتا تو سدس نفقہ باپ پر ہوتا اور باقی یا ولد پر۔ باینہم رجحان وجوب
 کا ولد ہی پر ہوا بمقتضای اس حدیث شریف کے کہ تو اور تیرا مال
 تیرے باپ کا ہے تو ولد کو باپ کا مال قرار دیتا بھی وجہ ترجیح وجوب

اتفاق کی ہوئی اور یہ نہیں منہرایا کہ باپ کا مال بیٹے کا ہے۔
 (۱۶۵۶) اگر بیٹا قادر نہ ہو مگر والدین میں سے ایک کے نفقہ پر
 یعنی بہ سبب قلت مفد ور کے مان باپ دونوں کو نفقہ دے
 سکتا ہو بلکہ ایک کو دے سکتا ہو تو مان زیادہ تر مفدا رہے اسوجہ سے
 کہ ولد کی وجہ سے تکلیفات جسمی مان پر زیادہ گذرتی ہیں۔ لہذا
 خدمتگزاری میں مقدم ہے جیسا کہ تعظیم و توقیر میں باپ مقدم ہے
 کذا فی حاشیۃ المدنی نا فلا عن الجوابہ اور قول
 ضعیف یہ ہے کہ اول باپ احق ہے اور ایک شخص کا باپ اور
 طفل ہو اور وہ ایک ہی کو دے سکتا ہو تو طفل زیادہ تر مفدا رہے۔
 اسواسطے کہ طفل کسب پر قادر نہیں اور نہ بھوک پر صبر کر سکتا ہے اور
 قول ضعیف یہ ہے کہ نفقہ کو دونوں میں تقسیم کر دے۔

(۱۶۵۷) سرزندہ پر مثل والدین کے باپ کسی زوجہ کا اور اسکی
 ام ولد کا نفقہ واجب ہے بلکہ سرزندہ پر واجب ہے کہ باپ کا نکاح
 کر دے یا نفقہ کے واسطے لونڈی لے دے بشرطیکہ باپ کو
 عورت کی حاجت ہو اور سرزندہ مفقود والا ہو اور اگر باپ کے چند
 زوجات ہوں تو سرزندہ پر ایک ہی زوجہ کا نفقہ واجب ہے ایک
 کا نفقہ باپ کو دیدے تاکہ وہ اون پر اونسکے استحقاق کے موافق
 تقسیم کر دے۔

(۱۶۵۸) جائز ہے محتاج باپ کو اپنے ذی مفد ور بیٹے کے مال
 سے بقدر کفایت کے چورالیا بشرطیکہ بیاندیتا ہو اور قاضی وہاں
 موجود نہ ہو اور اگر قاضی موجود تو چوری کرنا درست نہیں قاضی کے

پاس نالٹس کرے وہ فقہ والدیکا کذا فی حاشیہ المدنی عن البحر
والمحبیبی۔

(۱۶۵۹) اگر اصول مندرجین مقدمین اختلاف ہو تو مقدم
کے منکر کا قول مقبول ہوگا اور مقدم کے مدعی کے گواہ مقبول
ہونگے مثلاً باب دعوی کرنا ہو کہ بیٹا مقدم والا ہے اور بیٹا منکر
ہو تو بیٹے کا قول مقدم ہوگا اور بیٹا دعوی کرنا ہو کہ باپ مقدم والا
ہے مجھ پر اسکا نفقہ واجب نہیں اور باپ اپنے مقدم ور کا منکر
ہو تو باپ ہی کا قول مستحب ہوگا اور اگر ہم ایک نے اپنے دعوی
پر گواہ گزرائے یعنی مدعی مقدم ور کو اہون سے ثابت کرتا ہے اور
منکر بھی تو جو مقدم ور کا مدعی ہوگا اس کے گواہ مقبول ہونگے منکر کو
(۱۶۶۰) ایک محتاج کی مان ہے اور دادا اسکا نفقہ بقدر اونکے
ارث کے ہے اس واسطے کہ مان کو ترجیح ہے یہ سبب قریب کے
اور دادا کو یہ سبب قوت نسب کے لہذا ارث کا اعتبار نہ ہا کذا
فی النخانیہ اور اگر مان اور نانا ہے تو مان ہی پر ہوگا نہ نانا یہ واسطے
کہ نانا دادا سے کمتر ہے۔

(۱۶۶۱) ایک محتاج کا چچا اور نانا ہے تو اسکا نفقہ نانا پر ہے
یہ سبب ترجیح جزئیہ کے اور ارث کا یہاں اعتبار نہیں اگرچہ وارث
چچا ہے نہ نانا۔

(۱۶۶۲) ایک محتاج کی مان اور چچا ہے تو اسکا نفقہ دولون پر ہے
انکے ارث کے ہے یعنی ایک ٹلٹ مان پر اور دو ٹلٹ چچا پر اور فقہا
نے اس قول کو مشکل کہا ہے وجہ اشکال کی یہ ہے کہ وجوب نفقہ میں

مان مستم تھی بہ سبب خیریت کے پھر ارث کے اعتبار کرنے کی کیا وجہ ہے۔

(۱۶۶۳) واجب ہے نفقہ ہر قرابت والے محرم کا بشرطیکہ محتاج اور ضعیف ہو یا انٹی ہو مطلقاً تا نکاح اگرچہ تندرست یا کفہ ہو۔

(۱۶۶۴) سبب وجوب نفقہ کا قرابت مع الحریت سے تو بچا کے بیٹے کا نفقہ واجب نہیں اس واسطے کہ اگرچہ قریب ہے لیکن محرم نہیں۔ اور رضاعی بہا بی نہیں کا نفقہ نہیں اگرچہ محرم ہیں لیکن قرابت نسبی نہیں محرم عورت میں خالہ پوہ کی بہن بھانجی بہتیجی۔

داخل ہیں اور اوس قریب محرم بالغ کا بھی نفقہ واجب ہے جو کب سے عاجز ہے بہ سبب مرض دایمی بیماری کے جسے لولا اور لاندہا اور غافل نامت اور مفلوج اور ملتقی اور مختار میں زیادہ کیا ہے کہ اگر بالغ بہ سبب قسط حائض کے پیشہ نکر سکتا ہو یا اسے نکلان ہو یا طالب علم ہو تو اوس کا بھی نفقہ واجب ہے۔

(۱۶۶۵) نفقہ ہو کا سسر پر ہے اگر بیٹا صغیر محتاج ہو کہ ذاتی المختار ہو الملتقی اور قدری افتدی کے واقعات المفتین میں ہی کہ باپ سے ولد غایت کی زوجہ اور ولد کا نفقہ زیر دستی دلا یا چاویگا اس طرح مان سے ولد کا اور ولد سے مان کا اور بھائی سے دوسرے بھائی کی اولاد کا اور اقرب سے اولاد کا نفقہ بحالت غیوبت اول شخص کے جنہر نفقہ واجب ہے زیر دستی دلا چاویگا خواہ وہ ولد کا باپ ہو یا نہ ہو اور حیووت وہ شخص جیسر نفقہ واجب ہے سفر سے واپس آوے نفقہ دہندہ اپنا

نفقہ دیا ہوا اور اس کے لیے دیوے۔

(۱۶۶۶) ایک شخص اجینی نے میت کے بعض وارثوں کو نفقہ

دیا پھر اجینی نے کہا کہ میں نے وارثوں کو وصی کے کئے سے

نفقہ دیا اور اس کا وصی نے بھی اقرار کیا اور اس نفقہ دینے

کا حال معلوم نہیں ہوتا بخیر وصی کے قول کے تو اس صورت

میں وصی کا قول مستحبول ہوگا بشرطیکہ جس وارث کو کہ نفقہ دیا صحیح

ہے اور اگر وہ بالغ ہو تو نفقہ اجنبی کا احسان ہوگا نہ دین جیسا

اذا کرنا متروکہ میت سے لازم ہوگا ذافی حاشیۃ المدنی والفقہونین

(۱۶۶۷) ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھ کو نفقہ دے

یا میری عیال اور اولاد کو نفقہ دے اور اسے موافق اس کے

کئے کے نفقہ دیا تو ایک قول یہ ہے کہ اس سے بلا شرط رجوع

پہیر لے اور دوسرا قول یہ ہے کہ بدون شرط کے نہیں پہیر

سکتا لیکن اگر ایک نے دوسرے کا دین اس کے کئے سے ادا

کر دیا تو پہیر لے اگرچہ شرط نہ کی ہو اس طرح سے جمیع مصارف کو جس کا

مطالبہ جانب عباد سے امر کرنا ہوا ہے پر ہو۔ پہیر لے اگرچہ شرط نہ کی ہو

(۱۶۶۸) محارم نسبہ کا نفقہ واجب ہے بقدر ارث کے بدلیل

قول حق تعالیٰ (کہ وارث پر ہے مثل اس کے) و حدیث شریف

(الغرم بالغنم) کی تو معلوم ہوا کہ وجوب نفقہ کی علت ارث

سے یعنی موافق ارث کے نفقہ واجب ہوگا یعنی یہ فقیر اگر غنی

ہوتا اور مال چھوڑ کر مر جاتا تو اس کا قریب کتنی وراثت پاتا اگر کل

پاتا تو کل اور اگر بعض کا وارث ہوتا تو اس بقدر نفقہ اس پر واجب

ہوگا۔ اگر قریب تثنہ اپنے قریب محرم کو نہ سے تو قاضی زبردستی
 اس سے دلاوے۔ سبب ترک وجوب کے منع و مانتہ المدنی
 مثلاً ایک فقیر کی چند قسم کی بنین مالدار ہیں۔ ایک سگی سوئیلی
 ایک مادری تو بنین خمس نفقہ سگی پر اور ایک ایک خمس نفقہ سوئیلی
 اور مادری پر ہے۔ بقدر اون کے ارث کے حاصل مسئلہ چھ سے
 تھا بوجہ انکسار کے اس کو بائع حصوں کی طرہت پیرا۔ اس طرح
 اگر بنین قسم کے بھائی مالدار ہیں تو ایک سدس نفقہ مادری بھائی
 پر ہے باقی سگے بھائی پر اور چونکہ موجودگی سگے بھائی کے سوئیلا
 محبوب ہے اس واسطے اس پر نفقہ نہیں ہے۔

(۱۶۶۹) اگر در ثار مالدار کے ساتھ فقیر کا فقیر بیٹا ہو تو وہ بوجہ
 افلاس کے مانتہ بیت کے قرار دیا جاوے گا کیونکہ اگر وہ زندہ تسلیم
 دیا جاوے تو اس کی موجودگی میں بنین اور بھائی وارث نہ ہونگے
 پھر نفقہ کس پر واجب ہوگا اور اگر تفتہ بیٹی ہوگی تو نفقہ فقیر کا
 صرف سگے بھائی بن پر ہوگا کیونکہ سگے بھائی بن بیٹی کے
 ساتھ وارث ہوتے ہیں پس مادری بن بیٹی کے سبب سے اور
 سوئیلی سگی بن کے سبب سے محبوب ہے اور سگی بن بیٹی کے
 ساتھ عصبہ ہو کر نصف کی وارث ہوتی اور بیٹی بوجہ افلاس کے
 کالمیت ہے لہذا تمام نفقہ سگی بن پر واجب ہوگا اور اگر بیٹی
 ساتھ بھائی ہوں تو مادری بھائی بیٹی کے سبب سے محبوب ہے
 اور سوئیلا سگے بھائی کے سبب سے اور بیٹی بوجہ افلاس کے
 کالمیت ہے لہذا تمام نفقہ سگے بھائی پر واجب ہوگا۔ جب چند وارث

مالدار اور حسب مفلس ہوں تو مفلسوں کو زندہ اعتبار کر کے بعد دریافت قدر زوجہ کے تمام نفقہ اس کا فقط مالداروں پر لازم ہوگا مثلاً ایک فقیر عاجز کی مان اور مستغرق بنین ہیں اور فقط مان اور سگی ہیں مالدار ہیں اور سوتیلی اور مادری بنین مفلس ہیں تو نفقہ ایک رجب مان پر اور تین رجب سگی بہن پر ہوگا صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ حسب فرائض مان کا چھٹا حصہ سگی بہن کا نصف سوتیلی کا چھٹا مادری کا چھٹا حصہ تو تقسیم اس کی چھ سہم سے ہے ایک سہم مان کا تین سہم سگی بہن کے ایک ایک سہم سوتیلی اور مادری بہن کا لیکن چونکہ سوتیلی اور مادری مفلس تین اور ان کو بعد دریافت کر لینے سہم کے میت قرار دیا تو ان کے دو سہم ساقط ہو کر چار سہم باقی رہے ایک مان کا اور تین سگی بہن کے اسی مطابق نفقہ واجب ہوا۔

(۱۶۷۵) قرابت محرم میں معتبر ارث کی لیاقت ہے یعنی گاہے وارث ہوتا ہو محرم محض نہ ہو نہ کہ حقیقت ارث معتبر ہے کیونکہ حقیقتہً ارث ثابت نہیں ہوئی لیکن بعد موت کے تو اگر غفیر عاجز کا ایک مامون ہے اور چچا کا بیٹا تو بوجہ محرمیت کے نفقہ مامون پر نہ چچا کے بیٹے پر ہر چند کہ وارث بالفعل چچا کا بیٹا ہے نہ مامون لیکن مدار نفقہ کا محرم ہونے پر ہے نہ محض وراثت پر اگر دو شخص محرمیت میں برابر ہوں جیسے چچا اور مامون تو ترجیح دیجاویگی وارث فی الحال یعنی چچا کو اور اگر وہ مفلس ہوگا تو میت شمار ہوگا سب نفقہ مامون پر واجب ہوگا نہ مفلس چچا پر۔

(۱۶۷۶) ایک مفلس کی زوجہ کا سچائی ہے مالدار تو اس سے

بجہ نفقہ اوسکی بہن کا دلایا جاوے اور جب زوج کو
مقدور ہو تو اوس سے پھیر کے قیضہ۔

(۱۶۷۲) نفقہ واجب نہیں ہوتا ساتھ اختلاف دین کے (لیکن
زوجہ اور اصول اور فروع کا یا وجود اختلاف دین کے واجب
ہے خواہ اصول کتنے ہی عالی ہوں یعنی کسی درجہ کا دادا ہو یا
فروع کتنے ہی ساغل ہوں یعنی کسی درجہ کا پوتا ہو) یعنی کافہ کا
نفقہ مسلمان پر اور مسلمان کا نفقہ کافر پر واجب نہیں۔ کیونکہ
بموجب نص قرآنی کے مدار وجوب نفقہ کا وراثت پر ہے اور مسلم
اور کافر میں تو ارث نہیں۔ بخلاف زوجہ کے اوسمیں وجوب
نفقہ علت احتیاس ہے اور اصول اور فروع میں علت وجوب
نفقہ حریّت ہے اور احتیاس اور حریّت میں بہ سبب اختلاف دین
کے اختلاف نہیں ہوتا۔ لیکن یہ حکم کافر ذمی کی واسطے ہے نہ
واسطہ حریّ کے اگرچہ حریّ بی مسلمان ہو۔ کیونکہ اختلاف دین میں
نفقہ جائز نہیں بسبب انقطاع ارث کے اور اونکے ساتھ اہل اسلام
کو احسان کرنا جائز نہیں۔ ہستانی وغیرہ نے کہا کہ جب اختلاف
دین علت وجوب نفقہ ہوئی تو محرم سنی کا نفقہ شیعہ مالدار پر
اور شیعہ کا سنی مالدار پر لازم ہوگا بشرطیکہ یہ تفضیلیہ ہو۔ اور
نہایتی تو مرتد ہے بحالت ثبوت تیرا خاتم اوسکو قتل کرے۔ حاشیہ
المدنی۔

(۱۶۷۳) باپ اپنے ولد غائب کا مال مستقول بقدر حاجت اپنی
نفقہ اور اوسکے زوجہ اور اوسکے اطفال کے نفقہ کے واسطے ہے

بھرحے شیخ رحمہ نے کہنا یہ بھی احتمال ہے کہ باپ اپنے اور بیٹی زینہ
 اور اپنے اطفال کے نفقہ کے واسطے مال منقولہ ولد غائب کو بھیجی
 کیونکہ مالدار پر محتاج باپ کی زوجہ اور اس کے اطفال کا نفقہ بھیجب
 سے حاشیہ المدنی تو ولد حاضر کا مال اور غائب کا مال غیر منقولہ
 مثلاً زمین اور باغ باپ کو واسطے نفقہ کے بھیجنا جائز نہیں۔ تو
 معلوم ہوا کہ صغیر اور محسنوں ولد کے عمار کو بیچی بالاتفاق راو
 باپ بھرحے نفقہ کے اور دیگر اپنے دیون کے واسطے مال ولد غائب
 کا نہ بھیجے کیونکہ یہ قضا علی الغائب ہے بخلاف دین نفقہ کے
 کہ وہ واجب ہو چکا ہے قبل قضا کے سو قاضی کا حکم دنیا واسطے
 بیع کے اعانت ہے وجوب سابق کی حاشیہ الحکمی عن البحر
 اور مان اور باقی آثار اور قاضی نہ بھیجیں مال غائب کا اجتماع
 امام اور صاحبین کے کیونکہ باپ کو ولایت تصرف ہی نہ غیر کو
 (۶۷۴) امین یا سایر ان غائب نے امانت یا دین کو صرف کیا
 مان باپ اور زینہ اور اطفال غائب پر دیون حکم مالک یا قاضی
 کے تو وہ تاوان دین کا قضا نہ دیا تھا۔ اور اگر قاضی وہاں نہ ہو تو
 اون پر تاوان نہیں بدلیل احسان کیونکہ اہل استحقاق کو دیا تو نہ
 مصلح ٹھہر نہ مفسد۔ اہلیت کو بعد تاوان دینے کے نفقہ پیرنا جائز
 نہیں کیونکہ بعد تاوان دینے کے وہ مالک نفقہ مدفوعہ کا ہوا تو وہ
 محسن ٹھہرا اپنا مال دیکر حاشیہ المدنی عن البحر اور اس صورت
 میں بھی پھیرنا جائز نہیں جب کہ منحصر ہو وراثت غائب کی اس
 شخص میں جس کو نفقہ دیا مثلاً خالد امین ہے زید کا اور زید سقہ میں

کیا اور خالد نے امانت ولد زید کو دی تو اب خالد اوس سے پیہر
 نہیں سکتا۔ گویا اوس کو بعینہ اوس کا حق پہونچتا۔ مان باپ کے ہاں
 اگر ولد غائب کا مال از قسم نفقہ یعنی اناج اور کیرے کے ہو یا کہ
 مان باپ یا زوجہ یا ولد صاحب غائب کو غائب کا مال از قسم
 نفقہ کہیں پا جاوے اور وہ خرچ کرین تو جائز ہے اور پرتاوان
 نہیں اگرچہ حکم قاضی یا رضائے غائب نہوا ہو کیونکہ بسبب واجب
 ہونے نفقہ اصول اور مشروع اور زوجہ کے مال غائب میں لٹکا
 نفقہ مفروض ہے بخلات باقی اقارب محارم کے۔ اگر غائب فی
 سفر سے اگر باپ سے کہا کہ تولنے حالت مقدور میں نفقہ لیا
 اور باپ نے اوسکی تکذیب کی تو باپ کے مال موجودہ پر حکم
 ہوگا یعنی اگر بوقت خصومت باپ صاحب مقدور ہوگا تو قول
 ولد کار اور اگر اوس دن متلج ہوگا تو قول باپ کا مقبول ہوگا
 اور اگر دونوں گواہ لائے تو ولد کے گواہ مقبول ہونگے خلاصہ
 (۱۶۷۵) نفقہ محارم اور زوجہ اور صغیر کا مہینہ سے کم مدت کا حکم
 قاضی میں نہیں جاتا ہے۔ دارالقضا سے سوائے زوجہ کے اور اقارب کے
 نفقہ کا حکم ہو کہ ایک مہینہ یا زیادہ مدت بدون اصول نفقہ کے گذر گئی
 تو گذشتہ مدت کا نفقہ ساخط ہو گیا کیونکہ اقارب کا نفقہ واجب
 واسطے دفع حاجت کے ہے جب مدت گذر گئی تو حاجت بھی نہ ہی۔
 لیکن اگر حکم قاضی قرض لے تو دین ہو جائیگا۔ اور بعد حکم قاضی کی
 اگر قرض نہ لے بلکہ صدقات غیر سے گذر کرے تو اب اختیار رجوع نہوگا
 بسبب عدم حاجت اور حصول کفایت کے۔ اگر اطفال غائب نے بعد

حکم ہو جائے قرض لینے کے لوگوں سے سوال کر کے کھایا تو
 اور نکاح یا نکاح سے نفقہ لینا جائز نہیں ذخیرہ۔ اگر اطفال کو کچھ
 ملا بعد از سوال اور کچھ نفقہ اونکی مان کے قرض لیا یا اپنے مال
 سے اوپر خرچہ کیا۔ تو بقدر قرض یا اپنے مال کے اونکے باپ
 سے پھر لے جائے۔ نفقہ محارم کا اور سوخت دین ہوتا ہے جبکہ
 قرض لینے کا حکم کرے اور حرم اور سی مال مفروض سے صرف
 کرے۔

(۱۶۷۶) اگر باپ یا وہ شخص مر جاوے، چہر (بعد حکمت رضی
 واسطے قرض لینے کے) نفقہ دنیا واجب ہے تو وہ نفقہ دین ہوگا
 میت کے مال میں بقول صحیح بھر عن الذخیرہ۔ لیکن پھر صاحب
 بھرنے پرانیہ سے اسکے مخالف تصحیح کی کہ نفقہ مذکور میت
 کے مال سے نہ لیا جاوے گا۔ بقول صحیح۔ اور مصنف نے منع النواہین
 خلاصہ سے نقل کیا کہ اگر مان نے صغیر کا نفقہ حکم تاضی متدین لیا
 اور اوہ اسکے باپ سے نہ پیرا یا مان تک کہ وہ مر گیا تو باپ کے مال
 متروک سے دینے کے گی یہی قول صحیح ہے استی قول المصنف۔ تو اس
 مقام پر تامل کرنا چاہیے صلی لے کما کہ جب دو قولوں میں تصحیح مختلف
 ہو تو مفتی غور اور تامل کرے جس میں نطق پر اسانی ہو اور اس قول کو
 اختیار کرے۔

(۱۶۷۷) جو شخص اپنے قریب محرم کو نفقہ دے تو قید نہ ہوگا
 اور چہر مار چڑھائی چونکہ نفقہ ساقط ہو جاتا ہے مدت گذر جانے سے
 لہذا تدارک اور سکھارے یہ نہیں ہے کہ مطلقاً قید جائز نہیں ہے

یا کہ بزرگ جس کا ضرب کافی نہیں۔ کیونکہ فصل حبس میں شہادت سے
مشغل ہے کہ مجھ پر سر کا مال مانا جاتا ہے اگر وہ اپنے قریب کو نفقہ نہ دے
حاشیہ المدنی۔

(۱۸۹) تاغی کا قلم نیہ کے واسطے قرض لینے کا جائز نہیں (یعنی
ان قرض لیکر نیہ کو کھلا دے اور بید بالغ ہوئے کے اس سے پہلے
مگر دوسرے دن پر دیکر یہ کہ نیہ کا مال دوسرے شہر میں دوسری یہ
کہ جبر صحت کا نفقہ واجب ہے وہ زندہ ہو مگر موجود نہ ہو۔ منع التفار۔
واسطے مملوک کے یتیموں تم کا نفقہ واجب ہے اگرچہ اس کی ذات
کا مالک نہ ہو صرف منفعت کا مالک ہو مثلاً کسی نے اپنا غلام دوسرے
کی خدمت کے واسطے دیا تو خدمت لینے والے پر اس کا نفقہ ہے۔
نفقہ غلام اور حیوان بلیع کا تا قبضہ بلیع پر ہے۔ یہی قول صحیح ہے
اسی طرح مضروب کا نفقہ غاصب پر ہے اگرچہ غاصب نہ مالک ذات
کام ہے نہ منفعت کا منت یہ حاشیہ المدنی۔

(۱۹۰) اگر مولیٰ غلام کو نفقہ نہ دے تو اس کا نفقہ اس کی کمائی میں ہے
اور اگر غلام معذور مثلاً لنگڑا۔ ٹولا ہو یا لونڈی خوبصورت ہو جسکی مزدوری
میں فساد ہو تو اس کے مالک پر جبر کیا جاوے بیچڈالنے پر ورنہ قاضی
خود بیچڈالے اسی پرستوی ہے اور اگر قابل بیع نہ ہو یعنی مدبر یا ام ولد
ہو تو قاضی اس کا نفقہ مالک پر لازم کر دے۔ اگر مالک نہ کھانے کو
دے نہ اجازت مزدوری کی دے اور غلام بقدر ضرورت اس کے
مال سے لینے لگا رہے۔

(۱۹۱) اگر دو شخصوں نے جگہ اکٹھا کیا غلام یا جانور میں اور دونوں

کے قبضہ میں ہے تو دونوں سے زبردستی اور سکا قوت دلایا جائیگا
مجبوری۔

(۱۶۸۱) نفقہ غلام کا اجارہ دینے والے اور گرد کر لئے ہونے والے اور
عاریت مانگنے والے پر ہے اور لباس تو عاریت دینے والے
ہی پر واجب ہے۔

(۱۶۸۲) ساقط ہوتا ہے نفقہ غلام کا آزاد کرنے سے اگرچہ
لولا ہوا اور ایسے عاجز اور شیخ کبیر اور مرد بیمار کا نفقہ بیت المال
مسلمین میں ہے اگر اس کے پاس مال نہ ہو اور کوئی غراستہ نہ بھی
نہو۔ خلاصہ عالمگیریہ عن مضمرات۔

(۱۶۸۳) ایک جائز چار پائے مشترک ہے ایک شریک اور سپر
صرف نہیں کرتا تو قاضی زبردستی اوپر صرف کراوے۔ جوہرہ
یا غلام مشترک ہے تو ایک شریک نفقہ دے اور دوسرے سے نفقہ
اوسکے حصہ کے پیر لے خواہ قاضی نے حکم صرف کر نیکا دیا ہو یا نہ دیا
ہو لیکن اگر دوسرے شریک کی غیبت میں اوسکی بلا اجازت صرف کر لگا
بدون حکم قاضی کے قبیہ احسان ہو گا شریک سے پیر نہ سکیگا۔ جوہرہ
منع الفقار۔ بجز خلاصہ۔ جائز و ن کے مالک سے کہا جاوے کہ انکو
چارہ پانی دے ورنہ انکو بیچ ڈال یہ امر دیا ننگا ہے جبر نہ کرے نہ بار
ظاہر نہ ہب۔ جوہرہ۔ عدم جبر صحیح ہے۔ اور اتفاق کا امر اس واسطے ہی
کہ حدیث میں جائزہ کی تکلیف رسائی نہیں عارض ہے۔ ہایہ۔ ابی یوسف
سے منقول ہے کہ اتفاق پر بظہر کیا جاوے مالک پلے اس قول کو
ترجیح دی ہے طحاوی اور کمال الدین نے فتح القدیر میں۔ اگرچہ

یہاں مدعی نہیں لیکن ترک واجب ہے اور قاضی جبر کرے ترک واجب پر یہی قول ہے امام مالک اور شافعی اور احمد کا اور یہی حق ہے فتح القدیر۔

(۱۶۸۴) اگر جانور سواری اور لادنے کا ہوا تو طاقت سے زیادہ نہ لود جو لادے اور نہ زیادہ سفر کرے۔ لاکھیر یہ دلائل

کتاب الہیہ

یہ کتاب ہے ہبہ کے احکام کے ہائین

(۱۶۸۵) ہبہ لغت میں عبا رستہ ہے فضیلت حاصل کر لینے غیر اگرچہ بفضل بغیر مال کے ہو شرع میں ہبہ عبا رستہ ہے عین کی ملکیت سے صحت یعنی بدون عوض کے نہ ہبہ کہ عدم عوض۔ شرط ہے ہبہ عین اور دین کی ملکیت اور غیر دیون کو اگر صاحب دین نے دین فیض کر لیا اور کیا تو یہ صحیح ہے سب اجماع ہر نے ہبہ دین کی طرف۔

(۱۶۸۶) ہبہ کا سبب خبر کا ارادہ ہے ہبہ کیوا سطلے خواہ دنیوی ہو چنانچہ عوض اور محبت اور نیکنامی خواہ خرا خرد سے ہو چنانچہ لوبا بشیر طحطاوی ص ۵۱۲۔

(۱۶۸۷) صحت ہبہ کی شرطیں ہبہ کر نیوالے میں عقل اور بلوغ اور ملک ہے (تو صغیر اور مملوک کا ہبہ صحیح نہیں اگرچہ مملوک مکاتب ہو) اور مودوب (یعنی شخص چیرا مقبوض غیر شائع متمیز اور غیر مشغول بغیر مودوب ہو۔ مودوب مودوب ہو ہبہ کی وقت تو اگر اپنے درخت پہل ہبہ کرے پورا سال پلین کے تو جائز نہیں)

یاں شقوق (ہو تو شراب اور خون اور سود اور حید حرم کا بیہ صحیح نہیں)
ملوک ہو کر تو بیہ مباحات کا باز نہیں۔

(۱۶۸۸) حکم یعنی اثر مترتب بیہ کا ثابت ہونا ملک کا ہے مویہ
لہ کیواسے بطور ملک غیر لازم (تو وہاں بیہ کو بیہ پھیر لیا اور عقد بیہ
کا فسخ کر دینا جائز ہے) اور صحیح نہ ہونا شرط خیار کا ہے بیہ میں (اگر
شرط خیار کی تو بیہ صحیح ہے شرط باطل ہے) اگر وہ بیہ کو اختیار کر لگا
میل شقوق ہونے واہب اور مویہ لہ کے اس طرح اگر وہ بیہ
شرط خیار سے ابرا کرے تو ابرا صحیح ہے شرط باطل ہے کذا فی خلاصہ
بیہ باطل نہیں ہوتا ہے شرط فاسدہ سے پس بیہ غلام کا اس شرط پر
کہ اس کو مویہ لہ آزاد کر دے صحیح ہے۔ اور شرط باطل ہے

(۱۶۸۹) بیہ صحیح ہے ایجاب سے چنانچہ بیہ لہ یعنی میں نے بیہ
کیا) یا غلبہ لہ یعنی میں نے غلبہ کیا ہے دیکھی ہوئی سے بلا مطالعہ یا
میں نے بیہ کھانا تیرے کھانے کو دیا اگر بیہ ایجاب بطور خوشی
طبعی کی ہو) اگر مویہ لہ نے طلب بیہ کی کی طریق فراح اور خوش
طبعی کے سو واہب نے۔ مخرج بیہ کی تسلیم کی تو بیہ صحیح ہے۔

(اس واسطے کہ واہب خوش طبعی کر نہ والا نہ تھا اور مویہ لہ نے اس کو
قبول کر لیا بقول صحیح کذا فی خلاصہ۔ یا ایجاب میں اضافت ہو اس
جز کی طرف جس سے اصل بغیر کیا جاوے چنانچہ کہا میں نے تجھ کو
اوس لوٹ دی کی شرمگاہ بخشی اور اوس کو میں نے تیرے لیے
مقرر کر دیا یا شہر دیا۔ مثلاً صغیر کے باپ نے باغ لگایا اور کہا کہ اس کو
میں نے اپنی بیٹی کے نام شہر دیا تو بیہ بیہ ہے طحاوی تو بیہ قول

ہیہ نہیں کہ وہ لونڈی ٹچلو طلال ہے مگر جب کہ پہلے ایسا کلام ہو جو ہیہ کو
تقصید ہو کہ ذاتی خلاصہ (کیونکہ لونڈی کی حلت یا نکاح سے ہے یا اجابت
سے نکاح بجا ثابت نہیں اور اجابت منہ و جبین جائز نہیں) خانیہ
نہیہ اگر ایک شخص نے کہا دوسرے سے کہ کیا تو ہیہ لونڈی ہیہ کرتا
تھیہ تو کیا میرا دل راغب ہے اسکے لینے پر یا کہ تو نے اس سے
پیسے ٹچلو کو لی ہیں ہیہ نہیں کی سو مخاطب نے کہا کہ تجھ پر ہیہ
طلال ہے تو ہیہ قول اب ہیہ ٹھہر لگا۔

(۱۶۸۰) اگر کہا کہ میں نے تجھ پر ہیہ چنبر عمر پھر کو دی سو ٹھیک
صحیح ہے اور شرط پیر لینے کی بعد موت کی باطل ہے (کیونکہ ہیہ
باطل نہیں ہوتا شرط فاسد ہے)

(۱۶۸۱) اگر کہا کہ میں نے تجھ کو اس جانور پر محمول کر دیا اصل سے
ہیہ کی نیت کر کے تو ہیہ ہیہ جائز ہے (اصل گاہے معنی ہیہ و سہمہ ہیہ
عاریت متعل متوا ہے لہذا ثبوت ہیہ کیواسطے نیت ہیہ شرط ہے۔
(۱۶۸۲) اگر کہا کہ میں نے تجھ کو کپڑا پہنا یا ہیہ ٹھیک ہے موافق
موت کے۔

(۱۶۸۳) اگر کہا میرا گھر تیرا ہے موہوب ہو کر ہیہ بھی ٹھیک ہے
(۱۶۸۴) اگر وہاں نے کہا کہ میرا گھر سہمہ ہے تجھ کو (یعنی عمر
بھر کو) کہ سکونت کرے تو اس میں ہیہ قول بھی ابجاب ہیہ ہے موہوب
نہ چاہے اس کو قبول کرے چاہے نہ کرے اگر قبول کرے تو ہیہ صحیح
ہے اور شرط پیر لینے کی بعد موت کی باطل ہے

(۱۶۸۵) ہیہ صحیح نہ ہوگا اگر وہاں نے کہا کہ میرا گھر تیرا ہے وہو

ہو کر سکونت کی راہ سے یا سکونت کی راہ سے موہوب ہو کر توبہ
قول علیہ ہو گا بوجہ امر متیقن کے کذا فی طحاوی۔ قاعدہ یہ ہے کہ
ایجاب کا لفظ اگر خبر دے یعنی دلالت کرے ملکیت رقبہ پر تو یہ
ہے اور اگر منافع پر دلالت کرے تو عاریت ہے اور اگر یہ یا
عاریت دونوں پر دلالت کرے تو نیت متعبر ہے کذا فی التوازل
لو اگر ایک شخص نے کہا کہ میں اس درخت کو جاتا ہوں اپنے فرزند
کے نام تو یہ قول ہیہ نہیں ہے طحاوی۔

(۱۶۸۶) یہ صحیح ہوتا ہے قبول کرنے سے موہوب لہ کے
حق میں اور واہب کے حق میں یہ صحیح ہوتا ہے فقط ایجاب بلا
قبول سے کذا فی لطحاوی۔ اور موہوب لہ کے قبض کرنے سے
بلا اذن واہب کے مجلس عقد میں (کیونکہ قبض یہاں یعنی یہ
میں مقبول کرنے کے مانند ہے لہذا مخصوص مجلس عقد ہوا) اور
بعد انقضائے مجلس یہی قبض صحیح ہو گا واہب کے اذن
سے اور اگر واہب نے موہوب لہ کو قبض کرنے کا امر کیا ہو تب
کرنیکوئت تو قبض مقید بہ مجلس ہو گا۔

(۱۶۸۷) مثلاً در ہونا قبض پر قبض کی مانند ہے لو اگر ایک مرد
کو کٹہرے پہ کئے صندوق مقفل میں اور صندوق مذکور اس کی
طرف بلند کیا یعنی سامنے کیا تو یہ قبض نہ ہو گا (یہ سب اس کے
نہ قادر ہونے کے قبض پر) اور اگر صندوق کھلا ہو تو قبض
ثابت ہو گا سامنے کرنے سے یا حوالہ کرنے سے بوجہ قادر ہونے
موہوب لہ کے قبض پر (کیونکہ قادر ہونا قبض پر مانند تخلیہ کے

ہے بیچ میں۔
(۱۶۸۸) قول مختار میں صحیح ہونا قبض کا ہے تخلیہ سے صحیح
میں نہ بہت سادہ میں کذا فی الدرر

(۱۶۸۹) تیرہ عقود بدوون قبض کے صحیح نہیں ہیں۔ ہیہ۔ صدقہ
رہن وقف بقول محمد داود زاعمی واین شیرمہ و حسن بن صالح
کے۔ عمری۔ تخلہ بمعنی عطا۔ جنین۔ صلح۔ راس المال سلم میں۔
بدل سلم میں جب کہ عوض بدل کمونٹا ہو تو اگر کوئی درمون کا
عوض معتبوض نہ ہو تو بہ قدر اس کے حصہ کے سلم باطل ہوگی۔
عقد صرف۔ جبکہ کیلے کی بیع کیلی سے ہوا و رہنیں مختلف ہو چانچ
گیہون کی بیع جو سے تو اوسمیں تفاضل جاتر ہے نہ نسیم ہیہ
وزنی کی بیع وزنی سے ہونے اختلاف الجنس تو اوسمیں تفاضل
تفاضل جاتر ہے نہ نسیم کذا فی الطحاوی عن الجلی عن النبی

(۱۶۹۰) اگر واپس لے موہو پ کہ کو منع کر دیا قبض سے تو
اوس کا قبضہ کرنا مطلقاً صحیح نہ ہوگا اگرچہ مجلس ایجاب میں قبضہ کیا ہو
(کیونکہ صریح قوی تر ہے ولادت سے) خلاصہ یہ ہے کہ اگر قبض
کا اذن دیا تو قبض صحیح ہے مجلس ہیہ میں بھی اور بعد مجلس کے
بھی اور اگر قبض سے منع کیا تو قبض صحیح نہیں نہ مجلس میں نہ بعد
مجلس کے کیونکہ صحت قبض تھی لہجباب سے باعتبار ولادت کے
اور نہی عن القبض صریح ہے۔ اور اگر نہ اذن دیا اور نہ منع کیا تو
قبض مجلس میں صحیح ہے نہ بعد مجلس کے اور اگر موہو پ غائب
ہو اور موہو پ لے جا کر قبضہ کیا اگر قبض واپس کے اذن سے

سب سے اونچے سب سے نیچے لو نہیں
 (۱۶۹۱) بیہوش تمام ہوتا ہے قبض کامل سے (قبض کامل میں
 وہ ہے جو مناسب حال مشغول ہو اور تھار میں جو مناسب حال
 غفار ہو تو گھر کی کھجی کا قبض گھر کا قبض ہے اور مختل العتدہ
 کامل منت کرتے سے ہے تاموہوب پر قبض بالاصال
 واقع ہو بلا تبع قبض کل اور غیر مختل العتدہ میں قبض کامل
 یہ بیعت کل ہوتا ہے۔

(۱۶۹۲) بیہوش کامل سے پورا ہو جاتا ہے اگر موہوب
 شاغل بلک واہب ہو نہ مشغول بلک واہب۔ قاعدہ یہ ہے
 کہ اگر موہوب مشغول بلک واہب ہو گا تو مشغول مذکور سپہ گئے
 اور کامل ہونے کا مانع ہو گا اور اگر موہوب شاغل بلک واہب
 ہو گا تو بیہوش تمام ہونیکا مانع نہ ہو گا کیونکہ در صورت مشغولیت
 موہوب تسلیم منتفع ہوگی تو بیہوش کی صحت متحقق نہ ہوگی اور درجہ
 شاغلیت موہوب کے تسلیم منتفع نہ ہوگی تو بیہوش صحیح ہوگا۔ کذا
 فی الدرر۔ خلاصہ یہ ہے کہ طرف کا بیہوش بدوون منظروں صحیح
 نہیں اور منظروں کا بیہوش یا طرف صحیح ہے کیونکہ اول مشغول
 اور ثانی شاغل۔ عدم اتمام بیہوش میں مشغولیت بلک واہب کا
 قید اس واسطے لگائی کہ موہوب کا مشغول ہو وغیرہ واہب کی ملک
 سے کمال بیہوش کا مانع نہیں ہے۔ مثلاً واہب نے موہوب کو
 کو ایک گھر بیہوش کیا اس متاع کے ساتھ جو اس گھر میں ہے
 اور گھر تسلیم بھی کر دیا پھر متاع غیر شخص کی ملک ثابت ہوئی

تہ یہ پھر راہی گھر میں اس واسطے کہ واہب کا قبضہ گھر اور اسباب
ہو تو ان پر تحقیقہ اداوسکی تسلیم صحیح ہوئی پھر استحقاق شام
سے ظاہر ہو گیا کہ شام واہب کی ملک نہ تھی اور غیر واہب کی ملک
ہونا مانع نہیں کذا فی الطحاوی۔

(۱۶۹۳) شام ہونا یہ کہ قبضہ کامل سے ہوتا ہے رہن اور
صدقہ کی مانند اس واسطے کہ قبضہ شرط ہے رہن اور صدقہ کے
تمام ہونے کی۔

(۱۶۹۴) بیہ مشغول کا جائز نہیں مگر جب کہ باپ اپنے مستغیر کو یہ
کرے۔ کذا فی الاشبہ۔

(۱۶۹۵) اگر ایک شخص نے ایک گھر عاریت دیا دوسرے کو پھر
مستغیر یا معیر نے کسی کا اسباب غضب کیا اور اس گھر میں رکھا
پھر معیر نے مستغیر کو وہ گھر یہ کر دیا تو اس گھر کا یہ صحیح
اس واسطے کہ ظاہر ہو گیا کہ شاغل غیر ملک واہب ہے (معیر عاریت
دینے والا) مستغیر عاریتہ لینے والا)

(۱۶۹۶) صحیح ہے یہ کہ زنا زوجہ کا اپنے گھر مشغول کا اپنے زوج
کے لیے اس واسطے کہ عورت اور اس کا اسباب زوج کے ہاتھ میں
ہے تو تسلیم موہوب صحیح ہو گئی اور یہی قول معتد ہے ابو یوسف
کے نزدیک ایسا یہ صحیح نہیں کذا فی الطحاوی۔

(۱۶۹۷) یہ مشغول کا حیلہ یہ ہے کہ پہلے شاغل کو موہوب لے
کے پاس دو وقت رکھے پھر موہوب لے کہ کو مکان مشغول تسلیم
کرے تو یہ صحیح ہو گا بسبب مشغول ہونے گھر کے اس شام

کے ساتھ جو مودوب لہ کے ہاتھ میں ہے کیونکہ قبض مودوب لہ کا شاعل یہ سب ودیعت ہے اور مشغول پر بوجہ تسلیم واپس کے لڑو و نون پر قبض کامل ہو گیا۔ لہذا یہ صحیح ہے۔ کذا فی الجواب۔

(۱۶۹۱) تمام ہوتا ہے یہ قبض کامل سے مودوب مضغ بین (یعنی جو مودوب کہ فارغ ہو ملک واپس اور حق ملک سے اور اوس مودوب مضغ کی قسمت ہو گئی ہو اور شاع باقی نہ رہا) تو احترار ہو گیا پھل کے بیہ سے درخت اور صوف کے بیہ سے غنم پر اور کھیتی کے بیہ سے زمین میں۔

(۱۶۹۴) بیہ تمام ہوتا ہے قبض کامل سے اوس شاع غیر مقسوم میں جو بعد تقسیم کے نفع لینے کے قابل نہ ہے مثلاً جوئی کو ٹھری اور حمام صغیر اور ثوب صغیر (شاع غیر قسمت پذیر کی نسبت اس واسطے لگائی کہ بیہ تمام نہیں ہوتا اوس شاع میں جو قسمت پذیر ہے۔

(۱۷۰۰) محمل القسمہ اور غیر محمل القسمہ میں مندرجہ ہے کہ جو چیز دو شخصوں یا زیادہ میں مشترک ہو تو ایک شخص قسمت طلب کرے اور دوسرا نہ مانے تو اگر قاضی مانع قسمت پر جبر کر سکتا ہو نہ تو وہ محمل القسمہ میں چنانچہ گھر اور بیڑی کو ٹھری اور اگر قاضی جبر نہ کر سکتا ہو تو وہ غیر محمل القسمہ ہے مثلاً غلام اور حمام اور بیت صغیر۔

(۱۷۰۱) بیہ شاع قابل القسمہ کا قبض سے پورا نہیں ہوتا

اگرچہ واپس لے لے انی شریک کو یہ کیا ہو یا اجنبی کو بحبت
 عدم قبضہ کا بل کر کے واپس لے کر قابل تمت میں قبضہ کا بل پر قبضہ نہیں ہوتا
 اور یہ شرع ہو کر نیک و نیک شریک جائز ہے اور یہ قول مختار ہے

(۱۷۰۲) مشاع کو اگر تقسیم کر کے موہوب نہ کو تسلیم کر دیا تو
 صحیح ہو گا یوجہ دور ہو جائے مانع کے یعنی مانع قبضہ کا مل شاعت
 یعنی تو تمت اور تسلیم سے زائل ہو گئی۔

(۱۷۰۳) اگر مشاع کو بلا تمت تسلیم کر دیا اس طرح کہ کل کو تسلیم
 کر دیا تو موہوب نہ ہو گا مالک نہ ہو گا بحبت عدم قبضہ کا بل
 تو موہوب نہ کا تصرف اور ممکن صحیح نہیں در صورت تصرف مالوان
 دنیا ہو گا اور واپس کا تصرف صحیح ہے کذا فی الدرر شعلی میں
 ثانی نے بیان کیا ہے کہ یہ مشاع قبل تمت غیر تام ہے نہ
 فاسد اور صاحب یہ کہ بھی اسی پر اتفاق ہے۔

(۱۷۰۴) جائز ہے قرائد ار کو رجوع کرنا یہ فاسدہ میں کذا فی
 الدرر۔ لیکن شریکانہ میں اعتراض کیا ہے کہ رجوع غیر صحیح ہے
 نیاز قول معنی یہ کہ اسوجہ سے کہ یہ فاسدہ قبضہ سے ملک کا
 مفید ہو جاتا ہے۔

(۱۷۰۵) مانع قبضہ کا بل وہ شیوع ہے جو عقد یہ کے مفاد
 اور متصل ہو نہ شیوع طاری یعنی وہ شیوع مانع قبضہ نہیں جو
 عقد کے طاری ہو چنانچہ واپس بوض مشاع میں رجوع کرے
 کیونکہ مشاع طاری مفید یہ نہیں بالاتفاق شیوع متصل کی یہ صورت
 ہے کہ واپس اپنا نصف گھر مشاع یہ کرے اور شیوع طاری کی یہ

صورت کہ واہب انہا تمام گھر ہیہ کرے پھر نصف یا ثلث شماع
مین رجوع کرے یعنی ہیہ کو باطل کر دے

(۱۷۰۶) استحقاق غیر واہب فی المودہ یہ شیوع مقارن ہو
نہ شیوع طاری اسی سبب سے استحقاق ثابت ہونا مبطل ہے کل
موبوب کا تو اگر زمین منہ کھیتی ہیہ کی اور دولون کو تسلیم کر دیا
پھر کھیتی مستحق ملک غیر نکلی تو ہیہ زمین کا بھی باطل ہو گیا بسبب
مستحق ہونے بعض شایع کے محتمل القسۃ مین۔

(۱۷۰۷) استحقاق جب کہ گواہوں سے ثابت ہو تو استحقاق
ما قبل ہیہ کی طرف مستند ہوگا تو شیوع ہیہ کے مقارن ہوگا نہ
طاری کذا فی الظمیر یہ۔

(۱۷۰۸) اگر کسی نے ہیہ کیا دودہ تھن مین یا اون کا ہیہ بھیڑ
پر یا کھجور کے درخت کا زمین مین یا کجور کا ہیہ درخت پر تو ایسا
ہیہ صحیح نہیں اس واسطے کہ یہ ہیہ مثل شاع ہے اگر علیحدہ کر کے
دودہ وغیرہ ہیہ کیا تو صحیح ہے بسبب دور ہونے مانع قبض کامل
کے۔

(۱۷۰۹) کفایت کرنا ہے جدا کرنا موبوب لہ کا واہب کے
اذن سے برخلاف اوس آٹے کے جو گہیون مین بالقوہ ہے
اور اوس تیل کے جو تلون مین ہے اور اوس کمی کے جو دودہ
مین ہے کیونکہ انکا ہیہ اصلاً صحیح نہیں اس واسطے کہ وہ بالفعل موبوب
ہے تو مملوک نہ ہوگا مگر عقد یدید سے کذا فی الدرر۔

(۱۷۱۰) اگر موبوب بوقت ہیہ موبوب لہ کے ہاتھ مین ہو

اگر وہ موہوب مملوک موہوب لہ ہو جاتا ہے قبول کر لیں سے قبضہ جہ
کی حاجت نہیں اگرچہ اس کا قبضہ غصباً یا امانتاً ہو۔

(۱۱۷) قاعدہ کلیہ ہے جب کہ دو قبضے ہمجنس ہوں تو ایک
قبضہ دوسرے قبضہ کا نائب ہو جاتا ہے نیز ایک شخص کے پاس
وہ ولایت تھی پھر مالک نے بطور عاریت کے دی تو قبضہ ولایت
قائم مقام قبضہ عاریت کے ہو گا کیونکہ دو لون قبضہ ہمجنس امانت
کے قبضہ ہیں تو قبضہ مستالف کی احتیاج نہیں اور اگر دو لون
قبضہ ہمجنس نہ ہوں بلکہ متاثر ہوں تو قبضہ اعلیٰ قائم مقام قبضہ
ادنیٰ کا ہوتا ہے اور ادنیٰ اعلیٰ کا نائب نہیں ہوتا۔

(۱۱۸) ولی فی الجملہ کا یہ معنی صحیح ہے اور ہوتا ہے عقد سے
یہی ایجاب بلا مشیول اور بلا قبضہ سے قبضہ طیکہ موہوب معلوم ہو
اور موہوب ولی کے ہاتھ میں ہو یا اس کے مودع کے ہاتھ میں
کیونکہ قبضہ ولی متاثر مقام قبضہ صغیر کے ہے۔ ولی فی الجملہ وہ
ہے جو صغیر کی پرورش کرنا ہو اور صغیر کے مال میں تصرف نہ کرے
نہ بیانی اور نہ چاہ ولی فی الجملہ ہیں نیز طیکہ صغیر انکی عیال میں یعنی انکی
پرورش میں ہو اور باپ وہ ولی ہے جو مال میں تصرف نہ کرے
نہ فی الطحاوی۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس عقد کا متولی ایک شخص
ہو سکے تو اوس میں فقط ایجاب پر کفایت ہوتی ہے بلا اشتراط قبول
(۱۱۹) اگر ایک شخص اجنبی نے صغیر کو کوئی چیز بیہ کی تحفہ
تمام ہوتا ہے اس کے ولی کے قبضہ سے ولی صغیر کا منجملہ چار
کے ایک ہوتا ہے اول باپ پھر اوس کا بیوی پھر اوس کا بیوی

اگرچہ صغیر اونکی پرورش اور حمایت میں نہو۔

(۱۷۱) اگر ان چاروں ولیوں میں سے کوئی نہو تو ہیہ تمام ہوتا ہے اوس شخص کے قبض سے جسکے عیال اور پرورش میں صغیر ہو چنانچہ صغیر کا بچا اور بچائی۔

(۱۸۱) اگر ایک شخص اجنبی نے ہیہ بحق صغیر کیا اور اسکی مان لے یا خود اجنبی نے قبضہ کیا تو صحیح ہو گا اگرچہ اجنبی ملتقط یعنی لڑکے کا پڑا پانے والا ہو بشرطیکہ مان یا اجنبی کا پرورش میں صغیر ہو اور اگر پرورش میں نہو تو صحیح نہ ہو گا تو مان یا اجنبی کا قبض کافی نہیں بواسطہ عدم ولایت کے۔ کذا فی المنع

(۱۹۱) ہیہ تمام ہوتا ہے خود صغیر کے قبض کرنے سے بشرطیکہ نابالغ ایسا متمیز دار ہو کہ تحصیل مال کو سمجھتا ہو اگرچہ کہ اوس کا باپ بھی موجود ہو کذا فی المجتہد (اس واسطے کہ نابالغ نافع محض میں بالغ کی برابر ہے) اور رو کرنا صغیر کا صحیح ہے جس طرح قبول کرنا کذا فی السراجیہ۔

(۲۰۱) اگر صغیر کو اندام غلام جس سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہیہ کیا گیا اور غلام مذکور کا حبیج اوس پر لاحق ہوتا ہو تو صغیر کا قبول کرنا صحیح نہیں ہے کذا فی الاشبہاء

(۲۱۱) اگر صغیر کی جانب سے کسی اور شخص نے جو اسکی پرورش کرتا ہے باوصف موجود ہونے اوسکے باپ کی موجود پر قبض کیا تو عقد البعض صحیح نہیں لیکن قبول صحیح ہے کذا فی

ہے کذا فی العالمگیریہ والغانیہ

(۱۷۱۹) صغیر کے والدین کو اوس مال کا کھانا سباح ہے جو سکو

ہیہ ہوا اور قول ضعیف یہ ہے کہ سباح نہیں انشی مافی السراجیہ لو اس سے معلوم ہوا کہ غیر مال کو والدین کو سباح نہیں مگر بضرورت۔

(۱۷۲۰) ولد صغیر کے حق میں اتجا و ثیاب بلا تسلیم ہیہ ہے لیکن شاگرد کے حق میں بلا تسلیم ہیہ ہونا معلوم نہیں ہوتا۔

(۱۷۲۱) خانیہ میں ہے کہ قاضی وہ مال بیچد اے جو صغیر کو ہیہ دیا گیا تاکہ وہاں ہیہ نہ پھیر سکے۔

(۱۷۲۲) دو شخصوں نے یعنی دو شرکیوں نے ایک گھر ایک شخص کو ہیہ کیا تو صحیح ہو اسطہ عدم شیوع کے کذا فی الدرر۔

(۱۷۲۳) اگر ایک شخص نے ایک مکان دو کیواسطے ہیہ کیا تو صحیح نہیں یوچ شیوع کے محتمل القسمہ میں امام عظم کے نزدیک۔

(۱۷۲۴) اگر موہوب محتمل القسمہ نہ ہو چنانچہ بیت صغیر کو ایک شخص کا ہیہ دو شخصوں کے لیے صحیح ہے بالاتفاق۔

(۱۷۲۵) دس درم دو خستہ روں کو ہیہ کیے تو صحیح ہے اسواسطے کہ فقیر روں کو دنیا و حقیقت صدقہ ہے اور خیرات اور صدقے سے

مراد رضائی الہی ہوتی ہے اور وہ ایک ہے تو شیوع ثابت نہ ہوا اور اگر درم مذکور دو مالدار شخصوں کو صدقہ دے تو صحیح نہ ہوگا۔

اسواسطے کہ وہ صدقہ نہیں بلکہ ہیہ ہے۔

(۱۷۲۶) ایک شخص نے دو مردوں کو ایک درم ہیہ کیا اگر درم کھرا ہے تو ہیہ صحیح ہے اسواسطے کہ ہیہ ہے شاع غیر قسمت پذیر کاؤ

اگر کوئی ثابہ ہے تو صحیح نہیں کیونکہ کوئی ثابہ درم مختل القسۃ ہوتا ہے اور یہی
مشاع مختل القسۃ کا صحیح نہیں۔

(۱۷۲۷) ایک شخص کے پاس دو درم ہیں سوا و سنے دوسرے
سے کہا کہ میں نے ان دو درمون میں سے ایک درم تجھ کو ہیہ کیا یا
اور نکال نصف ہیہ کیا تو اگر دو لون درم برابر میں وزن اور جودت
میں تو ہیہ جائز نہیں کیونکہ جب وزن اور جودت میں برابر ہو
تو یہ مشاع مختل القسۃ میں کیونکہ اس میں جبر علی القسۃ جائز ہے
کذا فی المنع اور اگر دو لون درم مختلف ہوں اس طرح کہ ایک درم کا
وزن زیادہ ہو دوسرے سے یا ایک جلد تر ہو دوسرے سے تو ہیہ
جائز ہے اس واسطے کہ مشاع غیر قسمت پذیر ہے کذا فی العالمگیریہ
(۱۷۲۸) اگر دو درمون کے دو ثلث ہیہ کے تو جائز ہے۔
مطلقاً خواہ دو لون سنوی ہوں یا مختلف کذا فی الطحطاوی۔

(۱۷۲۹) اگر وہاں نے ایک دیوار پڑوسی کو ہیہ کی جو وہاں
اور پڑوسی کے گھر کے درمیان میں ہے۔ تو صحیح ہے۔

باب الرجوع فی الہبہ

یہ باب ہے مسائل رجوع ہیہ کے بیان میں

(۱۷۳۰) رجوع فی الہبہ سے مراد ہے ایک چیز کو دیکر پھیر لینا
(۱۷۳۱) صحیح ہے ہیہ کر کے پھیر لینا بعد القبض بشرطیکہ کوئی
مالغ نہ ہو اور قبل القبض تو ہیہ تمام ہی نہیں ہوا اسلئے اسکو رجوع
نہیں کہتے لیکن لبضون کے نزدیک رجوع مکروہ تحریمی ہے اور
لبضون کے نزدیک مکروہ تنزیہی۔

(۱۷۳۲) اگر یہ کہ رجوع درست ہے اگرچہ مہیہ اپنے حق رجوع کے اسقاط کے ساتھ ہو کیونکہ رجوع ساقط نہیں ہوتا واہب کے ساقط کرنے سے کذا فی الخانیہ تو صحیح نہیں ہے اگرنا واہب کا رجوع سے اور اگر مصالحتہ کر لی حق رجوع کی کسی چیز پر تو اسے مستحب صحیح ہے اور یہ غرض ہوگا۔

(۱۷۳۳) رجوع فی المہیہ کو حروف و منع خرقہ کے منع کرنے میں حروف مذکورہ سے مانع سبع آئندہ مادیہ بن معنی ترکیب منع خرقہ کے یہ ہیں کہ آنسو نے او سکوزخمی کر ڈالا حروف مذکورہ میں **دال** سے مراد ہے زیادہ متعلق فی نفس عین الموهوب جسے او سکی میت زیادہ ہو جاوے۔ زیادت کی قید اسوجہ سے لگائی کہ نقصان موهوب چنانچہ حاملہ ہونا باریہ کا اور قطع ثوب مانع رجوع نہیں۔ اور نفس عین کی زیادت کی قید اسوجہ سے لگائی کہ زیادتی نرخ کی خارج ہو گئی کہ وہ رجوع کی مانع نہیں اور زیادتی میت سے وہ زیادتی نکل گئی جو نقصان میت کی موجب ہو چنانچہ لوٹدی اور غلام میں طول فاحش۔

(۱۷۳۴) اگر زیادت متصلہ زائل ہو گئی تو بھی رجوع جائز نہیں چنانچہ غلام جو ان ہوا سپرہ لوڑا ہو گیا اور میت او سکی گھٹ گئی تو رجوع واہب کو جائز نہیں۔

(۱۷۳۵) اگر موهوب لہ نے زمین موهوبہ میں درخت لگای یا عمارت بنائی تو او سکوزیادت کہیں کے بشرطیکہ درخت لگانا اور مکان بنانا زیادت میں کل زمین کے شمار ہوتے ہوں اگر کل

زمین کی زیادتی میں شمار نہ ہوگی تو دواہب کو رجوع جائز ہوگا۔

(۱۶۳) اگر موبوب لہ کے درخت لگانے یا مکان بنانے سے ایکہ قطع کی زیادتی ہوئی تو باقی زمین کے رجوع کا دواہب کو اختیار ہے اور فقط اسی قطعہ کا رجوع متمنع ہوگا کذا فی الزیلعی۔

(۱۶۴) اگر موبوب میں شعبہ ہی یا خوبصورتی آگئی زیادتی سمجھی جاوے گی اور مثل اسکے مثلاً درخت اور رنگت اور ثوب پارچہ کے اور جوان ہونا صغیر کا اور سماعت بہرے کی اور بصارت اندھے کی اور سلمان ہونا غلام کا اور تندرست ہونا غلام کا اور موافی خجابت عید کی اور قسطنطین قرآن یا بعض کی یا تعلیم کتابت اور لکھنے عرب مصحف کے اور مانند امثلہ مذکور کے زیادتیان متصلہ میں یعنی اگر کوئی بھی زیادتی ہوئی ہوگی موبوب میں تو رجوع صحیح نہ ہوگا۔

(۱۶۵) معالجہ سزا غلام کا او سو وقت نہ زیادتی متعلقہ سمجھا جائیگا جب کہ دواہب کے پاس سے بیمار آیا ہو اور موبوب لہ کے پاس علاج سے تندرست ہوا ہو۔

(۱۶۶) اگر عورت حاملہ ہو کر مولیٰ اور خوبصورت ہو گئی تو زیادتی سمجھی جاوے گی اور رجوع جائز نہ ہوگا اور اگر دلی اور بد صورت ہو گئی تو رجوع جائز ہوگا۔

(۱۶۷) اگر زیادتی کے حادث ہوتے اور نہ ہوتے میں دواہب اور موبوب لہ نے اختلاف کیا تو زیادتی متولدہ میں مثلاً جوان ہونے میں دواہب کا قول معتبر ہوگا اور مانند زیادتی عمارت اور رنگت وغیرہ بنا کے قول موبوب لہ کا معتبر ہوگا کذا فی الخانیہ مثلاً۔

موسوب لے کر کہا واہب سے کہ لوٹنے پہ لوٹڑی ٹھیک صغیرہ دی
 تھی سو بوا این ہو گئی اور واہب نے کہا کہ میں نے جوان ہی دی تھی
 تو درجہ و رتہ ملام کو ستیاپ ہونے شہادت کے واہب کا قول
 مستبر ہو گا اور زیادت مفصلہ رجوع ہیہ کی مانع نہیں ہونی جیسے کچھ
 موسوب کا اور دین اور مہر مملوک کا اور بھل و رحمت کا تو وہ یہ
 اصل میں رجوع کرے نہ زیادت میں مثلاً زید نے ایک غلام خالد کو
 بیس کر لیا اور اس کا کسی نے ہاتھ کاٹ ڈالا اور اس کا خون بہا خالد
 کو ملا تو زید غلام کو پیر سکتا ہے نہ خون بہا کو کیونکہ وہ زیادت
 نہ مفصلہ ہے اور رجوع اصل کا مانع نہیں لیکن مان کو یعنی موسوب کو
 اس سے متعلق واہب نہ پھیر سکیگا جب تک اس کا بچہ شغنی نہ ہو
 انکار کیا ہے ہتھانی نے لیکن ریختہ ہی نے اٹھل کیا ہے کہ یہ ابو یوسف
 کا قول ہے نہ امام اعظم کا

(۴۱) اگر موسوب لوتڑی حاملہ ہو گئی اور بنوز موسوب لے
 کے پاس نہیں بھی تو سراج نے کہا کہ رجوع جائز نہیں اور یلی
 نے کہا کہ رجوع جائز ہے۔

(۴۲) اور حرف میم سے مراد ہے موت امداء العاتدین کی
 بعد فیض ہے اگر قبل کوئی مر گیا تو عقد باطل ہے۔

(۴۳) اگر دو شخصوں میں اختلاف ہوا اور عین موسوب
 عادت کے ہاتھ میں ہے تو وارث کا قول مستبر ہو گا۔

(۴۴) جو حقوق کہ موت سے ساقط ہو جاتے ہیں وہ یہ
 ہیں۔ کفارہ خون بہا سراج رتا و ان لعلت عقی نقصان۔

ہیہ ان تمام حقوق مذکورہ کا حکم ساقط ہو جاتا ہے

موت سے

(۴۶۶ء) سقوط کفارہ در صورت عدم وصیت ہے۔

(۴۶۷ء) ایک شریک نے اپنا حصہ غلام سے آزاد کر دیا اور اوسیر بسبب مالدار ہونے کے تاوان حق دوسرے شریک کا لازم آیا پھر آزاد کر نیوالا مر گیا تو اب تاوان بھی ساقط ہو گیا یہ صورت تاوان بعلت عتق کی ہے۔

(۴۶۸ء) اگر صرف عین سے مراد ہے عوض سے تسلیم کہ مویوب لم عوض دینے کے وقت اس لفظ ذکر کرے کہ جس سے واہب یہ جانے کہ یہ اوسکے تمام ہیہ کا عوض ہے طحاوی نے نقل کیا جو ہرہ سے کہ عوض کا علم ہونا واہب کو کافی ہے بلا ذکر مویوب لم کے۔

(۴۶۹ء) اگر مویوب لم نے واہب سے کہا کہ لے انے ہیہ کا عوض یا اوسکا بدلہ یا اپنے ہیہ کا مقابل یا اسکی مثل اور لفظ کے اور واہب نے عوض پر قبضہ کر لیا تو حق رجوع ساقط ہو گیا اس واسطے کہ ہیہ بوجہ در حقیقت بیع ہے۔

(۴۷۰ء) اگر مویوب لم نے وقت عوض دینے کے اسطرح کا ذکر نہ کیا اور واہب کو علم بھی اوسکے عوض ہو نہ کیا نہ ہو تو حق رجوع ساقط نہ ہو گا۔

(۴۷۱ء) چونکہ عوض بلا ذکر عوض ہو نیچے ہیہ ہے اس واسطے عوض غیبیہ کی شرطیں مشروط ہیں چنانچہ قبضہ ہونا واہب کا اور

اور جدا ہونا عوض کا موہوب لہ کے مال سے اور غلام شیعہ
اگرچہ عوض بھینس ہو یا کتر ہیہ سے ہو۔

(۱۷۵۲) باپ کو جائز نہیں کہ مال صغیر سے عوض دے اور
ہیہ کا جو صغیر کے لیے کیا گیا ہے اگر صغیر کے مال کے ساتھ اسے
کسی مال سے عوض دے تو صحیح ہے۔

(۱۷۵۳) اگر غلام تاجر نے کچھ مال ہیہ کیا پھر موہوب لہ
نے اس کا عوض دیا تو دونوں میں سے ہر شخص کو پھر لینا
درست ہے کذا فی البحر (کیونکہ غلام اہل شرع سے تعلق ہے تو
جب غلام پر سبب بطلان ہیہ کے رجوع کا مالک ہو تو موہوب لہ
بھی رجوع عوض پر مستدر ہو گا اس واسطے کہ جب ہیہ باطل ہو تو
تقویض بھی باطل ہوتی۔

(۱۷۵۴) مسلمان کو شراب یا سور بوض ہیہ نصرانی کے دنیا
صحیح نہیں اس واسطے کہ مسلمان کی جابت سے شراب یا سور کی
تملیک صحیح نہیں کذا فی البحر اگر ایسا عونن دیا تو نصرانی کو پھر لینا
ہیہ کا جائز ہو گا۔

(۱۷۵۵) شرط یہ ہے کہ عوض ہیہ کا بعض موہوب نہ ہو تو
اگر بعض موہوب کو باقی موہوب کے عوض دیا تو صحیح نہیں اس لیے
واہب کو باقی موہوب میں رجوع درست ہے۔

(۱۷۵۶) اگر موہوب دو چیزیں ہوں اور دونوں چیزیں
دو عقد میں موہوب ہوتی ہوں تو صحیح ہے ایک موہوب کا دینا
عوض میں دوسرے موہوب کے اور اگر ایک ہی عقد میں موہوب

ہوئی ہوں تو صحیح نہیں اس واسطے کہ اختلاف عقد اختلاف میں کے
شکل ہے۔

(۱۷۵۷) اگر موبہوب پر قبضہ کیا اور پھر دراہم کا یا
بجائے یا غیر جنس دیا تو رجوع جائز نہ رہا اور رجوع اوس وقت تک
جائز ہوگا جب تک دراہم موبہوب یعنی موبہوب میں اور اگر موبہوب
نے خرچ کر ڈالا تو رجوع نہیں ہو سکتا کیونکہ اہلک موبہوب مانع
رجوع ہے۔

(۱۷۵۸) آٹا گھون کا گھون کے عوض ہونے کے صلحت
رکھتا ہے کیونکہ آٹا عین یا بعض موبہوب نہیں کہ تقویض اوسکی
صحیح نہ ہو کذا فی النہانیہ۔

(۱۷۵۹) اگر موبہوب لہ نے ایک کپڑا رنگین کر کے واہب
کو بیوض چاند کپڑوں کے دیا تو صحیح ہے اس طرح سیر پیر سنو
موبہوب میں سے پاؤ سیر گو لکر عوض دیا تو صحیح بلکہ سوا سٹے کہ رنگت
اور پانی ملنے سے موبہوب میں زیادت حاصل ہوئی۔

(۱۷۶۰) اگر موبہوب لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کا وہ لڑکا
جو بہہ کے بعد پیدا ہوا موبہوب لہ نے واہب کو عوض دیا تو رجوع
ممنوع ہو گیا۔

(۱۷۶۱) اگر موبہوب لہ کی طرف سے اجنبی عوض دے تو صحیح
ہے جیسے بدل خلع اجنبی کا دنیا جائز ہے اور واہب کا حق رجوع
ساقط ہو جاتا ہے جب کہ واہب اوس پر قبضہ کرے اگرچہ عوض
دنیا اجنبی کا بلا اذن موبہوب لہ کے ہو۔

(۱۷۶۲) اجنبی موہوب لم سے عوض کا عوض نہیں لے سکتا۔

اگرچہ تفویض موہوب لم کے امر سے ہو مگر جب کہ موہوب لم اجنبی سے کہے کہ یہ کا عوض دے بین ضامن ہوں۔ عدم رجوع تفویض واجب ہونے کے سبب سے ہے بخلاف ادائی دین کے یعنی موہوب لم پر واجب نہیں کہ عوض ہیہ کا دے بخلاف دین کے جسکی۔ یہ صورت ہے کہ اجنبی نے مدیون کے امر سے ادا۔ دین کیا تو رجوع ثابت ہے اگرچہ امر دینے کا ضامن نہ ہوا ہو۔

اس واسطے کہ ادا دین مدیون پر واجب ہے تو جب اس نے دین ادا کر سیکو کہا تو گویا اجنبی سے بقدر دین اس نے قرض لیا قاعدہ کلیہ رجوع اور عدم رجوع کا یہ ہے کہ جس حق کا آدمی سے مطالبہ کیا جاوے جس اور ملازمت سے لڑا اسکے ادا کا امر کرنا رجوع کا مثبت ہے بلا اشتراط ضمان اور اگر ایسا نہیں یعنی اس کا مطالبہ بحسب و ملازمت، نہیں لڑا اسکے ادا کا امر رجوع کا موجب نہیں مگر جب کہ امر شرط ضمانت کرے کذا فی النظم یہ

(۱۷۶۳) جس اور ملازمت کی قید سے ادا سے تندر اور کفارہ دینے کا امر خارج ہو گیا کیونکہ اگرچہ آدمی پر اس کا مطالبہ ہے لیکن نہ جس نہ ملازمت سے کذا فی الطحاوی۔

(۱۷۶۴) اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرے گھر کے بنانے پر خرچ کر یا قیدی نے کہا کہ مجھ کو خرید کر لے یعنی مال بیکر مجھ کو ظالم سے خلاص کر تو ان صورتوں میں رجوع جائز ہے بلا اشتراط رجوع کذا فی النہانیہ کیونکہ عرفاً اس کا ضمان لازم ہوتا ہے۔

کذا فی الطحاوی

(۱۷۶۵) اگر نصف موبہوب ملک غیر نکلا تو موبہوب لہ نصف عوض پیر لے۔ رجوع نصف عوض اور سوت ہو تا ہے جبکہ موبہوب مختل القسمہ نہ ہو اور اگر مختل القسمہ ہو تو بعض کے استحقاق سے باقی

میں ہیہ باطل ہوگا تو تمام عوض پیر لے۔ کذا فی الطحاوی

(۱۷۶۶) اگر نصف عوض کا مستحق شخص غیر ہو تو وہ نصف عوض پیر لے سوت

تک رجوع نہیں کر سکتا جب تک وہ باقی عوض کو نہ پیر دے۔ واسطے کہ باقی میں صلاحیت عوض ہونی کی باقی ہے۔

(۱۷۶۷) در صورت استحقاق بعض عوض کے واہب کو اختیار

ہوگا قبول اور عدم قبول عوض میں بہ سبب نہ سلامت رہنے

عوض کے کذا فی الطحاوی۔ اور عوض سے مراد وہ عوض ہے

جو غیر مشروط ہے عقد ہیہ میں اگر مشروط ہے تو وہ میا دل ہے

یعنی در حقیقت وہ بیع ہے تو عوض مشروط کے استحقاق میں بدل

کی تقسیم ہوگی مبدل پر کذا فی النہایت

(۱۷۶۸) اگر تمام عوض کا مستحق غیر ہو تو واہب تمام ہیہ میں

رجوع کر سکتا ہے بشرطیکہ موبہوب ہلاک نہ ہوا ہو کیونکہ ہلاکت ہیہ مانع

رجوع ہے۔ البتہ اگر تمام عوض کا مستحق غیر ہوا اور موبہوب

میں زیادتی ہو گئی ہو تو بھی رجوع نہ ہوگا کذا فی الطحاوی کیونکہ

زیادت مانع رجوع ہے۔

(۱۷۶۹) اگر تمام ہیہ کا مستحق غیر ہو تو موبہوب لہ کو جائز ہے کہ

تمام عوض پیر لے اگر موجود ہوا اور اگر ہلاک ہو گیا ہو عوض تو

دو حالتوں سے خالی نہیں مثلی ہے یا غیر مثلی اگر مثلی ہے تو مثل
لے لیوے ورنہ قیمت لے لیوے کذا فی الغایتہ

(۱۷۷) اگر موبوب لہ نصف موبوب کا عوض دے تو وہ آپ
کو اختیار ہے نصف غیر عوض میں رجوع کرے اور شیوع یعنی وہ
شیوع جو کہ رجوع فی النصف سے حاصل ہوا ہے وہ مضرت نہیں
کرنا کیونکہ وہ شیوع طاری ہے۔

(۱۷۸) مجبئی میں منقول ہے کہ عوض بیہ میں یہ شرط ہے کہ
عقد بیہ میں عوض شرط ہوا اور اگر بعد عقد کے عوض دیا تو وہ
بالغ رجوع نہیں لیکن کسی اور نے اس شرط کی تصریح نہیں کی سوا
مجبئی کے یعنی بیہ قول ضعیف ہے۔

(۱۷۹) حرف فح سے مراد ہے خروج بیہ کا ملک موبوب لہ
سے یعنی خروج عن ملک الموبوب لہ ہی بالغ رجوع ہے۔

(۱۸۰) اگر خروج بیہ کا بیاعت بیہ کے ہوا ہو یعنی موبوب لہ
نے موبوب کسی اور کو بیہ کر دیا ہو تو بالغ رجوع ہے مگر جب کہ
واہب ثانی یعنی موبوب لہ اول رجوع کرے تو واہب اول
بھی رجوع کر سکتا ہے خواہ بالرضا ہو خواہ بحکم قاضی۔

(۱۸۱) اگر بیہ نے عود کیا سبب جدید سے اس طرح کہ وہ آپ
مائلت واہب ثانی پر تصدیق کرے یا اس کو اس کے ہاتھ بیع
کرے تو واہب اول رجوع نہ کر سکیگا۔

(۱۸۲) اگر موبوب لہ نے نصف موبوب کی بیع کی تو وہ آپ
نصف باقی رجوع کرے بواسطہ عدم بالغ کے (یعنی بالغ رجوع

فقط نصف بیع میں حاصل ہوا ہے نہ نصف ثانی سے۔

(۱۷۷۶) خروج سے مراد یہ ہے کہ خروج بالکلیہ ہو یعنی ملک موہوب لہ سے ہر طرح پر موہوب خیارج ہو جائے۔

(۱۷۷۷) اگر موہوب لہ نے دنیہ موہوبہ شرباتی کیا یا اسکے خیرات کر نیکی نذر مانی اور دنیہ طلال کرنے سے گوشت ہو گیا تو یہ مانع رجوع نہیں کیونکہ گوشت ہونا خروج عن الملك نہیں ہے مگر ابو یوسف نے اس سے اختلاف کیا ہے اور ان کے نزدیک رجوع جائز نہیں مگر مفتی ابی قول اول ہے

(۱۷۷۸) اگر موہوب لہ نے پارچہ موہوبہ خیرات کیا تو جب تک فقیر نے خیرات نہیں پائی رجوع جائز ہے کذا فی الطحاوی و فی خلافاً لابن یوسف۔

(۱۷۷۹) اگر موہوب لہ نے دنیہ موہوبہ کو بلا نیت قربانی ذبح کیا تو بالاتفاق رجوع جائز ہے یعنی ابی یوسف کا قول اس امر پر مبنی ہے کہ نیت قربانی یا خیرات سے موہوب موہوب لہ کی ملک سے خارج ہو کر اللہ تعالیٰ کی ملک ہو گیا اور بیان وہ صورت نہیں ہے۔

(۱۷۸۰) ایک شخص نے اپنے غلام کو جسر وین سے یا خیانت خطا ہے اور اسکے دامن یا ولی خیانت کو ہیہ کر دیا تو دین خیانت سا قوط ہو گئی اگر پھر واپس رجوع کرے تو استحساناً صحیح ہو گا عند الطحاوی۔

(۱۷۸۱) حرف زہ سے مراد ہے زوجیت و مت ہیہ کے۔

(۱۷۸۳) اگر ایک عورت کو کوئی چنیدر بہہ کی بھراؤس سے نکاح کیا تو رجوع کرے اس واسطے کہ بوقت بہہ رنجیت نہ پھنی اس طرح اگر عورت پہلے نکاح کر کوئی چنیدر بہہ کرے اور بعد اوس کے نکاح کرے تو رجوع صحیح ہے۔

(۱۷۸۴) اگر مرد یا عورت نے بعد نکاح اپنی زوجہ باز رجوع کو کوئی شے بہہ کی تو رجوع صحیح نہیں کیونکہ اس وقت رنجیت موجود ہے۔ (۱۷۸۵) اگر سٹانے اپنی ام ولد کو کچھ بہہ کیا تو صحیح ہے اگرچہ مرض الحائض میں ہو کیونکہ اوہ عین فائض ہونے کی صلاحیت نہیں بہ سبب چھبہ یا نقصان ہونے کے (مجبور یعنی ممانع)۔

(۱۷۸۵) اگر مولیٰ نے وصیت کی کہ میری موت کے بعد ام ولد کو آزاد کرنا تو وصیت صحیح کی بسبب آزاد ہو جانے ام ولد کے بعد موت مولیٰ کے کذا فی الطحاوی۔

(۱۷۸۶) حرث قات سے مراد قرابت ہے۔ (۱۷۸۷) اگر واہب نے بہہ کیا اپنے قریب وار محرم نسبی کو اگرچہ مہوب مستامن یا فہمی ہو تو رجوع صحیح نہ ہوگا۔ محرم وہ ہے جس سے نکاح حرام ہے محرم نسبی کی تہ سے محرم رضاعی خارج ہو گیا تو مانع رجوع قریب مع الحسینیت نہ فقط قرابت نہ فقط محرمیت۔

(۱۷۸۸) اگر واہب نے بہہ کیا اوس محرم کو جس سے قرابت نہیں چنانچہ رضائی بھائی کو اگرچہ وہ چچا کا بیٹا ہو اور بہہ کیا سسرالی محرم کو چنانچہ خوشدامن کو تو رجوع صحیح ہوگا (کیونکہ محرم نسبی نہیں ہے)۔ (۱۷۸۹) اگر واہب نے بہہ کیا اپنے نسبی بھائی کو وہ شخص جب

کا غلام ہے یا ہیہ کیا اپنے بھائی کے غلام کو تو رجوع جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک اپنے بھائی غلام کو جو ہیہ کیا اسکا رجوع صحیح ہے اور بھائی کے غلام کے ہیہ میں رجوع جائز نہیں کذا فی الطحاوی۔

(۱۷۹۰) اگر غلام اور اسکا مالک دونوں مترا بہ ہوں تو رجوع جائز نہیں بالائتفاق اسواسطے کہ دونوں میں جبکہ واسطے ہیہ واقع ہو وہ مانع ہے رجوع ہیہ کا کذا فی البحر۔

(۱۷۹۱) اپنے بھائی اور اجنبی کو وہ چیز ہیہ کی جو تقسیم نہیں ہو سکتی مثلاً پیالہ یا چکی سو دونوں نے اس پر قبضہ کر لیا تو وہاں کو اجنبی کے حصہ میں رجوع جائز ہے بسبب نہ ہونے مانع کے کذا فی الدرر۔

(۱۷۹۲) اور حرث ہائے ہونے سے مراد ہے ہلاکت عین موہوب کی

(۱۷۹۳) ہلاکت سے مراد ہے تلف ہو جانا عین کا یا تلف ہو جانا اس کے عامہ منافع کا یا وصفت بقائے ملک کے۔

(۱۷۹۴) ایک شخص نے تلوار ہیہ کی موہوب لے لی اسکو توڑ کر اسکی چھری یا دوسری تلوار بنائی تو رجوع جائز نہ ہو گا بخلاف شاة مدبوہ کے کذا فی الطحاوی۔

(۱۷۹۵) اگر موہوب لہ موہوب کے تلف ہو جائے کا دعویٰ کرے تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہو گی بدون قسم کے اسواسطے کہ وہ ہیہ پیر نے کا شکر ہے۔

(۱۷۹۶) اگر وہاں کھائے کہ وہ یعنی ہیہ ہی چیز ہے تو شکر یوں قسم کھائے کہ ہیہ ہیہ چیز نہیں ہے کذا فی الخلاصہ۔

(۱۷۹۷) جب کہ موہوب لہ دعویٰ کرے بھائی ہونے وہاں کا

اور واہب اس سے انکار کرے تو واہب اس طرح قسم کھائے کہ
 مویوب لہ او سکا بھائی نہیں ہے اور یہ قسم درحقیقت نسب کی سبب
 یعنی مال پر ہے نہ سبب پر تو بیان مال کا اثبات مقصود ہے نہ نسب
 کا اور اگر نسب مقصود ہوتا تو امام اعظم کے نزدیک قسم جائز نہ ہوتی
 کذا فی الطحاوی۔

(۱۷۹۸) اگر رجوع میں اختلاف ہو تو بلا رضامندی فریقین یا بلا
 حکم حاکم رجوع صحیح نہیں۔

(۱۷۹۹) در صورت اختلاف واہب یہ کہے کہ بلا رضامندی
 یا حکم حاکم کے پھر لیگا تو غاصب ہوگا تو اگر مویوب تلف ہوگا واہب
 کے پاس تو واہب مویوب لہ کو اس کی بیعت تاوان دینگا کیونکہ
 مویوب لہ کی ملک مویوب میں ثابت ہے۔

(۱۸۰۰) اگر حاکم مویوب لہ کو منع کرے یا حکم دی مویوب اس کے پاس
 تلف ہو جائے تو بھی اس پر تاوان نہیں۔ کیونکہ سنوز اس کی ملک قیام ہے
 (۱۸۰۱) اگر حاکم نے حکم دیا پھر منع کیا اور مویوب تلف ہو گئی تو
 مویوب لہ پر تاوان لازم ہوگا بسبب اس کی تعدی کے کذا فی المنہج

(۱۸۰۲) اگر مویوب لہ واہب کو یہ کہے اصل مویوب کو قبل
 قضا یا رضائے کے اور وہ قبول کرے تو مالک نہ ہوگا بدو ان قبض
 کے اور جب کہ قبض کر لیا تو بمنزلہ رجوع کے ہوگا اور مویوب لہ کو
 رجوع جائز نہ ہوگا کذا فی الطحاوی والبدایع اور اگر بعد قضا یا رضا کو
 رجوع کرے تو او میں قبضہ کی حاجت نہیں

(۱۸۰۳) واہب کو جائز ہے پھر دنیا مویوب کا اس کے بائع کو

رجوع بقضا ہو خواہ برضا یعنی واہب نے ایک چیز خرید کر کے پھر پیسہ
کی اوسمیں رجوع کیا اوسکے بعد اوسمیں غیب معلوم ہوا تو بائع کو پیسہ
دنیا اوسکا جائز ہے

(۱۸۰۴) اگر واہب موموہوب لےنے اتفاق کیا رجعت پر ان مالاً
سبب میں جنہیں رجوع صحیح نہیں تو بوجہ اتفاق کے رجوع صحیح ہوگا۔
(۱۸۰۵) اگر مدیون کے لئے کو دین ہیہ کیا تو جائز نہیں اسو
کہ دین غیر مقبوض ہے۔

(۱۸۰۶) اگر حاکم نے حکم کیا بطلان رجوع کا یہ سبب کسی مانع رجوع
کے پھر وہ مانع زائل ہو گیا تو رجوع خود کر لیا کذا فی الدرر زوجیت
قرائت ہلاکت عین زیادت علی العین و فی نفس العین موت عوض
میں تو بعد دینیں ہو سکتا ہے مگر خروج عن الملك میں ہو سکتا ہے
جب کہ موہوب لے کے پاس وہ چیز یعنی موہوب بھرا دے کذا لطاوی
(۱۸۰۷) شے موہوب تلف ہو گئی اور اوسکا کوئی اور شخص حقدار
مالک قرار پا کر اسے موہوب لے سے نادان لیا تو اب موہوب لے
واہب سے نادان نہ بھر لیا۔

(۱۸۰۸) ہیہ بالعوض مشروط بالمعین ابتدا ہیہ ہے اور انتہاء بدل
بیع ہے تو ہیہ خیار ردیتہ سے پھیر دیا جائیگا اور شفعو سے لیا جائیگا
(۱۸۰۹) اگر واہب نے موہوب لے سے کہا کہ میں نے تجکو ہیہ کیا
اس شرط پر کہ تو فلا فی چیز تجکو عوض دے اگر یون کہا کہ ہیہ کیا تھا
اسکے تو بیع ہے باعتبار ابتدا۔ اور انتہاء کے اور صورت اول میں
باعتبار ابتدا کے ہیہ ہے اور باعتبار انتہاء کے بیع ہے۔

(۱۸۱۰) رد بالعیب عوض اور عوض دولوں میں ہوگا اور اسی طرح حین الریوئہ اور شفعہ دولوں میں ثابت ہے اور جب کہ باعتبار ابتداء اور انتہا کے بیہ بیع ہوگا تو دولوں کی ملک اپنی حق میں ثابت ہوگی اور امتناع تسلیم جائز نہ ہوگا اور قبض بشرط نہ ہوگا اور شیوع مفرد نہ ہوگا کذا فی الطحاوی۔

(۱۸۱۱) عوض معین کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر عوض معین نہ ہوگا یعنی مجھول ہوگا تو عوض کا شرط کرنا باطل ہوگا اور ایسا بیہ دولین اعتبار سے بیہ ہوگا نہ بیع۔

(۱۸۱۲) واقف نے اوس وقت کی زمین بلا شرط عوض کے بیہ کی جسکا استبدال بشرط تھا تو جائز نہیں اور اگر استبدال اسکا بشرط کیا عوض بیہ کے تو ہنتر لہ بیع کے ہوگی ذکرہ الناصحی وکذا فی الجمع۔

(۱۸۱۳) اپنے طفل کا مال بشرط اوس عوض کے جو اوسکی میت میں برابر ہے جائز ہے نزدیک امام محمد کے نہ نزدیک شافعی کے

(۱۸۱۴) لونڈی بیہ کی سوائے اوس کے حل کے یا بیہ کی ہر شرط پر کہ لونڈی داہب کو پیر دے یا موہوب لہ اوس کو آزاد کرے یا اوس کو اپنی حرم بناوے تو بیہ صحیح ہے اور پہلی صورت میں ہشتاد حل باطل ہے اور باقی صورتوں میں بشرط باطل ہے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب عقد کی شرط قبض ہے تو شرط اوسکی نہیں ہوتی چنانچہ بیہ دوارین کذا فی الطحاوی۔

(۱۸۱۵) اگر ایک مکان بیہ کیا اس شرط پر کہ مکان موہوب ہو

تخفہ واجب کو پھر دے اگرچہ بعض مفسرین ہو چنانچہ ثمانی گھر یا چوتھا یا اس شرط پر ہیہ کیا کہ ہیہ اور صدقہ بین سے کچھ عوض دے تو ان صورتوں میں شرائط باطل ہیں ہیہ صحیح ہے اس واسطے کہ شرط بعض مویوب ہے یا مجهول ہے اور ہیہ باطل نہیں ہوتا شرط باطلہ سے۔

(۱۸۱۶) لونڈی کا حل آزاد کیا پھر لونڈی ہیہ کی تو صحیح ہے اگر حل کو تدبیر کیا پھر لونڈی کو ہیہ کیا تو صحیح نہیں ہے سبب باقی تنزل حل کے واجب کے ملک پر تو مویوب مشغول بہ ملک واجب ہو ا اور شرط ہیہ یہ ہے کہ مویوب مشغول نہ ہو واجب کی ملک سے نجات صورت اول کے یعنی در صورت غنق حل واجب کی ملک پر جب سبب یعنی بچہ شکم باقی نہ رہا تو مویوب مشغول بہ ملک نہیں رہتا (۱۸۱۷) ہیہ بطریق رقبی ناجائز ہے (یعنی یون کہنا کہ میرا گھر تیرا ہے بطریق رقبی یعنی اگر میں مر جاؤں تجھ سے پہلے تو وہ گھر تیرا ہے اور اگر تو مر جاے تجھ سے پہلے تو وہ میرا ہے) ترکیب امام اعظم اور امام محمد کے یہ سبب تعلیق بالخطر کے اور ابو یوسف کا یہ قول ہے کہ ہیہ بطریق رقبی صحیح ہے (کیونکہ فی الحال ملک میرا ہے اور شرط باطل ہے اور پہلا قول صحیح کذا فی الطحاوی اور جب کہ رقبی صحیح نہ ہوا تو اس قسم کا دنیا عاریت ہوا

(۱۸۱۸) زوج نے زوجہ کے پاس اسباب تخفہ بھیجا اور زوجہ نے بھی زوج کے واسطے تخفہ بھیجا ہیہ کے عوض خواہ اس نے تصحیح کی یا نہ کی پھر دونوں میں جدائی ہو گئی یہ نکاح کے اور زوجہ

دعوٰی کیا کہ وہ اسباب عاریتہ تھا نہ ہیہ اور شیم کھائی اور سبب
پھیر لیا تو عورت کو بھی اختیار ہے کہ اپنا تحفہ پھیر لے کیونکہ جب ہیہ
نہیں تو اس کا عوض کیا۔

(۱۸۱۹) اگر زوج یا زوجہ نے تحفہ مذکور الصدر تلف کر دیا تو
تاوان دے بہ سبب ہلاک کرنے عاریتہ کے اور اگر خود ہلاک یا
تلف ہو گیا تو تاوان نہ ہو گا لہذا فی الخطاوی والنحانیہ۔

(۱۸۲۰) ہیہ کرنا دین کا دیون کو یا صاف کر دینا دین کا دیون
کو تمام ہو جاتا ہے بدون قبول دیون کے بیشہ طیکہ عقد
سلم یا عقد صرف کے فسخ ہو جائیگا موجب نہ ہو۔ قبول کی سہ اسطے
حاجت نہیں کہ ہیہ دین ابراہمنی اسقاط ہے اور اسقاط میں قبول
شرط نہیں۔

(۱۸۲۱) اگر ہیہ یا ایرا۔ مذکورہ عقد سلم یا عقد صرف کے فسخ
کا موجب ہو مثلاً رب السلم نے ایرا۔ کیا یا بیع صرف کے متعاقدین
میں سے ایک شخص نے ایرا۔ کیا تو دوسرے کے قبول کرنے پر
موقوف ہو گا بسبب فسخنے اوس قبض کے جو مستحق بالعقد ہے
اور ایک عاقد کو فسخ میں اختیار نہیں۔

(۱۸۲۲) ہیہ اور ایرا تمام ہوتا ہے بلا قبول لیکن رو ہو جاتا
ہے مجلس اور غیر مجلس میں رد کر دینے سے اس واسطے کہ ہمیں
سنی اسقاط ہیں اور بعضوں نے کہا کہ رد کرنا مقید بہ مجلس ہے
لہذا فی النانیہ۔

(۱۸۲۳) دین کا مالک کہ دنیا غیر دیون کو صحیح نہیں لیکن تین

صور تون میں۔ اوّل حوالہ میں دوّم وصیت میں سوّم جب کہ دین
 موہوب کہ کو قبض دین پر مسلط کر دے کیونکہ جب واہب نے قبض
 دین پر مسلط کیا تو وہ مکمل قابض ٹھہرا موکل کے واسطے یہ
 اپنے واسطے کذا فی الاستنباہ۔ صورت حوالہ کی یہ ہے کہ جب محال
 علیہ محیل کا مدیون ہوا اور وہ یعنی محیل کسی شخص کو دین دلا دے
 تو دین منتقل ہوگا محیل کے ذمہ سے محال علیہ کے ذمہ پر صورت
 وصیت کی یہ ہے کہ ثلث مال کی وصیت کی اور نہ کہ میں دیون
 ہیں تو موصی کہ دیون سے بقدر وصیت کے مالک ہوگا کتا طحطاوی کا
 صورت یہی بغیر المدیون کی یہ ہے کہ مثلاً ایک عورت نے اپنے
 فرزند کو ہیہ کیا وہ دین جو اس کے باپ پر ہے تو مستند صحت ہیہ ہے
 بسبب مسلط کرینکے اور بعضوں کے نزدیک یہ ہے کہ تسلط فرزند
 بالفضل شرط نہیں تھا وی غاضیخان اور شہابہ اور طحاوی میں ہے
 کہ اگر فرزند کو قبض پر مسلط نہ کیا تو ہیہ جائز نہ ہوگا۔
 (۱۸۲۴) صدقہ مثل ہیہ کے ہے بواستہ شراک تبرع یعنی حسان
 کے کیونکہ حسب ہیہ عطاء غیر واجب ہے اس طرح صدقہ بھی ہے۔
 (۱۸۲۵) صدقہ بدوّن قبض کے صحیح نہیں اور نہ مشاع محتمل
 القسمہ کا صحیح ہے کیونکہ وہ مثل ہیہ کے ہے۔
 (۱۸۲۶) ہیہ اور صدقہ میں فرق یہ ہے کہ ہیہ میں رجوع جائز
 ہے اور صدقہ میں نہیں۔

(۱۸۲۷) دو شخصوں نے اختلاف کیا واہب نے کہا کہ ہیہ سے
 یعنی جو میں نے بچو دیا ہیہ تھا لہذا مجھ کو پھیر لیا جائز ہے موہوب کہ

کہا نہیں بلکہ صدقہ سے تو واسط کا تول میٹر ہو گا کذا فی النخانیہ
(۱۸۲۸) سپہ جموی نے کہا کہ تملیک بمعنی ہیہ ہوتی ہے اور
قبض کرنے سے تمام ہو جاتی ہے۔

(۱۸۲۹) جب کہ تملیک قبض و تسلیم سے خالی ہو تو اوسمین علما
کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا جائز ہے بعضوں نے کہا جائز
نہیں جو علما۔ جائز نہیں اسے اوسکو وہ ہیہ پر نیاس کرتے ہیں اور
جو جائز کہتے ہیں وہ یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ ہیہ اور تملیک
دو شے ہے باعتبار نام کے یہ تو ظاہر ہے اور باعتبار حکم کے
بمعنی دو شے ہے کیونکہ اگر درختوں پر لگے پہلون کو ہیہ کرے
تو جائز نہیں اور اگر تملیک کا اقرار کرے تو جائز ہے لہذا ثابت
ہو کہ تملیک صحیح ہے بدون تسلیم کے اور تملیک ہیہ کی غیر ہے
اسی قول پر مشتمل ہے اور اسی پر لوگوں کا عمل ہو کذا فی طاوکی
(۱۸۳۰) ایک شخص نے اپنا حال بادشاہ کو لکھا اور اوس سے
تملیک ارضی محدودہ کی طلب کی سو بادشاہ نے فرمان لکھ دیا
کا حکم کیا اور اوس کے منشی نے لکھ دیا کہ اوس زمین کا میں نے
اوسکو مالک کر دیا تو اس تملیک میں قبول مجلس کی حاجت
ہے لیکن ہر گاہ پوچھا ہر شخص کا بادشاہ تک شہر سے سوال
بالحال حاضر ہونے کے قایم مقام کر دیا گیا یعنی ایسی حالت میں
تملیک بغیر ماضی مجلس کے بھی جائز ہے۔

(۱۸۳۱) زوجہ نے زوج کو مال دیا اس کے سوال پر تاکہ زوج
وسوتہ کرے مصارف میں پھر وہ مال زوج کے اوس حق خواہ

کو دیا گیا اگر زوجہ نے اوسکو مال مذکور سہ کیا ہو یا اوسکو قرض دیا ہو تو زوجہ کو مسترض خواہ سے پھیر لینا جائز نہیں اور اگر اوسنے دیا ہو واسطے تصرف کر سیکے اس حیثیت سے کہ خود مالک رہے تو زوجہ کو زوج کے قرض خواہ سے پھیر لینا جائز ہے نہ زوج کو۔

(۱۸۳۳) ایک شخص نے اپنے فرزند کو مال دیا کہ وہ اوسین تصرف کرے سو اوسنے اوسین تصرف بطریق تجارت کے کیا اور مال زیادہ ہو گیا اور باپ مر گیا اگر باپ نے اوسکو مال مذکور سہ کیا ہو تو تمام مال مندرجہ ذیل ہے ورنہ میراث ہے یعنی وہ مال وارثوں میں تقسیم ہوگا۔

(۱۸۳۴) ایک شخص نے دوسرے کو کھانا تحفہ بھیجا برتن میں مکمل ہو گیا اوسکا کھانا اوس برتن میں جائز ہے جواب یہ ہے کہ اگر خرید یعنی روٹی شوربے میں بھیگی ہو یا مانند اوسکے یا اس قسم کا کھانا ہو کہ اگر دوسرے برتن میں سمجھے تو اوسکی لذت جاتی رہے تو ایسی حالت میں کھانا جائز ہے اور اگر دوسرے برتن میں کرنے سے لذت نہ جاوے اور کھانا بھیجنے والا اسکا دوست ہو تو بھی جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۱۸۳۵) جس برتن میں کہ کھانا بھیجا جاوے اگر عادتاً اور بروا جا اوسکو واپس کر دیتے ہیں تو وہ شخص جسکے پاس تحفہ کھانا بھیجا گیا اوسکا مالک نہ ہوگا ورنہ اوسکا بھی مالک ہو جائیگا کذا فی العالگیریہ۔

(۱۸۳۵) ایک شخص نے ایک قوم کے کھانے کی دعوت

کی اور لوگوں کو جدا جدا خوان بانٹ دے تو ایک خوان والیکو
 جائز ہے کہ دوسرے خوان والے کو اپنے کھانے میں سے
 دیدے لیکن سائل اور خادم اور غیر صاحب خانہ کی بی بی کو دنیا
 جائز نہیں اور کئے کو کس حالت میں دنیا جائز نہیں اگرچہ صاحب خانہ
 کا ہو مگر جلی رونی کا دیدنیا جائز ہے کیونکہ عا دۃ اسکا اذن ہے۔
 (۱۸۳۶) ایک نے دوسرے کو خط لکھا اور اوس میں یہ لکھا کہ
 اسکی پشت پر جواب لکھے تو مکتوب الیہ کو اوس خط کا پھیر دنیا
 لازم ہوگا اور اوسکو اوس میں تصریح کرنا صحیح نہ ہوگا اگر جواب
 پشت خط پر طلب نہیں کیا تو مکتوب الیہ خط کا مالک ہوگا۔ کذا فی
 الطحاوی والنجوہرہ۔

(۱۸۳۷) جبر نہیں صلون پر۔ صلات جمع ہے صلہ کی اور صلہ
 عبارت ہے اداے مال سے بلا ماوضہ مال کے چنانچہ کفارہ مندر
 زکوٰۃ کذا فی الطحاوی والاشباہ عن المعراج

(۱۸۳۸) صلون پر جبر نہیں لیکن چھ صلہ اس سے مستثنی ہیں
 یعنی چار صلون میں جبر ہو سکتا ہے شفعہ میں زوجہ کے نقصان
 اور اوس چیز میں جسکی وصیت کی گئی اور مال وقف میں اور
 اقارب کے نقصان میں اور اداے دیہ میں عاقلہ پر کیونکہ عاقلہ پر
 بحباب بطریق صلہ کے ہے کذا فی الطحاوی۔

(۱۸۳۹) دین کا ہر کہ نبولار جوع نہیں کر سکتا ہر طرح یعنی خواہ
 بدیون قبول کرے یا نہ کرے۔

(۱۸۴۰) نصف دین والیکو اگر کرنا صحیح ہے اور یہی قبول محقق

ہے مثلاً دو شخصوں کا دین مشترک ہو ایک شخص پر پھر کیا شخص
دین معاف کر دے تو اگر داتن یون کے کہیں نے اپنا حصہ
معاف کر دیا تو یہ بالائے اتفاق صحیح ہے اور اگر یون کہا لیا اضافت کہ
میں نے نصف دین معاف کر دیا تو ظاہر الروایت یہ ہے کہ پہلی
صورت کی طرح اس کا تمام حصہ معاف ہوگا اور بعضوں کے نزدیک
نصف النصف یعنی ربع کذا فی الطحاوی۔

(۱۸۷۱) ایک عورت نے اپنا مہر معاف کیا زوج کے حج کروانے
پر یا زوج کے ظلم نہ کرنے پر اور زوج نے شرط مذکور پوری نہ کی تو
مہر بحال سابق بانی رہے گا اس واسطے کہ عورت ترک مہر پر راضی تھی
مگر شرط مذکور سے پھر جب شرط فوت ہوئی رضا مندی ہی فوت
ہوئی یہی قول مفتی ہے ہاں اگر زوج تاویب مستحق پر زوجہ
کو مارے گا تو مہر معاف ہی رہے گا کیونکہ وہ حق زوج ہے نہ ظلم کذا فی
شرح الوہبانیہ۔

(۱۸۷۲) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ جب میں ترک
اوپر دوسری سے نکاح کروں اور تو اپنا مہر مجھ کو معاف کر دے
تو تو طالق ہے پھر جب زوجہ نے مہر سے ابرا کیا تو زوج نے ابرا
قبول نہ کیا لہذا زوج ظفر یا ب ہوگا۔ یعنی طلاق واقع نہ ہوگی کذا فی
المشر نیلانیہ۔

(۱۸۷۳) اگر کسی نے اپنے بیع کا مال یعنی ثمن اس کا لیا پھر
ثمن اس کا معاف کر دیا تو ثمن بن گیا اور اس سے پھر لیا جائے گا اس طرح
دین بھی مثلاً کسی نے کوئی چیز بیچی اور مشتری نے اس کا ثمن قبض

کیا پھر باج نے مشترک یونین معاف کر دیا بعد قبض کے تو ایراج
ہے اور شری نے جو زمین دیا تھا وہ اس کو باج سے پیر لگا
اسی طرح اگر داتن بعد قبض دین کے مدیون کو دین معاف کر دے۔ تو
مدیون اس سے دین پیر لگا۔

(۱۸۴۴) زمین کے سواے فقط عمارت کا ہیہ کرنا صحیح ہے
کذا فی الذخیرہ والمنبئہ والتمتہ اور دلیل مسئلہ کی تشریح یون مذکور
ہے کہ مشترک جب کہ زمین کے زمین مول لی ہے اور باج
نے مجکو عمارت اس کی ہیہ لگا اور شفیع کہے بلکہ تو نے زمین اور
عمارت دونوں مول لی ہیں تو مشترک کا قول معتبر ہوگا لیکن
عبد البیر شارح وہبانیہ نے اس سے اختلاف کیا ہے یعنی
اوپر کے نزدیک عمارت بلا زمین ہیہ نہیں ہو سکتی اور اس کی
دلیل یہ بیان کی ہے کہ فقہانے کتاب الرہن میں تصریح کی
ہے کہ رہن رکھنا عمارت کا بدو ن زمین کے اور رہن زمین کا
بدو ن عمارت کے صحیح نہیں اس واسطے کہ یہ شایع کی مانند ہے
تو ہیہ کیونکر صحیح ہوگا لیکن کافی نے قول فیصل بیان کیا ہے کہ اگر
عمارت بلا ارض ہیہ کر کے وہب نے موہوب لہ کو عمارت دیا
اور قبض کرنے کا امر کیا اور موہوب لہ نے اس پر عمل کیا تو صحیح
ور نہ نہیں کذا فی الفیہ الطحاوی۔ اسی طرح اگر غلہ مزرع ہیہ کیا زمین میں
اور پھل درخت پر اور زہر تلوار میں اور من پھر اناج فہیر ہے
اور موہوب لہ کو گھٹیت کاٹنے اور پھل توڑنے اور زہر اوکھاڑ
اور اناج توڑنے کا امر کیا اور موہوب لہ نے امر کے موافق عمل کیا تو

ہیہ صحیح ہوگا استحقاق کی وجہ سے گویا کہ اس سے علیحدہ کرنی کے بعد ہیہ کیا اور اگر وہاں قبض کا اذن نہ دے تو وہ وہاں ہی رہے تاوان لازم ہوگا۔

کتاب الشفعہ

یہ کتاب ہے مسائل شفعہ میں

(۱۸۷۵) شفعہ لغت میں معنی ضم ہے یعنی ملانا اور شرح میں شفعہ عبارت ہے تملیک بقعہ (یعنی زمین) سے مشتری پر زبردستی کر کے بعوض اس مال کے جو مشتری پر خرید کرنے میں پڑا اور یہ تملیک ہو بعوض مثل من مشتری کے اگر من شکلی ہو ورنہ برابر شکلی معیت کے (مشتری کی قید سے ملک بلا عوض سے احقر از ہو گیا چنانچہ ہیہ بلا عوض اور میراث اور صدقہ سے اور اس ملک کے جو بعوض غیر عین کے ہو چنانچہ مہر اور اجارہ اور خلع اور صلح دم عمد سے کیونکہ امور مذکورہ میں شفعہ نہیں ہے) اگر ہیہ بلا عوض ہو تو اس میں شفعہ ہے کیونکہ وہ باعتبار انتہا کے بیع ہے۔

(۱۸۷۶) سبب شفعہ کا متصل ہونا ہے ملک شفعہ کا خریدی چیز سے خواہ اتصال شرکت کے سبب سے ہو خواہ ہمسایگی کی جت سے۔

(۱۸۷۷) شرط شفعہ کی یہ ہے کہ محل عفار ہو اگرچہ سفل ہو یا علو درالمتقی میں ہے کہ عفار سے مراد بیان غیر منقول ہے تو

عفار میں نہر اور چکی اور کنواں اور بالافانہ داخل ہے اگرچہ شکلی راہ سفل میں نہ ہو اور عمارت اور اشجار نقل گئے کیونکہ اس میں شفعہ نہیں مگر عفار کے ساتھ اگرچہ عمارت اور شجر کی بیع مع حق القمار ہو یعنی اس

شرط ہے کہ بائع کی زمین پر ہی رکے جاوے (گئے) خلا فالابن الکمال
کذا فی النسخاوی

(۱۸۵۸) رکن شفعہ کا لینا ہے مندرجہ کو بائع یا مشتری سے بحالت وجود
سبب اور شرط شفعہ کے نزدیک اپنی جیب کہ اصال ملک شفعہ ہو
اور عقد معاوضہ اور بیع ختم ہوا ہو۔ تب شفعہ مستحق شفعہ ہے

(۱۸۵۹) حکم شفعہ کا جائز ہونا ہے طلب کا وقت ثابت ہونے سے
بے اگرچہ جواز طلب چند سال کے بعد ہو یعنی جب کہ شفعہ غائب ہو اور
اوس کو بیع کا حال معلوم نہ ہو۔

(۱۸۶۰) صفت شفعہ کی یہ ہے کہ بواسطہ شفعہ کے لینا مثل خرید
انجامی کے ہے تو شفعہ سے ثابت ہوتا ہے وہ امر جو ثابت ہوتا
ہے خریداری سے چنانچہ پیر دنیا بسبب خیار رویت اور خیار عیب
کے۔ شفعہ ثابت ہے واسطے شفعہ کی صفت کے نہ اوس پر مضرت
ہونے کو۔ شفعہ ثابت ہوتا ہے بعد بیع خواہ بیع ایسی فاسد ہو جس سے
مالک کا حق منقطع ہو گیا ہو یا مشتری کو خیار ہو بیع فاسد میں حق مالک
منقطع ہوتا ہے مشتری کے وقت کرنے اور رہن رکھنے اور وصیت
کرنے سے۔ اگر بائع کو خیار بائع اور مشتری دو وزن کو خیار ہو تو
شفعہ نہیں۔

(۱۸۵۱) مجلس طالب موثقت میں گواہ کرنے سے شفعہ ثابت
اور مستقر ہو جاتا ہے تو شفعہ باطل نہ ہو گا بعد گواہ کر لینے کے یعنی
بعد نہار کے اگر قاضی کے پاس رجوع کرنے میں تاخیر کر لیا تو شفعہ
باطل نہ ہو گا بیوجب ظاہر مذہب مفتی بہ کے۔

(۱۸۵۲) عتقار بیع مملوک ہو جانا ہے باہم کی رضا مندی کے لئے سے باقاضی کے حکم سے۔

(۱۸۵۳) شفعہ ثابت ہوتا ہے بقدر رد و تس شفعہ کے نہ بقدر شفعہ شفیعیوں کے برخلاف مذہب شافعی کے۔

(۱۸۵۴) اول شفعہ ثابت ہوتا ہے واسطے خلیط کے یعنی شریک ہے ذات بیع میں۔ اگر شریک نفس بیع کا نہ ہو یا ہو لیکن مشتری کے واسطے بیع کو مسلم رکھے یعنی حق شفعہ کو طلب نہ کرے تو اس کا شفعہ واجب ہے جو حق بیع میں شریک ہے (حق بیع کا شریک وہ ہے جس نے شریک چیز بات لی اور اس کی شرکت حق عتقار میں باقی رہی مثلاً مخصوص پانی لینے کی بجائے کہ شرکت یا رستہ خاص کی شرکت) مثلاً چند لوگوں میں نہر صغیر کے پانی لینے کی باری مشتری ہے کہ اون کی اراضیاں اس کی پہنچی جاتی ہیں اور اون اراضیات میں سے ایک حصہ لے لیا تو سب پانی لینے والوں کے واسطے شفعہ ثابت ہے یعنی سب لوگوں کا اس کی خریداری میں ہے اور اگر عام ہے کہ جہیں کشتیاں چلتی ہیں اور باقی مسئلہ بحال سابق ہے تو سب پانی لینے والوں کا وہاں کی زمین کی بیع میں شفعہ نہیں ہے بلکہ ہمسایہ ملاحق کا شفعہ ہے۔ بعد شریک حق البیع کے ہمسایہ ملاحق کے واسطے شفعہ ہے اگرچہ ہمسایہ ملاحق ذمی یا عید ما دون یا نکات ہو یا چار ملاحق وہ ہے جبکہ دروازہ دوسرے کو چہرہ میں ہے اور اس کے گھر کی پشت قائمہ بیع کی پشت سے ملی ہے تو اگر اس کا دروازہ اسی کو چہرہ میں ہو اور وہ کو چہرہ غیر قائمہ ہے تو وہ خلیط ہے حق بیع میں نہ چار ملاحق

اگرچہ اوسکا دروازہ خانہ بیعہ کے سامنے ہو) خلاصہ یہ ہے کہ شفع
 تین قسم کے ہوسکتے ہیں اول غلیط فی نفس المبیع دوم غلیط فی حق
 المبیع سوم بار ملاصق اول غلیط فی نفس المبیع کو حق شفع ہے بعد
 اوسکے غلیط فی حق المبیع کو اوسکے بعد بار ملاصق کو مثلاً صورت
 ترتیب شفعہ کی یہ ہے کہ ایک منزل یعنی کوٹھری یا دالان مشترک
 ہے دو شخصوں میں اور وہ منزل واقع ہے ایک قوم کے گھر میں
 اندر گوچہ غیر نافذ کے جب کہ احد اکثر یکین اپنا حصہ منزل سے بیع
 کرے گا تو منزل کا شریک احق ہے شفعہ کا پھر اگر وہ تسلیم کرے تو گھر
 کے شریک احق میں کوچہ کے شریکوں سے کیونکہ وہ اقرب ہیں صحلو
 کی شرکت کے سبب سے پھر اگر وہ بھی تسلیم کریں تو اہل کوچہ
 احق ہیں راہ کی شرکت کے سبب سے پھر اگر وہ بھی تسلیم کریں
 تو بار ملاصق احق ہیں کذا فی الدرر طحاوی میں ہے کہ ترتیب مذکور
 کی وجہ اس حدیث میں مذکور ہے۔ الشریک احق من الخلیط و الخلیط
 احق من الشفع یعنی شریک زیادہ تر حقدار غلیط سے اور غلیط
 احق ہے شفع سے شریک سے مراد شریک فی نفس المبیع ہے اور
 اور غلیط سے غلیط فی حق المبیع مراد ہے اور شفع سے بار ملاصق
 مراد ہے۔ مجموعی نئے ترتیب اوسکی یوں مذکور کی ہے کہ اول
 شریک فی البیت ہے پھر شریک فی الدار پھر شریک فی الاساس
 پھر شریک فی الشرب پھر شریک فی الطريق پھر ہمسایہ ملاصق
 ہمسایہ ملاصق وہ ہے کہ اوسکی دیوار ہو اور دوسرے کی
 دیوار متصل اور دونوں دیواروں میں راہ نہیں چلتی یہ سب

تشریک با دو لون باہم ملتی ہوں تو اگر دو لون میں ملتی
 تائید ہو تو او میں ہمسایہ کا شفعہ نہیں۔ پھر رکھنے والا اگر یوں کا
 دوسرے کی دیوار پر اور اس لکڑی کا نر کایچ دیوار پر ہے
 وہ ہمسایہ ہے نہ شریک فی حق البیع کذا فی البدایہ والکافی۔ اگر
 دیوار کی ذات میں شرکت ہو تو وہ شریک ہے نہ ہمسایہ ایسا بیان کیا
 ہے شارح در مختار نے لیکن مصنف کے کما کہ اگر ہمسایوں میں سے
 ایک ہمسایہ دیوار میں شریک ہو تو اور ہمسایوں پر مقدم نہ ہو گا کیونکہ
 عمارت کی شرکت سے زمین پر استحقاق شفعہ کا نہیں ہوتا یعنی
 ملتی کی عبارت اس پر جمیل ہے جبکہ زمین بھی مشترک ہو صورت
 اس کی یہ ہے کہ دوسرے شریکوں نے مشترک زمین میں دیوار
 بنائی پھر زمین کی دو لون اسے زمین کر لی پھر اگر اس دیوار
 کی بیع ہو گی تو اس کی شفعہ کا شریک با حق ہے کذا فی الصلحاوی
 (۱۸۵۵) کسی شفیع نے اپنا حق شفعہ کا ساقط کر دیا بعد کما فی
 کے تو باقی شفیعوں کو شفیع تارک کا حصہ لینا جائز نہیں ہے کیونکہ
 حکم قاضی سے اون میں سے ہر واحد کا حصہ جدا ہو گیا دوسرے
 کے حصہ سے کذا فی الزیلعی تو اگر شفیع اپنا حق ساقط کر دے قبل
 قضائے قاضی تو باقی شفیعوں کو تمام بیع کا لینا جائز ہے بہ سبب
 دور ہو جانے مراجعت کے۔

(۱۸۵۶) اگر بعض شفیع غائب ہوں تو صرف حاضرین کے
 واسطے شفعہ کا حکم ہو گا تمام بیع میں شفیع غائب کے نہ طلب کیونکہ
 احتمال تو تاخیر کیجا تبلی بسبب شک کے۔

(۱۸۵۷) اگر ایک شریک غائب ہو اور شریک حاضر نے شفعہ طلب کیا تو اس کے واسطے تمام شفعہ کا حکم ہوگا پھر جب کہ شریک غائب یا شفعہ غائب حاضر ہو اور شفعہ طلب کرے تو اس کے واسطے شفعہ لینے کا حکم ہوگا سو اگر شفعہ ثانی برابر ہو اول کے یعنی دونوں شریک ہوں تو اول کے نصف کا حکم ہوگا اور اگر ثانی فوٹی ہو اول سے یعنی ثانی شریک ہو اور اول ہمسایہ تو تمام شفعہ ثانی کو واسطے حکم ہوگا۔ اور اگر ثانی کمتر ہو اول سے تو شفعہ سے ثانی کو قاضی باز رکھے کہ انی الخلاصہ۔

(۱۸۵۸) شفعہ نے قبل حسد یا داری مشتری کے اہتاق شفعہ ساقط کر دیا تو صحیح نہیں ہے یہ سبب نہ پائی جاسکے اور اسکی شرط کے اور وہ شرط بیع ہے۔

(۱۸۵۹) شفعہ نے عوض شفعہ لینے کا اور عوض کے چھوڑنے کا قصد کیا تو وہ اسکا مالک نہیں ہے مشتری پر جبر کر کے سبب ضرر تصرفی صفتہ کے (یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنا بوقت تکمیل معاہدہ) اگر ایک شفعہ نے اپنا حصہ دوسرے شفعہ کے واسطے مقرر کر دیا تو صحیح نہیں ہے اور اسکا حق اس فعل سے ساقط ہوگا بسبب اسکی روگردانی کے اور بیع بیجا یا باغی شفعہ میں۔

(۱۸۶۰) اگر دو شریکوں میں سے ایک شریک نصف شفعہ طلب کرے اسوجہ سے کہ وہ فقط نصف کا استحقاق رکھتا ہے تو اسکا شفعہ باطل ہوگا کیونکہ شرط ہے صحت شفعہ کی تمام شفعہ کو طلب کرنا چنانچہ زیری نے اسکو شرح بیان کیا ہے۔

(۱۸۶۱) صحیح ہے بیع مکہ منظرہ کے گھر دین کی تو ادعین شفعہ واجب ہے یعنی ثابت ہے اور اسی قول پر مستوی ہے کذا فی الاستبہار والطحاوی۔

(۱۸۶۲) صحیح ہے طلب کرنا شفعہ کا مشتری کے وکیل سے اگر اس نے بیع اپنے موکل کو تسلیم کر دی ہو اور اگر تسلیم کر دی ہو تو طلب شفعہ وکیل سے صحیح نہیں ہے اور دعویٰ شفعہ کا وکیل سے باطل ہے ہی قول مختار ہے کذا فی البیہ۔

(۱۸۶۳) شفعہ بنین وقف میں اور نہ وقف کے واسطے شفعہ ہے کذا فی التوازل اور نہ وقف کے جو اس میں شفعہ ہے کذا فی تخریج الجمع والنہایہ بر خلاف خلاصہ و نزہۃ

باب طلب الشفعہ

بیم یا بیع ہے شفعہ طلب کرنے کے سبب مسائل میں

(۱۸۶۴) جس مجلس میں کہ شفعہ کو علم بیع مشفوعہ ہو اس میں طلب شفعہ کرے نہ اس کی غیر میں خواہ علم بیع مشتری سے ہو یا اس کے فرستادہ سے یا کسی اور ایک متقی شخص کے کہنے سے یا کثیر آدمیوں کی خبر دینے سے اگرچہ مجلس دراز ہو یہی قول اصح ہے کذا فی الدرر اور اسی قول پر متون فقہ شامل ہیں برخلاف روایت جواہر القفاوی کے کہ طلب الفور لازم ہے اور علی الفور پر مستوی ہے اور اسی روایت پر متفرع ہے نوازل کا مسئلہ کہ جب شفعہ سلام کہے مشتری پر تو شفعہ باطل ہو گیا اس واسطے کہ طلب پر اس نے سلام کو مقدم کیا اور حالانکہ طلب بعد علم بیع فوراً

واجب تھی زبانی نہیں ہے کہ اگر شفیع کو پورا سہارا ملے جس کے شہر ہونی اور شفیع اول یا اوسط خط میں لگتا تھا سو اس سے تمام قطع ہوتا تھا شفیع باطل ہو گیا یعنی یہ سبب تاخیر طلب کے لئے طے علم مشتری اور شمس ہو گیا ہوا سو اس سے کہ سکوت اور سوخت رہتا ہوتا ہے جب کہ مشتری اور شمس معلوم ہوا انتہی فی السطح طوری۔

(۱۶۶۵) ایسے اقطاب سے شفیع طلب کرے جس سے طلب شفیع بھی جاوے۔ چنانچہ یون کہنا کہ میں سے شفیع طلب کیا اور انداس کے جانبہ یون کہنا کہ میں شفیع کا طالب ہوں یا میں اس کو طلب کرتا ہوں علم ہی کے طلب کرنا طلب مواثیت یعنی طلب مبادرت کہتے ہیں طلب مواثیت گواہ کرنا لازم نہیں ہے بلکہ اس میں اشتہاد و خوف انکار کے دفع کرنے کے واسطے ہو گواہ کرنا اور سوخت لازم نہیں جبکہ مجلس علم گواہ نہ ہوں۔ والا گواہ کرنا شہین اور لازم ہے کذا فی المنہج۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر اور سوخت گواہ موجود ہوں تو اوں کو اپنے طلب کرنا گواہ کرلو اور اگر کوئی وہاں نہ ہو تو اپنی زبان سے طلب شفیع کرے واسطے کہ اس کا حق عند اللہ ساقط نہ ہو جائے اور اگر مشتری طلب مواثیت کا منکر ہو تو شفیع کو قسم کھانا ممکن ہے اگر حاکم قسم کھلاے۔

(۱۶۶۶) بعد طلب مواثیت کے شفیع گواہ کرے باج پر اگر عقار بیع اس کے قبضہ میں ہو یا مشتری پر گواہ کرے اگرچہ وہ قابض نہ ہو کیونکہ وہ مالک ہے اس کا یا عقار کے نزدیک گواہ کرے تو شفیع یون کہے کہ فلا نے نے یہ گھر خرید کیا اور میں اس کا شفیع ہوں اور دفتر میں مجلس علم میں شفیع طلب کر چکا ہوں اور اب میں اس کو طلب

کرتا ہوں سو تم گواہ رہو اور یہ طلب اشہاد ہے اور اسکو طلب تقرر
اور استحقاق بھی کہتے ہیں اور بعضے طلب موائبہ کو طلب استحقاق
کہتے ہیں اور طلب اشہاد ضرور ہے اگر شفیع سپر قادر ہو اگر چہ
بواسطہ خط کہنے یا رسول بھیجنے کے ہو اور یا وجود اسکے گواہ کرے
تو اس کا شفیع باطل ہوگا۔ اور اگر اشہاد پر قادر نہ ہو تو شفیع
باطل نہ ہوگا۔

(۱۸۶۷) اگر شفیع نے طلب اول یعنی طلب موائبہ میں کیسے
پاس ان سینون میں سے یعنی گہر یا بالیج یا مشتری کے پاس گواہ
کر لیا تو اسکو طلب ثانی سے یہ کفایت کرتا ہے اور وہ طلب قائم
مقام دو طلب کے ہوگی۔

(۱۸۶۸) پھر بعد ان دو طلبیوں کے یعنی طلب موائبہ اور طلب اشہاد
کے قاضی کے پاس طلب کرے اور یوں کہے کہ فلا نے شخص نے
ایسی حویلی خرید کی ہے اور میں اسکا شفیع ہوں یہ سبب فلائی
گھر کے جو میرا مملوک ہے سو خباب قاضی صاحب حکم لیجئے اسکو
کہ گھر مجھکو دے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ گھر کو مشتری
قبض کر چکے اور حالانکہ طلب خصوصیت فقط مشتری پر موقوف نہیں
اور اس طلب ثالث کو طلب تملیک اور طلب خصوصیت کہتے ہیں۔

خلاصہ ہر شفیع میں تین طلبیں ہوتی ہیں۔ اول طلب موائبہ۔ دوم
طلب اشہاد۔ سوم طلب خصوصیت اور ان سینون طلبیوں کا کرنا
شفیع پر لازم ہے۔ طلب ثالث کی تاخیر کرنے سے ہر طرح خواہ
تاخیر عذر سے ہو یا بلا عذر ایک مہینہ کی تاخیر ہو یا زیادہ شفیع

باطل نہیں ہوتا جب تک شفیع اسکو اپنی زبان سے ساقط نہ کر دے
 اسی قول پر مستوی ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے۔ اور قول ضویف
 یہ ہے کہ مستوی امام محمد کے قول پر ہے۔ اگر طلب خصوصیت کو
 ایک مدینہ بلا عذر تاخیر کرے گا تو شفیع باطل ہو جائیگا کذا فی الملتقی
 یعنی امام محمد کے قول پر مستوی دفع ضرر مشتری کیواسطے ہے۔
 (۱۶۹) جب کہ شفیع طلب خصوصیت کرے تو قاضی خصم یعنی
 مشتری یا بائع سے سوال کرے شفیع کے مالک ہونے سے
 اس چیز کا جس ملکیت کے سبب سے وہ شفیع کا دعویٰ کرتا ہی
 زبانی نے کہا ملکیت شفیع کا سوال کرنا بعد طلب شفیع کے غیر مناسب
 ہے بلکہ قاضی مدعی سے اول سوال منسل مدعا علیہ کے کرے گا اسکا
 گھر کون شہر اور کس محلہ میں ہے اور اسکی حدیں کیا ہیں کیوں کہ
 اسنے حق کا دعویٰ کیا وہ معلوم ہونا چاہیے نہ مجہول اسواسطے
 کہ دعویٰ مجہول صحیح نہیں ہے۔ پھر جب وہ بیان کرے تو سوال کریں
 کہ مشتری گھر کا قابض ہے یا نہیں کیونکہ بلا قبض مشتری پر دعویٰ
 صحیح نہیں ہے جب تک بائع حاضر نہ ہو جب اسکو بیان کرے تو شفیع کے
 سبب اور اسکے حدود سے سوال کرے اسواسطیکہ لوگ اسین
 مختلف ہوتے ہیں شاید کہ وہ سبب غیر صالح کے سبب سے دعویٰ
 کرتا ہو یا وہ اور شخص کے سبب سے مجبوج ہو پھر جب سبب صالح
 کا بھی بیان کرے اور مجبوج نہ ہو تو اس سے سوال کرے کہ کچھ
 علم بیع کب ہوا اور جب تو نے سنا تھا تو کیا کہا تھا کیونکہ شفیع باطل
 ہو جاتا ہے طول زمان اور اعراض یعنی طلب اول اور طلب ثانی

کے ترک کرنے سے لوگوں کا بھی ظاہر ہو نا ضرور ہے۔ پھر جب تک
 بھی بیان کرے یا نہ تو طلب تھا اس سے سوال کرے کہ کیونکر کی
 اور کے پاس اشداد واقع ہوا وہ اقرب تھا اپنے غیر سے یا نہیں پھر
 جب کہ شفیع یہ سب سمجھ بیان کر دے اور اس نے کسی شرط کو
 قوت نہ ہونے دیا ہو تو دعویٰ اس کا پورا اور کامل ہو گا۔ اور اب
 مدعا علیہ کی طرف قاضی متوجہ ہو اور اس گھر کا سوال کرے جس کے
 سبب وہ شفعہ جاتا ہے اگر مشتری اقرار کرے اس گھر کی تکلیف کا جس کے سبب وہ
 شفعہ جاتا ہے یا انکار کرے قسم کا کرانی دہشت یا شفعہ گواہ گذارے کہ وہ گھر اس کا ملک ہی
 تو قاضی خریدار سے سوال کرے کہ آیا تو نے اس کو خرید کیا ہے یا نہیں پھر اگر مشتری یہ
 کا اقرار کرے یا انکار کرے قسم کھانے سے حاصل ہو شفعہ طلیف
 میں یا قسم کھانے سے سبب پر شفعہ جو زمین یا اس کی حبیہ پر
 شفعہ گواہ لاوے تو قاضی شفعہ کے واسطے بیوہ شفعہ کا حکم کر دے
 بشرطیکہ مشتری نے شفعہ کے شفعہ طلب کر لیا انکار نہ کیا ہو اگر وہ انکار
 ہو اس کی طلب شفعہ کا تو مشتری کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہو گا
 کذا ذکرہ ابن الکمال۔

(۱۸۷۰) قاضی بعد از خرید شفعہ شفعہ کا حکم کر دے۔
 اگرچہ شفعہ نے دعویٰ کیونکہ قوت نہیں نہ حاضر کر دیا ہو یعنی اس واسطے
 کہ احضار نہیں قضا واجب نہیں ہے اور جب کہ قاضی بیوہ شفعہ کا
 حکم کر دے تو شفعہ کو نہیں کا حاضر کرنا لازم ہو گا اور مشتری کو گھر کا
 روک رکھنا نہیں کے واسطے درست ہے۔
 (۱۸۷۱) اگر شفعہ سے کہا گیا کہ میں زیادہ اس کو اس سے تاخیر کی

کی ادائش میں تو اس کا شفعہ باطل نہ ہو گا بلکہ جس کم قاضی کے او قبل از
حکم تاخیر سے شفعہ باطل ہو گا نزدیکی امام محمد کے یہ سبب اس کے موافق
ہونے کے کذا ذکرہ الزیلعی۔

(۱۸۷۲) شفعہ کا خصم مشتری ہے ہر طرح پر خواہ قابض ہو یا نہ ہو
اور بائع قبل از تسلیم کے ہے یعنی مشتری خصم ہے یہ سبب مالک ہونے
کے اور بائع پر سبب قابض ہونے کے کذا ذکرہ ابن الکمال اور بائع پر
گواہ نہ سنے جاوینگے جب تک مشتری حاضر نہ ہو کیونکہ مالک تو مشتری
ہے اور بیع بائع کے رویہ و فسخ کی جگہ ہے اور اگر بائع نے بیع مشتری
کو تسلیم کر دی تو فسخ کی وقت بائع کی موجودگی ضرور نہیں ہے کیونکہ اسکی
ملک اور قبض دونوں باقی نہیں رہے کذا ذکرہ ابن الکمال۔

(۱۸۷۳) شفعہ کی واسطے خیار ردیت اور خیار غیب ثابت ہے اگرچہ
مشتری نے برات غیب کی شرط کر لی ہو نہ خیار شرط اور مدت کذا
فی الاختیار یعنی خیار شرط شفعہ کے واسطے ثابت نہیں ہے اگرچہ مشتری
کی واسطے خیار شرط ہوا ہو اور من کی مدت بھی نہیں ہے اگرچہ مشتری
کامیاب ہو اور اشتباہ میں ہے کہ شفعہ بیع ہے سب احکام میں سوا
تاوان جبر کے مثلاً شفعہ نے زمین لی یہ سبب شفعہ کے پھر اوس میں
عمارت نہائی یا درخت لگائے پھر وہ زمین غیر کی ملک نکلی سو مالک
مستحق نے ازالہ عمارت اور درخت کا چاہا سو اسے ویسا ہی کیا تو
شفعہ من پھر لے مشتری سے اس واسطے کہ اب ظاہر ہوا کہ مشتری
نے اوس سے ناحق زمین لیا حالانکہ زمین اسکی ملک نہ تھی لیکن نقصان
عمارت اور درخت کی قیمت میں مبالغہ ہوا اسکو کہ مشتری سے نہ لے

نہ بائع سے لیکن اگر مشتری کو ایسا دھوکا ہوگا تو بائع سے وہ نقصان پھیر لے گا اس واسطے کہ بائع نے اس کو دھوکا دیا اور شفیع کو مشتری کی جانب سے دھوکا نہیں ہوا کیونکہ شفیع نے تو مشتری سے یہ دھوکا شفیع لیا کذا فی الطحاوی۔

(۱۸۷۴) اگر شفیع اور مشتری ثمن میں اختلاف کریں اور حالانکہ گھر مشتری کا مقبوض ہے اور بائع کو ثمن نقد مل گیا ہے تو قول مشتری کی مع القسم تصدیق ہوگی کیونکہ وہ منکر ہے وجوب تسلیم بیع کا ثمن اول سے اور دونوں قسم کھاوے کیونکہ تھا نقد مان ہوتا ہے جب کہ انکار دونوں جانب سے ہو اور دعویٰ بھی طعن سے ہو اور یہاں مشتری شفیع پر سمجھ دعویٰ نہیں کرنا کذا فی الزیلعی مختصراً۔

(۱۸۷۵) اگر شفیع اور مشتری دونوں اپنے قول پر گواہ لائیں تو شفیع کے گواہ مقدم ہیں کیونکہ شفیع کے گواہ لازم ہیں مشتری کے اور مشتری کے گواہ شفیع کے لازم نہیں ہیں کیونکہ مشتری کی جانب سے تخیر ہے شفیع کی افتاد اور ترک میں۔

(۱۸۷۶) دعویٰ کیا مشتری نے ثمن کا اور اس کے بائع نے اس سے کمتر کا دعویٰ کیا بدو ن اس کے قبض کر کے تو بائع کا قول معقول ہوگا۔ یعنی شفیع بائع کی ثمن بتائی پر مشفوعہ کو لے گا اور قبض ثمن کے ساتھ مشتری کا قول معقول ہوگا تو بموجب اس کے شفیع ادا کر کے لے گا اور اگر دونوں نے بالکس کہا یعنی مشتری نے اقل ثمن کا دعویٰ کیا اور بائع نے اکثر کا تو قبض ثمن کے بعد مشتری

کھا قول مقبول ہو اور قبل قبض کے دونوں پر قسم کھانا لازم ہوگا
اور اگر کسی نے قسم سے انکار کیا تو دوسرے کا قول معتبر ہوگا۔
اور اگر دونوں نے قسم کھائی تو بیع فسخ کی جائے اور شفیع بائع
کو قول کے موافق لے لے گا کذا فی الملتقی

(۱۸۷۷) اگر بائع نے بعض ٹمن کو کم کر دیا تو شفیع کے حق میں
بھی کمی ہو جائیگی یعنی شفیع مشتری کو اس قدر ٹمن دے گا جو مشتری
کو بعد کمی کے دینا پڑا ہے۔ اور اس طرح یہیہ بعض ٹمن حق شفیع
میں ظاہر ہوتا ہے یعنی اگر بائع نے بعض ٹمن بعد بیع کے ہیر کر دیئے
اور شفیع نے شفعہ چاہا تو یہیہ ہیر شفیع کے حق میں سمجھا جائیگا لیکن
جب کہ یہیہ بعد قبض ہو تو وہ ہیر مشتری کے حق میں ظاہر نہ ہوگا
کذا فی الاستباہ کیونکہ وہ ہیر جدا گانہ ہے از قبیل خط ٹمن نہ ٹھہریگا
(۱۸۷۸) اگر بائع نے تمام ٹمن مشتری کو عات کر دیا یا ٹمن سہمی پر
کچھ زیادتی کی تو شفیع اس کو تمام ٹمن سہمی سے لے گا اور سکے حق میں بالکل
معافی یا زیادتی نہ ہوگی۔

(۱۸۷۹) اگر بائع نے نصف ٹمن کم کر دیا اور سکے نصف باقی
کو کم کر دیا تو شفیع نصف اخیر اور سکے شفعہ لے گا۔
(۱۸۸۰) اگر شفیع کو معلوم ہوا کہ مشتری نے ہزار کو خریدنا تھا اسنے
شفعہ سے دست برداری کی پھر بائع نے اس میں سے سو کم کر دیئے
تو اب شفیع کو اسے شفعہ ثابت ہے تو سو دیکر لے گا۔

(۱۸۸۱) اگر بعض ہزار کے بیچا تو شفیع نے شفعہ سے انکار کیا بعد
اسکے بائع نے مشتری کو ایک لونڈی یا کوئی اسباب زیادہ کر دیا تو

اب شفعہ شفعہ کا ثابت ہے کذا فی القنیہ یعنی لوندی اور سیاب کی قیمت میں سبھی سے گھٹ جائیگی۔

(۱۸۸۲) اگر مشتری نے بوض میں سے مثلی کے خرید کیا تو شفعہ بھی مثلی دیکر لیگا اگرچہ مثلی حکماً ہو جسے شراب مسلم کے حق میں کذا ذکرہ ابن الکمال۔

(۱۸۸۳) اگر خرید کیا مشتری نے بوض قیمتی چیز کے تو شفعہ اس کی وہ قیمت ادا کر لیگا جو خریداری کے دن تھی تو عقار کی بیع میں بوض دوسرے عقار کے یعنی زمین کا قطعہ یا گھر بیع ہوا دوسرے قطعہ یا گھر کے عوض تو شفعہ دو لون عقار کو لیگا دوسرے کی قیمت سی یعنی اس گھر کا شفعہ اسکو اس کی قیمت سے لیگا اور اس گھر کا شفعہ اسکو اس کی قیمت سے لیگا۔

(۱۸۸۴) اگر مشتری نے ایک گھر خرید کیا اور اس کی ادائیگی قیمت کے واسطے ایک مدت قرار پائی تو اگر شفعہ اسکو لینا چاہے تو ثمن بلا مدت کے نقد ادا کرے یا کہ شفعہ شفعہ فی الحال طلب کرے اور بعد مدت کے اسکو لے۔

(۱۸۸۵) جو ثمن موبل مشتری پر ہے وہ متخل نہ ہوگا اگرچہ شفعہ نے ثمن حال سے اسکو لیا ہو کیونکہ مدت حق مشتری کا ہے سو تعجیل شفعہ سے باطل نہ ہوگا۔

(۱۸۸۶) اگر شفعہ ثمن موبل سنکر چپ ہو رہا اور فی الحال شفعہ طلب نہ کیا اور صبر کرے رہا یہاں تک کہ طلب کیا مدت کے آنے کے وقت تو شفعہ باطل ہو گیا بخلاف ابو یوسف کے کہ اس کے نزدیک باطل نہ

(۱۸۸۷) اگر باج اور شتری اور شفیع ذمی ہوں اور شتری
لے بوض شراب یا سور کے خرید کہا ہو تو شفیع مثل شراب
اور سور کی قیمت سے لے یہ ضرور ہے کہ باج بھی ذمی ہو اور
اگر باج ذمی نہ ہو گا تو بیع فاسد ہو گی شفیع ثابت نہ ہو گا بخلاف
ابن کمال نے بیان کیا ہے بیسوط کی طرف نسبت کر کے اگر
شفیع اور شتری خمر اور خنزیر کی قیمت میں مختلف ہوں تو شریعہ
قول مستحبول ہو گا کذا فی النایتہ۔

(۱۸۸۸) اگر شتری نے گھر میں بیت رنگوں کا روغن لگایا
یا اوسکی گچکاری کی تو شفیع مختار ہے اور اس گھر کے چھوڑ دینے
میں یا اوسکے لینے میں اور اوس قدر کے دینے میں جیسقدر گھر
کی قیمت رنگ آمیزی وغیرہ سے زیادہ ہو گئی بسبب متغیر ہونے
نقص رنگت کے کیونکہ اوسکھرے رنگ کی کچھ قیمت نہیں ہے
نحیلات نقص عمارت کے کہ اوسکی قیمت پھر باقی رہتی ہے کذا
فی الماوی الزاہدی۔

(۱۸۸۹) اگر شتری نے مشفوعہ میں عمارت بنائی یا درخت لگا
تو شفیع مختار ہے چاہے اوسکی قیمت دیکر لے یا شتری کو اوسکے
کو دینے اور اوسکھانے کی تکلیف دے مگر جب کہ اوسکھانے میں
زمین کا نقصان ہو تو شفیع کو جائز ہے اوسکا لیا کہ وہی عمارت
اور اوسکھرے درخت کی قیمت کے ساتھ کذا فی القستانی۔
اور ابویوسف سے روایت ہے اگر چاہے شفیع لیوے شن اور
عمارت اور درخت کی قیمت سے یا چاہے اوسکچھوڑے یعنی

قاع عمارت کی تکلیف نہیں دیسکتا اور ایسا ہی کہا ہے امام شافعیؒ اور امام مالک رحمہ نے ہم کہتے ہیں کہ مشتری نے اوسمین عمارت بنانی جسمین غیر مشتری کا حق قوی تر ہے ولذا وہ مقدم ہو گیا مشتری پر اوسکے لینے میں لڑا اوسکو نفقہ عمارت اور درخت میں اختیار ہوگا جس طرح منقوض کر دینا ہے شفع مشتری کے سب تصرفات کو یہاں تک کہ وقف اور مسجد اور قبرستان اور بیہ کو بھی کذا فی الزلیعی والزامی لیکن لخطاوی نے فتہانی سے نقل کیا ہے کہ نظم میں ہے کہ نفقہ مسجد اور اوسکا زنا متوا کا جائز نہیں ہے اور شفعہ شفع کا باطل ہے واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۸۹۰) زراعت مشتری کی نہ اوکھاڑی جاوے گی کیونکہ اوسکی تمام معلوم ہے اور اوسکا باقی رکھنا بجوض اجرت کے ہوگا یعنی اگر مشتری نے بعد خرید کے زمین میں زراعت کی تو وہ پختگی تک قائم رہے گی اور مشتری پر زمین کی اجرت لازم ہوگی (۱۸۹۱) اگر گھر خود بخود ویران ہو گیا یا درخت خشک ہو گیا تو شفع کل ثمن دیکر لے کیونکہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ثمن اصل بیع کے مقابل ہوتا ہے نہ تابع کے اور درخت اور عمارت وغیرہ تو ابعاب ہیں کذا فی الخطاوی اور بیہ اوسوقت ہے جبکہ بناء منقوض یا درخت خون کی لکڑیوں سے کچھ باقی نہ رہا ہو اگر عمارت کا مصالحہ اور لکڑی باقی ہے اور مشتری نے لیا یہ سب زمین سے جدا ہونے کے کہ اب وہ زمین کا تابع باقی نہ رہا تو نقد اوسکے حصہ کے ثمن سے ساقط ہوگا تو ثمن باقیا جائے گھر کی

قیمت پر جو یوم العقد تھی اور منقوض کی قیمت پر جو شفیع کے لینے کے دن سے کذا فی الزیلعی۔
 (۱۸۹۲) اگر کچھ زمین تلف ہو گئی بسبب دُور بجالسنے کے تو بقدر اوس دُور بی ہوئی زمین کے ثمن کم ہو گا کیونکہ قیمت ہو نیوالا بعض ہے اصل بیع کا کذا فی الزیلعی۔

(۱۸۹۳) اگر مشتری نے خود عمارت گھر کی دہائی ہو تو شفیع بقدر زمین کے قیمت دے نہ کل قیمت کیونکہ اسے خود تلف کر ڈالا اور صورت اول میں آفت آسانی تھی مثلاً ہی کا کچھ قصور نہ تھا لہذا ثمن مقدم ہو گا زمین اور عمارت کی قیمت پر جو یوم العقد تھی یہ خلاف اوسکے منہدم ہو جائیکے کہ وہاں یوم الاخذ کی قیمت معتبر ہو گی چنانچہ مذکور ہو چکا۔ اجنبی شخص کا عمارت کو توڑنا مثل توڑ لی مشتری کے سے اذروے حکم کے یعنی بقدر حصہ منقوضہ کے ثمن ساوٹ ہو گا علیہ مشتری کا ہے شفیع کو اوسکا لینا نہ چاہیے کیونکہ زمین سے جدا ہونے سے اوسکا تابع نہ رہا۔

(۱۸۹۴) اگر مشتری نے زمین اور کھجور کے درخت اور پھل خرید کیے۔ یا پھل لگے خرید کیے تو شفیع مہ اوں پہلوں کے لئے استحساناً بسبب متصل ہونے پہلوں کے درخت سے اور اگر مشتری نے پھل توڑ لیے تو شفیع نہ لئے بدلیل گذشتہ۔ اگر مشتری نے باغ مہ اوسکے پہلوں کے خرید کیا اور پھل اوسکے آفت آسانی سے ضایع ہو گئے تو شفیع بقدر اول پہلوں کے قیمت کم کر لے اور اگر پھل بعد خریدنے کے پیدا ہوئے تو کچھ کم کرے

بہ سبب حادث ہونے پھل کے بعد قبض مشتری کے۔

(۱۸۹۵) اگر قاضی نے شفیع کے واسطے شفعہ کا حکم کیا تو اُسکو
اوسکا چھوڑنا جائز نہیں ہے کیونکہ قضا کے سبب سے عقد شفیع کی
طرف پھر گیا بخلاف ماقبل قضا کے کذا فی سراج الوہانیہ

(۱۸۹۶) بیع فاسد میں طلب شفعہ ہے وقت انقطاع حق بائع کی
بالا اتفاق اور یہ بالعرض شرطین جسکے بدلہ میں شیوع
نہیں وقت نقائص البیہلین کے طلب شفعہ ہے اور ایک روایت
میں ہے کہ وقت عقد کے طلب شفعہ ہے کذا فی التمامگیریہ اور بیع فضولی
اور خیاری بائع کی بیع میں وقت بیع کے شفعہ ہے نزدیک ابو یوسف
کے اور وقت اجازت بیع کے نزدیک امام محمد کے اور خیاری مشتری
میں وقت بیع کے طلب شفعہ ہے بالا اتفاق کذا فی المجتبیٰ۔

(۱۸۹۷) جو شخص جو اسکا مقتدہ ہو چنانچہ شافعی مذہب مثلاً
اور وہ شفعہ طلب کرے اوس حاکم کے پاس جو شفعہ جو اسکا مقتدہ ہو
تو حاکم اوس سے کہے کہ تو شفعہ جو اسکا مقتدہ ہے یا نہیں اگر کہے کہ
ہوں تو اُسکے واسطے شفعہ کا حکم کر دے اور اگر کہے کہ نہیں ہوں
تو حاکم ثبوت شفعہ کا حکم نہ دے کذا فی المنیہ والبرازیہ یہ ایک قول
ہے اقوال ثلثہ سے اور یہ قول حلوانی کا حسن الاقوال ہے
دوسرا قول یہ ہے کہ حاکم حکم نہ دے کیونکہ مدعی اوسکا مقتدہ
نہیں ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ حاکم حکم دے کیونکہ حاکم تو اُسکے
وجوب کا اعتقاد رکھتا ہے اور یہی مشہور ہے کذا فی المنہج۔

(۱۸۹۸) شفیع نے ابجا ب طلب شفعہ میں تاخیر کی اسوجہ سے کہ

قاضی وقت وجوب شفعہ کا معتقد نہیں ہے تو شفعہ معذور ہے یعنی اس عذر سے تاخیر طلب مبطل شفعہ نہ ہوگی اس طرح شفعہ تاخیر طلب میں معذور ہے اگر اس نے قاضی سے مشتری کے احتساب کی درخواست کی اور قاضی مانا یا مشتری حاضر نہ ہوا کذا ذکرہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بر خلاف یہودی کے سبت (یعنی یوم شنبہ) کے یعنی اگر یہودی نے یوم السبت کی تعطیل کی وجہ سے یا انصرانی نے یوم الاحد (یعنی یوم یکشنبہ) کی تعطیل کے سبب سے طلب شفعہ میں تاخیر کی تو معذور نہ ہوگا یعنی یہ عذر مقبول نہ ہوگا کذا فی شرح المحموی۔

(۱۸۹۹) ایک شخص نے سودِ درم کو زمین خرید کی پہر اس کی مٹی اوٹھائی اور سودِ درم کو بیچی پھر اس زمین کو شفعہ کے پیسے شفعہ کے لیا تو شفعہ اس کو بچاس درم سے لے کیونکہ زمین کا من یعنی سودِ درم بانٹا جائے زمین کی اس قیمت پر جو خرید کے دن تھی قبل مٹی لینے کے اور اس مٹی کی قیمت پر جو اس نے بیچ لیا اور دونوں قیمتیں برابر ہیں ملحوظ وہی ہے کہ یہ تعلق ظاہر نہیں ہے مگر جب کہ دونوں کی قیمتیں عند العقد برابر ہوں اور اگر مشتری نے زمین مذکور مٹی سے بھر دی جیسی کہ پہلے تھی تو بھی شفعہ اس کو بچاس ہی درم سے لے گا اور مشتری سے لے کہے کہ نکال لے جو لوٹے او سہن مٹی بھر دی ہے کہ وہ تیری ملک ہے کذا فی حادی الزاہدی (۱۹۰۰) اگر مشتری نے گھر خرید کیا کھیت کٹنے کی مدت تک تو شفعہ کو جائز نہیں ہے کہ ٹن مجل دے اور گھر کو بوجہ شفعہ کے لے کیونکہ مشتری گھر کا مالک ہوا ہے بیع فاسد کے سبب سے اور سہن

شفعہ نہیں ہے کذا فی حادی الزاہدی
 (۱۹۰۱) ہیہ بالعرض بین ملک موہوب لہ کی ثابت ہوتی ہے جسو
 کل مقبوض ہو یعنی دولوں عوضوں پر واہب اور موہوب لہ کا قبضہ
 ہو جاوے تو اگر گھر ہیہ کیا بوض نہار درم کے پھر ایک عوض پر مثلاً
 فقط گھر پر یا فقط درم پر قبضہ ہو اور شفعہ شفعہ سے دست بردار
 ہوا تو یہ دست برداری باطل ہے یا تک کہ جب دوسرا عوض مقبوض
 ہو تو شفعہ کو اختیار ہے کہ گھر کو شفعہ کے سبب سے لے

باب ما تثبت ہی فیہ اولاً تثبت

یہ باب ہے اوسکا جس میں شفعہ ثابت ہوتا ہے اور جس میں ثابت نہیں ہوتا
 (۱۹۰۲) شفعہ ثابت نہیں ہوتا قصداً مگر اوسس عقار میں جو ملوک
 ہوئی ہے بدلے مال کے (قصداً کی قید اس واسطے لگا لی کہ شفعہ غیر
 قصدی غیر عقار میں بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ شجر اور غرمین گھر کے
 ساتھ شفعہ ثابت ہوتا ہے اور سہیل طرح چکی میں خانہ چکی کے ساتھ اور
 نہر میں اراضی کے ساتھ) اگر عقار اور مانتہ عقار شتمت پذیر نہ یعنی
 شتمت کرنے سے لاین انتفاع کے نہ ہے نزدیک ہمارے نئے نزدیک
 امام شافعی کے۔ شفعہ ثابت نہیں عرض میں (عرض یعنی اول و
 سکون ثانی وہ چیز جو عقار نہ ہو) شفعہ ثابت نہیں ناؤ میں بحلاف
 مذہب امام مالک کے۔ شفعہ نہیں ہے عمارت اور نخلستان میں
 جب کہ اونکی بیع بالقصد بلا تبعیت ارضی کے ہو اگر چہ بیع حق قرار کے
 ساتھ ہو۔ شفعہ نہیں موروث نہیں اور صدقہ اور ہیہ بلا عوض میں
 اوس گھر میں شفعہ نہیں جسکی شتمت ہو گئی شہر کیوں میں یا وہ گھر

اجرت یا بدل خلع یا بدل عشق یا بدل صلح کا دم عمد سے ٹھہرایا گیا یا گھر مہر تدارد یا گیا اگرچہ بعض گھر کے مقابلہ میں مال واقع ہوا ہو اس واسطے کہ بیع کے معنی اس میں ہیں نزدیک امام اعظم کے بخلاف صاحبین کے کہ اونہوں نے شفعہ واجب کیا ہے حصہ مال میں یعنی جس قدر گھر مال کے مقابلہ میں پڑا ہوتا ہے اس میں صاحبین کے نزدیک شفعہ ہے۔

(۱۹۰۳) جو گھر یا اختیار مال بیع ہوا اور سہنوزاؤس کا اختیار باطل نہیں ہوا اوس میں شفعہ نہیں پھر اگر اختیار ساقط ہو گیا تو شفعہ واجب ہو گیا بشرطیکہ شفعہ نے وقت سقوط اختیار کے طلب کی ہو قول اصح میں اور بعضوں نے کہا کہ اگر وقت بیع کے طلب کی تو شفعہ واجب ہو گیا اور اس قول کے بھی تصحیح ہوئی ہے۔ اوس گھر میں شفعہ نہیں جس کی بیع فاسد ہوئی اور سہنوزاؤس کا شفعہ ساقط نہیں ہوا پھر اگر اوس کا حق ساقط ہو گیا مثلاً مشتری نے اوس میں عمارت بنائی تو شفعہ ساقط ہو گا۔

(۱۹۰۴) اگر رد بیع ہوا یا روائت یا خیار الشرط کی وجہ سے یا رد بیع حکم قاضی ہوا یا خیار العیب سے تو بھی شفعہ نہیں یعنی رد بیع ہوا تسلیم شفعہ کے بعد یعنی جب بیع ہوئی اور شفعہ سے شفعہ نے انکار کیا پھر بیع پیر دیا گیا بسبب خیار الردیہ یا بسبب خیار شرط کے یا رد بیع یہ حکم قاضی بسبب عیب کے ہوا تو شفعہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بیع نہیں ہے بلکہ فسخ ہے اگر رد بیع بعد قبض کے یہ سبب عیب کے بعد ورنہ حکم قاضی کے ہوا یا اقالہ ہوا تو شفعہ ثابت ہے

کیونکہ عیب سے پہر دنیا بدوں حکم قاضی کے بنمرہ بیع کے ہے ضرور
 سے اور سہی طرح اقالہ بیع ہذا کا نہ ہے عیب سے بلا قضا پہر لہنا
 واجب نہیں ہے اور باوجود اسکے با بیع نے اپنی خوشی سے پہر لہنا
 تو ایسا ہوا گویا اوسنے خرید کیا اور سہی طرح اقالہ بیع ہے ثالث
 کے واسطے اور شفیع تیسرا ہے با بیع اور مشتری کا کذا فی الدرر
 (۱۴۰۵) شفعہ ثابت ہے واسطے غلام ماذون کے جو دین
 میں مستغرق ہوا اپنے مولے کی بیع میں یعنی اگر مولیٰ نے گھر بیچا تو
 اوسکا شفعہ اوسکے غلام تاجر مدیون کے واسطے ثابت ہے کیونکہ
 در صورت اذن تجارت جو غلام کے پاس ہے وہ مولیٰ کا مالوک
 نہیں ہے اور یہی علت ہے مولے کے شفعہ لینے کی غلام کی بیع
 میں لیکن ابن کمال نے کہا محیط ہونا دین کا غلام کی گردن اور
 کمانی کو ثبوت شفعہ کی شرط نہیں ہے۔

(۱۴۰۶) شفعہ ثابت ہے اوس شخص کے واسطے جس نے اصل لہنا
 وکالتہ خرید کیا یا اوسکے واسطے دوسرے نے بطریق وکالت
 خرید کیا یعنی ایک شخص نے دوسرے کو خرید کر نیک وکیل کیا سو پہلے
 نے موکل کے واسطے گھر خرید کیا اور حالانکہ موکل شفعہ بیع ہے تو
 اوسکے واسطے شفعہ ثابت ہے صورت اوسکی یہ ہے کہ ایک گھر تین
 شخصوں میں مشترک ہے اور اوس گھر کا ایک شخص جارح ملاحظہ
 ہے پھر وہ گھر جب بیع ہوا اور ایکہ شریک نے اوسکو خرید کیا تو
 مشتری کے واسطے شفعہ ثابت ہے خواہ اوسنے اصل لہنا خرید کی
 ہو یا وکالتہ اور اس طرح موکل کے واسطے شفعہ ثابت ہے جبکہ

دکیل سے اوسے کے واسطے خرید کی ہو اور دوسرے شریک کے واسطے بھی شفعہ ثابت ہے کذا فی الدرر۔ قاعدہ ثبوت شفعہ کا مسئلہ مذکورہ میں یہ ہے کہ اگر مشتری یا خرید کا موکل شریک ہو اور گھر کا دوسرا شریک بھی ہو تو دونوں کے واسطے شفعہ ثابت ہے اور اگر وہ شریک ہو اور گھر کا کوئی چار ملاحق ہو تو ہمسایہ کے واسطے شفعہ نہیں ہے یا وجود شریک کے اس واسطے کہ شریک مقدم ہے ہمسایہ پر کذا فی الدرر۔

(۱۹۰۷) شفعہ نہیں اوسکا جس نے بیع کی اصلتہ یا کالتہ یا بیع ہوئی اوسکی طرف سے یعنی دوسرے کو اوس نے بیع کر لیا وکیل کیا یا ضمان درک کیا یعنی اگر بیع غیر کی مملوک نقلی ٹوٹن کا ضمان اوس پر ہے کیونکہ بیع اور ضمان استحقاق بیع کے عدم خواہش پر دلالت کرتا ہے قاعدہ کلیہ ثبوت اور عدم ثبوت شفعہ کا یہ ہے کہ شفعہ باطل ہو جاتا ہے شفعہ سے بے رغبتی ظاہر کرنے سے اور باطل نہیں ہوتا اوس میں اظہار خواہش کر نیے۔

باب مایہ بطل الشفع

یہ باب ہے اوسکا جو شفعہ کو باطل کر دیتا ہے

(۱۹۰۸) شفعہ کو باطل کرتا ہے ترک کرنا طلب موافقت کا یعنی جس مجلس میں اوسکو بیع کی خبر ہوئی اور شفعہ طلب نہ کیا۔ کذا ذکرہ ابن الکمال۔

اور ترک کرنا طلب اٹھا دکانزد یک عفار یا ذی الید کے یا وجود قدرت کے نہ کہ گواہ کرنا وقت طلب بالموافقت کے

کیونکہ وہ غیر لازم ہے۔
 (۱۹۱۰) باطل کرتی ہے شفعہ کو تسلیم شفعہ کی بعد بیع کے خواہ علم سقوط کا بسبب تسلیم کے او سکو ہو یا نہ ہو اور قبل بیع کے تسلیم شفعہ مبطل نہیں (تسلیم شفعہ عبارت ہے اسقاط حق شفعہ سے) تسلیم شفعہ مبطل شفعہ ہے اگرچہ تسلیم صغیر کے باپ یا وصی کی عورت سے ہو یہ خلاف امام محمد کے کہ اونہ کے نزدیک اگر بیع اور سکی میت کے موافق یا اقل میت سے ہوئی ہو تو تسلیم باپ یا وصی کی مبطل شفعہ نہیں ہے یعنی اگر صغیر کا باپ صغیر کا شفعہ ساقط کرے تو یہ تسلیم نزدیک امام اعظم کے صحیح ہے یعنی بعد بلوغ کے صغیر او سکو طلب نہیں کر سکتا خواہ بیع بعیت اکثر یا مساوی یا اقل ہوئی ہو اور محمد کا مذہب یہ ہے کہ در صورت مساوات و قلت کے تسلیم باپ اور وصی کی مبطل شفعہ نہیں ہے۔ اگر وکیل طلب شفعہ کا تاضی کے پاس تسلیم کرے یا اپنے موکل پر تسلیم شفعہ کا اقرار کرے تو یہ تسلیم صحیح ہے اگر تاضی کے سامنے نہ ہو تو صحیح نہیں ہے لیکن وکیل خصوصیت سے خارج ہو جاتا ہے۔ ساکت رہنا او س شخص کا جو تسلیم کا اختیار رکھتا ہے تسلیم ہے مثلاً باپ یا وصی کو تسلیم کا اختیار ہے اور اونہوں نے وقت بیع کے صغیر کی جانب سے سکوت کیا طلب شفعہ سے تو یہ سکوت بجائے تسلیم ہے۔
 (۱۹۱۱) اگر شفعہ نے مشتری سے صلح کی عوض پر یعنی عوض غیر مشفوع پر تو شفعہ باطل ہے اور شفعہ پر عوض کا پیر دنیا واجب ہے کیونکہ وہ رشوت ہے۔

(۱۳۱۹) اگر شفع نے اپنے شفعہ کو بعض مال کے بیج کیا تو شفعہ باطل ہو گیا اور مال لازم نہ ہوگا اس طرح کفالت باطل ہو جاتی ہو بیج سے بخلاف قصاص کے (کفالت سے بیان مراد حاضر ضامن ہی ہے) یعنی اگر صاحب حق نے حاضر ضامن سے کہا کہ میں تیرے ہاتھ حاضر ضامنی اتنے مال پر بیچا ہوں تو ضامنی ساقط ہو جائیگی اور مال واجب نہ ہوگا بخلاف قصاص کے کہ اس کا عوض لینا درست ہے اور اس طرح ملک نکاح اور اسقاط رقب کا عوض لینا درست ہے اس لئے کہ ان ہشیا میں ملک ثابت ہے۔

(۱۳۱۹) اگر شفع نے نصف گھر کے لینے پر بعض بعض ثمن کے صلح کی تو صحیح ہے بوجہ مساوم ہونے ثمن کے کیونکہ نصف گھر کا ثمن نصف مسمیٰ ہے اور شفعہ باطل ہوگا۔ اور اگر شفع نے گھر میں سے ایک مکان لینے پر بقدر اس کے حصہ کے ثمن سے صلح کی تو صحیح نہیں ہے بہ سبب مجہول ہونے ثمن کے وقت لینے کے اور اس صلح غیر صحیح سے شفعہ ساقط نہ ہوگا کیونکہ معلوم نہیں کہ کوٹھری یا دالان کی کیا قیمت ہے بخلاف مسئلہ سابق کے

(۱۳۱۹) اگر شفع قبل شفعہ لینے کے مر گیا تو شفعہ باطل ہو گیا عام اس سے کہ بعد طلب کے مرا ہو یا قبل طلب کے اور شفعہ موزون نہیں ہوتا۔ بخلاف امام شافعی کے کہ اوٹکے نزدیک شفعہ موزون ہوتا ہے اگر شفع بعد حکم قاضی کے مرا تو شفع باطل نہ ہوگا بوجہ بطلان یہ ہے کہ شفع عبارت ہے منجر حق ملک سے اور وہ صاحب حق کے مرنے کے بعد باقی نہیں رہتا تو اس میں کیونکر میراث جاری ہوگی۔ کذا فی

الدرر۔

(۱۹۱۵) اگر مشتری مرگیا تو شفع باطل نہ ہوگا بہ سبب باقی رہنے مستحق یعنی شفع کے۔

(۱۹۱۶) اگر شفع نے اوس گھر یا زمین کو جسکے سبب سے شفع لیا پاتا ہے بیچ والا قبل اسکے کہ قاضی حکم کرے تو شفع باطل ہو جائیگا خواہ شفع کو اوس گھر کی بیع کا جسکا وہ شفع ہے علم ہو یا نہ ہو۔

(۱۹۱۷) اگر شفع نے اوس مکان یا زمین کو جسکے سبب سے شفع طلب کرتا ہے مسجد بنائی یا قبرستان یا وقف مسجد قرار دیا تو بھی شفع باطل ہوگا کیونکہ شفع ثابت ہوتا ہے ملک سے اور مسجد وغیرہ سے ملک زائل ہو جاتی ہے لہذا شفع ثابت نہیں ہوتا بشرطیکہ بیع قاضی سے ثبوت شفع کا حکم نہ دیا ہو والا شفع ثابت ہوگا کذا فی الدرر و المطحطاو

(۱۹۱۸) اگر شفع نے اوس مکان یا زمین کو بشرط اختیار اپنی ذات کے بیچا تو شفع باطل نہ ہوگا بہ سبب باقی رہنے سبب کے یعنی سبب استحقاق شفع کا ملک ہے اوس مقام کی جو دار مشفعہ سے متصل ہے سو بیع ملک بہ سبب بیع بشرط خیار کے بیع سے زائل نہیں ہوتی۔

(۱۹۱۹) اگر شفع نے مکان مشفعہ کو مشتری سے خرید لیا تو شفع باطل ہوگا کیونکہ یہ خرید کرنا اعراض ہے اور اعراض مبطل شفع ہے تو جو شخص کمتر ہے شفع مذکور سے استحقاق شفع میں اوسکو دار مشفعہ جو چ شفع شفع سے لینا درست ہے خواہ بعقد اولیٰ لے یا بعقد ثانی کیونکہ جب شفع کا شفع خرید کرنے سے باطل ہو گیا تو شفع

مادون کا حق یہ سبب زوال مانع کے ثابت ہو جاویگا برخلاف اسکے کہ شفیع نے شروع سے یعنی ابتدا گھر کو بالبع سے خرید کیا تو وہاں شفیع مادون کا شفیع ثابت نہ ہوگا کیونکہ مذکور ہو چکا کہ اگر شریک خرید کرے تو جار ملاصق کا شفیع نہیں ہے۔

(۱۹۲۰) اگر شفیع نے مشتری سے مکان مشفوعہ کرایہ لیا یا اسکی خرید یا اجارہ کی بات چیت کی تو شفیع باطل ہوگا یعنی بعد علم بیع کرایہ لیا یا مول چکانا دلیل ہے تسلیم کی لہذا شفیع باطل ہوگا کذا فی المجتبائی۔

(۱۹۲۱) اگر شفیع نے مشتری سے کہا کہ مجھ کو عقد خرید کا منولی کر دے تو بھی شفیع باطل ہوگا کیونکہ مشتری سے تولیت عقد کو بطریق وکالت کے طالب کرنا تسلیم کی دلیل ہے اور تسلیم بیع مبطل شفیع ہے لیکن طحاوی نے کہا کہ بیع التولیہ مراد ہے اور یہ مراد نہیں کہ اوسکو منولی عقد کرے بطریق وکالت کے کیونکہ اس سے شفیع باطل نہیں ہوتا یہ سبب اس کے قبل عقد ہونے کے واللہ اعلم (طلب منہ ان لولایہ عقد التملک)

(۱۹۲۲) شفیع سے کہا گیا کہ گھر بیچا گیا عوض نہار درم کے سوائے بیع مسلم رکھی پھر اوسکو معلوم ہوا کہ نہار درم سے کم کو بیع ہوئی یا عوض گیمون یا جو یا عددی متغایب سے بیع ہوئی تو شفیع کا شفیع ثابت ہے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ گھر بکا اون دینارون یا اسباب کی عوض جسکی قیمت نہار درم ہے تو شفیع ثابت نہیں اور مشرقی دونوں بین یعنی شیع اور گیمون جو بین یہ ہے کہ اسباب اور متاع قیمت والی

چننے اور گیہون اور جو اور عددی متقارب مثلی ہے تو مثلی چیز
شفیع بر انسان ہو سکتی ہے اگرچہ زیادہ ہو۔

(۱۹۲۳) شفیع کو معلوم ہوا کہ مشتری زہرے سے لڑاؤ سننے سے تسلیم
کی پٹھان ہوا کہ مشتری بکر ہے تو شفیع کے واسطے شفیع ثابت ہے۔
اس واسطے کہ آدمی اخلاق میں تفاوت ہوتے ہیں سو بعض کی ہمسایگی
قبول ہوتی ہے اور بعض کی نہیں تو ایک کے حق میں تسلیم کرنا اسکے
غیر کے حق میں تسلیم کرنا مستلزم نہیں ہے۔ اگر شفیع نے جانا کہ مشتری
زہرے سے دوسرے آدمی کے ساتھ لڑاؤ کو دوسرے آدمی کا حصہ
بطریق شفیع کے لینا جائز ہو گا کیونکہ دوسرے کے حق میں تسلیم حاصل
نہیں ہے۔

(۱۹۲۴) شفیع کو نصف گھر کی بیج کی خبر پہونچی سو اس نے بیج
تسلیم کی پھر اس کو خبر پہونچی تمام گھر کی بیج کی لڑاؤ اس کے
واسطے کل گھر میں شفیع ثابت ہے نہ اسکے بالعکس میں مثلاً شفیع
کو خبر ہوئی تمام گھر کی بیج کی سو اس نے تسلیم کیا پھر ظاہر ہوا
نصف کا خرید کرنا لڑاؤ کے واسطے شفیع نہیں ظاہر الزواہ میں
کیونکہ کل میں تسلیم کرنا جمیع اجزا میں تسلیم کرنا ہے برخلاف اسکے عکس
کے یعنی تسلیم بعض تسلیم کل نہیں ہے۔

(۱۹۲۵) ایک شخص نے زمین یا گھر بیجا مگر مثلاً ایک گز حد شفیع
کی جانب میں نہیں بیجا تو شفیع کو شفیع نہ ملے گا بسبب عدم اتصال کی
یعنی سبب شفیع کا اتصال ملک شفیع تھا سو اگر بائیں نے گز پھر یا بائیں
بھریا یا پشت بھریا یا انگل بھر زمین شفیع کی جانب کی بیج نہ کی تو

اب شفیع اوسمیں شفیع کا دعویٰ نہیں کر سکتا بشرطیکہ طول مستثنیٰ
شفیع کے تمام گھر کو ملاصق ہو یہ جیلہ سے شفیع جوار کے اسقاط کا
(۱۹۲۶) اگر بالغ نے مشتری کو ایک گز طول میں متصل ملک شفیع
کے ہیہ بلا عوض کر دیا اور اسنے اوسپر قبضہ بھی کر لیا تو اب شفیع نہیں
کیونکہ جو متصل شفیع تھا وہ موہوب ہو گیا اور موہوب میں شفیع نہیں
طحاوی نے کہا یہ خواہ قبل بیع کے ہو یا بعد بیع

(۱۹۲۷) اگر مشتری نے مکان مشفوعہ کا ایک حصہ مثلاً دسواں
حصہ کچھ ٹمن سے خرید کیا پھر باقی گھر خرید کیا تو ہمسایہ کیواسطے
شفیع ثابت ہوگا فقط پہلے حصہ میں اور باقی گھر مشتری کا ہوگا کیونکہ
مشتری شریک ہو گیا بالغ کا سہم اول کی خرید سے اور شریک
مقدم ہے جاریہ۔

(۱۹۲۸) تمام شفیع کے اسقاط کا یہ جیلہ ہے کہ مشتری ایک گز
کو خرید کرے تمام ٹمن سے سوائے ایک درم کے اور باقی گھر
کو ایک درم سے خرید کرے مثلاً ہزار درم سے خرید کرنا منظور ہے تو
اوس گز کا ہزار و ان حصہ ۹۹۹ درم سے خرید کیا اور باقی گھر
ایک درم سے خرید کرے تو شفیع کا شفیع ہزار وین حصہ میں ثابت ہوگا
بعوض ۹۹۹ درم کے اور باقی گھر میں شفیع نہیں اسواسطے کہ مشتری
شریک ہو گیا اور وہ احق ہے جاریہ کذا فی الدرر۔

(۱۹۲۹) شفیع کا مشتری کو قسم دنیا جائز نہیں ہے کہ واللہ تو
اس فعل سے میرے شفیع کے باطل کر دینے کا ارادہ تو نہیں کیا
بلکہ شفیع کو ایسی قسم دینے کا اختیار ہے کہ دالتم بیع اول تلجیحہ نہ تھی

کذا ذکرہ مویہ زادہ عن الوجیز (تلیحیہ اوس بیع کو کتہ بن کہ بائع اور مشتری بیع ظاہر کریں دشمن کے خوف سے اور حالانکہ وہ حقیقت میں بیع نہیں بلکہ نہل ہے)

(۱۴۳۰) اگر مبیع حشرید کیا دشمن کثیر سے بھر دشمن کے عوض کپڑا دیا تو شفعہ کثابت ہوگا دشمن سے نہ کپڑے سے تو اس میں خواہش ہوگی مثلاً ایک گھر کی قیمت سو درم ہے او سکونہ زار درم کے دشمن سے خرید کیا بھر دشمن کے عوض بائع کی رضا مندی سے ایک تھان دیا تو اگر شفعہ دعویٰ کر لیا تو او سکونہ زار درم کے عوض بلکہ گناہ تھان کے عوض کیونکہ نہ زار درم کے عوض تھان دینا دوسرا عقد ہے۔ اور گھر کے عوض تو دے نہ زار درم کا دشمن ہے یہ حیلہ شرکیہ اور جار دونوں کو عام ہے لیکن بائع کو مضرب کیونکہ بائع کو تمام دشمن دنیا لازم ہوگا اگر مبیع ملک غیر کثابت ہوگی تو بیچنا دراہم میں ایک دنیا سے بہتر ہے تاکہ یہ عقد صرف باطل ہو جاوے جبکہ استحقاق ملک غیر کثابت ہو مثلاً دراہم دشمن کے سوتھے مشتری کے ذمہ یہ بھر بائع نے سو درم کو ایک دنیا سے بیچا بھر جب کہ استحقاق ملک غیر کثابت ہوگا تو یہ عقد صرف فاسد ہوگا کیونکہ ظاہر ہو گیا کہ مشتری کے ذمہ پر کچھ نہ تھا تو جو مشتری نے دیا وہ ہی بائع کو پیر دنیا پڑ گیا یعنی دنیا رکذا فی الطحاوی۔

(۱۴۳۱) اگر مشتری نے دراہم معلومہ سے خواہ نقین دراہم کا وزن سے ہو خواہ اشارہ سے خرید کیا اور اونکے ساتھ مٹھی بھر فلوس بھی دے جبکی طرف اشارہ کر دیا گیا اور اونکی مع مدار

مجمول رہی اور بائع نے قبض کر کے غلوس ضائع کر دیے تو شفعہ ساقط ہوگا اس واسطے کہ جہالت ثمن شفعہ کی مانع ہے کذا فی الدرر والمضمرات کیونکہ جب غلوس مشار الیہا پر بائع کا قبضہ ہوا تو ثمن عقد کی وقت معلوم اور متعین تھا لہذا بیع صحیح ہو گئی اور یوجہ تلف ہو جانے ثمن کے قبل شفعہ سے شفعہ کے وقت جہالت مقدار ہوتی یعنی ثمن مجبول ہو گیا اور معلوم نہیں کہ ثمن مذکورہ کے غلوس کتنے تھے اور جہالت ثمن وقت شفعہ کے مانع شفعہ ہے۔ جملہ کرنا واسطے اسقاط شفعہ کے بعد بیع کے بالاتفاق مکر وہ ہے ذکرہ الیزازی اور مثیل بیع ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہیں ہے امام محمد کے نزدیک مکروہ ہے۔

(۱۹۳۴) ایک جماعت نے عقد واحد سے ایک تین مولیٰ اور بائع ایک ہے تو شفعہ لینا مستعد ہوگا موافق شمار مشتریوں کے تو شفعہ کو یہ جاتر ہوگا کہ ایک مشتری کا حصہ لے اور باقی کا چھوڑ دے نہ بالکس اسکے یعنی جب کہ بائع کوئی شخص ہوں اور مشتری ایک ہو تو شفعہ لینا مستعد نہ ہوگا بلکہ شفعہ یا سب بیع کو لے یا سب کو چھوڑ دے کیونکہ اس میں مشتری پر تفریق عدو ہے اس میں کچھ فرق نہیں کہ شفعہ لینا قبل قبض ہو یا بعد القبض۔ ہر مشتری کے ثمن کا نام علیحدہ علیحدہ لیا گیا ہو یا تمام ثمن مجملہ مذکور ہو کیونکہ بیان اثما و عقد کا اعتبار ہے نہ اتحاد ثمن کا در صورت عقد مشتری اگر شفعہ ایک حصہ کو طلب کرے تو باقی حصوں میں وہ اپنے شفعہ پر قادر ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ باقی کا شفعہ باطل

ہو گیا کذا فی درالمستقی۔

(۱۹۳۳) اگر مشتری نے دو گھریا دو گالون یا دو شہر و نہیں ایک عقد سے خرید کیے تو ان دو گالون کا شفعیع ان کو ایک ساتھ لے یا دو گالون کو چھوڑ دے اور یہ نہیں ہے کہ ایک لے اور دوسرے کو چھوڑے اگرچہ ایک گھر مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں کذا فی شرح المجمع۔ اگر دو گھروں یا دو گالون مذکورہ میں سے صرف ایک ہی کا شفعیع ہو اور بیع دو گالون کی ایک عقد سے ہوئی ہو تو شفعیع کو شفعہ لینا نہیں پہنچتا مگر اوس گھر کا جو اسکے پاس ہے۔ سیاہی کہا ہے امام محمد نے اور حسن نے امام سے

روایت کی کہ شفعیع کو دو گالون کا شفعہ سے لینا درست ہے۔ کرخی نے کہا حسن کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ امام نے روایت سابقہ سے رجوع کیا ہے کذا فی التامکیر یہ

(۱۹۳۷) نصف گھر غیر مقسوم خرید کیا اور مشتری نے بائع سے بانٹ لیا تو شفعیع مشتری سے وہ حصہ لے جو بعد تقسیم کے اسکے قبضہ میں آیا ہو۔ اگرچہ وہ حصہ شفعیع کی جانب میں نہ پڑا ہو بموجب قول اصح کے۔ شفعیع کو نقض قسمت مطلقاً جائز نہیں خواہ قسمت بحکم تاضی ہوئی ہو یا رضامندی بائع کے کیونکہ بدو لن قسمت کے مشترک چیز کا پورا قبضہ نہیں ہوتا اور حالانکہ تمام قبضہ عقد کا حکم ہے۔ اور اگر مشتری نے قسمت کر لی بائع کے شریک سے تو شفعیع کو نقض قسمت جائز ہے کیونکہ عقد اوس شخص سے واقع نہیں ہوا جس سے قسمت کر لی تو یہ ان قسمت تمام قبضہ سے

تہ ہوئی جو عقد کا حکم ہے لہذا شفیع اوس کو توڑ سکتا ہے چنانچہ اگر
دو شخصوں نے گھر مول لیا اور وہ دونوں اوس گھر کے
شفیع ہیں پھر پتہ شفیع پیدا ون دونوں کے قسمت کے آیا خوا
نقسم حکم اضافی ہوئی ہو یا سواے اوس کے تو شفیع کو قسمت کا
ٹوڑ دینا جائز ہے نصف کی تہائی ہو جانے کی ضرورت سے
کذا فی شرح الوہیانہ۔

(۱۹۳۵) اختلاف کیا شفیع اور مشتری نے اوس گھر کی ملکیت
میں جبیں شفیع رہتا ہے اور جبکہ باعث سے طالب شفیع ہے
تو مشتری کا قول بالکلف مقبول ہوگا کیونکہ وہ استحقاق شفیع کا
شک ہے تو مشتری یوں قسم کھائے کہ واللہ یہ گھر میرے علم میں
شفیع کا ملک ہے نہیں ہے۔ علم پر اسواے قطعے قسم ہوئی کہ غیر کے فعل
پر تخلف ہے اور غیر کے فعل پر یقین قطعی نہیں ہوتا اس طرح اگر
مشتری طلب موافقہ کا منکر ہو تو اوس سے علم پر قسم لی جائیگی۔
(۱۹۳۶) اگر مشتری نے اپنی ملاقات کی وقت طلب اشہا و شفیع سے
انکار کیا تو مشتری قسم کھائے قطعی اور یقین پر کیونکہ مشتری کا
علم طلب اشہاد کو محیط ہے نہ طلب موافقہ کو کذا فی حاوی الوہی
اگر امور مذکورہ بالا پر شفیع اور مشتری دونوں گواہ لاویں تو
شفیع کے گواہ مقدم ہیں اور ابو یوسف نے کہا کہ مشتری کے
گواہ مقدم ہیں۔

(۱۹۳۷) مالک نے وہ چیز بیع کی جو غیر کے اجارہ میں ہے
اور حالانکہ مستاجر اوس کا شفیع ہے سو اگر مستاجر بیع اوس کی جائز

رکھے تو اس کو بطریق شفعہ کے لیگا اور اجارہ باطل ہوگا اور اگر بیع جائز نہ رکھے تو اجارہ باطل ہوگا اگرچہ شفعہ رد کر دے یعنی عدم اجازت بیع کے ساتھ شفعہ بھی طلب کیا تو اجارہ باطل ہوگا (کیونکہ شفعہ نہیں مگر بعد بطلان اجارہ کے)

(۱۹۳۸) باپ نے اپنے طفل صغیر کے واسطے خرید کی اور حالانکہ خود شفعہ ہے تو اس کا شفعہ ثابت ہے اور وصی مثل باپ کے ہے لیکن شرح مجمع میں اسکے مخالفت ہے یعنی شرح مجمع میں مذکور ہے کہ باپ کی عید اس واسطے لگائی کہ وصی شفعہ نہیں لے سکتا بالاتفاق کیونکہ شفعہ لینا سننہ خرید کے ہے اور وصی کو یتیم کا مال مطلقاً اپنی ذات کے واسطے خریدنا جائز نہیں اور وہ پانچ میں ہے کہ وصی نے چھت میں تا بلوغ یتیم تاخیر کر لی لیکن لازم ہے کہ بروز خرید طلب شفعہ کرے اور گواہ کر رکھے تاکہ تاخیر طلب سے شفعہ باطل نہ ہو جائے

(۱۹۳۹) شفعہ کی جانب سے ابراہام عام کرنا شفعہ کو باطل کر دیتا ہے وضاہ لیکن دیانۃً بطل نہیں اگر شفعہ کو نجاستا ہو مثلاً ایک گھر لیا تو بائع اور مشتری نے کہا شفعہ سے کہ تو ہم کو برمی الذمہ کر دے ہر خصوصیت سے جو یتیمی خصوصیت ہماری جانب ہو سو او سے ابراہام تمام کر دیا اور حالانکہ شفعہ نہیں چاہتا کہ اون کی جانب اون کا شفعہ واجب ہے تو اس ابراہام سے بھی کے نزدیک اس کا شفعہ باطل ہوگا لیکن دیانۃً اس کا شفعہ باقی رہے گا۔

(۱۹۴۰) شفیع نے مشتری پر دعویٰ کیا کہ مشتری نے شفعہ باطل کر دیا کیلئے کیا ہے تو مشتری سے اس پر قسم لی جائے لیکن وہ بیان نہیں ہے کہ قسم نہ لی جائے۔

(۱۹۴۱) ابطال شفعہ کو متعلق بہ شرط کرنا جائز ہے یا ناختم شفیع نے مشتری سے کہا کہ میں نے شفعہ تیرے واسطے مسلم رکھا اگر تو نے اپنی ذات کے واسطے خرید کی ہو سو اگر مشتری نے کسی اور کے واسطے خرید کی ہو تو اس کا شفعہ ثابت ہے۔ کذا فی الطحاوی عن مینۃ المفتی والمجتبی۔

(۱۹۴۲) ایک گھر کے رقبہ میں ایک شخص کا دعویٰ ملک ہے اور شفعہ کا بھی اس میں دعویٰ ہے تو یوں دعویٰ کس کے یہ گھر میرا ہے اور میں اس کا دعویٰ کرتا ہوں۔ سو اگر یہ گھر مجھ کو پونہ یا تو منوالہ ادا اور اگر نہ ہو نچا تو میں اس کا شفعہ ہوں۔ کذا فی الطحاوی عن الحموی۔

(۱۹۴۳) شفیع نے گھر مشفوعہ بدون حکم قاضی کے غلبہ کر کے عمل گھر لیا تو اگر شفیع نے کسی عالم کے قول پر ایسا کیا تو وہ ظالم نہ ہو گا اور نہیں تو وہ ظالم ٹھہرے گا لیکن صالح ابن مصنف در مختار نے کہا کہ در روغیرہ کتب فقہ میں مصرح ہے کہ شفیع کی ملک ثابت نہیں مگر تراخی یا قضا سی پھر جب کہ اس نے بدون اسکے بجز در قول عالم کے استیلا کیا تو یہ استیلا غیر کی ملک پر ہوا اور یہ صریحاً ظلم ہے اور اگر مخیر دست قرار شفعہ کو اعتبار کیجئے تو وہ فقط گواہ کرنے سے موجود ہو جاتا ہے تو عالم کے قول کے بھی

کچھ حاجت نہیں ہے اور نہ تراضی اور قضا۔ قاضی کی طبی نے کہا
جب ظالم ٹھہر گیا تو اس پر تعزیر بھی ہوگی
(۱۹۴۴) مرتد کے واسطے حق شفعہ ثابت نہیں ہے
(۱۹۴۵) ایک لڑکا شفعہ ہے جس کا کوئی والی نہیں تو اس کا
شفعہ باطل نہ ہوگا اور اگر تراضی اور سبکی طرف سے کوئی کار پر دا
مقرر کرے اور وہ اس لڑکے واسطے شفعہ طلب کرے تو جائز
ہے۔ کذا فی الجواب۔

کتاب الوصایا

یہ کتاب ہے وصیت کے بیان میں

(۱۹۴۶) وصایا جمع ہے وصیت کی وصیت شرعاً عبارت ہے
تملیک بعد الموت سے۔ وصیت اسم بمعنی مصدر ہے اور موصی یہ
کو وصی کہتے ہیں اور وصیت عبارت ہے غیر کو وصی کرنے سے
تاکہ غیر اس کی غیبت میں کام کرے خواہ موصی زندہ ہو یا مردہ مثلاً
زید نے خالد سے کہا کہ یہ باغ محمود کو دنیا میری موت کے بعد
توزید موصی ہے اور خالد وصی اور باغ موصی یہ اور محمود موصی
اور وصیت تملیک ہے مضاف بما بعد موت کے تملیک خواہ عین
کی ہو یا دین کی۔

(۱۹۴۷) وصیت کی چار قسمیں ہیں۔ اول واجب دوم مباح
سوم مکروہ چہارم مستحب۔ اگر وصیت ادائے زکوٰۃ و کفارات
و فدیہ صیام و صلوة کی ہے جبکہ ادائے عین مسلمان قاصر رہا
تو وصیت واجبہ ہے اور اگر وصیت مالدار کے واسطے ہے تو یہ

وصیت مباح ہے اور اگر وصیت فاسق قاصر کے واسطے ہے تو یہ مکروہ ہے علاوہ اسکے اور سب وصیتیں مستحب ہیں۔
 (۱۹۴۸) وصیت کرنا افتربا اور والدین کے واسطے واجب نہیں ہے اس واسطے کہ آیت سورہ بقرہ کی آیت سورہ نساء سے منسوخ ہو گئی یہی مذہب ہے ابن عمر اور عکرمہ اور مجاہد اور شافعی اور اکثر اہل تفسیر کا۔

(۱۹۴۹) وصیت کا سبب وہ ہے جو ثمرات یعنی عبادات غیر واجبیہ کا سبب ہے۔

(۱۹۵۰) شرائط وصیت سے ہے کہ موصی لایق مالک کہنے کے ہو (صغیر اور مجنون اور مکاتب کی وصیت جائز نہیں) مگر جب کہ مکاتب اپنے آزاد ہونے کی طرف نسبت کرے مال مستغرق دین نہ ہو بسبب مقدم ہونے دین کے وصیت پر موصی لہ وقت وصیت کے (خواہ تحقیقاً یا لقتلاً مثلاً حیات محل کی) زندہ ہو موصی لہ وقت وفات موصی کے وارث نہ ہو۔ اگرچہ وصیت کے وقت وارث ہو مثلاً ایک شخص نے وصیت کی اپنے بھائی کی واسطے اور حالانکہ وہ وارث ہے۔ پھر موصی کا بیٹا پیدا ہوا تو بھائی کے حق میں وصیت صحیح ہے۔ موصی لہ موصی کا قاتل نہ ہو کذا فی الزیلعی اگرچہ موصی نے بعد زخمی ہونے کے وصیت کی ہو موصی لہ معلوم ہو اگرچہ علم او سکا بالوصف ہو کذا فی الطحاوی موصی یہ قابل ملک ہو بعد موت موصی کے واسطے کسی عقد کے عقود سے خواہ وہ مال ہو یا منفعت بالفضل موجود ہو وہ پامرد دم

یعنی علیٰ خطر الوجود ہو جیسے باغ کے پھل ان کی وصیت کرنا کسی شخص کے واسطے جب تک کہ وہ زندہ رہے یا ثلث مال کی وصیت کی اور حالانکہ موصی کا کچھ مال نہیں۔ پھر اس سے مال پیدا کیا تو موصی لہ ثلث مال کا مستحق ہوگا بوقت اس کی موت کے۔ کذا فی الطحاوی۔ موصی بہ بقدر ثلث مال کے ہو مخطاوی نے کہا یہ لزوم وصیت کی شرط ہے۔

(۱۴۵۱) وصیت کا رکن ہے موصی کا یہ قول کہ میں نے وصیت کی اس چیز کی فلاں شخص کے واسطے اور مثل اسکے الفاظ کننا جو وصیت میں معتل ہوتے ہیں بدایع میں ہے کہ وصیت کا رکن ایجاب و قبول ہے زفر نے کہا فقط ایجاب رکن ہے غایتہ البیان میں ہے کہ وہ قبول شرط ہے جو موصی کی موت کے بعد ہو تہ قبول یا رد کہ موصی کی حیات میں ہو وہ قابل اعتبار نہیں کیونکہ وصیت تملیک متعلق بموجہت ہے لہذا موت سے پہلے قبول اور رد متعلق نہیں اس واسطے کہ قبول نہیں ہوتا مگر بعد ایجاب کے قبول شامل ہے قبول صریح اور دلالت کو طرح کہ موصی لہ مر جائے بعد وفات موصی کے تو یہی مقبول ہے اور وصیت کی چیز کا وارث موصی لہ وارث ہوگا۔ کذا فی العالمگیریہ۔

(۱۴۵۲) حکم یعنی اثر مرتب وصیت کا یہ ہے کہ موصی بہ ملک جدید موصی لہ کی ہو جائے لہذا موصی لہ کو وصیت کی جاریہ کا استیلاء لازم ہے۔

(۱۹۵۳) ثلث مال کی وصیت جائز ہے واسطے شخص غیر
کے بشرطیکہ کوئی مالغ نہ ہو اگرچہ موصی کے وارث اسکو جائز نہ کریں
(۱۹۵۴) ثلث مال سے زیادہ بھی وصیت جائز ہے بشرطیکہ
موصی کے بعد اس کے وارث اسکو جائز رکھیں۔

(۱۹۵۵) اگر کسی شخص کے ورثہ محتاج ہیں یعنی تو نگر یا مستغنی
نہیں ہیں تو مستحب ہے کہ وصیت نہ کرے کیونکہ اس میں دو نفع ہیں
ایک تو صلہ رحمی دوسرے خیرات اور وصیت میں صرف خیرات
سے حالانکہ قرابت دار پر خیرات کرنا افضل ہے اجنبی کی خیرات سے
طحاوی میں ہے کہ مقدار اس تغناء امام کے نزدیک یہ ہے کہ ہر
وارث چار ہزار درہم کا وارث ہو اور فضلی سے روایت ہے کہ ہر
واحد دس ہزار درہم کی میراث پاوے۔

(۱۹۵۶) وصیت بعد دین کے ہے یعنی ادائے دین کے بعد
وصیت کا رتبہ ہے بسبب مقدم ہونے حق العباد کے

(۱۹۵۷) اگر ورثہ نہ ہوں تو وصیت تمام مال کی صحیح ہے اگرچہ
موصی کا حکم وارث سے مثلاً اسٹامین نے اپنے تمام مال کی وصیت
کی تو وصیت صحیح ہے اگرچہ دار الحکرب میں اس کے وارث ہوں۔

فکرہ المسعود در دین ہے کہ تعلق حق وراثت مالغ تھا وصیت
کا جب مالغ یعنی وراثت منتفی ہوا تو وصیت صحیح ہو گئی۔

(۱۹۵۸) اپنے غلام کے واسطے وصیت ثلث مال کی صحیح ہے
بالاتفاق اور یہ اس کے آزاد کی وصیت ہو گی تو اگر غلام نکل
آیا ثانی مال سے غلام اور ورثہ اپنے یا قبیلت میں کوشش

کرے اور اگر تمانی مال میت غلام سے زیادہ ٹھہرے تو وہ اس غلام کا ہے۔ اور اگر اپنے غلام کے واسطے دنیا یا درہم غیر متعین کی وصیت کی تو صحیح نہیں ہے۔

(۱۹۵۹) وصیت صحیح ہے اپنے ذاتی مکاتب اور اپنے مدبر اور اپنے ام ولد کے واسطے بطریق استحسان کے نہ اپنے وارث کے مکاتب کی واسطے۔

(۱۹۶۰) وصیت صحیح ہے حل کے واسطے اور نیز حل کی وصیت غیر کے واسطے چنانچہ مالک کا یون کہنا کہ میں نے وصیت کی اپنی اس لونڈی کے حل کی یا اپنے اس جانور کے حل کی غلام نے شخص کے واسطے یا مالک کہے کہ میں نے غلامی لونڈی کے حل کی تو اس قدر درہم کی وصیت کی کذا فی الدرر

(۱۹۶۱) مگر وصیت مذکورہ اس وقت صحیح ہوگی جب کہ بچہ پیدا ہوا ہو چھ مہینے کی مدت سے کمتر میں اگر حاملہ کا زوج زندہ ہو اور اگر شوہر اس کا مردہ ہو اور حالانکہ حاملہ عدت میں ہو وقت وصیت کے تو دو سال سے کمتر یہ عین وقت شوہر یا طلاق سے بچہ پیدا ہو کذا فی الطحاوی بدلیل ثابت ہونے اس کے نسب کے کذا فی الاختیار و البیہر

(۱۹۶۲) کچھ فخر نہیں ہے آدمی وغیرہ میں حیوانات سے یعنی موصی لہ اور موصی بہ میں آدمی غیر آدمی برابر ہیں تو اگر وصیت کی اس بچہ کی جو غلام نے جانور کے پیٹ میں ہے تا اس پر صرف کیا جائے تو صحیح ہے

(۱۹۶۳) افضل مدت حل آدمی کے واسطے چھ مہینے ہیں اور ہاتھی

کے لیے گیارہ برس ہیں اور اونٹنی اور کھوڑے اور گدے کے واسطے ایک سال ہے اور گائے کے واسطے نو مہینے ہیں اور بٹھیکے کے واسطے پانچ مہینے ہیں اور بلی کے واسطے دو مہینے اور کتے کیواسطے چالیس دن اور چڑیا کیواسطے ۴۰ دن کذا فی تہستانی۔

(۱۹۶۴) وصیت کے وقت سے اقل مدت حمل کا اعتبار ہے اور

اسی قول پر منون فقہ کی شامل ہے۔ شارح در مختار کے نزدیک یہ ہی قول معتد ہے یہ نسبت اور اقوال کے اور نمایہ ہیں ہے کہ موت موصی کے وقت سے اقل مدت کا شمار ہے یعنی اگر حمل موصی نہ ہو تو ابتداء سے مدت حمل وصیت کے وقت سے شمار ہوگی اور اگر حمل موصی نہ ہے تو موصی کی موت سے شمار ہوگی اور کافی میں ہے کہ اگر حمل موصی نہ ہے تو ابتداء سے مدت حمل وصیت کے وقت سے شمار ہوگی اور اگر حمل موصی یہ ہے تو موصی کی موت سے شمار ہوگی۔ کنز میں اس قدر زیادہ بیان کیا ہے کہ حمل کے واسطے یہ صحیح نہیں بسبب اس کے عدم قبض کے اور نہ اس پر کسی ولایت ہے تاکہ ولی اس کی طرف سے مہربان پر قبضہ کرے کذا فی الزیلعی۔

(۱۹۶۵) اگر بچہ کی طرف سے اس کا باپ مصالحتہ کرے یوض

اس کے بچہ کے واسطے ہے تو جائز نہ ہوگا کیونکہ ولایت بچہ شکمی پر ثابت نہیں کذا فی اللوایہ۔

(۱۹۶۶) وصی اگر چہ مختار ہو اس کو تصرف کرنا جائز نہیں اور میں

جو حمل کے واسطے وقت ہوا بلکہ فقہانے کہا ہے کہ حمل یعنی بچہ شکمی کی ولایت کسی پر نہیں اور نہ کسی کی ولایت اس پر ہے۔

(۱۹۶۷) اگر لونڈی کی وصیت بدون اس کے حل کے کی تو صحیح ہے کیونکہ ناسی ہو چکا ہے اصول میں کہ جب کا علیحدہ ذکر کرنا عقد میں صحیح ہے اور اس کا نکال لینا بھی عقد سے صحیح ہے اور جو ایسا نہیں ہے اور اس کا نکالنا صحیح نہیں ہے اور چونکہ اس مرد حل کا عقد وصیت میں درست ہے لہذا اس کا استثنا بھی وصیت سے صحیح ہے

(۱۹۶۸) صحیح ہے وصیت مسلمان کی کافر ذمی کے لیے اور اس کے بالکس کافر ذمی کی مسلمان کے لیے لیکن جائز نہیں کافر حربی کے لیے دارالحرب میں کیونکہ وصیت حسن سلوک اور احسان ہے اور ہم ممنوع ہیں کفار متقاتلین کے احسان سے کذا فی الدرر عن الجامع الضمیر کافر کے ساتھ دارالحرب کی متید اس واسطے لگا لی کہ صحت وصیت میں متامن مثل ذمی کے ہے۔

(۱۹۶۹) وصیت بحق وارث بشرط جائز رکھنے دیگر ورثا کے جائز ہے یا سوائے اسکے اور کوئی وارث موجود نہ ہو (وارث اجازت دینے والا مائل بالغ ہونا چاہیے اور ممنوع کی اجازت جائز نہیں) اگر بعض وارثوں نے اجازت دی اور بعضوں نے نہ دی تو اجازت دینے والے پر بقدر اس کے حصہ کے وصیت جائز ہوگی۔

(۱۹۷۰) وارث مریض کی اجازت مثل ابتداء کے وصیت کی ہے یعنی اگر وارث مائل بالغ مریض نے اجازت دی تو اگر اس کو شفا ہو گئی تو وصیت صحیح ہوگی اور اگر مریض اس مرض سے مر گیا اور موصی لم مریض کا بھی وارث ہے تو اجازت مریض کی جائز نہ ہوگی جب تک مریض کے اور وارث بعد اس کی موت کے

اجازت ندین اور اگر موصی لہ اجنبی ہے تو ثلث مال تک بلا اجازت صحیح ہے کذا فی المنح

(۱۹۷۱) اگر تامل موصی مجنون یا صغیر ہے تو بدون اجازت وارثوں کے وصیت جائز ہے کیونکہ دونوں عقوبت کے قائل نہیں ہیں اگر سوائے قاتل کے کوئی اور وارث موصی کا نہ ہو تو قاتل کے لیے بھی وصیت جائز ہوگی۔ کذا فی النخانیہ اسبطح اگر زوج فی وصیت کی اپنی زوجہ کے لیے یا زوجہ نے وصیت کی اپنے زوج کے لیے اور سوائے انکے اور کوئی وارث نہیں تو وصیت صحیح ہوگی کذا ذکرہ ابن الکمال۔

(۱۹۷۲) ایک شخص نے وصیت کی اپنے کل مال کی ایک غیر آدمی کے لیے اور موصی مر گیا اور سوائے زوجہ کے کوئی وارث نہ تھا تو اگر زوجہ نے وصیت کی اجازت ندی تو زوجہ کے واسطے کل مال کا ہشتم حصہ ہے کیونکہ میراث معتبر ہوتی ہے بعد اخراج وصیت کے اگر بجائے زوجہ کے زوج وارث ہو موصی کا اور اوسنے وصیت جائز نہ رکھی تو زوج کی میراث ثلث مال ہے اور بانی مال موصی لہ کا ہے۔

(۱۹۷۳) اوس صغیر کی وصیت صحیح نہیں جو نیک و بد میں تمیز نہ کر سکے اگرچہ اوسنے امور نیک میں وصیت کی ہو خلافاً للشافعی کہ اوسکے نزدیک امور نیک میں وصیت جائز ہے۔

(۱۹۷۴) اسبطح صغیر یا تمیز کی وصیت صحیح نہیں ہے مگر اوسکی تمیز اور تکفین اور تدفین میں لیکن تمیز اور تدفین میں مصلحت کی

مرامات ہو گی مثلاً اگر وصیت کی زیار در قسم سے تشریف لے کر
نفع دیا جائیگا اور اگر دو کپڑوں کی وصیت کی تو تقویٰ میں نہ ہوگا اور
وصیت کی رعایت نہ ہوگی اور اگر پانچ یا سو پچھڑوں کی وصیت
کی تو شرائط سے تشریف لے کر رعایت ہوگی اور اگر وصیت کی کہ فلا
تیرے بھائی میں فلا تیرے بھائی میں اور سب کو دینا تو شرائط
کی رعایت ہوگی بشرطیکہ زیادہ حصہ نہ دے کذا فی الاموال
والخلاصۃ

(۱۹۷۵) وصیت صحیحہ تیار ہے اگرچہ یہ بایع کے
مرا ہو یا وصیت کو بایع کی طرف نسبت کیا ہو مثلاً کہا اگر میں جوان
بالغ ہوں تو میرا اثاثہ مال فلا نے شخص کے واسطے سے ہے تو
یہ وصیت جائز نہ ہوگی یہ سب قصور ولایت کے۔

(۱۹۷۶) غلام اور مکاتب کی وصیت صحیحہ نہیں اگرچہ یہ
ادائے بدل کتابت کے واسطے مال چھوڑا ہو اور بوجہ حق
کہا کہ صاحبین کے نزدیک وصیت صحیح ہے در صورت ترک
کرنے ادائے مال کتابت کے کذا فی الدرر لیکن جب کہ
نہام یا مکاتب نے وصیت کو عتق کی طرف نسبت کیا ہو تو
وصیت صحیح ہوگی بوجہ زوال مانع کے یعنی حق مولیٰ کے

(۱۹۷۷) بستہ زبان کی وصیت اشارہ سے جائز نہیں مگر
جب کہ زبان کی بستگی ہو گئی یہاں تک کہ اشارہ کرنا معاوم ہو گیا
ہو تو اب بستہ زبان مثل گونگے کے ہے (استدلال بستگی زبان
کا ایک سال پر معین کیا گیا اور بعضوں نے کہا جب کہ بستگی اسکی

موت تک مشد ہو گئی ہو اور اسی پرستوی ہے کذا فی الدرر۔
 (۱۹۷۸) اگر وصیت کی بچشنگی کیواسطے تو وہ اوسکی ملک
 میں داخل ہوگا بدون قبول کے کیونکہ اوسکا کوئی ولی نہیں جو
 اوسکی جہ سے قبول کرے

(۱۹۷۹) باتر ہے پھر جانا موصی کو وصیت پورا کر کے یا اسے
 فعل سے جو مالک کے حق کو قطع کر دیتا ہو منصوب سے اسطرح
 کہ اوس چیز کا نام بدل ڈالے یا اوسکا پڑا فائدہ نائل کر دے
 چنانچہ اگر کپڑے کی وصیت کی پھر اوسکو قطع کر لیا اور سیا تو
 اب اوسکا تمام قبا اور قمیص ہو گیا یا ایسا فعل ہو جو موصی بہ کو زیادہ
 کر دے اور جو موصی بہ کی تسلیم کی مانع ہو بدون اوسکے یعنی زیادہ
 کے جیسے موصی بہ ستو کو کھسکے ساتھ ملت کیا یا عمارت بنانی
 موصی بہا گھر میں بر قلاط اوس گھر کے چونہ کاری کے اور اسکی
 عمارت ڈالنے کے کیونکہ وہ تصرف ہے تابع میں نہ اصل میں
 اور ایسے تصرف سے بھی رجوع جائز ہے جو اوسکی ملک کو داخل
 کر دے چنانچہ بیع اور ہبہ (یہ تصرف رجوع ہے وصیت سے) خواہ
 وہ چیز موصی کی ملک میں دوسری بار آوی یا نہ آوے یا اگر موصی
 نے موصی بہ کو کسی دوسری چیز میں ملا دیا اسطرح کہ اوسکا علیحدہ
 کرنا ممکن ہو تو یہ بھی رجوع ہے۔

(۱۹۸۰) موصی نے موصی بہ کپڑے کو دہلوا یا تو رجوع ہوگا
 کیونکہ یہ تصرف ہے تابع میں نہ اصل میں۔

(۱۹۸۱) موصی کی موت کے بعد موصی بہ میں تغیر ہوا تو وصیت

میں کچھ خلل واقع نہ ہوگا۔

(۱۹۸۲) موصی نے کہا کہ جو وصیت کہ میں نے کی وہ حرام خواہ بیاج ہے یا کہا کہ اوس وصیت میں میں نے تاخیر ڈالی تو یہ قول رجوع نہ ہوگا بخلاف اس قول کے کہ میں نے وصیت کو ترک کیا تو یہ رجوع ہوا وصیت سے کیونکہ ترک شے اسقاط ہے اور تاخیر اسقاط نہیں۔

(۱۹۸۳) موصی نے کہا کہ جو وصیت میں نے کی وہ باطل ہے یا جو وصیت میں نے زید کے واسطے کی وہ عمر و کبواسطے ہے یا فلا نے میرے وارث کہواسطے ہے تو یہ ہر ایک قول رجوع ہے اور وارث کی وصیت ثابت ہوگی اگر دیگر وارثانی اجازت دی اگر دوسرا شخص مردہ ہو وقت وصیت کے تو دونوں وصیتوں میں سے پہلی وصیت بحال خود قائم ہے بسبب باطل ہونے دوسری وصیت کے اور اگر دوسرا موصی لہ عیش و صیت کے زندہ ہے لیکن وقت موت موصی کے زندہ نہیں ہے یعنی موصی سے قبل مر گیا تو دونوں وصیتیں باطل ہوں گی۔ پہلی وصیت تو باطل ہو گئی رجوع کرنے سے اور دوسرے موصی لہ کی موت سے۔

(۱۹۸۷) مریض کا ہیہ احد وصیت باطل ہے اوس عورت کے واسطے جس سے موصی نے نکاح کیا بعد ہیہ اور وصیت کے کیونکہ جواز وصیت کہواسطے موصی لہ کا وارث یا غیر وارث ہونا موت کے وقت معتبر ہے نہ وقت وصیت کے وصیت تو

اسہ یہ سے جائز نہیں کہ موصیٰ لہ وقت موت کے وارث ہے
اور وارث کیواسے وصیت جائز نہیں اور یہ اسوجہ سے
تھا جائز ہے کہ اگر یہ منجی ہے لیکن مرض کے سبب سے حکمتاً
مضاف الیٰ بالید الموت ہے کیونکہ یہ واقع ہو گیا ہے وعلیٰ
کے موقع میں اور چونکہ تبرع ہے لہذا اسکا حکم موت کے
وقت ثابت ہوگا بر خلاف اقرار کے کیونکہ مقررہ وارث یا
غیر وارث ہونا اقرار کے دن معبر ہے تو اگر موت کیواسے
اقرار کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر مر گیا تو اقرار جائز ہے بشرط
اقرار کے وقت موت وارث نہ تھی پھر نکاح سے وارث ہونا
توبہ اقرار کے واسطے مضر نہیں ہے۔

(۱۹۸۵) اگر اوتار یا ہیہ یا وصیت کی اپنے فرزند کے
لیے کہ وہ کافر ہے یا غلام یا مکاتب سے اور بعد اسکے فرزند
مسلمان ہو گیا ہو یا غلام اور مکاتب آزاد ہو گیا تو ایسا اقرار
اور ہیہ اور وصیت باطل ہے یہ سبب قایم ہونے فرزند کے
اقرار کے وقت توبہ تمت اثیار کا مورث ہے۔

(۱۹۸۶) مقعد اور مفلوج اور مسلول کا ہیہ اس کے تمام
مال سے نافذ ہے بشرطیکہ مرض کی مدت ایک سال تک دراز
ہو گئی ہو اور اس مرض سے موت کا خوف نہ ہو اور اگر مرض
کی مدت ایک سال تک دراز نہ ہوئی ہو اور موت کا خوف نہ ہو
اسکا ہیہ ثالث مال سے نافذ ہوگا کیونکہ وہ امراض مزمنہ مستطالہ
ہیں قائل اور ملک نہیں (مقعد لضمیم وہ بیمار ہے جو چلنے پھرنے

سے بوجہ پانڈن کی بیماری کے غافل ہو مفلوج وہ ہے جسکے ذالیم
 کی بیماری ہو یعنی ادا دھڑ حسن و حرکت سے ہو گیا ہو۔ اعلیٰ وہ
 ہے جسکے ہاتھ میں ریشہ ہو یعنی ہاتھ کا پتہ ہو۔ سہل وہ ہے
 جسکو سہل کی بیماری ہو اور وہ پیٹھے کا قرح ہے (یعنی وہ
 کہتا ہے کہ مرض الموت وہ ہے کہ آدمی بوجہ اوس مرض کے
 اپنی حاجتوں کے واسطے نہ لکھتا ہو اور اسی قول پر اعتقاد کیا ہے
 بحر میں کذا فی الیرازیہ اور قول ثنث ربیہ ہے کہ مرض الموت
 وہ ہے جس سے موت غالب الوقوع ہو اگرچہ بیمار صاحب قواش
 نہ ہو کذا فی الفتاویٰ۔

(۱۹۸۷) اگر مجتمع ہوں چند قسم کی وصیتیں یعنی شریعت اور
 واجب اور نفل تو فرض مقدم ہوگا اگرچہ موصی نے اوسکو پیش
 کیا ہو اور اگر وصایا برابر ہوں شریعت یا نفل ہونے میں تو اوسکو
 مقدم ہوگا جسکو موصی نے مقدم کیا ہو۔ اگر تمانی مال تمام
 وصایا کی گنجائش نہ رکھتا ہو فتاویٰ نے کہا ابتدا کرنا چاہیے
 اوس شریعت سے جو حق العید ہے پھر اوس فرض سے جو حق
 ہے پھر واجب پھر نفل ایسا موصی ہے فتاویٰ سے کذا فی الطحاوی
 (۱۹۸۸) نفل اور ظہار اور قسم کا کفارہ مقدم ہے صدقہ
 قطر پر کیونکہ کفارات مذکور کا وجوب کتاب اللہ سے ثابت ہے
 نہ صدقہ قطر کا اور صدقہ قطر مقدم ہے قرآنی پر کیونکہ صدقہ قطر
 واجب ہے اور اس پر اجماع ہے اور قرآنی کا وجوب بالاجماع ثابت
 نہیں ہے کذا قال الزیلعی۔

(۱۹۸۹) متستانی مین ظہیر یہ سے امام طوالموسی سے یون مروی ہے کہ امید انجام کفارہ قتل سے پھر کفارہ ظمار سے پھر کفارہ افطار سے پھر نذر سے پھر صدقہ فطر سے پھر تبرانی سے اور عشرہ مقدم کیا جائے خراج پر

(۱۹۹۰) برجندی مین ہے کہ امام ابو حنیفہ کا پچھلا مذہب یہ ہے کہ حج نفل افضل ہے خیرات سے اول مذہب یہ تھا کہ صدقہ افضل ہے حج سے پھر جب امام نے حج کی مستفت دیکھی تو حج کو افضل کہا صدقہ سے کذا فی الطحاوی

(۱۹۹۱) ایک شخص نے وصیت کی حج فرض کی تو اس کا وارث یا وصی موصی کی طرف سے حج کراوے موصی کے شہر سے سوار کر اگر حرج کفایت کرے وطن سے سوار ہو کر (کیونکہ موصی پر حج فرض تھا اور اس کے وطن سے سوار ہو کر نہ پیدل) اور اگر کفایت نہ کرے تو جس مکان سے کفایت کرے وہاں سے نائب کو سوار کرا کے حج کیلئے روانہ کرے۔ متستانی مین تہہ سے منقول ہے کہ اگر حرج کفایت نہ کرے اور ایک شخص نے کہا کہ مین بیت کی طرف سے اس قدر مال قلیل پر پیدل حج کروں گا تو بیع حج بیت کی طرف سے کافی ہوگا (۱۹۹۲) اگر حج کا جانیوالا راہ مین مر گیا اور اس نے وصیت کی اپنے عوض حج کروانے کی تو بیت کے شہر سے سوار کر کے حج کرایا جاوے اور صاحبین کے نزدیک جہان مر گیا وہین سے سوار کرا کے کرانا چاہیے علی وجہ الاستحسان کذا فی المسدایہ والمجتبی والمفتی اگر حرج اور اس کا وطن سے سوار کر کو کافی ہو تو وطن سے

ورنہ جہان سے کافی ہو وہین سے سوار کر کے حج کرانا چاہیے
اور جس شخص کا وطن نہ ہو تو جس جگہ موصی مرا ہے وہین سے
حج کرانا چاہیے بالائفاقی۔

(۱۹۹۳) موصی نے وصیت کی کہ اس کے کل مال سے غلام
خرید کیا جاوے پھر آزاد کیا جاوے لیکن موصی کے وارثوں نے
اسکو جائز نہ رکھا تو وصیت باطل ہوگی

(۱۹۹۴) اگر وصیت کی کہ ہزار درم سے غلام خرید کر کے آزاد
کیا جاوے اور وہ ہزار درم ثلث مال سے زائد ہیں تو وصیت
باطل ہوگی لیکن صاحبین کے نزدیک ہر دو مسلمہ الخیرین
ثلث مال سے غلام خرید کر کے آزاد کیا جاوے کذا فی الجمع۔

(۱۹۹۵) بیمار نے چند وصیتیں کیں پھر وہ اچھا ہو گیا اپنی
اوس بیمار ہی سے اور چند سال زندہ رہا پھر بیمار ہوا تو منہور
اوسکی وصیتیں باقی ہیں اگر اوسنے یون نہ کہا ہو کہ اگر میں اپنی
اس مرض سے مر گیا تو میں نے یہ وصیت کی کذا فی فتاویٰ ضیاع
(۱۹۹۶) موصی نے وصیت کی پھر وہ مجنون ہو گیا اگر اوسکا
جنون دیر تک ٹھہرا یہاں تک کہ چھ مہینہ تک پہنچا تو وصیت
باطل ہے۔ ورنہ باطل نہیں ہے۔

(۱۹۹۷) اس طرح اگر وصیت کی پھر اوسکو وسواس ہوا کہ
وہ بیہوش اور غافل ہو گیا یہاں تک کہ مر گیا تو وصیت باطل
ہے۔ کذا فی النخانیہ۔

(۱۹۹۸) موصی نے وصیت کی کہ میرا گھر غلام نے شخص کو

ناریٹ ویاجا دے یا ایک مہینہ ایام حج میں یا خدا کی راہ میں
میری طرف سے پانی پلایا جاوے تو ایسی وصیت بقول امام عظیم
کے باطل ہے کذا فی الخانیہ

(۱۹۹۹) اگر کوئی موصی نے کہ یہ بھوسہ غلام نے شخص
کے جائیداد کے لیے خاص ہے تو یہ وصیت باطل ہے
اور اگر یوں کہا کہ اس بھوسہ سے غلام نے جائیداد کو چاروا
جاوے تو جائز ہے۔

(۲۰۰۰) اگر وصیت کی کہ غلام نے گھوڑے پر ہر مہینہ اس قدر خرچ
کیا جائے تو جائز ہے اگر مالک نے گھوڑا بیچ ڈالا یا مر گیا تو وصیت
باطل ہو گئی امام محمد نے کہا کہ یہ وصیت فرس کے واسطے ہے کذا
فی الخانیہ۔

(۲۰۰۱) اگر موصی نے وصیت کی اپنے گھر کی سکونت کی ایک رو
کے واسطے اور موصی کا سواے اوس گھر کے اور کچھ مال نہیں تو
ایسی وصیت جائز ہے اور موصی کو ملک مکان میں رہے جب تک زندہ
رہے اور ورثہ کو دو ثلث باقی کا بیچنا شیخین کے نزدیک جائز نہیں
اور ابو یوسف نے کہا کہ وارث کو بیع ثلثین جائز ہے اور یہ بھی
جائز ہے کہ ثلث مکان موصی کے لیے جدا کر کے آپس میں تقسیم کر لیں
کذا فی الخانیہ۔

(۲۰۰۲) اگر موصی نے وصیت کی کہ اس کی ایک شخص کے لیے
اور بیویوں کی دوسرے کے لیے اور ایک بکرہ کی عین کی گوشت
کی ایک کے لیے اور اس کی کھال کی دوسرے کے لیے اور گھوڑوں

کے جو مال میں بین ایک شخص کے لیے اور بچہ کی دوسری شخص کے لیے تو بہ وصیت دونوں کے لیے جائز ہے اور دونوں کے لیے جائز ہے کپاس کا اوٹنا اور گھون کا مانڈنا اور بکری کی کھال گوشت سے جدا کرنا۔

(۲۰۰۳) ایک شخص نے وصیت کی اپنے ثلث مال کی بیت المقدس کے واسطے تو یہ جائز ہے اور وہ مال بیت المقدس کی عمارت میں اور روشنی وغیرہ کے مصرف میں لایا جاوے اسی سے علمائے کما کہ یہ دلیل ہے اسکی کہ مسجد کے وقف سے مسجد کی متعلقات اور روشنی وغیرہ کا سامان کر لیا جاوے۔ گنا فی الحاقہ۔ اور مجتہبی میں ہے کہ ایک شخص نے ثلث مال کی وصیت کی کعبہ شریف کی واسطے تو جائز ہے اور وہ مال کعبہ منظر کے محتاجوں میں صرف کیا جاوے نہ اور کام میں اور سیطر حکم مسجد اور بیت المقدس کا ہے۔

(۲۰۰۴) اگر وصیت کی فقرا کو فہ کے لیے تو ان کے سوا اور محتاجوں پر بھی صرف کرنا جائز ہے اور یہی حکم ہے فقیر تکلیف وغیرہ کا کہ ان فی العالم گیر ہے۔

(۲۰۰۵) ایک شخص نے وصیت کی اپنے غلام کی کہ مسجد کی خدمت کیا کرے اور اوس میں اذان دیا کرے تو جائز ہے اور کہا جی اوسکی موصی کے وارث کے واسطے ہے

(۲۰۰۶) اگر ایک شخص نے اپنے ثلث مال کی وصیت کی نیک کاموں کے واسطے تو اسکا یہ مال بخلجانہ میں صرف نہ کیا جاوے گا

کیونکہ اوسکی درستی بادشاہ پر ہے۔

(۲۰۰۷) اگر وصیت کی کہ تین دن تک بعد میری موت کے کھانا پکا کر لوگون کھلایا جاوے تو یہ وصیت باطل ہے چنانچہ خانیہ بین ابو بکر بلخی سے مروی ہے اور خانیہ بین ابو جعفر سے منقول ہے کہ اگر وصیت کی کہ کھانا کھلایا جاوے اون لوگون کو جو ماتم پر سی کے واسطے آدین تو جائز ہے اور ملت مال سے کھانا کھلایا جاوے اور حلال ہے اوسکے لیے جو ماتم داری بین بیت ٹھہرایا اوسکے مکان کی مسافت دراز ہے اور اوسکو حلال نہیں جو زیادہ نہ ٹھہرا ہو اگرچہ اوسکا مکان دور ہوا اگر بہت سا کھانا بیچ رہا تو اوسکا تادان دھی پر ہے اور اگر تنہو اس بیچ رہا تو کچھ نہیں۔ کذا فی خانیہ شارج در مختار نے کہا ہے کہ میں نے اور مصنف در مختار نے قول اول کو یعنی ابو بکر بلخی کے قول کو جو بطلان وصیت میں ہے محمول کیا ہے اوس کھانے پر جسکے واسطے نوہ گرعور تین جمع ہوتی ہیں اور محمول کیا قول ابو جعفر کو اوپر جو از وصیت کے اوس کھانے پر جو سوا نوہ گر کے اور لوگون کی واسطے پکا یا جاوے۔

(۲۰۰۸) اگر وصیت کی کہ نماز پڑھے اوسپر فلا نا شخص یا موت کے بعد اوسکی لاش دوسرے شہر کی طرف لیجاوین یا اوسکو کفن فلا نے کپڑے کا دیا جاوے یا اوسکی قبر پر کنگل کیجاوے یا اوسکی قبر پر قبة یا خیمہ قائم کیا جاوے یا جو اوسکی قبر پر قرآن پڑھے اوسکو کچھ مال عین دیا جاوے تو ہر ایک وصیت باطل ہے۔ کذا فی السراجیہ دوسرے شہر میں نقش لیجانیکی وصیت

اس واسطے درست نہیں کہ نقل کرنا مکروہ ہے اور قہر پر خیمہ وغیرہ قائم کرنا مکروہ ہے لہذا اسکی وصیت بھی مکروہ ہے۔

(۲۰۰۹) وصیت کی اپنے ثلث کی خدا تعالیٰ کے واسطے تو امام اعظم کے نزدیک بہہ باطل ہے کیونکہ تمام شایعہ تعالیٰ کی ملک میں ہیں اور امام محمد نے کہا کہ وصیت مذکورہ نیک کاموں میں صرف کی جاوے۔

(۲۰۱۰) اگر کہا کہ میں نے وصیت کی ہزار درم کی خلائے شخص کے واسطے اور حالانکہ ہزار درم میرے تمام مال کا دسواں حصہ ہیں تو موصی لہ کے واسطے بجز ہزار درم کے کچھ نہیں جب کہ ہزار درم ثلث مال سے خارج ہو سکیں تو اسکو ہزار درم ملنے کے خواہ ہزار دسویں حصہ سے زیادہ ہوں یا کم کذا فی الطحاوی

(۲۰۱۱) اگر کہا کہ وصیت کی میں نے اوس ہشام مال کی جو اس ہتیلی میں ہے اور حالانکہ وہ ہزار درم ہیں۔ پھر جو اوس میں دیکھا تو دو ہزار درم اور انٹرمین اور جو اہر ہیں تو وہ بالکل مال موصی لہ کا ہی بشرطیکہ وہ ثلث مال سے زیادہ نہوں کذا فی الجبٹی

(۲۰۱۲) موصی نے اپنے مدیون سے کہا کہ میں جب مر جاؤں تب تو میرے اوس دین سے بری الذمہ ہے جو تجھ پر ہے تو وصیت صحیح ہے یعنی بعد موت کے وہ بری الذمہ ہو جاوے گا اور اگر یوں کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو تو میرے دین سے بری الذمہ ہے تو مدیون بری الذمہ نہ ہو گا بسبب مخاطرہ کے (مخاطرہ سے مراد اس پر تعلیق ہے جو منہوز موجود نہیں لیکن اسکا ہونا مترقب ہے کذا فی طحاوی

(۲۰۱۳) اگر وصیت کی اپنے مال کے صرف کی بیارون کیلئے تو مجنون پر بھی صرف کیا جاوے گا کیونکہ جنون بھی بیماری ہے۔

(۲۰۱۴) جو مال عالمون کے واسطے وصیت ہوا اور مسکین مسکین خوارزم بھی داخل ہیں یعنی اون پر بھی صرف ہو سکتا ہے نہ ہماری ملک کے مشکلم (مشکلم وہ جو عقائد میں گفتگو کریں) طحاوی نے کہا کہ شاید خوارزم کے مشکلم شبہات مخالفین کا اتباع نہ کرتے ہونگے بلکہ اعتقادات واجبہ کی تسلیم کرتے ہونگے۔

(۲۰۱۵) اگر وصیت عقل مندوں کے واسطے کی تو اس کو صرف کرنا چاہیے تارک الدنیا عالمون پر کیونکہ فی الحقیقتہ عقل مند وہی ہیں۔ کذا فی القنیۃ (عاقلاً انجام بین کو کہتے ہیں)

(۲۰۱۶) جاننا چاہیے کہ مال وصیت موصی اور اس کے وارثوں کے قبضہ میں بجائے امانت کے ہے کذا فی السراج یعنی اگر مال مذکور تلف ہو جاوے گا تو اون کو ضمان دینا لازم ہوگا

باب الوصیۃ ثلث المال

یہ باب ہے ثنائی مال کی وصیت کے مسائل میں

(۲۰۱۷) ایک شخص نے اپنے ثلث مال کی وصیت نزدیک کے لیے کی اور ثلث مال کی ہمدرد کے لیے اور وارثوں نے اجازت نہ دی تو ثلث مال زید و عمرو میں نصف نصف ہوگا بالانفاق۔

(۲۰۱۸) اگر ثلث مال کی وصیت کی ایک کے لیے اور سب کی دوسرے کے لیے اور وارثوں نے جائز نہ رکھا تو ثلث مال کے بین حصہ کیے جاویں گے و حصہ ثلث مال کے موصی کو دینے جاویں گے

اور ایک سدس موصیٰ لہ کوہ بالاتفاق۔

(۲۰۱۴) اگر وصیت کی کل مال کی ایک کے لیے اور ثلث مال کی دوسرے کے لیے اور وارثوں نے اسکو جائز نہ رکھا تو اسکا ثلث مال دونوں کو نصف نصف دیا جائیگا کیونکہ ثلث مال سے زیادہ کی وصیت پر جب ورنہ کی اجازت نہ ہوتی تو وہ باطل ٹھہر گئی تو یہ استمرار دیا گیا کہ گویا اسنے ہر شخص کے واسطے شہائی مال کی وصیت کی تو وہ ثلث دونوں میں نصف نصف ہوگا اور ایک انام اغتصبہ کیلین نزدیک صاحبین کے ثلث کے چار حصہ کے برابر ہوگا اور اس کے واسطے جسکے لیے تمام مال کی وصیت ہوئی اور ایک حصہ اس کے واسطے جسکے لیے ثلث مال کی وصیت ہوئی کیونکہ وصیت زیادہ از ثلث باہمینی باطل ہے کہ موصیٰ لہ اسکا حق نہیں ہوتا لیکن وہ معتبر ہے اس امر میں کہ موصیٰ لہ اس کے سبب سے ثلث مال سے لیکھا بقدر حصہ اس سے زیادہ کے سوا اسطے کہ مطلب کے ابطال کا کوئی موجب نہیں ہے اور چونکہ ثلث کا خارج تین ہے تو ثلث ایک ہوا اور کل تین تو چار سهام ہو گئے تو ثلث مال ان چار سهام پر قسمت ہوگا کذا فی مختصر والدردر

(۲۰۲۰) ایک مرد کے دو غلام ہیں ایک کی قیمت تین سو درم ہے اور دوسرے کی ۶۰ درم سوا اسنے وصیت کی کہ پہلا غلام زید کے ہاتھ دس درم پر بیع ہوا اور دوسرا غلام عمرو کے ہاتھ ۲۰ درم پر بیع ہوا اور موصیٰ کا سواے ان دو غلاموں کے اور کچھ مال نہیں تو زید کے حق میں ۲۰ درم کی وصیت ہوئی اور عمرو کے

حق میں ۴۰ درم کی ہوتی تو ثلث، انی و ولون موصی نہ میں تین تہاؤ
 ہوگا تو پہلا غلام زید کے ہاتھ ۲۰ درم پر بیچا جائیگا اور دس درم
 اس کے واسطے وصیت تھوے اور وہ سہرا غلام عم کے ہاتھ ۴۰
 درم پر اور ۲۰ درم اس کی وصیت ہوتی تو زید اور عمرو کے لئے ثانی
 سے بقدر وصیت کے لیا اگرچہ ثلث وصیت سے زیادہ ہو گیا
 اس مسئلہ کا نام مسئلہ محایات ہے از محایات ثلث عرب میں یعنی
 سامعہ اور عطا کے ہے اور یہاں محایات سے مراد وہ بیع ہے جو
 ثمن مفدل سے کم پر ہو کذا فی الطحاوی

(۲۰۲۱) موصی نے دو غلاموں کو آزاد کیا جسکی قیمت ۳۰ اور ۷۰
 درم ہے اور اسکا کچھ مال سوا سے غلاموں کے نہیں ہے تو اول
 کے واسطے ثلث مال کی وصیت ہوتی اور ثانی کے واسطے دو
 ثلث کی تو وصیت کے سهام تین تہاؤ ہونگے ایک حصہ اول کا اور
 دو حصہ دوسرے کے تو ثلث مال بھی اس طرح ادا میں مقسوم
 ہوگا تو اول غلام کا ثلث آزاد ہوگا اور وہ دس درم ہے تو وہ
 سعایت اور کوشش کرے ۲۰ درم میں اور ثانی غلام کا ثلث آزاد
 ہوگا اور وہ ۲۰ درم ہے تو وہ سعایت کرے ۴۰ درم میں اور اس مسئلہ
 کو مسئلہ سعایت کہتے ہیں (السعایت سعی و کوشش مودن)

(۲۰۲۲) زید کے واسطے وصیت کی ۳۰ درم کی اور عمرو کے
 لیے ۶۰ درم کی اور اسکا کل مال ۹۰ درم ہے اور وارثوں نے
 اس وصیت کو جائز نہ رکھا تو زید کو ۱۰ درم ملین گے اور عمرو کو ۲۰
 کذا فی الطحاوی و ملخصا (در اہم مسئلہ ہے اس مقام پر مراد ولیم

مطلقہ بن۔

(۲۰۲۳) اگر وصیت کی اپنے فرزند کے حصہ کی مانند تو صحیح ہے خواہ بیٹا اوسکا ہو یا نہ ہو لیکن اگر وصیت کی اپنے فرزند کے حصہ کی اور سرے کے لیے تو صحیح نہیں ہے بشرطیکہ اوسکا بیٹا موجود ہو کیونکہ حصہ ہندو کا قرآن شریف سے ثابت ہے اور جب اوسکی وصیت اور شخص کے واسطے ہوئی تو اوسے فرض الہی کو بدل دینا تو صحیح نہ ہوگا کذا فی المنہج برخلاف مسئلہ سابقہ کیونکہ مثل سے متغایر شئیہ اصل اور اگر موصی کے فرزند نہ ہوگا تو وصیت صحیح ہوگی۔ کذا فی القامیۃ و الجوہرہ۔

(۲۰۲۴) اگر وصیت کی نصیبہ یعنی حصہ فرزند کی اور اگر وہ ہوتا تو موصی کو نصف مال ہے کذا فی المجتبیٰ اگر ورثہ جائز رکھیں ورنہ ثلث عن السراج۔

(۲۰۲۵) اگر وصیت کی اپنے فرزند کے حصہ کی برابر اور حالانکہ اوسکے دو مندرجہ ذیل تو موصی کو ثلث ملے گا گو یا موصی نے موصی کو سب سے زیادہ قرار دیا اور اسطرح حکم بیسیون کا ہے یعنی اگر مثل سے زیادہ حصہ دیا جائے گا تو موصی کو نصف مال ہے اگر وہ اجازت دے ورنہ ثلث ہے کذا فی المنہج قاعدہ یہ ہے کہ جب وصیت کرے کسی وارث کے حصہ کی برابر ملنے کی تو ورثہ کے سهام پر اوسی حصہ کا مثل زیادہ کر لیا جاتا ہے۔ کذا فی المجتبیٰ (۲۰۲۶) وصیت کی اپنے مال میں سے ایک چیز یا ایک سہم کی تو اوسکا بیان وارثوں کی طرف ہے تو وارثوں سے کہا جائیگا

کہ موصی لہ کو دو جہاں شمارا دل پاس ہے پھر یہ دریا نہ تہا کرنا چاہیے
کہ برابری درمیان خبر اور سهم کے یہ متاخرین کا دعوت ہے۔ اور
اصل روایت لڑا اسکے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ شمع و قادیان
ہے کہ سهم عبارت ہے سدس سے نزدیک امام کے تباریخ و بعض
اشخاص کے شیخ الفقارین ہے کہ لفظ نصیب اور شفعہ اور بعض
اور خط اور شے کا سهم کہہ کذا فی المطحطاوی۔

(۲۰۲۷) اگر کہا کہ میرے مال کا سدس یعنی چھٹا حصہ فلانے
شخص کے واسطے پھر کہا کہ میرے مال کا ثلث اوسیکے واسطے ہی
یعنی جسکے واسطے سدس تھا اور اسکے وارثوں نے اجازت دی
تو موصی لہ کے واسطے ثلث مال ہے یعنی اوسکا حق فقط ثلث ہے اگر
وارثوں نے اجازت دی ہو یہ سبب داخل ہونے ثلث کے سدس
میں خواہ ثلث مقدم مذکور ہو یا موخر کیونکہ بالیقین سدس ثلث میں
داخل ہے۔

(۲۰۲۸) اگر کہا کہ لفظ سدس کو یعنی میرے مال کا چھٹا حصہ
تو موصی لہ کے واسطے سدس ہے کیونکہ معرفہ دو بار مذکور ہوا ہوا
ہو کر۔

(۲۰۲۹) موصی کے درہم یا اوسکی بیڑیکریون یا اوسکے مختلف
کپڑوں کی یا اوسکے غلاموں کی ثلث کی وصیت میں اگر دو ثلث
ثلاث ہو جائیں تو موصی لہ کے واسطے وہ سب ہے جو باقی رہ گیا
درہم یا کپڑوں میں نہ اسکے غیر میں اور اگر کپڑے متحدہ بخش
ہوں تو وہ بھی مثل درہم کے ہیں اور مختلف کپڑوں اور غلام میں

ما بقی کا ثلث موصی لہ کے واسطے ہے
(۳۰۳۰) اگر ثلث مال تلف ہو جاوے تو جملہ سیارہ مذکورہ میں
ثلث ما بقی سے کذا ذکرہ انھی جملہ سیارہ۔

(۳۰۳۱) کیلی اور وزنی اور کپڑے ایک جنس کے مثل درہم کے
میں قاعدہ کلیہ چیز متحدہ جنس جسکی قیمت زبردستی ہو سکتی ہو وہ
مثل درہم کے ہے اور ہر چیز مختلفہ جنس جو قیمت پذیر ہو سکتی ہو
زبردستی کوہ مثل غلام اور کپڑے مختلفہ جنس کے ہے

(۳۰۳۲) موصی نے وصیت کی ہزار درم کی اور اوسکا مال میں
بے لوگوں پر ہزار درم کی جنس سے اور عین بھی ہے تو اگر ہزار درم
عین کی تہائی سے نکلے تو اوسکو وہی دیا جاوے یعنی اگر اوسکا تین
ہزار متروکہ نقد ہے تو اوسی نقد میں سے ایک ہزار موصی کو دینی جاوے۔
اور اگر ہزار درم نہ نکلیں متروکہ سے تو تہائی نقد کی اوسکو دیا جاوے۔ اور
جس قدر عین سے وصول ہوتا جاوے اوسکی تہائی اوسکو دینی چاہیے
بیان تک کہ اوسکا حق ہزار درم پورا ہو جاوے۔

(۳۰۳۳) اگر وصیت کی ثلث مال کی زید اور عمرو کے واسطے اور حالاً
عمرو مردہ ہے تو زید کے واسطے پورا ثلث ہے اور اوسکا قاعدہ یہ ہے
کہ میت یا مہوم مسخ بنیں ہوتے کسی چیز کے اسلئے وہ غیر کے نافع اور
مزام بھی ہونگے استحقاق کل ثلث کا اوسوقت ہے جب کہ مزاحمت
کرنیوالا نکلیجائے اصل وصیت سے لیکن جب کہ مزاحمت نکلے بعد وصیت
ایجاب کے تو انباحصہ لیکر نکلیگا اور دوسرے شخص کو تمام ثلث نہ دیا جاوے
بوجہ ثبوت شرکت کے مثلاً گنا موصی نے کہ میرا تہائی مال زید اور خالد

بن عبد اللہ کی واسطے ہے اگر بعد میرے مرنے کے خالد محتاج ہو پھر موصی
مر گیا اور خالد بن عبد اللہ مالدار ہے تو زید کے واسطے نصف ثلث ہوگا
کیونکہ خالد جو مالدار ہو گیا وصیت میں داخل تھا بوجہ محتاجی رہے اور اب
فصل کیا بوجہ مالدار بنی کے تو اس صورت میں زید پوری تہائی پناویگا۔

(۲۰۳۴) اگر ایک موصی لہ مر گیا موصی سے پہلے تو دوسرا موصی لہ
نصف ثلث پاویگا اور اس اصل کی بہت سی شاخیں ہیں از ان جمله یہ ہے
کہ اگر یوں کہا کہ میرا تہائی مال زید اور عبد اللہ کا ہے اگر عبد اللہ اس گھر میں
ہو اور حالانکہ عبد اللہ گھر میں نہیں تو زید کو نصف ثلث یعنی سدس ملیگا۔
کیونکہ ایک شخص کے استحقاق کا بطلان حق ثانی کے از دیا و کا موجب
نہیں ہے۔ کذا فی النسخ۔ قاعدہ تہ علیہ یہ ہے کہ جب موصی لہ وصیت میں
داخل ہو اچھر وصیت سے نکل گیا بوجہ فقدان کسی شرط کے تو یہ دوسرے
موصی لہ کے حصہ کے از دیا و ہو جائیگا موجب نہیں ہونا اور جب کہ
وصیت میں داخل ہی نہیں ہوا فتدان اہلیت کی وجہ سے لوٹ نام
ثلث دوسرے موصی لہ کا ہوگا۔ کذا ذکرہ الزیلعی اور بعضوں نے کہا
کہا کہ وقت موت موصی کے اعتبار ہے اور اسی کی طرف کلام در
اتباع کا فی کے مشیر ہے چنانچہ صاحب درر نے کہا ہے کہ اگر وصیت
کی زید اور بکر کے فرزند کے واسطے پھر بکر کا فرزند مر گیا قبل موت
موصی کے یا وصیت کے زید کے واسطے اور اس کے محتاج فرزندوں
کے واسطے اور شرط فوت ہو گئی نزدیک موت موصی کے لوٹ نام
ثلث زید کا ہے کیونکہ معدوم اور میت کسی چیز کا مستحق نہیں ہوتا کذا
فی الطحاوی و القنادی عالمگیری اور بعضوں نے کہا اسمہ بن ورواقہ

(۲۰۳۵) اگر موصی بولا کہ میرا ثلث مال مابین زید اور عمر کے ہے اور مالانکہ عمر و مردہ سے تو زید کو نصف ثلث ملیگا کیونکہ لفظ بین کا موجب تنصیف ہے حتیٰ کہ اگر موصی بولا کہ ثلث مال مابین زید کے ہے اور چپ ہو گیا و سرے شخص کو ذکر نہ کیا تو بھی زید کو نصف ثلث ملیگا۔

(۲۰۳۶) اگر وصیت کی ثلث مال کی اور مالانکہ وصیت کرنے والا محتاج ہے وقت وصیت کے تو موصی لہ او سکا ثلث مال یعنی اس مال کا ثلث جو موصی کی موت کی وقت موجود ہو خواہ اسے وہ مال بعد وصیت کے کما یا ہو یا قبل وصیت کے لیکہ کیونکہ وصیت عبارت ہے از عاقل بعد موت سے ثلث مال مذکور او سو وقت ملیگا جب کہ موصی بہ حین عین یا نفع معین نہ ہو۔ تو اگر وصیت کی اپنے مال سے ایک نفع کی چنانچہ ثلث غنم کی وصیت کی پھر وہ موت موصی سے پہلے تلف ہو گئی تو وصیت باطل ہو گئی بہ سبب متعلق ہونے وصیت کے عین سے اگرچہ اسے سوا غنم معینہ کے اور غنم حاصل کی ہوں اور اگر موصی کی غنم وصیت کے وقت نہ ہوں پھر وہ غنم کو حاصل کرے پھر مر جائے تو وصیت صحیح ہے قول صحیح بین کیونکہ ثلث وصیت کا نفع سے ویسا ہی عینا ثلث وصیت کا مال سے یعنی جو عند الموت کا اعتبار ہو (۲۰۳۷) اگر موصی نے کہا کہ میرا مال زید کو اسطرح کو سپند ہو اور مالانکہ اس کی ملک میں بیٹہ بکر یا گلہ نہیں ہو تو اس کو سپند کی تمت بجا آئی برخلاف اس قول کی کہ اس کو اسطرح ایک کو سپند ہو میری بکریوں سے اور مالانکہ اس کی ملک میں غنم نہیں ہو یعنی ایک کو سپند بھی نہیں ہو تو وصیت باطل ہو اور موصی لہ کو کچھ نہ بجا و لگا اور اسطرح کو سپند

کی مانند حکم ہے ہر قسم میں اقسام مال سے چنانچہ گائے بیل اور کچرا
اور مثل انکے کذا فی الزیلعی

(۲۰۳۸) اگر وصیت کی اپنے اہمات اولاد کے واسطے اور فقیر
اور مسکینوں کی واسطے تہائی مال کی اور اس کے ام ولد تین ہیں تو
اس کے واسطے منجملہ پانچ سهاموں کے تین سهام ہیں اور ایک سهام
فقیروں کے واسطے ہے اور ایک سهام مسکینوں کی واسطے نزدیک
امام اعظم کے اور امام محمد کے نزدیک تقسیم ہوگی سات حصہ ہو کر کیونکہ
فقیر اور مسکین کا لفظ جمع ہے اور اقل جمع دو ہیں تین ام ولد کی واسطے
اور دو فقیر کے واسطے اور دو مسکین کی واسطے اور جواب دیا گیا
ہے امام صاحب کی طرف سے کہ للفقراء وللمساکین میں الف لام
جنس کا ہے نہ جمع کا اور الف لام جنس جمع ہونیکو باطل کرنا ہے۔

(۲۰۳۹) اگر وصیت کی ثلث مال کی زید اور مسکین کے واسطے
تو نزدیک امام اعظم کے دو حصہ کہے جاویں گے نصف ثلث زید کو
دیا جاویگا اور باقی مسکین کو اور امام محمد کے نزدیک تین حصہ
کہے جاویں گے ایک حصہ زید کو دیا جاویگا اور دو حصہ مسکین کو
کیونکہ اقل جمع دو ہیں چنانچہ مذکور ہو چکا۔

(۲۰۴۰) اگر وصیت کی اپنے ثلث مال کی زید اور فقیروں
اور مسکینوں کے واسطے تو تہائی کی تقسیم ہوگی تین ہو کر اور دو حصہ
ہو کر امام ابو یوسف کے نزدیک اور پانچ حصہ ہو کر امام محمد کے نزدیک
کذا فی الاختیار شرح المختار

(۲۰۴۱) اگر وصیت کی مسکینوں کی واسطے تو وصی کو جائز ہے

کہ ایک مسکین پر صرف کرے نزدیک امام اعظم کے اور امام محمد نے
 کہا دو مسکینوں پر صرف کرنا لازم ہے بدلیل گذشتہ یہ خلاف اس
 صورت میں ہے جب کہ موصی نے اشارہ کر کے مساکین کو مبین نہیں کیا
 (۲۰۴۳) اگر وصیت کی بلج کے فقیروں کے واسطے سو وصی فی
 اول فقیروں کے سوا اور فقیروں کو دیا تو نزدیک امام ابو یوسف
 کے جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کذا فی الخلاصہ والشرعیات۔
 (۲۰۴۳) اگر وصیت کی سو درم کی ایک مرد کے واسطے اور سو درم
 کی دوسرے کے واسطے پھر شریعت سے کہا کہ میں تجھ کو ان دونوں میں
 شریک کر دیا تو دوسرے کے واسطے ہر سیکڑے کی تہائی ہے۔ کیونکہ
 پہلے دونوں کا حصہ برابر ہے اور اب ممکن ہو گئی تینوں کی برابری
 تو ہر مرد کو سیکڑے کی دو تہائیاں ملن گی۔
 (۲۰۴۴) اگر وصیت کی ۲۰۰ درم کی ایک مرد کے واسطے اور
 ۲۰۰ درم کی دوسرے کے واسطے پھر شریعت سے مرد سے کہا کہ میں نے تجھ کو
 ان دونوں کے ساتھ شریک کر دیا تو شریعت سے کو ہر ایک کے حصہ
 سے نصف ملے گا یہ سبب متفاوت ہونے دونوں کے حصہ کے
 تو میسر امر دونوں کے برابر ہو گیا کیونکہ جب دونوں کا حصہ متفاوت
 ہو تو تینوں کی برابری ممکن نہیں تو شرکت کو حل کیا ثالث کی
 مساوات پر دونوں کے ساتھ تاکہ لفظ شریک کا مفہوم بقدر
 صحیح ہو۔

(۲۰۴۵) اگر تہائی مال کی وصیت کی ایک مرد کے واسطے پھر
 دوسرے سے کہا میں نے تجھ کو اسکا شریک کر دیا یا تجھ کو داخل کر دیا

اوسکے ساتھ ٹوٹھائی مال و درتوں میں مضافاً نصف تقسیم کیا جائیگا
بدلیل مذکورہ یعنی شرکت معنی ہے مساوات کی اور یہاں مساوات
ممکن ہے۔

(۲۰۴۶) اگر وارثوں سے کہا کہ فلاں شخص کا مجھے حصہ
ہے تم اوسکی تصدیق کیجو تو اوسکی تصدیق باعتبار وجہ ب کے
ثلث مال تک کی جائیگی علی وجہ الاستحسان وجہ استحسان یہ ہے
کہ اصل حق دین ہے اور مقدار اوسکی بطریق وصیت کے ثابت
ہو سکتی ہے اور قیاس یہ ہے کہ تصدیق نہ ہو کیونکہ مدعی کا تصدیق نہیں
ہوئی بدوین حجت کے کذا فی صدر الشریعہ پر خلاف اس قول کی
جو شخص مجھے کسی چیز کا دعویٰ کرے تو اوسکو دیجو تو اس میں
تصدیق نہ ہوگی کیونکہ یہ خلاف شرع شریف ہے یعنی تصدیق مدعی
کی بلا حجت خلاف شرع ہے مگر یہ کہ قائل مذکور یوں کہے کہ اگر وصی
اوسکا دینا مناسب اور مصلحت دیکھے تو ثلث مال سے دینا جائز ہے
اور یہ قول وصیت ہو جاویگا وصیت ہو جائیگی وجہ یہ ہے کہ اوسنے
وصی کو تفویض کیا کذا فی الطحاوی۔

(۲۰۴۷) اگر کہا کہ فلاں شخص جو دعویٰ کرے مال سے تو وہ
سچا ہے تو اگر اوس شخص سے کوئی دعویٰ تھے معین میں
سابق میں ہو چکا ہو تو وہ تھے مدعی کی ہے اور اگر تقدیم دعویٰ
نہیں تو وہ چیز اوسکی نہیں ہے کذا فی المجتبیٰ۔

(۲۰۴۸) اگر موصی نے چند وصیتیں کیں اوس قول کے
ساتھ جو اسنے اپنے وارثوں سے کہا کہ فلاں شخص کا مجھے

دین سے اس کی تصدیق کیجیو۔ تو تہائی مال جدا کیا جاوے گا وصیت والوں کے واسطے اور دو تہائیاں جدا ہو گئی ہوں گے واسطے یعنی ایک شخص نے اپنے وارثوں سے کہا کہ فلاں شخص کا بھپڑ دین ہے تو اگر وہ دعویٰ کرے تو اس کی تصدیق کرنا پھر اس قول کے بعد اس نے چند اشخاص کے واسطے وصیتیں کیں تو اس کے مال سے تہائی اہل وصایا کے لیے جدا کرنا چاہیے اور دو تہائیاں وارثوں کے لیے کیونکہ وصیت اور میراث معلوم ہیں اور دین مجہول ہے تو معلوم کا مزاحم نہ ہو گا لہذا معلوم کی تقدیم ہوئی مجہول پر اور کہا جاوے گا اہل وصایا اور وارثوں کے ہر فریق سے کہ مدعی کے دین کی تصدیق کرو جب قدر میں تم چاہو اور حجابی رہے تہائی سے وہ اہل وصایا کا ہے پھر جب کہ ہر فریق نے اقرار کیا تو معلوم ہو گیا کہ شرک و دو لون حصوں میں دین ہے تو ہر فریق کا اقرار اس کے حصہ میں نافذ ہو گا لہذا فی العالم کیجیو۔

(۲۰۴۹) اگر مدعی یعنی دائن اپنا دین کچھ زیادہ بتاوے اور مقدار سے جو وارث اور موصی دیتے ہیں تو ہر فریق قسم کھائے کہ واللہ ہم سپرد دین کچھ جانتے ہیں۔

(۲۰۵۰) اگر وصیت کی اجنبی شخص اور اپنے وارث یا اپنے قاتل کے واسطے تو اجنبی کو نصف وصیت ملیگی اور اس کی وصیت وارث اور قاتل کے حق میں باطل ہوگی

(۲۰۵۱) اگر اشرار کیا عین یا دین کا اپنے وارث اور اجنبی کے واسطے تو اجنبی کے حق میں بھی اشرار باطل ہو گا اس واسطے

کہ اقرار خیر ہے دو وزن کی شرکت زمانہ ماضی کی توجہ اقرار نسبت
وارث شریک اجنبی کے لفظ ہو گیا تو باقی بھی لفظ بھرا بعضوں نے کہا
یہ یعنی عدم صحت اقرار اس وقت ہے جب کہ وارث اور اجنبی ایک
دوسرے کی نصیبی کریں پھر اگر ایک دوسرے کی شرکت کا انکار کرے
تو وارث کا اقرار اجنبی کی حصہ میں صحیح ہو گا نزدیک امام محمد کے
اور شیعہ کے نزدیک سب کے حصہ میں باطل ہے۔ کذا فی الزیلعی
(۲۰۵۲) اگر وصیت کی تین کپڑوں متفاوت عمدہ متوسط۔

ناقص کی تین شخصوں کے واسطے ہر آدمی کے لیے ایک کپڑا۔ پھر
اون تین کپڑوں میں سے ایک کپڑا ضائع ہو گیا اور معلوم نہیں کہ
کونسا تلف ہوا اور وارث موصی کا ہر ایک سے کہتا ہے کہ تیرا حق
تلف ہو گیا تو وصیت باطل ہو گئی یوجہ معلوم ہونے مستحق کے۔ مگر
جب کہ موصی کے وارث مضائقہ نکرین اور باقی کپڑوں کو تسلیم کریں تو
وصیت صحیح ہو جاوے گی یوجہ زوال مانع صحت کے یعنی انکار وارثوں
کا مانع صحت محاسبہ اور ان کی تسلیم سے زائل ہو گیا اور عمدہ کپڑے
والے بکے واسطے عمدہ کی دو تہاتیان اور ناقص والے کی واسطے
ناقص کی دو تہاتیان اور متوسط والے کے واسطے دو وزن
کپڑوں کی ایک ایک تہائی دی جاوے گی۔

(۲۰۵۳) اگر گنا کہ ان دو شخصوں میں سے ایک کے واسطے
میں نے وصیت کی تو یہ وصیت بھی باطل ہے یہ سب معلوم ہونے
مستحق کے۔

(۲۰۵۴) اگر گنا کے دو شرکوں میں سے ایک شریک نے شرکت

گھر سے ایک سین کو ٹھری کی وصیت کی اور وہ گھر تقسیم کیا گیا
اگر تقسیم میں وہ کو ٹھری موصی کے حصہ میں پڑی تو وہ موصی لہ کی
ہے اور اگر موصی کے حصہ میں نہ پڑی تو موصی لہ کو موصی کے حصہ
میں سے کو ٹھری کی ہر ایزد میں ناپ و بجا دیگی اور امت دار کرنا
سین کو ٹھری کا مشترک گھر سے مثل وصیت کے ہے

(۲۰۵۵) اگر ہزار درم معین کی دوسرے شخص کے مال سے
وصیت کی جو موصی کے پاس امانت تھی پھر صاحب مال نے بعد موت
موصی کے یہ وصیت جائز رکھی اور ہزار درم موصی لہ کو تسلیم کیے
تو درست ہے اور صاحب مال کو بعد اجازت وصیت کے ہزار درم
کا نذرینا بھی ہرگز ہے کیونکہ اس کو اجازت دینا بطریق احسان کے تھا اور
اوس پر واجب نہ تھا تو اس کو جائز ہے تسلیم سے باز رہے لیکن بعد
تسلیم کے پھر لیتا جائز نہیں کذا فی شرح الکلمۃ یہ خلاف اسکے کہ اگر وارث
نے ثلث مال سے زیادہ کی وصیت کی یا قائل یا وارث کے واسطے
وصیت کی اور دیگر وارثوں نے اس کو جائز رکھا تو ان سے بڑی وصیت
تسلیم کرادی جائیگی کیونکہ مجاز لہ یعنی جس کے لئے اجازت واقع ہوئی موصی
کی جانب سے موصی یہ کا مالک ہوتا ہے نزدیک ہم حنفیوں کے
اس واسطے کہ وصیت اپنے مخرج میں صحیح ہے کیونکہ موصی کی ملک میں
واقع ہے اور امتناع تھا وارثوں کے حق سے پھر وارثوں نے اجازت
دی تو ان کا حق ساقط ہو گیا تو وصیت موصی کی جانب سے نافذ
ہو گئی کذا فی الدرر، لیکن امام شافعی کے نزدیک وہ مالک ہوتا ہے جائز
ہونے والے کی طرف سے۔

(۲۰۵۶) اگر دو متزندون میں سے ایک فرزند نے اپنے باپ کے ثلث مال کی وصیت کا امتداد کیا بعد تقسیم متروکہ کے تو اوس کا اقرار اوس کے حصہ کی تہائی میں صحیح ہے نہ اوس کے نصف حصہ میں کیونکہ فرزند نے موصیٰ لہ کے واسطے تمام ترکہ میں ثلث شایع کا اقرار کیا اور ترکہ دولون متزندون کے پاس ہے تو وہ مقرر تھرا اوس مال کی تہائی کا جو اوس کے پاس ہے نہ اوس مال کی تہائی کا جو اوس کے بیٹائی کے پاس ہے یہ غلات اوس کے کہ اگر ایک فرزند نے اپنے باپ کے دین کا امتداد کیا تو اوس کو تمام دنیا لازم ہوگا کیونکہ دین میراث پر مقدم ہے تو مقرر مقرر سے تمام متروکہ تک لے سکیگا نا استیفاء دین اور اگر متاضل نہ ہوگا تو مقرر کو کچھ نہ ملیگا اور وصیت کا اقرار ایسا نہیں ہے کیونکہ موصیٰ لہ وارثوں کا نزدیک ہے تو موصیٰ لہ کچھ نہ لے لے گا جب تک وارث کو دونا نہ ملے۔ کذا فی المنہج۔

(۲۰۵۷) اگر وصیت کی لونڈی کی سو وہ بیٹا جنی بوموت موصیٰ کے اور لونڈی اور اوس کا بیٹا موصیٰ کے تہائی مال سے نکلتے ہیں تو وہ دولون موصیٰ لہ کے ہیں اور اگر دولون ثلث مال سے نہ نکلیں تو موصیٰ لہ تہائی لے لے گا اول لونڈی سے پھر اوس کے ولد سے کیونکہ تابع مزاحم اصل کا نہیں ہوتا اور صاحبین نے کہا کہ دولون سے برابر لے لے گا مثلاً ایک شخص کے ۴۰۰ درم اور ایک لونڈی ہے ۳۰۰ درم کی قیمت کی سو اوس سے ایک مرد کو اسطے لونڈی کی وصیت کی پھر وہ لے لے گا ۳۰۰ درم کی قیمت کا تو اب موصیٰ کا مال ۱۰۰ درم کا ہوا تو مال کی تہائی ۳۰۰ درم ہے تو نزدیک امام اعظم کے موصیٰ لہ کو پورے

لوندی بلگی اور تمانی لڑکا اور صاحبین کے نزدیک ہر ایک سے دو
تہاتیان لیگا کیونکہ وصیت میں بالبعث داخل ہے تو یہ سبب انفصال
کے وصیت سے خارج نہ ہوگا اور امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ مان
اصل ہے اور لڑکا تابع اور تابع اصل کا مزاحم نہیں ہوتا تو اگر دو لڑکے
وصیت نافذ ہو تو بعض اصل میں وصیت قائم نہ کی اور یہ جائز
نہیں ہے کذا فی الطحاوی۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ لوندی
قبل تقسیم ترکہ و قبول موصیٰ لہ کے جنی اور اگر بعد تقسیم اور بعد قبول
کے جنی ہو تو وہ لڑکا موصیٰ لہ کا ہے کیونکہ اس کی ملک کی بڑھوتی ہو
اسی طرح لڑکا موصیٰ لہ کا ہے اگر بعد قبول اور قبل صحت پیدا ہو یا بار
اوس قول کے جو قدوری نے ذکر کیا ہے۔

(۲۰۵۸) اگر لوندی قبل موت موصیٰ کے جنی تو لڑکا وارثوں
کا ہے کیونکہ وہ وصیت کے تحت میں داخل نہ ہوا اور میت کی ملک
پر باقی نہ رہا کذا فی المالگیریہ اور لوندیوں کی کمائی حکم مذکور میں
نقل و لک کے ہے۔

باب الوصہ الاقارب وغیرہم

یہ باب ہے اقارب وغیرہ کی وصیت کے مسائل کے بیان میں
(۲۰۵۹) آدمی کا ہمسایہ یعنی پڑوسی نزدیک امام صاحب کے
وہ ہے جو اوسکے گھر میں ملاصق اور متصل ہو اور صاحبین نے کہا
کہ جو ایک محلہ میں رہتا ہو اور محلہ کی مسجد اونکی جامع ہو یعنی اوسے مسجد
میں سب اہل محلہ نماز پڑھتے ہوں اور امام شافعی نے کہا ۴۰ گھر
تک ہوتا ہے ہر طرف سے لیکن صاحبین کا قول مستحسن ہے۔

(۲۰۶۰) آدمی کا صہ یعنی سہرا ل کے لوگ وہ ہیں جو اوسکی
جور و کے محرم قرابتدار ہیں چنانچہ عورت کے باپ دادا چچا مامون
ہیں وغیرہ بشرطیکہ مرد مر گیا ہو اور وہ عورت اس کے نکاح میں
یا طلاق رجعی کی عدت میں ہو اگر عورت طلاق بائن کی عدت میں
ہو تو صہ مستحق وصیت کا نہ ہوگا اگرچہ عورت زوج کی وارث ہوگی
طوائف نے کہا یہ تعریف صہ کے متقدین کے عرف میں تھی اور
ہمارے عرف میں تو صہ کا لفظ عورت کے والدین کو مخصوص ہے
کذا فی الغنائہ وغیرہ اور ہمتانی اور نرنیلانیہ اسکی ثابت رکھا ہے
لیکن برہان وغیرہ میں اول قول پر یقین کیا ہے لیکن نرنیلانیہ کا
قول ہمتانی یہ ہے کہ صہ کے اول ہی میں ہیں۔

(۲۰۶۱) آدمی کا فتن یعنی جکو داماد یا مثل داماد کہنا چاہیے
اوسکے ہر محرم عورت کا شوہر ہے مثل سب بیون یا بیویوں
وغیرہ کے اور اسید طرح فتن عبارت ہے نبات اور عمارت کے
شوہروں کے ہر قرابتدار سے لغضون نے کہا یہ تعریف متقدین
فتن کے عرف کے موافق ہے اور ہمارے عرف میں صہ خسر اور
ندشدا من ہے اور فتن محرم کا شوہر ہے کذا فی الزیلعی وغیرہ
ہمتانی نے اتنا زیادہ ذکر کیا ہے کہ ہمارے ملک میں یون لایق
ہے کہ صہ خسر پر خاص کہنے اور فتن خاص داماد پر کہیں کہ اب ایسا
ہی معرفت ہے ہمتانی کی ملک سے مراد یا مدو صلی کا رواج
اور عرف ہے اب ملک کا عرف دوسرے ملک پر جاری نہیں
ہوتا کذا فی الطحاوی

(۲۰۶۳) اہل نزدیک امام صاحب کے عبارت ہے زوجہ سے اور صاحبین نے کہا جو اوس کے عبال اور نفقہ میں داخل ہے سوا لونڈی اور غلام کے وہ اوس کے اہل ہیں اور قول صاحبین کا مستحسن ہے کذا فی شرح التلکۃ

(۲۰۶۳) اوس کی آل عبارت ہے اوس کے اہل بیت اور اوس کے اوس قبیلہ سے جسکی طرف وہ منسوب ہوتا ہے تو اس وقت میں آل میں داخل ہے ہر ایک وہ شخص جو موصی کی طرف منسوب ہے اوس کے باپ دادا کی طرف سے اسلام میں اوس کے بھائی کے باپ تک سوائے پدر اقصیٰ کے کیونکہ پدر اقصیٰ مضاف الیہ ہے اور وصیت نہیں مگر مضاف کیواسے کذا فی الغتستانی عن الکرمانی (پدر اقصیٰ اسلام میں مثلاً حضرت علی یا حضرت عباس رضی اللہ عنہما تو اگر علوی نے وصیت کی اپنی آل کے واسطے تو اوس میں داخل ہے جو علی مرتضیٰ کی طرف منسوب ہے نسب آبائی میں وہ شخص جسکا نام مال ہے سادات میں)

(۲۰۶۴) قریب ترا اور بعید ترا اور مرد اور عورت اور مسلمان اور کافر اور صغیر اور کبیر آل میں سب برابر ہیں اور آل میں غنی اور فقیر سب داخل ہیں اگر وہ منحصر نہ ہوں کذا فی الاختیار اور آل میں داخل ہے موصی کا باپ دادا اور بیٹا اور زوجہ جب کہ وہ اوس کے وارث نہ ہوں کذا فی شرح التلکۃ (علام میراث کی قید اس واسطے لگائی کہ وصیت نافذ ہونی ہے غیر وارث کے حق میں)

(۲۰۶۵) موصی کی آل میں داخل نہیں اس کے بیٹوں کی اولاد

اور نہ اوسکی بہنوں کی اولاد اور نہ کوئی وہ شخص جو اوسکی ماں کا قرابت دار ہے کیونکہ بیٹا باپ کے نسب میں داخل ہوتا ہے نہ ماں کے نسب میں۔ موصی کے جنس، اوسکے باپ کے اہلیت میں کیوں کہ انسان نتجائش ہوتا ہے اپنے باپ کا نہ اپنی ماں کا اور اسبطح موصی اہلیت آل اور جنس کی مانند ہیں تو اہل بیت اور نسب کا حکم آل اور جنس کی مانند ہے چنانچہ اگر عورت نے اپنی اہلیت یا اپنی جنس کے واسطے وصیت کی تو اوس عورت کا بیٹا اوس وصیت میں داخل نہیں کیونکہ بیٹا اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے نہ ماں کی طرف مگر جبکہ اوسکا باپ عورت موصیہ کے باپ کی قوم سے ہو تو اوس وقت میں وصیت کے اثر میں داخل ہوگا کیونکہ وہ اوسکا ہم جنس اور ہم نسب ہے کفائی الدرر والکافی

(۲۰۶۶) اگر وصیت کی اپنے اقارب کے واسطے یا اپنے قرابت والوں کے واسطے یا اپنے ذوی الارحام کے واسطے یا اپنے نسل انساب کے واسطے تو یہ وصیت ہے فریب ترکہ واسطے پہر اوسکے بعد جو اب فریب نہ ہے موصی سے۔

(۲۰۶۷) اقارب کی وصیت میں لنگاہ اور بیٹا اور وارث موصی کا داخل نہیں اگرچہ والدین اور مندر زند ممنوع المیراث ہوں بسبب کفر یا ملوکیت کے دادا اور پوتا اقارب کی وصیت میں داخل ہیں ظاہر المراد یہ ہیں اور مضمون نے کہا داخل نہیں اور قول ثانی صحیح ہی کفائی الاختیار والعاظمیر۔

(۲۰۶۸) اقارب کی وصیت دو شخصوں اور زیادہ کے واسطے

ہو گی کیونکہ وصیت میں مثل میراث کے افضل جمع دو ہیں۔
 (۲۰۶۹) امام اعظم نے اقارب کی وصیت میں چار شرطوں کا
 اعتبار کیا ہے اول یہ کہ مستحق دو شخص ہیں یا زیادہ دوم یہ کہ موصی
 کا قرابت دار ہو سوم یہ کہ اقرب فالاقرب مقبر ہے اور ابعد محبوب
 ہے اقرب کے وجود سے مثل میراث کے چارم یہ کہ موصی کا وارث
 نہ ہو اور عورت اور مرد اسمیں برابر ہیں کذا فی العالمگیریہ

(۲۰۷۰) اگر وصیت کی اقارب کے واسطے اور اس کے دو چچا
 اور دو مامون ہیں تو وصیت اس کی نزدیک امام صاحب کے دونوں
 چچاؤں کے واسطے ہے مثل میراث کے اور صاحبین نے کہا کہ چچا
 حصہ ہونگے دو چچاؤں کی واسطے اور دو مامون کی واسطے۔

(۲۰۷۱) اگر وصیت اقارب میں موصی کا ایک چچا اور دو مامون
 ہوں تو نزدیک امام صاحب کے دو حصہ ہونگے نصف چچا کو دیا جائیگا
 اور نصف دو مامون کو اور صاحبین کے نزدیک تین حصہ ہو کر ہر ایک
 کو ایک حصہ ملیگا۔

(۲۰۷۲) اگر وصیت اقارب میں صرف موصی کا ایک چچا ہو اور
 کوئی نہ ہو تو اس کے واسطے نصف وصیت ہے اور نصف موصی
 کے وارثوں کو ملیگا کیونکہ اس کا کوئی مستحق نہیں

(۲۰۷۳) اگر موصی کا ایک چچا ہو اور ایک پوپلی تو دونوں کو برابر
 ملیگا کیونکہ دونوں برابر درجہ کے ہیں اور عورت مرد کے حصہ میں
 کچھ تفاوت نہیں ہے۔

(۲۰۷۴) اگر موصی کا کوئی محرم نہ ہو تو اقارب کی وصیت

باطل ہوگی نزدیک امام اعظم کے یہ قلمائے معاجین کے کہ اوسکے
 نزدیک محرم نہ ہونگے تو غیر محرم کی طرف وصیت صرف ہوگی۔
 کیونکہ اوسکے نزدیک اقارب عین داد و مال اور نائل کے سبب
 رشتہ دار داخل ہیں کذا فی الطحاوی۔

(۲۰۷۵) اگر وصیت کی کسی شخص کے والد کے واسطے تو یہ
 وصیت مرد اور عورت دونوں کے واسطے برابر ہے کیونکہ ولد مرد
 اور عورت دونوں کو شامل ہے بلکہ بیٹ کے بچہ کو بھی شامل ہے اور
 داخل نہ ہوگا پوتا مندرجہ ذیل کے ساتھ اگرچہ ولد کے لفظ میں شامل
 ہے کیونکہ بیٹا یا بیٹی حقیقہ و لدہین اور پوتا مجازاً اور حقیقت مقدم
 ہے مجاز پر۔

(۲۰۷۶) اگر وصیت کی ایک شخص کی اولاد کی واسطے اور اوسکے
 کوئی بیٹا بیٹی نہیں ہے لیکن پوتے ہیں تو اب وصیت میں یہ بھی
 داخل ہونگے کیونکہ جب حقیقت متعذر ہوتی ہے تو کلام مجاز کی
 طرف پھرا جاتا ہے کذا فی العالمگیریہ اور بیٹوں کی اولاد داخل
 نہ ہوگی لیکن امام محمد سے ایک روایت ہے کہ نور سے بھی داخل
 ہونگے کذا فی الاختیار۔

(۲۰۷۷) اگر وصیت کی کسی وارثوں کے واسطے تو مرد کو
 دو عورتوں کی برابر حصہ ملیگا کیونکہ موصی نے وراثت کا اعتبار کیا
 لہذا بطور حیرت کے دیا جائیگا اور اوسکی صحت کی واسطے شرط ہے
 کہ جس شخص کے وارثوں کے واسطے وصیت کی ہو وہ قبل موت
 موصی کے مر گیا ہو کیونکہ لفظ وراثت کا صادق نہیں ہونا اگر اوسکی

موت کے بعد
(۲۰۷۸) اگر وارثوں کے ساتھ دوسرا موصیٰ لہ بھی ہو تو ماہین
ورثہ اور ماہین دوسرے موصیٰ لہ کی تقسیم علیٰ عدد المرؤس ہوگی
پھر جو وارثوں حصہ لے گا تو اس کے ماہین مرد کو دو نا اور عورت کو
نصف اس کا تقسیم ہوگا۔

(۲۰۷۹) اگر وصیت کرنا والا مر گیا اور اس شخص کے مرنے
پہلے جس کے وارثوں اور عقب کے واسطے وصیت ہوئی تو اس کے
وارثوں اور عقب کی واسطے وصیت باطل ہوگئی۔

(۲۰۸۰) اگر وارثوں کے ساتھ دوسرا شخص موصیٰ لہ ہو جائے
موصیٰ کا یہ قول کہ میں نے وصیت کی فلاں شخص کے لیے
اور اس کے وارثوں اور عقب کے لیے اور موصیٰ مثل موت
اور اس شخص کے مر گیا جس کے وارثوں کی واسطے وصیت کی تھی
تو کل مال اس دوسرے موصیٰ لہ کو ملیگا اور وارثوں کو کچھ
نہ ملیگا کیونکہ وارث ہونا ان برصا دق نہیں ان عقب سے مراد ولد
ہے خواہ مرد ہو یا عورت اور اگر اولاد صلبی مر گئی تو اس کے فرزند
کی اولاد ہے ان میں بھی مرد عورت برابر ہیں عورتوں کی اولاد
عقب میں داخل نہیں اس واسطے کہ وہ اپنے باپوں کے عقب میں
مثلاً نواسہ نانا کا عقب نہیں ہے اپنے باپ دادا کا عقب ہے

طحاوی عن السراج
(۲۰۸۱) اگر وصیت کی کسی شخص کے یتیم مندر زندون میں
اور اس کے اندھے اور لنگڑے ہیں اور ساکین ہیں تو وصیت میں

داخل ہونے اور سکی اور آدم کا شہ اور غنی اور مرد اور خورشت
 (تیم اور سوسو کئے ہیں جس کا باب مرگیا ہو نسل بلوغ کے اور اوسکا
 تیم بلوغ تک رہیگا) اور مال پر اگر تیم ہوگا اگر بنی فلاں
 کے تیم اور اندر سے شعیب اور شعیب ہوں بدون لکنت اور حساب
 کرنے کے یعنی جب کہ منحصر ہوں، تو مال و وصیت تملیک عہدہ ہوگا
 اونکے واسطے اور اگر تیم وغیرہ منحصر نہ ہوں (لکنت) اسکا
 ابو یوسف کے نزدیک یہ ہے کہ احصاء نہ ہو سکیں بدون لکنت
 اور حساب کرنے کے اور محمد نے کہا کہ ۱۰۰ اسے زیادہ ہوں۔
 بلوضوں نے کہا یہ برائے عالم ہے اور سان تر قول محمد کا
 ہے (فتویٰ قاضیخان) اور وصیت کا مال اونکے محتاجوں کو دیا جا
 وھی کو اختیار ہے اوسمیں سے جسکو پاسب دیدے کذا فی شرح
 التکلمہ یہ سبب مشہور رہو نے تملیک کے اسوقت تو اوس سے
 قرابت مراد ہوگی طحاوی۔

(۲۰۸۲) اگر وصیت کی بنی فلاں بن بنی فلاں کے فرزندوں
 میں تو یہ اونکے مردوں کے ساتھ مخصوص ہے اگرچہ مرد مالدار
 ہو مگر جب کہ فلاں عبارت ہو قبیلہ کے نام سے یا فخذ کے نام سے
 مثلاً بنی تیم یا بنی اسد وغیرہ تو بنی فلاں کا لفظ عورتوں کو بھی شامل ہوگا
 اسوقت میں فقط انتساب مراد ہے جیسے کہ بنی آدم کے لفظ
 میں عورتیں بھی داخل ہیں۔

(۲۰۸۳) ایک شخص نے وصیت کی اپنی سولے کے واسطے
 اور اوسکا آزاد کردہ اور آزاد کردہ موجود ہے تو وصیت باطل

ہوگی کیونکہ مولیٰ کا لفظ مشترک ہے اور مشترک کیوں؟ مضموم
ثابت نہیں نزدیک ہم منفیوں کے اور کوئی قرینہ نہیں جو ایک معنی
پر دلالت کرے یعنی لفظ مرنے کا آزاد کت بندہ اور آزاد
کردہ و مولیٰ کو شامل ہے باعتبار لغت کے تو لفظ مشترک ٹھہرا اور
مشترک کے سب سامنے مراد لینا ہمارے نزدیک درست نہیں اور
کوئی قرینہ بھی نہیں کہ مولیٰ سے آزاد کت بندہ مراد ہے یا آزاد کردہ
لہذا وصیت مذکورہ باطل ٹھہری اور لفظ مشترک مثبت ہو یا منفی
و مولیٰ حالت میں مضموم نہیں ایسا ہی ہے جمہور خفیہ کے نزدیک
لیکن سس الائتمہ اور صاحب ہدایہ نے یہ اختیار کیا ہے کہ مشترک
عام ہوتا ہے جب کہ نفی کے تحت میں واقع ہوا اور صاحب درر
اس قول کو پسند کیا ہے

(۳۸۴) اگر موصی قبل موت اپنی کے تعین کر دے مولیٰ
اعلیٰ کی یا اسفل کی ثواب وصیت باطل نہ ٹھہریگی صحیح ہو جاوے گی
یہ سبب زوال مانع کے یعنی تعین مانع صحت تھی اب وہ زائل
ہو گئی

(۳۸۵) اور لفظ مولیٰ میں داخل ہے وہ غلام جب کو موصی نے
اپنی بیماری میں آزاد کیا ہو یا صحت میں اور داخل نہیں موصی کے غلام
مدیر اور اعمات اولاد (کیونکہ مدبر اور ام ولد آزاد ہونے میں مالک
کی موت کے بعد اور وصیت مضامین ہوتی ہے موت کی حالت
کی طرف تو قبل از موت تحقیق اسم کا ضرور ہے) کذا فی الدرر اور
ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ بھی داخل ہیں۔

(۲۰۸۶) ایک شخص نے وصیت کی اپنے ثلث مال کی فقیہوں کے لیے تو فقیہوں میں وہ شخص داخل ہو گا جو دین میں اور فکر عمیق مسائل شرعیہ میں رکھتا ہو اگرچہ میں ہی مسلمان کو اس کے دلائل کے ساتھ جانتا ہو کذا فی الفقیہ یعنی بدون علم دلائل کے فقیہ نہیں اور اگر یہ دلائل نہ ہر مسئلہ جانتا ہو تو بھی فقیہ نہیں کذا فی الفقیہ

باب الوصیۃ بالخدمۃ والسکنی والتمرہ

یہ باب ہے خدمت اور سکونت اور پھل کی وصیت کے احکام میں

(۲۰۸۷) صحیح ہے وصیت اپنے غلام کی خدمت اور اپنے گھر کی مدت معین تک اور ہمیشہ کے لیے (کیونکہ تملیک منافع کی حالت حیات میں بوض اور بلا عوض صحیح ہے سوا سبط طرح موات کے بعد بھی صحیح ہے اور غلام وغیرہ مجبوس رہیگا میث کی ملک پر نفقت کے حق میں جیسے وقف میں موقوف مجبوس رہتا ہے واقف کی ملک پر نزدیک امام اعظم کے اور نزدیک صاحبین کے موقوف مجبوس ہے علی ملک اللہ تعالیٰ) اور گھر کے غلہ (وہ چیز ہے جو حاصل ہو زمین کی آمدنی) اور کرایہ گھر اور اجرت غلام سے اور مانند اس کے جامع الا یعنی اس کے حاصلات اور کرایہ کی تو اگر غلام یا گھر کا رتبہ موصی کے ثلث مال سے ہے تو غلام یا گھر موصی لہ کو سپرد کیا جاوے بسبب وصیت کے اور اگر رتبہ ثلث مال سے زیادہ نہ ہو تو گھر میں تھا تو تقسیم کیا جاوے مسئلہ وصیت سکنی میں یعنی ثلث گھر میں موصی لہ رہے اور دو ٹلثوں میں وارثوں کا اختیار ہے اور گھر حاصلات کی وصیت میں گھر تقسیم کیا جاوے گا اور غلام

میں تو انکی خدمت تین تہاؤ کرے یعنی ایک دن موصیٰ لہ کی کرے اور دو دن وارثوں کے جب کہ موصیٰ کا سوائے غلام کے اور کچھ مال نہ ہو اور اگر مال بھی ہو تو غلام کی خدمت اور گھر کی تقسیم تمام مال کی تہائی کی مفتدا پر ہوگی چنانچہ صدر الشریعہ نے اسکا بیان کیا ہے تو اگر موصیٰ کا مال اٹا ہو کہ اوسمیں سے غلام کے دو تہاؤ یا تین ربع خارج ہوتے ہوں تو غلام موصیٰ لہ کی دو دن یا تین ہفتہ کرے اور ایک دن وارثوں کی خدمت کرے۔ کذا فی الطحاوی ایسا ہی حال سکونت کا قیاس کرنا چاہیے۔

(۲۰۸۸) وارثوں کو جائز نہیں بیچنا گھر کی دو تہائیوں کا جو اونکے قبضہ میں ہیں بنا بر ظاہر مذہب کے بسبب ثابت ہونے حق موصیٰ لہ کے تمام گھر کی سکونت میں کیونکہ اگر مال ظاہر ہوا یا وہ گھر ویران ہو گیا جو موصیٰ لہ کے قبضہ میں ہے تو موصیٰ لہ مافی گھر میں وارثوں سے مزاحمت کر لگا اور بیچنا گھر کا اس مزاحمت کے خلاف ہے لہذا وارث بازرگھے کئے بیع سے اور ابو یوسف سے یہ روایت ہے کہ وارثوں کو ایسی بیع جائز ہے۔

(۲۰۸۹) جس شخص کے واسطے خدمت سکونت کی وصیت ہوئی اوسکو غلام یا گھر کا اجارہ پر دینا جائز نہیں ہے کیونکہ موافق ہمارے قاعدے کے منفعت مال نہیں ہے پھر جب موصیٰ نے منفعت کو دوسرے شخص کی ملک میں عوض لیکر دیا تو موصیٰ حقیقہ کا مالک ہوا تھا اوس سے زیادہ ترکہ مالک کر دینے والا کھرا مالانکہ یہ جائز نہیں کہ آدمی اپنی ملک سے زیادہ غیر کو مالک کرے

(۲۰۹۰) جس شخص کے واسطے حاصلات کی وصیت ہوئی ہو سکے
غلام کا خدمت میں لانا یا گھر سکونت کرنا جائز نہیں قول صحیح میں کیونکہ
موصی لہ کا حق منفعت میں ہے نہ عین میں کذا فی شرح الوہبیانہ
(۲۰۹۱) اگر موصی اور موصی لہ ایک شہر میں رہتے ہوں اور

غلام یعنی موصی بہ ثلث مال سے خارج ہو سکتا ہے تو موصی لہ او سکے
موصی کے شہر سے باہر نہ لیجاوے اور اگر موصی لہ اور او سکے اہل
و عیال دوسرے شہر میں رہتے ہوں تو لیجانا درست ہے کیونکہ
وصیت موافق مقصود موصی کے نافذ ہوتی ہے تو جب موصی لہ
کا وطن دوسرا شہر ہو تو موصی کا مطلب یہ ہے کہ موصی لہ غلام
کو اپنی خدمت کی واسطے وہیں لیجاوے اور اگر غلام ثلث مال سے
خارج نہ ہوتا ہو تو موصی لہ او سکے باہر نہ لیجاوے بلا اذن وارثوں
کے بسبب باقی رہنے حق وراثہ کے غلام میں

(۲۰۹۲) اگر موصی لہ موصی کے زندگی میں مر جائے تو وصیت
باطل ہو جاتی ہے بسبب باقی نہ رہنے سختی کے۔

(۲۰۹۳) بعد موت موصی لہ کے غلام اور گھر وصیت منافع کا
موصی کے وارثوں کی طرفت بحکم ملک پھر اتنا ہے یعنی اوس میں ملک
موصی قائم نہی لہذا بعد موت موصی لہ کے او سکے مالک وارث
موصی ہونے ہیں۔

(۲۰۹۴) اگر بعد موت موصی کے او سکے وارثوں نے غلام کو
ثلث کیا تو وہ او سکے میت کا ثاوان دینگے تاکہ اوس میت سے
دوسرا غلام قائم مقام اول غلام کے خرید کیا جاوے۔

(۲۰۹۵) اگر موصی نے وصیت کی غلام کی ایک شخص کے واسطے اور اوسکی خدمت کی دوسرے کے واسطے اور حالانکہ وہ موصی کے ثلث مال سے خارج ہو سکتا ہے تو وصیت صحیح ہے کذا فی الدرر اور غلام مذکور اگر یہ سبب صغیر سنی وغیرہ کے ذمت نکر سکتا ہو تو اوسکا نفقہ اوسپر ہے جسکے واسطے اوسکے رقبہ کی وصیت کی اوسوقت تک کہ وہ قابل خدمت ہو جاوے اور غلام کبیرت قابل خدمت کا نفقہ اوسپر ہے جسکی خدمت کی وصیت ہوئی اور اگر موصی لہ بالخدمتہ اوسپر خرچ کرنے سے انکارے تو اس غلام کو بھر دے اوسکو جسکے واسطے رقبہ کی وصیت ہو لی جیسا کہ مستحیر کا حکم ہے۔ مستحیر کے ساتھ یعنی اگر مستحیر نفقہ غلام سے انکار کرے تو غلام مستحیر پر روکیا جاوے گا اور اگر غلام مذکور خیانت کرے یعنی ازراہ خطا شکو قتل کرے تو ثدیہ اوسپر واجب ہے جسکے واسطے خدمت کی وصیت ہوئی اور اگر صاحب خدمت ثدیہ سے انکار کرے تو صاحب رقبہ ثدیہ دے یا غلام کو مفقول کے وارث کے حوالہ کرے اور وصیت باطل ہو گئی اوس شخص کے حق میں جسکے لیے خدمت کی وصیت ہوئی تھی۔

(۲۰۹۶) اگر موصی نے اپنے باغ کے پھل کی وصیت کی پھر موصی مر گیا اور حالانکہ باغ میں پھل موجود ہیں تو موصی لہ کے واسطے فقط یہی پھل ہیں نہ آئندہ اگر موصی نے وصیت مذکورہ میں ہمیشہ کا لفظ زیادہ کیا تو موصی لہ کے واسطے یہ پھل بھی ہیں اور زمانہ مستقبل کے بھی پھل ہیں۔

(۲۰۹۶) اگر وصیت کی تلقیح کی تو موصی لہ کے واسطے غلہ موجود بھی ہے اور وہ غلہ بھی ہے جو آئندہ موجود ہو گا خواہ موصی ہمیشہ کا لفظ اوسین ملاوے یا نہ ملاوے

(۲۰۹۷) ثمرہ اور غلہ میں فرق یہ ہے کہ عرت میں ثمرہ نام سے موجود کا تو معدوم کو شامل نہ ہو گا مگر بدلات زاید چاہئے ہمیشگی کی تصریح اور غلہ موجودہ اور آئندہ کے حاصل ہونے اسے کو بھی شامل ہے تو موجود اور معدوم دونوں بلا توقف و دلالت و ذکر لفظ کے اوسین داخل ہیں کذا فی الطحاوی عن الزیلعی۔

(۲۰۹۸) اگر وصیت کے باغ میں پھل موجود نہیں ہیں تو پھل کی وصیت مثل غلہ کی وصیت کے ہے یعنی موصی لہ سال بسال ثابت العمر پھل پاتا رہیگا۔

(۳۱۰۰) غنائیہ میں ہے کہ باغ کا سینچنا اور سہ کاری محصول اور جس چیز میں باغ کا قیام اور درستی ہو مثلاً کھاد وغیرہ سب صاحب غلہ ہے کیونکہ فائدہ کا لینے والا بھی وہی ہے۔

(۳۱۰۱) اگر کسی شخص کے واسطے غلہ انکار کی وصیت کی تو اوسین قواعد یعنی تونیان اور اوراق اور حطب اور ثمرہ سب داخل ہیں کذا فی تناوی عالمگیری نقلاً عن محیط السرخسی و کذا فی الطحاوی۔

(۳۱۰۳) اگر وصیت کی اپنی بیٹروں کی اون کی یا اون کے بچوں کی یا دودہ کی تو موصی لہ کا وہ صحت اور بچے اور دودہ ہے جو باقی رہا یعنی جو پایا گیا وقت موت موصی کے خواہ اوسنے

ہمیشہ کا لفظ کہا ہو یا نہ کہا ہو کیونکہ اشبار مذکورہ میں سے جو موقوف نہیں
وہ کسی عقد سے مستحق نہیں ہونے لڑا سیطرح وصیت سے بھی ہے
یہ خلاف پہل کے کہ اوسیں وصیت بحالت غیر موجودگی کے صحیح ہے
یہ دلیل مسافقہ کے۔

(۲۱۰۳) وصیت کی اپنے گھر کے مسجد بنانے کی اور مالانکہ وہ گھر
ثلث مال سے خارج نہیں ہوتا اگر اوسکے وارثوں نے اجازت دی
تو گھر مسجد بنایا جاویگا پھر جو مال مانع کے اور اگر وارثوں نے اجازت
نہی تو تھالی گھر مسجد بنایا جاویگا وارث اور وصیت دونوں جانب
کی رعایت کرنے سے تاکہ اس صورت میں وارث بھی محروم نہیں
اور مسجد بھی بنے۔

(۲۱۰۴) وصیت کی اپنی سواری کی بیٹہ کی خدا کی راہ میں توہبہ
وصیت باطل ہے اس واسطے کہ مال منقول کا وقف کرنا باطل ہے
نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کے لڑا سیطرح وصیت بھی باطل ہے
اور نزدیک صاحبین کے منقول کا وقف کرنا اور وصیت کرنا دونوں
جائز نہیں کذا فی الدرر۔

(۲۱۰۵) وصیت کی کسی چنبرہ کی مسجد کے واسطے توہبہ وصیت
نزدیک امام اعظم کے جائز نہیں کیونکہ مسجد لائق ملک کے نہیں ہے
اور امام محمد نے اسکو جائز رکھا ہے اور اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ کذا
بحر الرائق۔

(۲۱۰۶) مسجد کے واسطے وصیت صحیح نہیں مگر یہ کہ موصی کہے کہ
خرچ کیا جائے ثواب وصیت جائز با اتفاق شیخین کے۔

(۲۱۰۷) موسیٰ نے کہا کہ میں نے اپنے ثلث مال کی وصیت کی
 فلاں نے شخص یا فلاں نے شخص کے واسطے تو نزدیک امام اعظم کے یہ
 وصیت جائز نہیں ہے بوجہ مجہول ہونے موسیٰ لہ کے لیکن ابو یوسف
 کے نزدیک دونوں کو اختیار ہے کہ آپس میں صلح کر لیں مال کے لینے
 میں فواہ نصف نصف پر مصالحہ کریں یا کم و بیش پر اور نزدیک امام
 محمد کے موسیٰ کے وارثوں کو اختیار ہے اور ان میں سے جسکو چاہیں
 دیویں والہ اعلم بالصواب۔

(۲۱۰۸) کا فر زمی نے اپنی حالت صحت میں اپنا گھر بیعہ پاکتہ یا آتشخانہ
 بنایا پھر وہ مر گیا تو وہ اس کے وارثوں کی میراث ہے کیونکہ وہ وقعت
 غیر مسجل کی مانند ہے۔

(۲۱۰۹) اگر زمی نے وصیت کی کہ اس کا گھر بیعہ پاکتہ بنایا جاوے
 سین لوگوں کے واسطے تو ثلث مال تک جائز ہے اور ان لوگوں
 کے لیے تملیک ٹھہریگی اور اگر وصیت کی قوم غیر سین کے لیے بنایا
 جاوے تو جائز نہیں۔

(۲۱۱۰) بیو اور کنیہ اور آتشخانہ کا بنانا دیہات فیسون میں جائز ہی
 بقول امام صاحب بخلاف صاحبین کے اور شہر اور قضبات اسلام
 میں تو جائز نہیں بالاتفاق۔

(۲۱۱۱) اگر حربی ستمان نے اپنے کل مال کی وصیت کی کسی مسلمان
 یا فومی یا ستمان کے واسطے اور کوئی وارث اس کا دارالاسلام میں
 نہیں ہے تو یہ وصیت جائز ہے کذا فی الوقایہ۔

(۲۱۱۲) اگر حربی ستمان نے اپنے نصف مال کی مثلاً وصیت کی

نوبہ وصیت نافذ ہوگی اور باقی مال اوسکے وارثوں پر رد کیا جائیگا
بہر رو بطریق میراث کئے ہوگا بلکہ اس واسطے ہوگا کہ ہمارے ملک میں
اوسکا کوئی مستحق نہیں ہے

(۲۱۱۳) اگر مسلمان یا ذمی نے مسلمان کے واسطے وصیت کی
تو جائز ہے کذا فی الزیلعی۔

(۲۱۱۴) اگر وصیت کی اہل ہوئی (یعنی متبذع چنانچہ خارجی یا فحشی
نے تو جائز ہے بشرطیکہ اوسکی بدعت منجز بکفر نہ ہو اور وہ بمنزلہ مسلمان
کے ہے وصیت کے امر میں کیونکہ ہم مامور بنائے احکام کے ہیں بظاہر
اسلام پر اور اگر اہل بدعت منسوب بکفر ہو تو وہ بمنزلہ مرتد کے ہے تو
اوسکی وصیت نزدیک امام اعظم کے موقوف ہے اور نزدیک صاحبین
کے نافذ ہے کذا فی شرح الجمع

(۲۱۱۵) عورت مرتدہ مثل ذمیہ کے ہے وصیت میں قول صحیح
میں کیونکہ مرتدہ معتول نہیں ہوتی تو اوسکی وصیت صحیح ہے بجملاً
مرتد کے۔

(۲۱۱۶) وصیت مطلقہ یعنی غیر مخصوص چنانچہ یوں کہنا کہ اسقدر
میرا مال یا میرا اتنا فی مال وصیت ہے مالدار کو تو حلال نہیں ہے کیونکہ
وصیت مذکورہ صدقہ ہے اور صدقہ غنی پر حرام ہے اگرچہ موصی نے
وصیت کو عام کر دیا ہو چنانچہ یوں کہنا کہ اوسمیں کھائے غنی اور فقیر
کیونکہ اوسمیں غنی کا کھانا صحیح نہیں ہے مگر بطریق تملیک کے اور حالانکہ
تملیک صحیح نہیں ہوتی مگر شخص میں کے واسطے اور غنی محصور اور مسکین
نہیں (وصیت مطلقہ وہ ہے جس میں غنی مذکور ہو نہ فقیر اور وصیت

عامہ وہ جو غیر غنی اور فقیر دونوں مذکور ہوں)

(۲۱۱۷) موصی نے اپنے ثمنی مال کی وصیت کی اپنی خاتون کے کفارہ کے واسطے تو وصی کو جائز ہے اس کے وارثوں پر صرف کرے بشرطیکہ وہ محتاج ہوں یعنی بغیر قرابت و ولادت کے اور ان لوگوں میں سے جو مسلمان محتاج ہوں (غیر قرابت و ولادت کی قید اسم سے لگائی کہ اون پر صرف کفارہ جائز نہیں اگرچہ ذمی نے اسکو معین کر دیا)

(۲۱۱۸) موصی نے محتاجوں کے واسطے وصیت کی اور موصی کے وارث بھی محتاج بالغ حاضرین تو اگر اونہوں نے اتفاق کیا کہ اس کے واسطے وصیت کا مال دیا جائے یا ایک وارث محتاج ہو گیا سبب وارثوں نے اجماع کیا کہ اسکو دیا جائے تو جائز ہے اگر وارثوں میں سے کوئی صغیر ہو یا غائب ہو یا حاضر ہو لیکن اسی نحو تو جائز نہیں ہے کذا فی الطحاوی۔

(۲۱۱۹) اگر وصیت کی نماز کے کفارہ دینے کی ایک شخص معین کے واسطے تو اس کے غیر کو دینا جائز نہیں اسی پر فتویٰ ہے۔

(۲۱۲۰) موصی نے اپنے مال کی وصیت کی اپنی سزا زون کے کفارہ کے واسطے اور حالانکہ اسکا ثلث مال محتاجوں پر دین ہے موصی نے اس مال کو ان پر چھوڑا فدیہ ادا ہونے کی وجہ سے تو یہ فدیہ کفایت نکر لگا اور ضرور ہے اس مال کا اول قبض کرنا پھر اسکو صدقہ دینا یعنی بدو ن قبض اداء کفارہ صحیح نہیں ہے۔

(۲۱۲۱) موصی نے وصی کو امر کیا کہ ثمنی مال صدقہ دے پھر موصی مر گیا سو کسی غاصب نے ثمنی مالی منگوا غصب کیا اور اسکو

ضایع کیا سو وصی نے اوسکو چھوڑ دیا صدقہ دنیا سمجھ کر اور حالانکہ وہ
 محتاج ہے لوگفایت کر لگا تصدیق میں یہ سبب حاصل
 ہونے قبضہ غاصب کے بعد مر جانے موصی کے بخلاف دین کے
 کہ اوسپر قبضہ مدیون کا حیات موصی میں ہوا تھا تو وہ کفایت نہ کر لگا
 کذا فی القینہ۔

(۲۱۲۲) موصی نے ایک شخص کے واسطے عمارت والی زمین کی
 وصیت کی اور موصی مر گیا سو ترکہ تقسیم ہوا اور موصی لہ اوس شہر میں
 ہے اور قسٹ ترکہ بھی اوسکو معلوم ہے اور اوسنے طلب نہ کیا پھر
 چند سال کے بعد دعویٰ کیا تو مسہوع ہوگا اور تاخیر سے دعویٰ باطل
 نہ ہوگا بشرطیکہ اوسنے وصیت کو رد نہ کیا ہو۔

(۲۱۲۳) ایک شخص کے واسطے وصیت کیا ایک گھر کی سوا اوسے گھر
 کو بعد مر جانے موصی کے قبل قبضہ کرنے کے بیچہ الا قبیع جائز ہے کیونکہ
 وصیت کی چیز میں تصرف کرنا قبل قبضہ کے جائز ہے۔

(۲۱۲۴) موصی نے گھر خرید کیا پھر اوسکی ایک شخص
 کے واسطے وصیت کی سوا اوس گھر کو شفع نے موصی لہ کے ہاتھ
 سے لیا تو ثمن لیا جاویگا اور اگر گھر غیر شخص کا ثابت ہوا تو موصی لہ ثمن
 کے وارثوں سے سمجھ نہ پاویگا کیونکہ استحقاق ملک غیر سے ظاہر ہوا
 کہ اوسنے غیر کے مال کی وصیت کی تھی اور حالانکہ وہ جائز نہیں ہے

باب الوصی

یہ باب ہے وصی کے احکام میں

(۳۱۲۵) وصی وہ ہے جسکی طرف وصیت کی جاوے

(۲۱۲۶) زید کی طرف وصیت کی یعنی ایک شخص نے اوسکو وصی کیا اور اوسنے وصایت کو قبول کر لیا موصی کے نزدیک تو وصی ہونا صحیح ہو گیا پھر اگر رد کیا یعنی قبول نہ کیا انکار کیا وصی ہونے سے موصی کے نزدیک یعنی موصی کی دانت میں تو وصایت پھر گئی ثابت نہ ہوئی اور اگر موصی کی دانت میں وصی نے رد نہ کیا تو اوسکا رد کرنا صحیح نہیں ہے تاکہ موصی وصی کے سبب سے فریب خورد نہ ہو۔

(۲۱۲۷) صحیح ہے خارج کرنا وصی کا وصایت سے اگرچہ وصی کی غیبت میں احتیاج و مانع ہوا ہو نزدیک امام اعظم کے بہ خلاف ابو یوسف کے اوسکے نزدیک اخراج بلا علم وصی کے صحیح نہیں ہے۔

(۲۱۲۸) اگر موصی الیہ یعنی وصی نے سکوت کیا پھر موصی مر گیا تو وصی کو رد کرنا اور قبول کرنا جائز ہے بدون قبول کر نیکی اور یہاں وہ فریب خورد بھی نہیں ہے کیونکہ موصی نے خود فریب کہا یا اسے کہ اوسنے دریافت نہ کر لیا کہ اوسنے وصایت قبول کے یا نہیں۔

(۲۱۲۹) اگر موصی نے موصی کے ترکہ سے کوئی چیز بیع کی تو عقد وصیت لازم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ اپنے وصی ہونے کو نہ جانتا ہو کیونکہ وصی کو وصایت کا علم شرط نہیں ہے اوسکے تصرف کے صحیح ہونے میں یہ خلاف وکیل کے اس واسطے کہ وکیل کو وکالت کا معلوم ہونا شرط ہے وقت وکالت کے۔

(۲۱۳۰) اگر موصی نے قبول وصایت سے سکوت کیا پھر رد کیا بعد موت موصی کے پھر وصایت کو قبول کیا تو درست ہے مگر جب کہ

قاضی نے اس کے رد کرنے کو نافذ کر دیا ہو تو اس کے بعد قبیل صحیح نہیں
 (۲۱۳۱) اگر موصی نے وصی کیا صغیر کو یا غیر شخص کے غلام کو کافر
 کو یا فاسق کو قاضی اس کو تبدیل ڈالے بجائے اس کے اور شخص کو
 وصی مقرر کرے واسطے اتمام حجت کے اور لفظ تبدیل کرینکا صحت
 وصیت پر دلالت کرتا ہے یعنی اگر صغیر اور غلام اور کافر اور فاسق
 نصرت کریں منسل اخراج کے تو صحیح ہے کذا فی السراجیہ۔
 (۲۱۳۲) اگر صغیر بالغ ہو گیا یا غلام آزاد ہو گیا یا کافر مسلمان
 ہو گیا یا فاسق نے توبہ کی تو قاضی اس کو وصی اور نکود وصایا سے خارج نہ کرے
 بسبب زائل ہو جانے اس مانع کے جو موجب تھا منزعزل کرینکا
 مگر جب کہ وصی فاسق ہو یا عین نہ ہو تو عزل درست ہے کذا فی المجتبیٰ
 والاختیار۔

(۲۱۳۳) وصی کیا اپنے غلام کو تو اگر موصی کے وارث صغیرین
 تو صحیح ہے جیسا اس کا وصی کرنا اپنے مکاتب کو یا غیر کے مکاتب کو
 درست ہے پھر اگر مکاتب عدم ادائے بدل کتاب کی وجہ سے
 مملو کیت کی طرف پھرا گیا تو اس کا حکم غلام کی مانند ہے یعنی اگر
 وارث صغیرین تو درست ہے اور نہیں تو درست نہیں ہے اور
 صاحبین نے کہا غلام کا وصی کرنا مطلقاً درست نہیں ہے خواہ وارث
 صغیر ہوں یا بالغ کذا فی الدرر۔

(۲۱۳۴) جو وصی کہ فی الحقیقہ وصایت کے قیام سے عاجز ہوا
 نہ فقط وصی کے اظہار سے تو قاضی اس کے ساتھ اور وصی کو ملا دے
 واسطے رعایت حق موصی اور وارثوں کے اور اگر وصی بالکل

عاجز ہوا تو قاضی بجائے اوسکے اور شخص کو مقرر کرے۔

(۲۱۳۵) دو وصیوں میں سے ایک وصی کا فعل باطل ہے جیسا
 دو متولیوں وقف سے ایک کا فعل باطل ہے کذا فی الاشباہ والنظائر
 اگرچہ میت کا وصی کرنا ہر وصی کو جب اچھا واقع ہوا ہو اور بعضوں
 نے کہا ہر وصی اپنے فعل میں منفرد اور مستقل ہے ایسا ہی کہا ہے۔
 ابواللیث نے اور ہر وصی کا انفراد اور مستقل صحیح تر ہے اور اسی
 قول کو ہم لیتے ہیں لیکن اول یعنی بطلان مثل اصالہ وصی کو صحیح
 کہا ہے بیسوطین اور اسی پر یقین کیا ہے۔ درر اور متنائی میں
 ہے کہ یہی بطلان کا قول قریب تر ہے طرف صواب کے بیان
 دونوں قولوں پر متولی سے اور قضا درست ہے کذا فی الطحاوی

(۲۱۳۶) اگر قاضی کو حال وصی میت کا معلوم نہ ہو اور کوئی وصی مقرر کر دے تو جب وصی میت کا آوے اور ارادہ وصیت میں داخل ہونیکا کرے تو درست ہے اور قاضی کے وصی سے وصی میت کا خارج نہ ہوگا۔

(۲۱۳۷) دو وصی ہوں تو ایک وصی کا فعل باطل ہے مگر وصی کے کفن خریدنے میں اور اوسکی تجنیز اور اوسکے حقوق کی خصوصیت کرنے میں اور حاجات طفل کے خرید میں اور طفل کے واسطے پہر قبول کرنے میں غلام معین کے آزاد کرنے میں و وصیت میں پہر دینے میں وصیت معین کے جاری کرنے میں منصوبہ کے پہر دینے میں شرائط فاسد کی خریدی چیز کے پہر دینے میں کیلی یا وزنی چیز کے قیمت کر دینے میں دین وصی کے طلب کرنے میں دین کے آدا کر دینے میں اوسکے حق کے بھجس سے عیب کیوجہ سے ٹخن بئع کے پہر دینے میں اور اجارہ نفس بیم اور میت کی طرف سے خیرات کی وصیت کو جاری کرنے میں معین فقیر یا مسکین کے لیے اوس چیز کے بھجنے میں جسکے تلف ہو جائیکا دڑ ہے اموال ضالیعہ کے جمع کرنے میں احد الوصیین کا فعل باطل نہیں ہے۔

(۲۱۳۸) اگر ایک وصی مر گیا سو اگر وصی میت نے وصی زندہ کو وصی کیا یا دوسرے شخص کو وصی کیا تو فقط اوسی کو ترکہ میں تصرف کرنا جائز ہے اسکی حاجت نہیں کہ قاضی دوسرا وصی مقرر کرے جلی نے کہا کہ وصی زندہ کا تنہا تصرف ترکہ میں اوسوقت

جائز ہو گا جب کہ وصی مردہ نے اوسکو وصی کر دیا ہو اور اگر اور کو وصی کیا ہو گا تو دونوں کا مجتمع ہونا واجب ہو گا کذا فی الطحاوی اور اگر وصی زندہ نے کسی کو وصیت کی تو وصی زندہ کے ساتھ قاضی دوسرا وصی ملا دیگا۔

(۲۱۳۹) وصی نے وصیت کی دونوں وصیوں کے لیے کہ اوسکے ثلث مال کو دونوں خیرات کرین جہاں چاہیں اور ایک وصی نے کہا کہ میں فلان شخص کو دوں گا اور دوسرے نے کہا کہ میں فلان شخص کو دوں گا تو سیکو دنیا جائز نہیں کیونکہ ایک موضع میں دونوں کا اتفاق نہ ہوا اور اگر وصی مر گیا بل خیرات کرنے کے تو وصیت باطل ہو گئی کذا فی الطحاوی۔

(۲۱۴۰) ایک مرد نے دوسرے کو وصی کیا اور اوس پہ ایک شخص مشرت کیا تو وصی مال رکھنے میں اولیٰ ہے مشرت کا اثر صرف یہ ہے کہ تصرف وصی کا بلا علم مشرت کے جائز نہیں طحاوی

(۲۱۴۱) وصی کا وصی دونوں ترکون میں وصی ہے بر طاعت شافعی خواہ وصی نے اپنے مال میں وصی کیا ہو یا نکلیا ہو بہر حال دونوں ترکون میں وصی ہے کذا فی الوقایہ

(۲۱۴۲) صحیح یقینم وصی کی وصی لہ کے ساتھ بالغ غائب وارثوں یا صغیر وارثوں کا نائب ہو کر اور اگر وارثوں کا حصہ وصی کے پاس تلف ہو گیا تو وارثوں کو وصی لہ پر رجوع کرنا جائز نہیں بسبب صحیح ہو جانے مسمت کے اور وصی کو بدون اذن اوسکے وصی لہ کا نائب ہو ر وارثوں کے ساتھ مسمت کرنا صحیح نہیں خواہ وہ وصی لہ

غائب ہو یا حاضر اگرچہ وارث صغیر ہوں اور موصی لہ کا حصہ اگر
وصی کے پاس ضائع ہو گیا تو باقی مال کی تہائی بہرے کیونکہ موصی
مثل شریک ہے اور اگر وارثوں کے پاس مال ضائع ہو گیا تو انکی
حصہ کے موافق تہائی خواہ وارثوں سے لے خواہ وصی سے اور
اگر حکم قاضی مست ہوئی تو صحیح ہے اب رجوع نہ ہو گا کذا فی الطحاوی
(۲۱۴۳) قاضی کی مست کرنا اور حصہ موصی لہ کالے رکھنا
صحیح ہے اگر موصی لہ غائب ہو اور حصہ موصی لہ کا قاضی یا اسکے
ایمین کے ہاتھ میں تلف ہو تو اوسکو کچھ نہیں ہے وصی اور قاضی
میں یہ فرق ہے کہ قاضی کو امور نافعہ میں غائب پر ولایت ثابت ہے
بر خلاف وصی کے تو صحت مست قاضی کی کیلی اور روزنی چیز میں
ہے کسواسطے کہ مست کیلی اور روزنی میں انداز اور جدا کر دیتا
ہے اسکے سوا اور مال میں مست قاضی صحیح نہیں کیونکہ یہاں
مبادلہ ہنر لہ بیع کے ہے اور غیر کے مال کی بیع جائز نہیں
(۲۱۴۴) موصی نے وصیت کی حج کی اور مال حج کا تلف ہو گیا
وصی کے ہاتھ یا اوس شخص کے ہاتھ میں جسکو وصی نے دیا تھا تو
میت کی طرف سے حج کیا جاوے باقی تہائی مال سے بر خلاف
صاحبین کے اور اگر میت نے اپنا کچھ مال حج کے واسطے جدا کر دیا
پھر وہ ضائع ہو گیا اوسکے مرجانے کے بعد تو میت کی طرف سے
حج کیا جاوے گا باقی تہائی مال سے

(۲۱۴۵) وصی نے ترکہ سے غلام کو غنیمت و انیان میں سے
ادائے دین کے بیچا تو صحیح ہے اسواسطے کہ اوبھلا حق مالیت سے

متعلق ہے نہ عین سے اور وصی ضمان دیکھا اوس غلام کی بیع میں جسکی بیع کی اوسکو وصیت ہوئی تھی اور وصی نے اوس کا بیع موصی کی طرف تصدیق کر دیا پھر بعد صرت ثمن کے وہ غلام اوس شخص کا مملوک بھرا اور وصی جب قدر تاوان دے تمام متروکہ سے پھیر لے اور بقول محمد کے ثلث متروکہ سے ہر لے اور اگر متروکہ تلف ہو گیا یا کفایت نہیں تو اب رجوع نہو گی۔ ملتی میں ہے کہ وصی اوان فقیر و ن سے تاوان بہر لے جبکہ اوس سے ثمن خیرات کیا کیونکہ فوائدہ تصدیق اوس کے واسطے ہے تو اوسکا نقصان بھی اونیہیں پہنچے گا مثلاً وصی نے مال صغیر کو بیچا اور وصی کے پاس ثمن لے سکا تلف ہو گیا پھر مال بیع مستحق غیر نکلا تو صغیر بقدر اپنے حصہ کے باقی وارثوں سے بہر لے گا کیونکہ قسمت لوٹ گئی اوس مال کے استحقاق سے جو صغیر کو پہنچا تھا۔

(۲۱۴۷) وصی کو صحیح ہے حوالہ قبول کرنا مال یتیم کا بشرطیکہ یتیم کے حق میں بہتر ہو یعنی دوسرا محال علیہ پہلے دیون سے زیادہ تر مالدار ہو کذا فی المنیہ۔

(۲۱۴۸) وصی کی بیع اور فروخت اجنبی سے بقدر ثنابن مردم صحیح ہے اور اگر بقدر عدم ثنابن یعنی غبن فاحش سے ہو تو صحیح نہیں ہے کیونکہ وصی کی ولایت نظری (یعنی جسمین شفعات یتیم ہو) ہے اور ایسی بیع فاسد ہوگی تو مشتری بیع کا مالک ہوگا مجتہد کرنے سے کذا فی الفتاویٰ اور اگر وصی نے خرید و فروخت مال یتیم کی اپنی ذات سے کی تو اگر وہ فاضی کی طرف سے وصی

ہے تو مطلقاً جائز نہیں خواہ غبن ہو یا نہ ہو کذا فی الطحاوی اور اگر وصی باپ کی طرف سے ہے تو جائز ہے بشرطیکہ صغیر کی واسطے ظاہر منفعت ہو یعنی اپنا پندرہ درم کا مال صغیر سے دس درم کو بیع کرے یا صغیر کو دس درم کا مال پندرہ درم کو خرید کرے اور بقول جہین باپ کے وصی کو بھی بیع مطلقاً جائز نہیں خواہ منفعت ہو یا نہ ہو

(۲۱۴۸) باپ کو مال صغیر کا اپنی ذات سے بیع کرنا اور سوقت جائز ہے جب کہ قیمت کی برابر اور حسب قدر میں غبن واقع ہوتا ہے یعنی غبن تسلیل ہو اور نہیں تو جائز نہیں یہ تمام احکام مال منقول کے ہیں۔

(۲۱۴۹) وصی کفن مثل میت کے شمار میں زیادتی کرے تو بیع زیادت کے تاوان دیکھا اور اگر کفن کی قیمت پر زیادتی کی تو سویت میں وصی میت کا تاوان دیکھا جو اس نے یتیم کے مال سے دیا۔ کذا فی الواو الجحیہ۔

(۲۱۵۰) وصی نے یتیم کو بعد بلوغ کے مال دینا اس کے ہوشیار ہونے سے پہلے اور وہ مال ضائع ہو گیا تو وصی تاوان دیکھا یہ قول ہے صاحبین کا امام کے نزدیک وصی پر ضمان نہیں اگر یتیم کو ۲۵ برس کے بعد دیا کیونکہ جب یتیم ۲۵ برس کا ہو گیا تو وصی کو فقہار دینے کا اختیار ہے کذا فی الطحاوی۔

(۲۱۵۱) وصی کو بیع مال منقول وارث بالغ غائب کی جائز ہے اور اداے دین کے واسطے بیع غیر منقول کے بھی جائز ہے یا اس کے تلف ہونے کا خوف ہو تو بھی بیع جائز ہے کذا ذکر غزالی

زادہ زلیلی اور مستثنائی میں ہے کہ بقول صحیح بیع غیر منقول کی جائز نہیں ہے کیونکہ اس کا تلف کمتر ہے اگر میت پر دین مستغرق ہو تو وصی کو بیع کا اختیار ہے بالاجماع اور اگر دین میت کے سب ترکہ کو محیط نہیں تو صاحبین کے نزدیک حنفیہ دین ہو اور سفدر کی بیع جائز ہے اور امام کے نزدیک کل کی بیع جائز ہے کذا فی الطحاوی (۲۱۵۲) وصی کو صغیر کے غیر منقول کی بیع غیر شخص سے نہ اپنی ذات سے اور کسی دینی حیثیت پر صغیر کے خرچ کے واسطے اور دین میت کے ادا کرنے کے واسطے اور وصیت مرسلہ (یعنی مطلقہ مثلاً بلفظ نہائی مال یا جو نہائی مال) کے جاری ہونے کے لیے جس کا اجرا بجز عمار کے اور کہیں سے تصور نہیں ہے اور ہوسطے کہ حاصلات عمار صرف سے زیادہ نہیں ہے اور اس کے ویران یا ناقص ہو جانے کے خوف سے یا اس وجہ سے کہ عمار ظالم سرکش کے ہاتھ میں ہے جائز ہے بشرطیکہ وصی پدر صغیر کا ہو کیونکہ مان اور بچائی کا وصی عمار کی بیع کا مالک نہیں ہر طرح اور کسی چیز کے خرید کا مالک نہیں سوائے طعام اور لباس صغیر کے اگر پدر صغیر بیع کرے اور لوگوں کے نزدیک عمدہ اور پسندیدہ ہو یا غولی اور بدی اور کسی کچھ ظاہر نہ ہو تو جائز ہے کذا فی صرح ابن کمال۔

(۲۱۵۳) وصی مال یتیم سے اپنی ذات کی واسطے سوداگری کرے اور اگر اپنی ذات کے واسطے سوداگری کی تو منفعت کو خیرات کر دے اور اگر یتیم کی واسطے سوداگری کرے تو جائز

ہے کذا فی الدرر

(۲۱۵۴) وصی ثمن مثل سے کمترین کسی چیز کے بیع کا مالک نہیں مگر ایک مسئلہ میں یعنی وصی نے اپنے غلام کی بیع کی صورت کی شخص میں سے اور وہ ثمن مثل پر راضی نہ ہوا تو اب وصی کو ثمن سے کم کر دینا درست ہے لیکن ثلث قیمت سے کم کرنا درست نہیں کذا فی الطحاوی۔

(۲۱۵۵) وصی نے وصیت میت کو اپنے ذاتی مال سے جاری کیا تو اس قدر مال ترکہ میت سے بھر لے ہر طرح اسی اطلاق پر فتویٰ ہے کذا فی الدرر یا صغیر کے واسطے لباس خرید کر دیا یا وہ چیز خرید کر جسکو صغیر پر خرچ کرتا ہے تو صغیر کے مال سے بھر لے بشرطیکہ اس پر گواہ کر لیا ہو۔ کذا فی البزازیہ خلاصہ اور خانہ میں ہے کہ وصی کو ثمن کا پھر لے لیا جائز ہے اگرچہ اس نے گواہ نہ کر لیا ہو پر خلاف مان باپ کے کہ اوٹکو بلا ائہما ورجوع درست نہیں یا وصی نے و دین میت کا جو اس پر شرط ثابت ہے ادا کیا یا اسکو کفن دیا یا بیتیم کا خراج یا عشر اپنے مال سے ادا کیا یا وارث بالغ نے صغیر کے واسطے طعام اور لباس خرید کر یا میت کو کفن دیا یا اسکا دین ادا کیا اپنے مال سے تو متروکہ سے بھر لے گا۔

(۲۱۵۶) اگر وصی نے مال بیتیم بچا پھر نہ بادہ ثمن پر اسکی طلب ہوئی تو اگر مستدین واقف کار قاضی کو خبر دیں کہ وصی نے مال بیتیم کو ہر ابرمیت پر بیع کیا ہے تو قاضی زیادہ قیمت پر التفات نہ کرے اگر مزادہ یعنی بیلا م گھر میں وہ مال زیادہ ثمن سے بیع ہوگا۔

بٹھایا بلکہ بازار کے توقاضی وصی کی بیع کو نہ توڑے بلکہ رجوع کرے
 واثق کار لوگوں کی طرف پر بھروسہ متفق ہوں دو شخص انہیں
 کا قول لیا جاوے محمد کے نزدیک اور امام صاحب اور ابویوسف
 کے نزدیک ایک آدمی کا قول اکتاف کرتا ہے

(۲۱۵۷) وصی کا قول جسے کر نیچے دعویٰ بن بہ وان گواہوں
 کے مقبول ہے مگر تیرا مسلمون بن مقبول نہیں ہے۔ آؤں
 یہ کہ وصی نے دعویٰ کیا کہ میں نے موصی کا دین اپنے مال سے
 ادا کیا اور یتیم اسکی تکذیب کرتا ہے اور وصی کے پاس گواہ
 نہیں تو قول وصی کا مقبول نہ ہوگا یا دعویٰ کیا ادا ہے دین بیت
 کا اپنے مال سے بعد نہ کہ بیچنے کے اور اس کے شن کے قبض سے
 پہلے یا دعویٰ کیا کہ یتیم دوسرے کا مال ضائع کیا سو وصی نے
 اس کا تاوان دیا یعنی وصی نے یتیم سے کہا کہ تو نے اس مرد کا
 مال طفلی میں اتنا تلف کیا تھا اور میں نے تیری طرف سے ادا کیا
 تھا سو یتیم نے تکذیب کی تو یتیم کا قول مقبول ہوگا اور وصی
 ضامن ہے سب کے نزدیک کذا فی الطحاوی یا دعویٰ کیا وصی
 نے کہ یتیم کو تجارت کا اذن دیا تھا سو یتیم پر لوگوں کی دین
 ثابت ہوگی سو وصی نے اونکو ادا کیا یتیم کی طرف سے یا دعویٰ
 کیا کہ اس نے یتیم کی زمین کا خراج ادا کیا ایسے وقت میں کہ زمین
 زراعت کے قابل نہیں رہی (تو اگر زمین زراعت کے لائق ہو
 خصوصیت کے دن تو وصی کا قول باتفاق یتیم کے ساتھ مقبول
 ہوگا نیز طیکہ وصی اور یتیم وقت موت موصی کے متفق ہوں

کذا فی الطحاوی یا دعوی کیا یتیم کے غلام گردنہ کے پڑھو ایسے
 انعام دینے کا یہ قول امام محمد کتب اور ایوریہ سے نزدیک
 وصی کا قول مقبول ہے اور اگر وصی نے کسی شخص کو غلام کے
 لانے پر بطور اجارہ کے مقرر کیا تو بالافتاق وصی کا قول مقبول
 ہے کذا فی الحکوی والطحاوی یا دعوی کیا یتیم کو غلام قاتل کے
 قدیہ دینے کا یا دعوی کیا یتیم محرم پر خرچ کر نیکیا یا دعوی کیا
 یتیم کے اون غلاموں پر خرچ کر نیکیا جو مر گئے عند محمد رحمۃ اللہ
 غلاما لابی یوسف یا دعوی کیا یتیم پر او سوقت خرچ کر نیکیا جب کہ یتیم
 کا مال حاضر نہ تھا اور او س پر خرچ پر گواہ نہ کیے یا وصی نے تجارت
 کی اور فائدہ حاصل کیا پھر دعوی کیا کہ میں نے بطور مضارب
 کے تجارت کی تھی اور بوقت تجارت گواہ نہ کیے ہوں یا دعوی
 کیا کہ میں نے یتیم کا نکاح ایک عورت سے کر کے او سکا عہد ادا کر دیا
 اور حالانکہ وہ عورت زندہ نہیں یا دعوی کیا یتیم پر او س مال
 کے خرچ کر نیکیا جو وصی کو واجب الادا تھا قاعدہ کلیہ مسائل مذکورہ
 میں یہ ہے کہ جس چیز پر وصی مسلط ہو او میں اسکی تصدیق
 کیجا تبکی او جب پر مسلط و متعین نہ ہو او میں اسکی تصدیق یلا
 اداسے شہادت نہ ہوگی یا تصدیق یا لیمن ہوگی جب کہ ظاہر
 حال او سکا کذب نہ ہو کذا فی الحکوی۔

(۲۱۵۸) اگر میت نے کوئی وصی مقرر نہ کیا ہو تو ان حالات
 میں قاضی وصی مقرر کرے۔ جب کہ میت کا کسی پر دین ہو میت
 پر کسی کا دین ہو۔ واسطے اجراء وصیت کے یا پٹ نے اپنے

طفل سے کوئی چیز خرید کی پھر اوسین عجب پایا تو قاضی وصی کو مقرر کر کے ناکہ باپ وہ پیناک چیز پیر دے جب کہ اوس صغیر کے اثبات حق کی حاجت ہو جسکا باپ بطریق نیت منقطع غائب ہے کذا فی الاشبہاء گرا لیسے وصی مقرر کرنے کا اختیار صرف اوس قاضی القضاۃ کو ہے جسکو منجانب سلطان ایسی اجازت ملی ہو۔

(۲۱۵۹) قاضی کا وصی مثل وصی میت کے ہے لیکن آئٹھ بالقون میں وصی قاضی کو جائز نہیں کہ متروکہ سے اپنی ذات کی واسطے خرید کرے یا اوش شخص سے بیع کرے جسکے حق میں وصی کی گواہی مقبول نہیں بلکہ دوسرے اذن قاضی کے قبضہ کرے یعنی اگر قاضی نے صغیر کی طرف سے واسطے حضومت کے وصی کیا تو وہ وصی اوس چیز پر قبضہ نہ کرے تا وقتیکہ قاضی دوسرا اذن نہ دے یا کہ صغیر سے کوئی جا کرے کرائی یا کہ اپنی موت کی موت دوسرے کو وصی کرے اگر قاضی نے وصی کو کسی نوع میں مخصوص کر دیا تو وہ مخصوص ہی رہیگا قاضی اپنے وصی مقرر کردہ کو بعض تصرفات سے روک سکتا ہے قاضی اپنے وصی کو مغرول کر سکتا ہے اگرچہ متقی ہو بر خلاف وصی میت کے صورتوں سے مذکورہ الصدا

میں کذا فی الاشبہاء من القنیہ
(۲۱۶۰) اگر وصی یتیم کا مال منقول یا غیر منقول کسی مفلس کے ہاتھ بیع کرے تو اوسین تین دن کی مدت ٹھہراوے اگر خریدار تین دن میں شن مانصر گئے تو بہتر و درنہ بیع فسخ کرے۔

(۲۱۶۱) وصی نے یتیم کو بعد بالغ ہونے کے اوسکا مال عوالہ کیا اور یتیم نے اپنی ذات پر گواہ کر دیا کہ اوسکے باپ کے متروکہ سے وصی کے پاس کچھ باقی نہیں رہا پھر یتیم دعویٰ کیا کہ غلامان چیز وصی کے پاس میرے باپ کے متروکہ سے ہے اور گواہوں سے اوسکا متروکہ ہونا ثابت کر دیا تو اوسکا دعویٰ مسوع ہو گا کیونکہ یہ اشہاد ابراہیم سلوم نہیں نہ شخص سلوم سے نہ مجمل سے بلکہ فقط اقرار ہے جو ابراہیم کا مستلزم نہیں۔

(۲۱۶۲) اگر وصی محتاج ہو تو جاترے کے مدت سعی میں یتیم کے مال سے بقدر حاجت حسب دستور کھائے پیے اور سواری پر سوار ہو کذا فی العالمگیریہ

(۲۱۶۳) اگر یتیم اہل علم سے ہو تو وصی کو جاترے کے تعلیم شران اور ادب میں صرف کرے (شاید کہ ادب سے مراد علم ادبیہ یعنی صرف و نحو و علم فصاحت و بلاغت ہیں) (۲۱۶۴) وصی میت کو اجرت نہیں ہے نہ بار قبول صحیح کے اور اگر فاضلی نے وصی اجرت مثل پر مقرر کیا تو جاترے کے کذا فی الاشباہ

(۲۱۶۵) وصی کی بیع عفار بطور بیع یا لونفاہ میں مناسخ کا اختلاف ہے صاحب ہدایہ نے جائز رکھا ہے اسواسطے کہ زمین ملک صغیر کا باقی رکھنا ہے یا وجہ دفع حاجت کے اور اسواسطے کہ غیر وصی کو تصرف کرنا ظالم سرکش کے خون سے جاترے ہے اسی قول پر فتویٰ ہے کذا فی سراج ملتقی۔

(۲۱۶۶) میت کے دین پر امت راروصی کا جائز نہیں کیونکہ اقرار مقر کے غیر پر حجت نہیں ہے لہذا مقر لہ کو اوس کا لیا بدون گواہی کے درست نہیں ہے اگر وصی مر گیا تو اوس پر ضمان لازم ہوگا کذا فی الطحاوی اس طرح اقرار وصی کا نسبت کسی چیز کے ترک میت سے جائز نہیں ہے کہ یہ چیز فلان شخص کی ہے لیکن یہ کہ امت رار کرنے والا میت کا وارث ہوگا تو اقرار فقط مقر کے حصہ میں صحیح ہوگا نہ باقی وارثوں کے حصہ میں (۲۱۶۷) اگر وصی نے چیز میں سے اقرار کیا دوسرے شخص کے واسطے پھر اوس چیز کا دعویٰ کیا صغیر کے لیے تو وجہ تینا قص کے یہ دعویٰ مسوع نہ ہوگا کذا فی الدرر۔ دادا کو واسطے اداے دین اور اجراء وصیتوں کے بیع عفار و اسباب کی جائز نہیں ہے بخلاف وصی کے کہ اوس کو جائز ہے۔

(۲۱۶۸) دو وصیوں کی گواہی وارث صغیر کے مال میں ہر طرح باطل ہے خواہ مال میراث سے ملا ہو یا ہیہ وغیرہ سے اور وارث بالغ کے حق میں گواہی وصیوں کی میت کے مال میں باطل ہے۔

(۲۱۶۹) باپ کو جائز ہے کہ اپنے طفل کو عاریت دے۔ (بالاتفاق) نہ اوس کے مال کو بنا بر ذکر وایات کے۔ کذا فی المجتبیٰ اور بروقت نہ ہونے وصی کے باپ مالک ہے اوس چیز کا جس کا وصی مالک ہوتا ہے اور دادا وصی کی برابر نہیں ہے اور باپ مالک ہے اوس مال کے تقسیم کر نیکا جو مشترک

سے مابین صغیر اور باپ کے بخلاف وصی کے کہ وہ اپنے اور
 صغیر کے مابین مال کی تقسیم نہیں کر سکتا لیکن متنبہ میں امام سے روایت
 ہے کہ اگر تقسیم سے بیہم کا نفع منظور ہو تو وصی تقسیم کر سکتا ہے کذا
 فی الطحاوی اور باپ اور دادا کو جائز ہے کہ ایک طفل کا مال دوسرے
 طفل کے مال سے بیچیں بخلاف وصی کے کہ اگر وہ دوسیت ہوں گا
 کا وصی ہو تو وہ بیع مذکورہ کا مالک نہیں اس واسطے کہ وہ دونوں بیہم
 کی خبر خواہی کے واسطے مامور ہے اور یہاں ایک بیہم کی خبر خواہی
 دوسرے کے حق میں ضرر کرتی ہے اس طرح اگر دو وصی ہوں
 دوسیت ہوں گے تو بھی ایک کا مال دوسرے سے بیع کرنا درست
 نہیں ہے۔

(۲۱۷۰) باپ یا دادا نے صغیر کا مال جب بھی گے ہاتھ بقدر
 اوسکی مالیت اور قیمت کے بیچا تو جائز ہے بشرطیکہ احمق فاسد
 الراے نہ ہو اور اگر بد عقل ہو اور مال غنیمت منقولہ بیچا ہو تو جائز نہیں اور
 مال منقول میں جواز اور عدم جواز کی دو روایتیں ہیں۔

(۲۱۷۱) باپ نے اپنے لڑکے واسطے کپڑا یا کھانا خرید کیا
 اور گواہ کر لیا کہ اس قدر ثمن لڑکے مال سے بھر لوں گا تو اوستا
 بھر لے اگر صغیر کا مال ہو اور اگر مال نہ ہو تو پھر ناجائز نہیں
 بسبب وجوب نفقہ کے اس وقت میں اگر صغیر کے واسطے غلام یا گھر
 خرید کیا تو رجوع کرے خواہ اوسکا مال ہو یا نہ ہو بشرطیکہ رجوع پر
 گواہ کر لے ہوں۔

(۲۱۷۲) ایک وارث نے تجہیز و تکفیل میں ترکہ سے بلا وصیت اور

بلا اذن و ارٹون کے خرچ کیا تو وہ بیت کے مال سے محسوب ہوگا
 اور مبیع نہ ہوگا اور اگر ٹائم اور شمع وغیرہ کی خرید میں بلا وصیت
 اور بلا اذن و ارٹون کے صرف کیا تو اس کے حصہ میں محسوب ہوگا
 اور اگر مال سے صرف کیا تو وہ مبیع ہے کذا فی الطحاوی۔ مختصراً
 واللہ اعلم واستغفر اللہ الکریم

کتاب الفرائض

یہ کتاب ہر فرائض کے مسائل کے بیان میں

(۲۱۷۴) فرائض جمع ہے فرضہ کی نفل میں یعنی نفل پر اور قطع اور بیان کے ہے اصطلاح شرع میں وہ ہے جو ثابت ہو دلیل فقہیہ کذا فی العالمگیریہ عن الاختیار شرح المنار

(۲۱۷۵) موضوع علم فرائض کا تہکات ہیں اور رعایت اسکی ایصال حقوق ہے اہل استحقاق کو

(۲۱۷۶) ارکان فرائض کے تین ہیں وارث مورث مورث۔

(۲۱۷۷) شرائط بھی تین ہیں مورث کی موت وارث کی حیات حقیقی ہو یا تقدیری مثلاً حمل

(۲۱۷۸) وہیائید میں ہے کہ ارث کے وقت میں علماء کا اختلاف ہے مشایخ عراق کے نزدیک آخر اجزاء حیات مورث سے وقت ہے میراث کا اور مشایخ بلخ کے نزدیک وقت ارث بعد مر جانے مورث کے ہے کذا فی الطحاوی۔

(۲۱۷۹) اول مال مردہ کا دنیا پہلے اس قسم کے دین ہیں جسے علامہ کسی شے معین سے ہو جیسے ایک چیز میت کی کسی شخص کے پاس گرہ ہے اور میت سوا اس چیز کے اور کچھ بچھوڑے پس دین مرتن کا یعنی زر رہن کہ شے مرہون سے متعلق ہے اوپر بھینرو تکفین میت کے مقدم ہے اس شے مرہون کو بیع کے اول زر رہن ادا کرینگے بعد اس کے اگر کچھ باقی رہے اس سے بھینرو

تکفین ہوگی نہیں اور وہ لوگ جنہیں صبح اسکا حالت حیات میں دیکھ
 بخیر و تکفین کریں اور جو وہ بھی نہوں تو بیت المال سے کفن
 و دفن کیا جائیگا یا مثلاً کسی شخص نے ایک گھوڑا سو روپیہ کو مول لیا
 اور بسبب عدم اداے میت کے بالغ نے اس گھوڑے کو اپنے
 قبضہ میں رکھا اور شتری بے اداے میت مر گیا اور کوئی چیز اسنے
 سوائے اس گھوڑے کے از قسم مال نہیں چھوڑی تو ادا کرنا زمرن
 گھوڑے کا بالغ کو کہ دیں متعلق ہنئے معین یعنی گھوڑے سے ہی مقدم ہی
 اوپر بخیر و تکفین میت کے یعنی اس گھوڑے کا بیچنے اور میت اسکی
 بالغ کو ادا کریں اگر کچھ بچے مثلاً وہ گھوڑا ایک سو دس روپیہ کو بکے
 تو وہ باقی بخیر و تکفین میں صرف کیا جائے اور اگر کچھ نہ بچے مثلاً وہ
 گھوڑا پورے سو روپیہ کو بکے یا نوے روپے کو بکے تو در صورت
 نہ ہونے اول لوگوں کے جنہر نفقہ اوسکا واجب ہے خرچ کفن
 میت کا بیت المال سے دلا یا جائے اور جہدہ دین ادا نہ ہوا اوسکا
 مواخذہ میت کے ذمہ رہا۔

(۳۱۷۹) بعد اداے دیں متعلق بین کے صرف مال مردہ کا ہوسکی
 بخیر و تکفین میں بے کمی و بیشی کے موافق عدد سنت کے اور میت اگلی کے
 عدد سنت کفن میں مرد کے لیے تین کپڑے ہیں فنیص جسے کفن کہتے ہیں
 اور ازار کہ ایک چادر ہوتی ہے بجائے تہ بند کے اور لفافہ جسے پوٹ کی
 چادر کہتے ہیں اور عورت کے لیے پانچ کپڑے ہیں تین مردوں والی
 اور خار یعنی اوڑھنی جسے سر پہا اور سر کے بالوں پر جو دو حصہ کر کے
 سینہ پر ڈالی جاتی ہیں اوڑھادی تے ہیں اور سینہ بند جس سے چھاتی

عورت کی باندہ دی جاتی ہیں۔ اور اگلی میت سے مراد یہ ہے کہ موت سے پہلے اپنی حالت حیات میں میت جس میت کے کپڑے پہنا کرتا ہو اسی میت کا اسے کفن دیا جاوے اور اگر اس کے پاس حالت حیات میں تین طرح کے کپڑے ہوں۔ ایک ایسے جنہیں عیدین میں اور شادی بیاہ میں پہنتا ہو۔ اور دوسرے ایسے جنہیں دوستوں آشنائوں کی ملاقات کے وقت پہنا کرتا ہو اور تیسرے ایسے کہ اپنے گھر میں پہنے رہتا ہو تو دوسری قسم کا کفن دینا چاہیے اسلئے کہ وہ متوسط ہے کمی و بیشی عد میں یہ کہ مرد کو تین کپڑے سے اور عورت کو پانچ کپڑے کم یا زیادہ دین اور میت میں یہ کہ جس میت کا کپڑا حالت حیات میں پہنتا ہو اس سے کم میت کا یا زیادہ میت کفن دین و تجنیز کے معنی سامان کرنا میت کے سامان کرنے میں غسل اور گورگنی اور دفن بھی داخل ہے جس چیز میں ضرورت خرج کی ہو مال میت میں سے لیا جاوے اور یہ حرج دین غیر متعلق بعین پر مقدم ہے۔

(۹۰۔ ۳۱) بد تجنیز و تکفین میت کے مال مردہ کا صرف کیا جاوے اور دین میں کہ متعلق بہ شے میں نہیں اور جن کا مطالبہ ثابت ہے عباد کی جہت سے (مذہب عباد سے خارج ہو گیا مطالبہ بحق تعالیٰ کی طرف سے مثلاً زکوٰۃ اور کفارہ وغیرہ کا دین) صحت کا دین مقدم ہے مرض کے دین سے اگر مرض کے دین کا سبب معلوم نہ ہو صحت کا دین وہ ہے جو گواہوں سے یا افراد حالت صحت میت سے ثابت ہو اور مرض کا وہ ہے جو میت کے اقرار سے ثابت ہو حالت مرض میں یا جو مرض کی مانند ہے مثلاً قتال کے واسطے یا رجم اور قصاص

کے واسطے لکھنا اگر ترکہ بہ سبب قرضداروں کے فرض کو کفایت
نکرتے تو اس میں حصہ رسد می دین۔

(۲۱۸۱) بعد اداے دین کے بقدر مال مردہ کا باقی رہے اسکی
تہائی موصی لہ کو دین موصی لہ وہ ہے جسکے لیے میت کہہ گیا ہو کہ بعد
موت میری اسے اس قدر مال دیجیو اول اسے ایک تہائی مال
میت دینا وارثوں کے حق پر مقدم ہے پس اگر میت نے وصیت کی
اسکے ایک تہائی مال کی یا اس سے کم کی تھی اس بقدر اسے دینگے
اور اگر وصیت تہائی سے زیادہ کی ہوگی تو تہائی ہی دینگے زیادہ
نہ دینگے۔

(۲۱۸۲) بعد اداے دین اور وصیت کے دیا جائے مال مردہ
کا صاحب فرض کو اور وارثوں کو جو نسب سے عصبہ ہیں صاحب فرض
وہ وارث ہیں جنکا حصہ مقرر ہے جیسے ماں کہ اس کے لیے در صورت
بہوہولے اولاد کے چھٹا حصہ مقرر ہے اور بغیر اولاد کے تہائی یا جوڑ
کہ اس کے لیے چوتہائی بغیر اولاد کے اور آٹھواں حصہ ساتھ اولاد کی
مقرر ہے نسب سے عصبہ میت کے لیے قرابت والے ہیں جنکے لیے
حصہ مقرر نہیں اگر اکیلے ہوں تو کل مال انہیں پہونچے اور اگر ساتھ
اصحاب فرائض کے ہوں تو جو ذوی الفروض سے نیچے انہیں ملے
جیسے بیٹا بیٹی بھتیجا۔

(۲۱۸۳) بعد عیبات نسبیہ کے مال مردہ کا دیا جائے آزاد کر نوا لیکو
کہ وہ سبب سے عصبہ ہے اور اسے عصبہ نسبی کہتے ہیں۔
اس واسطے کہ عصبہ اس کو نسب آزاد کرنے کے حاصل ہوتی ہے

بسبب قرابت کے یعنی اگر میت اصل میں کسی کا غلام ہو اور اوس کی
موتی نے اوسے آزاد کر دیا ہو اور وہ کوئی اپنا عصبہ نسبی نہ ہو
تو اوس کا مال اس آزاد کرنے والے کو مرد ہو یا عورت بطور عصبوت
کے پہنچے گا اگر ساتھ اصحاب فرائض کے ہو تو جو کچھ بعد دینے صحاب
فرائض کے بچے اوسے ملے اور اگر اکیلا ہو تو کل مال اوسے پہنچے
من متفق کو موتی القناۃ بھی کہتے ہیں

(۲۱۸۴) در صورت نہ ہونے آزاد کرنے والے کے مال دیا جا
اوسکے عصبات کو جو مرد ہوں اگر ایک شخص مرے اور کوئی اپنا
عصبہ نسبی نہ ہو اور آزاد کر نیوالا بھی نہ رہا ہو تو اوس آزاد
کرنے والے کے عصبہ مذکور کو وہ مال بطور عصبوت کے ملے گا۔
عصبہ مونث کو نہ ملیگا مثلاً اوس آزاد کرنے والے کے اکیلا
ہے اور ایک بیٹی تو کل مال این کو ملیگا بنت کو کچھ نہ ملیگا حالانکہ
وہ بھی ساتھ این کے عصبہ ہے

(۲۱۸۵) جب کہ عصبات نسبی اور سببی کوئی نہ ہوں تب جو کچھ مال
بعد دینے سهام ذوی الفروض کے بچے ذوی الفروض نسبیہ پر بطور
رد کے موافق حصہ اوسکے تقسیم کریں ذوی الفروض بھی ذو قسم ہیں
نسبی جو علاقہ نسب رکھتے ہیں جیسے مان باپ بیٹی بہن اویسبہ
یعنی جو روا اور مرد کہ مستحق حصہ فرض کے بسبب نکاح کے ہوتے ہیں
قرابت نہیں رکھتے سو رد اوپر ذوی الفروض نسبیہ کے ہوتا ہے
ذوی الفروض سببیہ یعنی زوج اور زوجہ پر نہیں ہوتا بلکہ جو مال بعد
دینے فرض اوسکے قابل نہ ہو بیٹ المال میں رکھا جائے اور اگر مال

خراب ہو جیسا اس زمانہ میں ہے تو زوجین پر رو کیا جائے پناہ نہ
اشیاء وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے۔

(۳۱۸۶) در صورت نہ ہونے ذوی الفروض نسبی اور خصیات
کے مال مردہ کا دیا جائے فوراً کوا اور در صورت نہ ہونے فوراً
کے مستحق میراث کا وہ شخص ہے کہ بسبب موالات کے مولا ہوا ہو
جیسے نکلی بدی کو اپنے ذمہ لے لیا ہے فوراً کوا اس قریب کو کہتے ہیں
جو نہ ذی ضرر ہو اور نہ عصبہ جیسے نواسہ یا مومن اگر زوج یا زوجہ
کے ساتھ ہو تو جو کچھ بعد دینے حصہ اول و دون کے بچے فوراً
کو ملے اور اگر اکیلا ہو تو کل مال اس سے ملے اور صورت عقد موالات
کے یہ ہے کہ ایک شخص مجہول النسب دوسرے شخص سے کہے کہ تو
میرا مولا ہے جب میں مرنے تو میری میراث لیجیو اور اگر میں ایسا جرم
کروں جس سے دیت عاقلہ لازم آوے تو تو دیجیو اور دوسرا بات
کو قبول کر لی پس یہ دوسرا مولی الموالاة کہلاتا ہے نکلی بدی اپنی
ذمہ لینے سے بھی مراد ہے کہ اس نے میراث لینی اور اس کے عوض
تاوان دینے کو قبول کر لیا ہے بموجب شرع شریف کے قتل خطا اور
بعضے اور جب مومن مین مجرم کے اقارب اور برادری والوں پر جو
اس کے پہلے برے کے شریک ہوں اور اس کے مددگار رہتے ہوں
تاوان دینا لازم آتا ہے اسے دیت عاقلہ اور عقل کہتے ہیں سو جب کہ
مولی الموالاة نے دوسرے شخص مجہول النسب کا تاوان اپنے
ذمہ لے لیا اور ضرر نہ ہو تو اس قسم کے خیانت کے اس سے
تاوان اس کا اسے دینا پڑیگا اور حال وراثت مولی الموالاة کا مثل

دورم کے ہے کہ اگر اس شخص کل مال کا ہے اور ساتھ زوج یا زید کے
 مستحق اور سہدر کا جو بھائی حصہ اون دونوں کے ہے
 (۳۱۶) بعد مالی اموالہ کے مستحق میراث وہ شخص ہے جس کے لیے
 میت سے اقرار کیا ہو نسب کا اس طرح پر کہ نسب میت سے نہ ہو بلکہ
 غیر کی طرف رجوع کرے اور وہ غیر اس نسب سے منکر ہو اور یہ شخص
 اپنی بات پر قائم رہے صورت اقرار نسب کی غیر پر یہ ہے مثلاً میت
 نے کسی جمہول نسب کے لیے یہ اقرار کیا ہو کہ یہ میرا بھائی ہے
 کہ اس صورت میں نسب او سکامیت کی باپ کی طرف رجوع کرتا ہے یہ کہ
 میرا چچا ہے کہ او سکا نسب میت کے دادا سے ہو تا ہے سو اس قسم
 کے شخص کے وارث ہونے میں اس مرتبہ میں دو شرطیں ہیں۔
 ایک یہ کہ جس کی طرف نسب رجوع کرتا ہے جیسے باپ یا دادا او پر والی
 مثالوں میں اس نسب سے منکر ہو اور اس شخص کو اپنا بیٹا نہ بتا دے
 اس واسطے کہ اگر وہ بھی اقرار کر لیا تو یہ شخص حقیقتہً بھائی یا چچا میت کا
 ٹھہر جائیگا اور اس مرتبہ میں وارث نہ ہو گا بلکہ بھائی اور چچا کے مرتبہ
 میں میراث پاویگا دوسرے یہ کہ میت نے ابو اقرار کے پھر انکار
 او سکے بھائی یا چچا ہونے سے نہ کیا ہو اس واسطے کہ اگر وہ بعد اقرار
 کے منکر ہو گیا تو پھر اس شخص کو کچھ نہ پہونچیکا اور اقرار نسب کے
 غیر پر قید اس لیے ہے کہ اگر اقرار معتبر نسب کا میت نے اپنی ذات سے
 کیا مثلاً کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو وہ شخص سچ مچ کا بیٹا ٹھہر جائیگا اور
 اس کو بیٹے کے مرتبہ میں میراث بلگی نہ اس مرتبہ میں۔

(۳۱۸) جب کوئی او پر والے اشخاص میں سے نہ ہو تو مال مرد

سکا ہو چکا ہے اور اس شخص کو جسے مردہ اپنا تمام مال دینے کو کہہ مرا ہوا ہو جب وہ بھی نہ ہو تو سب مال ہو بچے بیت المال کو بیت المال کہتے ہیں جسندائے بادشاہ اسلام کو جس میں مال خراج وغیرہ کا جمع ہوتا ہے استحقاق کو دیا جاتا ہے۔

(۲۱۸۹) منع کرنیوالا ارث سے قتل ناحق ہے کہ آدمی عاقل اور بالغ کے ہاتھ سے واقع ہو یعنی اگر کوئی شخص اپنے مورث کو قتل کرے تو اس قاتل کو مقتول کی میراث نیکی اور اس میں تین شرطیں ہیں اول یہ کہ قتل ناحق ہو پس اگر کسی شخص نے اپنے مورث کو بحکم حاکم حد میں یا قصاص میں قتل کیا یا وہ مورث اس پر بقصد قتل حملہ آور ہوا تھا اپنی مدافعت میں اسے قتل کیا ہو تو یہ قاتل محروم نہ ہوگا اس واسطے کہ اس سے قتل ناحق نہیں واقع ہوا دوسرے یہ کہ قاتل مکلف ہو یعنی عاقل بالغ ہو دیوانہ یا لڑکا نہ ہو پس اگر کسی دیوانہ یا لڑکے کے ہاتھ سے اس کا مورث مارا گیا تو وہ محروم نہ ہوگا۔

تیسرے یہ کہ قتل اس کے ہاتھ سے واقع ہوا ہو کہ اسے مباشرت قتل کہتے ہیں اور جو قتل بطور تبیب کے ہوا ہو یعنی ہاتھ سے قتل نہ کرے لیکن ایسا کام کرے جس سے وہ شخص ہلاک ہو جاوے مثلاً گتوان اس کی راہ میں کہو دے ایسی زمین میں کہ اس کو دنیوالی کی ملک نہیں اور وہ اس میں گر کر مر جائے تو ایسی صورت میں قاتل محروم نہیں ہوتا۔

(۲۱۹۰) دوسرا مانع رقیبت ہے یعنی وارث کا لونڈی غلام ہونا اگر ایک شخص مرا اور بیٹا اس کا کسی غلام ہے تو یہ بیٹا اس کا وارث

نہ ہو گا تیسرا مانع اختلاف دین ہے یعنی اگر وارث مورث کے دین میں اختلاف ہو ایک مومن ہو اور دوسرا کافر مثلاً باپ کا قہر ہے بیٹا مسلمان تو ان دونوں میں تواریث نہیں اگر باپ مرے ہیں تو اس کی میراث نیکگی اور اگر سب بھامرے باپ کو میراث نہ ملے گی چوتھا مانع اختلاف دار ہے کافرون میں اگر ایک کافر دار الاسلام میں فی حق یعنی یاد شاہ اسلام کا مطہر ہو کے جزیہ دیکے رہتا ہو اور دوسرا کافر دار الحرب میں یعنی کافرون کے ملک میں رہتا ہو تو ان دونوں میں تواریث نہیں یعنی ایک کو دوسرے کی میراث نہ ملے گی۔

(۲۱۹۱) پانچواں مانع تواریث کا نہ معلوم ہوتا ترتیب موت کا ہے مثلاً ایک کشتی میں چند اقارب ایک ساتھ ڈوب گئے اور یہ معلوم نہیں کہ کس کی جان پہلے نکلی اور کس کی جان پیچھے یا ایک لڑائی میں چند شخص مارے گئے اور معلوم نہ ہوا کہ کون پہلے مارا گیا اور کون پیچھے تو اس قسم کی اموات آپس میں ایک دوسرے کی وارث نہیں ہوتی ہر ایک کی میراث اس کی اون وارثوں کو ملے گی جو باقی رہے ہیں مثلاً زید باپ اور عمرو بیٹا ایک لڑائی میں مارے گئے اور یہ معلوم نہیں کہ کون پہلے مارا اور کون پیچھے مارا اور زید کے خالہ اور ولید بیٹے ہیں اور عمرو کے حکم اور سالم اب زید کی میراث خالہ اور ولید کو پہنچے گی اور عمرو کی میراث حکم اور سالم کو ان دونوں کو میراث زید کی میں سے کچھ نہ پہنچے گا اس سبب سے کہ ان کے باپ عمرو کو زید کے ترکہ میں سے کچھ نہیں پہنچا ہے کہ اس کے مستحق یہ دونوں ہیں (۲۱۹۲) ایسا شخص جس میں کوئی مانع وارث میں سے پایا جائے

مانع میراث اور وارثوں کا نہیں مثلاً بیٹا پوتے کا مانع وارث ہوتا ہے
بیٹے کے ہوتے پوتے کو کچھ نہیں ملتا اور اگر بیٹا کا نو ہو یا غلام
ہو تو وہ مانع پوتے کے وارث ہونے کا نہ ہو گا بلکہ پوتے کی وارث ہو گا
اور یہ بیٹا کا لدم ہے یا اولاد کے ہوتے ہوئے جو روک کو نہیں ملتا ہی
اولاد اور سکوریج پانے سے روک دینی ہے اگر اولادیت کی بیٹا
یا بیٹی کیلئے غلام یا لونڈی ہوں تو اس کی جو روکوریج ہی ملے گا ایسی
اولاد کے سبب سے اس کا حصہ کم ہو جائیگا۔

(۲۱۹۳) جو شخص کہ محبوب ہو یعنی بسبب دوسرے وارث کی
اس سے میراث نکلے یا حصہ اس کا کم ہو جاوے تو وہ اور وارثوں کا
حاجب ہو جاتا ہے جب دو قسم ہے حجب نقصان اور حجب حرمان
حجب نقصان اس سے کہتے ہیں کہ بسبب ہونے کسی وارث کے دوسرے
وارث کا حصہ کم ہو جاوے جیسے اولاد کے ہونے سے جو روک کا حصہ
ربع سے کم ہو گئے نہیں ہو جاتا ہے اور شوہر کا حصہ نصف سے کم ہو کر
ربع ہو جاتا ہے اور حجب حرمان اس سے کہتے ہیں کہ بسبب ایک وارث
کے دوسرے وارث کو کچھ نہ ملے جیسے مان کے ہوتے جد کو کچھ
نہیں ملتا یا ابن کے ہوتے ابن الابن کو کچھ نہیں ملتا سو جو شخص کہ
محبوب ہو بکج حرمان یا بکج نقصان وہ دوسرے وارث کا حاجب
ہو سکتا ہے مثلاً ایک شخص دو بھائی اور ماں باپ چھوڑے سو باپ کے
ہونے ہوتے بھائی بالکل محبوب ہیں اور انہیں ملے مان کو ثلث
سے طرف سدس کے محبوب کہ دیا یا ایک شخص مان اور بیٹا اور
جدہ چھوڑے سو مان ثلث سے بسبب بیٹے کے طرف سدس کے

محبوب ہے اور اوسے جدہ کو محبوب کر دیا یا ایک شخص باب اور دادی اور نانی کی مان چھوڑے سو دادی بسبب باب کے بالکل محبوب ہے اور اوسے نانی کی مان کو بہت اوسے جدہ بعید ہے محروم کر دیا۔

(۲۱۹۴) فرض یعنی حصہ مقرر واسطے وارثوں کے چھ بین دو نوع پر نوع اول نصف اور ربع اور ثمن نصف آدھے کو کہتے ہیں اور ربع چوتھائی کو ثمن آٹھویں حصہ کو

(۲۱۹۵) نوع دو سے ٹلٹان اور ٹلٹ اور سس ٹلٹان دو نہایت ٹلٹ ایک نہایت سس چٹا حصہ ان چھ فرض کی دو نوع ٹھہرائی یہ وجہ ہے کہ تین پہلے ایک لگاؤ کے ہیں اور تین پچھلے ایک لگاؤ کو نصف کے آدھا کرنے سے ربع حاصل ہوتا ہے اور ربع کے آدھا کرنے سے ثمن اور ثمن کے دونوں کرنے سے ربع بچے کے دونوں کرنے سے نصف اور ایسا ہی ٹلٹان اور ٹلٹ اور سس میں ہے۔

(۲۱۹۶) بارہ شخص مرد اور عورت مستحق ان حصوں کے ہیں ان بارہ میں چار مرد ہیں باپ اور دادا اور بھائی اخیانی کہ ایک مان سے اور دوسرے باپ سے ہو اور شوہر اور آٹھ عورتیں مان اور جدہ صحیحہ یعنی دادی یا نانی اور بیٹی اور پوتی اور بہن حقیقی کہ ایک ما باپ سے ہو اور بہن علاتی کہ ایک باپ اور دوسری مان سے ہو اور بہن اخیانی کہ ایک مان اور دوسرے باپ سے ہو اور جو شوہر۔

(۲۱۹۷) باپ اور جو وہ نہ ہو تو دادا اور بعد اسکے پردادا اور

اس طرح جتنے اشخاص کہ بے وساطت مان کے اسکے آبائین ہوں سنا
 تراولاد یعنی بیٹوں پوتوں کے اونہیں چھٹا حصہ ملتا ہے دادا
 اور پردادا اور جو لوگ کہ یہ شخص اونکی اولاد میں ہے اگر واسطہ
 کسی مان کا درمیان نہ ہو جد صحیح کہلاتے ہیں اور اگر کسی مان کا واسطہ
 درمیان ہو جیسے نانا کہ مان کا باپ ہے یا دادی کا باپ کہ پو واسطہ
 باپکی مان کے علاقہ رکھتا ہے جد فاسد کہلاتے ہیں جد صحیح در صورت
 نہ ہونے باپ کے حکم باپ کا رکھتا ہے۔

(۲۱۹۸) مافی بھی ملتا ہے باپ کو اور در صورت نہ ہونے اس کے
 جد صحیح کو ساتھ اولاد مونث یعنی بیٹی یا پوتی کے یعنی اگر میت
 کے بیٹا یا پوتے نہ ہوں اور بیٹی ہو یا پوتی یا پوتی اور باپ اسکا
 یا دادا یا اور کوئی جد صحیح موجود تو ان کو چھٹا حصہ بھی ملتا ہے بطور
 فرض کے اور جو کچھ بعد دینے حصہ بیٹی کے اور ذوی الفروض
 کے بچے وہ بھی ملتا ہے بطور ترضیب یعنی عصبہ ہونے کے پس
 اس وقت میں اب اور جد ذی فرض بھی ہیں اور عصبہ بھی ہیں۔
 (۲۱۹۹) اب اور جد محض عصبہ ہوتے ہیں در صورت نہ ہونے
 اولاد کے یعنی جب کہ نہ اولاد مذکر میت کی ہو اور نہ اولاد انثی
 تو اس وقت میں کچھ حصہ مقرر واسطہ باپ اور دادا کے
 نہیں بلکہ وہ دونوں عصبہ ہوتے ہیں اگر اکیلے ہوں تو نسب الی
 ان کو ملے اور جو ساتھ اور ذوی الفروض کے ہوں تو باقی
 مال ان کو پہونچے۔
 (۲۲۰۰) اولاد مان کی یعنی بھائی یا بہن یا بیٹی یا بیٹ کی

کلامہ ہوا کیلے کو اون میں سے چٹا حصہ ہے اور ایک سے زیادہ کو
تہائی ہے اور عورت مرد اس بات میں برابر ہیں کلامہ ایسے شخص کو کہتے
ہیں جسکے والد اور ولد نہ ہو مطلب یہ ہے کہ اگر ایک شخص مرے اور
باپ اور دادا چھوڑے اور بیٹا پوتا یا بیٹی پوتی بھی چھوڑے اور
اوسکے ایک بھائی یا بہن یا بیٹی ہو تو اوس بھائی یا بہن کو چٹا
حصہ ملیگا اور اگر دو بھائی یا دو بہن ہوں یا ایک بھائی اور ایک بہن
ہو یا دو سے زیادہ ہوں سب بھائی یا سب بہن یا بھائی بہن نہ
ہوے تو ان سب کو ایک تہائی ملتی ہے اس ایک تہائی کو سب
برابر بانٹ لیں عورت مرد اس جگہ برابر ہیں خلافت اور مواضع
کے فرائض میں کہ مرد کو عورت سے دو تہا ملتا ہے۔

(۲۲۰) زوج یعنی شوہر کو نصف ملتا ہے بغیر اولاد کے اور ساتھ
اولاد کے ربوہ اور زوجات سب مستحق ہیں نصف حصہ شوہر کے
مطلب یہ ہے کہ اگر ایک عورت مرے اور اپنا شوہر چھوڑے اور
اولاد یعنی بیٹی یا پوتی پوتا کوئی چھوڑے تو اس شوہر کو
نصف ملتا ہے اور اگر اولاد بھی چھوڑے تو اسے ربع ملتا ہے اور
زوجہ کو بغیر اولاد کے ربع ملتا ہے اور ساتھ اولاد کے نمٹن یعنی آٹھواں
حصہ اور جو کہی زوجہ ہوں تو سب اسی ربع یا نمٹن کو برابر باہم
بانٹ لیں ساری زوجات کو اس ربع یا نمٹن سے زیادہ مستحق
نہیں ہے۔

(۲۲۱) بیٹی اور مرد صورت نہ ہونے بیٹی کے جو اس سے بچے
ہے جیسے پوتی اور جب پوتی نہ ہو تو بیٹی کے کو نصف ملتا ہے

اگر ایک ہو اور دو ٹکٹ ملتے ہیں جو ایک سے زیادہ ہوں۔
 (۲۲۰۴) بیٹی اور پوتی عصہ ہو جاتی ہیں ساتھ بھائی
 اپنے کے کہ مرد کو حصہ دو عورت کی برابر ملتا ہے یعنی اگر ایک شخص
 بیٹا اور بیٹی یا پوتا اور پوتی دونوں چھوڑے تو اس وقت میں
 بیٹی پوتی دوی الفروض میں سے نہیں ہیں اور ان کے لیے کچھ حصہ
 مقدر نہیں اگر کوئی ذی مندرض نہ ہو تو سب مال اور ساتھ ذی
 فرض کے باقی انہیں ملے اس طرح کہ اگر دو حصہ اور بیٹی کو ایک
 یا ابن الامین کو دو حصہ اور پوتی کو ایک کتنی ہی بیٹیاں یا پوتیاں
 ہوں۔

(۲۲۰۵) سب سے پہلے بیٹے کے درجہ والیوں کو ساتھ
 ایک اعلیٰ درجہ والی کے یعنی اگر ایک بیٹی ہو اور اس کے ساتھ
 ایک پوتی یا کئی پوتیاں ہوں تو نصف بیٹی کو ملے گا اور ایک سہ
 پوتیوں کو اور جو ایک پوتی ہو اور اس کے ساتھ ایک پوتی ہو
 یا کئی پوتیاں تو پوتی کو نصف ملے گا اور پوتیوں کو سب سے
 علیٰ ہذا القیاس۔

(۲۲۰۶) بیچے والیاں محبوب ہوتی ہیں ساتھ دوا علی درجہ
 والیوں کے یعنی دو سب بیٹیوں کے ساتھ پوتی کو کچھ نہیں ملتا اور
 دو پوتیوں کے ساتھ پوتی کو کچھ نہیں ملتا اگر جو ساتھ ان بیچے والیوں
 کے باہر سے بیچے کوئی مرد ہو تو یہ سب مرد اور عورت عصہ
 ہو جائیگی مثلاً ایک شخص دو بیٹیاں اور ایک پوتی اور پوتا چھوڑے
 تو دونوں بیٹیوں کو دو ٹکٹ پہنچیں گے اور باقی اس پوتا اور پوتی پر

بطور عصبوت کے بٹ جائیگا مرد کو دو حصہ اور عورت کو ایک یا کوئی
 شخص دو بیٹیاں اور ایک پوتی اور ایک پروتی اور ایک پر و تا چھو
 تو اس پر و تہ کے سبب پروتی بھی عصبہ ہو گئی کہ اس کے ساتھ والی
 ہے اور پروتی بھی کہ اس کے اعلیٰ درجہ کی ہے پروتہ کو دو حصہ
 اور پروتی اور پروتی کو ایک ایک حصہ بعد دینے دو ثلث بیٹیوں
 کے ملے گا یا کوئی شخص دو پوتیاں چھوڑے اور ایک پروتی اور
 پروتا تو بھی ثلثین پوتیوں کو پہونچنے کے پاٹی پروتہ پر لکڑ کر مثل حظ
 الانثین یعنی مرد کو دو عورت کی برابر بیٹیاں اور اگر پروتا نہ ہوتا
 تو سبب دو پوتیوں کے پروتی محروم ہوتی و ثبات کا حق
 دو ثلث ہے اس سے زیادہ نہیں جب دو ثلث نبات کو پہونچ
 جاوین پھر یکو نبات میں سے جو رہتی ہوں کچھ نہیں پہونچتا
 اور دو ثلث پہونچنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ دو ایک
 درجہ کے منجملہ نبات کے پائی جائیں جیسے دو بیٹیاں یا دو پوتیاں
 دوسرے یہ کہ ایک اعلیٰ درجہ والی کے ساتھ اسفل والی ایک
 یا کئی پائی جائیں مثلاً ایک بیٹی کے ساتھ پوتی یا پوتیاں ہوں یا
 ایک پوتی کے ساتھ پروتی یا پروتیاں ہوں کہ اس صورت
 میں اعلیٰ درجہ والی کو نصف ملتا ہے اور اسفل والی کو سدس
 اور نصف اور سدس ملے دو ثلث ہو جائے ہیں پس اس نے
 اور جو اسفل والیاں ہوں ان کو کچھ نہیں ملے گا مثلاً ایک بیٹی اور
 پوتی کے ساتھ پروتیاں محروم ہیں
 اور ایک پوتی اور پروتی کے ساتھ پوتیاں ابن الابن

کی محروم ہیں مگر ایسی صورت میں بھی اگر کوئی مذکر اس کے ساتھ یا ان سے پہنچے پایا جائے تو یہ سب جو محروم ہوتی ہیں اوس میں ذکر کے ساتھ ملے حصہ ہو جائیگی مثال مذکر کے ساتھ ہونیکی یہ ہے

مسئلہ ۱۸
زید

بنت بنت الابن بنت ابن الابن ابن ابن الابن
بہندہ سلعہ سعیدہ صالح
اس صورت میں بہندہ کو نصف اور سلمیٰ کو سدس پہنچتا ہے اور سعیدہ اور صالح پر باقی للذکر مثل حظ الانثین بجا آتا ہے اور اگر صالح ہو تا تو سعیدہ محروم ہوتی اس واسطے کہ اوس سے اعلیٰ درجہ والیوں کو دوثلث پہنچ چکے ہیں حق بنات میں سے کچھ نہیں رہا اور مثال مذکر کی اسفل میں ہونیکی یہ ہے۔

مسئلہ ۱۹

بنت بنت الابن بنت ابن الابن بنت ابن الابن ابن ابن الابن
قطام خدام حمیدہ مجیدہ ولید
قطام کو نصف اور خدام کو سدس اور باقی حمیدہ اور مجیدہ اور ولید کو للذکر مثل حظ الانثین بجا آئے گا مجیدہ اوس کے ساتھ اور حمیدہ اس سے اعلیٰ میں ہے اور اگر یہ ولید نہ ہوتا تو حمیدہ اور مجیدہ دونوں محروم ہوتیں و ابن کے ساتھ پوتیان علی الاطلاق محروم ہیں (۲۲۰۶) حقیقی ہیں کہ ایک ما باپ سے ہو قائم مقام اور مانند بیٹی کے ہے یعنی جب بیٹی نہ ہو تو بہن حقیقی کا مال بیٹی کا سا ہے لیکن کو نصف ملتا ہے اور ایک سے زیادہ کو دوثلث اور اپنے

بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور بھائی بہن پر لئذکر مثل
حظ الانسین بنتا ہے

(۲۲۰۷) بہن علاتی کہ ایک باپ اور دوسری ماں سے
ہو بجائے پوتی کے ہے یعنی جو حکم پوتی کی میراث کا ساتھ بیٹی
کے جی وہی حکم میراث علاتی بہن کا ساتھ حقیقی کے ہے جیسے
پوتی در وقت نہ کہو نے بیٹی کے بجائے بیٹی کے ہو جاتی ہے
اور ایک نصف اور زائد ثلثان اور ساتھ اپنے بھائی کے میراث
پر عصبہ پاتی ہیں یہی حال علاتی بہنوں کا بروقت نہو نے حقیقی
بہن کے ہے اور حسب طرح ایک بیٹی کے ساتھ پوتی کو سدس ملتا
ہے ایسے ہی ایک علاتی بہن کو ساتھ حقیقی بہن کے اور حسب طرح
دو بیٹیوں کے ساتھ پوتیاں بالکل محروم ہو جاتی ہیں
ایسے ہی دو حقیقی بہنوں کے ساتھ علاتی بہنیں بالکل محروم
ہو جاتی ہیں اور حسب طرح محروم پوتیاں بسبب ہونے مذکر کے
ساتھ اونکے عصبہ ہو جاتی ہیں اس طرح یا وصفت ہونے دو بہنوں
حقیقی کے اگر ساتھ علاتی بہنوں کے بھائی علاتی پایا جائے تو
یہ بہنیں بھی عصبہ ہو جائیں گی پوتیوں میں مذکر اسفل کا بھی
عصبہ کر دیتا ہے یہاں یہ بات نہیں ہے پس اگر ایک شخص مرد
اور دو بہنیں حقیقی اور ایک بہن علاتی اور ایک بھینچا چھوڑے تو
دو ثلث حقیقی بہنوں کو ملیں گے اور باقی ابن الاخ کو اور علاتی
بہن کو کچھ نکلے گا ف یہ چار عورتیں جو ذی مندرج ہیں یعنی
بیٹی اور پوتی اور بہن حقیقی اور علاتی اپنے بھائیوں کے ساتھ

عصبہ ہوتی ہیں اور انہیں عصبہ بغیرہ کہتے ہیں اور سوائے ان چاروں کی کسی عورت کا بھائی اسے عصبہ نہیں کرتا جیسے بیوی ساتھ چچا کے یا بنت العم ساتھ ابن عم کے یا بنت الاخ ساتھ ابن آخ کے بلکہ ایسی صورتوں میں مال سب مرد کو ملتا ہے اور عورت محروم رہتی ہے اور اسی وجہ سے بن علانی ساتھ اپنے ابن آخ کے عصبہ نہیں ہو جاتی اس واسطے کہ جب وہ اپنی حقیقی بہن یعنی بھتیجی کو عصبہ نہ کر سکا تو اس کو جو اس کے درجہ میں نہیں کیے عصبہ کرے و ایک حقیقی بھائی کے ہوتے سب بھائی یا بہن علانی محروم ہوتے ہیں۔

(۲۲۰۸) بیٹوں حقیقی کو اور وہ نہ ہوں تو علانی کو عصبہ ہے ساتھ بیٹیوں کے یا پوتیوں کے جب کوئی شخص بیٹی ایک یا زیادہ چھوڑے اور میں ایک یا کئی چھوڑے تو بیٹیوں کا فرض دے کے باقی مال بیٹوں کو ملے و حقیقی بہن جب عصبہ ہو جائے تو اس کے ساتھ میں علانی بھائی محروم ہو جاتا ہے اور جو عصبہ نہ ہو تو محروم نہیں ہوتا بلکہ وہ خود عصبہ ہوتا ہے۔

(۲۲۰۹) بہنیں مطلقاً حقیقی ہوں یا علانی ساتھ اصول اور فروع مذکر کے محروم ہو جاتی ہیں اصول وہ لوگ ہیں جنکی یہ شخص اولاد میں ہے جیسے مان اور باب اور داد اور دادی اور پیر دادا اور پردادی شروع جو اسکی اولاد میں ہیں جیسے بیٹا پوتا یا بیٹی پوتی مذکر کی میت اسے لگائی کہ اصول مونث جیسے مان یا دادی یا نانی اور شروع مونث جیسے بیٹی

پوتی اس کے ساتھ بنین محروم نہیں ہوتی ہیں **فتا اصول اور**
فروع مذکر کی ساتھ بھائی بھی محروم ہو جاتی ہیں۔
 (۲۳۱) مان ساتھ اولاد کے یعنی بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی کے
 اور دو کے بھائی بہنوں میں سے سدس پاتی ہے اور جو اولاد نہ
 اور نہ دو بھائی ہیں ہوں تو پورا ثلث پاتی ہے **فتا** بھائی بہن
 کی طرح کے ہوں یعنی یا علانی یا اثباتی اور ان میں سے جب دو
 یا زیادہ پائے جائیں خواہ ایک قسم کے مثلاً دونوں بیٹی ہوں
 یا دو قسم کے مثلاً ایک بیٹی ہو اور ایک علانی یا اثباتی خواہ دونوں
 جن خواہ دونوں بھائی یا ایک ایک بھائی کو ثلث سے طرہ سے سب
 کے محبوب کر دیتی ہیں

(۲۳۱) مان کو ملتا ہے ثلث اور سقد رکا جو پاتی ہے حصہ
 عورت کے سے اگر ہووے مان ساتھ باپ کے اور ایک کے
 ان دونوں میں سے یعنی اگر ایک مرد مرے اور اپنے ما باپ
 اور جو وہ چھوڑے تو بعد دینے فرض جو رو کے جس قدر باقی رہا
 اسکی تھائی مان کو بیگنی کل مال کی نہ بیگنی اور اگر عورت مرے
 اور اپنے ما باپ اور شوہر کو چھوڑے تو بعد دینے حصہ شوہر کے
 جو بچے اسکی تھائی مان کو بیگنی نہ کل مال کی ہیں عورت میری
 مسئلہ ۱۲

۱۲ میں سے عورت کو جب جو تھائی یعنی ۳ نکال دینے باقی
 رہے ۹ اسکی تھائی ۳ مان کو دی اور باپ کو پونجی اور اگر

کل کی تھائی مان کو دیتے تو اوسے ۴ پھونچتے اور باپ کو وہ
اور دوسرے صورت یہ ہے

مسئلہ

۴۱

۴۲

زوج

۴ میں سے نصف یعنی ۳ زوج کو پھونچے باقی رہے ۳ اوسکا
ثلث یعنی ایک مان کو دیا اور ۳ باپ کو پھونچے اور اگر کل کی
تھائی مان کو دیتے تو اوسے ۴ پھونچتے اور باپ کو ایک۔
(۳۳۱۳) جب مان ہو تو سب حدات کو چھٹا حصہ ملتا ہے ایک
ہون یا زیادہ اگر نسب اور نکاح بغیر علاقہ کسی ناناکے ہو تو جدا
کی دو تین ہین صحیحہ اور فاسدہ صحیحہ اوسکو کتنے ہین جو
میت سے علاقہ بواسطہ کسی اب الام کے ہو اور فاسدہ وہ
جسے بواسطہ اب الام کے علاقہ ہو دادی یا نانی یا دادی کی
مان یا نانی کی مان سب صحیحہ ہین اور ناناکے مان یا دادی کے
باپ کی مان یا نانی کے باپ کی مان فاسدہ ہین اسواسطے کہ
اون سب میں اب الام کے سبب سے علاقہ ہے ناناکو اب
الام ہے دادی کا باپ اب ام الاپ ہے اور نانی کا باپ اب
ام الام ہے حدات فاسدہ ذوی الارحام ہین اور حدات
صحیحہ کا یہ حال ہے کہ در صورت نہ ہونے مان کے او نہیں
سدس ملتا ہے اگر ایک ہی ہو تو کل سدس لے اور جو زیادہ ہون
تو اوسے سدس کو آپس میں بانٹ لیں
(۳۳۱۳) جن حدات کو باپ کے سبب سے علاقہ ہے وہ

سب باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہو جاتی ہیں پس دادی
کو دادا کی مان کو اور علی بنہ القیاس سب جدات کو جنکی اولاد
میں باپ میت کا ہے ساتھ باپ میت کے کچھ نکلے گا البتہ مان
کی طرفت والیاں جیسے نانی یا نانی کی باپ ساتھ کے محروم نہیں
ہوتی ہیں

(۲۲۱۴) اور ساتھ جد کے محروم ہو جاتی ہیں وہ جد جنین
جد سبب ہے یعنی بواسطہ جد کے او سے علاقہ ہو پس دادا کے
ساتھ میں پر دادی سا قوط ہو جاگی اور سب طرح اور سب جدا
جنکی اولاد میں دادا ہے دادی سا قوط نہ ہو گی اس واسطے کہ اسکا
اتصال میت سے بواسطہ باپ کے ہے نہ بواسطہ دادا کے اور
پر دادا کے ساتھ میں اسکی مان اور اس سے اعلیٰ درجہ
والیاں سا قوط ہو جاگی نہ پر دادی و علی بنہ القیاس۔

(۲۲۱۵) سا قوط ہو جاتی ہیں سب دور والیاں سبب
ہر ایک قریب والی کے خواہ وہ قریب والی بعید والی کے ساتھ
ہم سلسلہ ہوں جیسے دادی اور پر دادی کہ دونوں باپ کی طرف
کی ہیں خواہ دوسرے سلسلہ کی جیسے نانی اور پر دادی کہ
نانی مان کی طرف کی ہے اور پر دادی باپ کی طرف کی ہے
چونکہ نانی اور دادی جدہ شریہ ہیں انکے ہوتے ہوئے
پر دادی کو کچھ نکلے گا اور سب طرح دادی کے ہوتے نانی کی
مان کو اور باپ کی دادی کو کچھ نکلے گا۔ ایک جت والی جدہ
اور کئی جت والی برابر ہیں یعنی دونوں سندس میں سے

برابر ہائے لین یہ نہیں کہ کئی جہت والی کو زیادہ سے صورت
 کئی جہت والی جہہ کی ساتھ ایک جہت والی کے یہ ہے مثلاً بہت
 ایک صورت ہے اوسنے اپنے ابن الام زید کا ساتھ اپنی بنت
 الفبت سلمیٰ کے نکاح کیا اور زید کی نانی صالحہ ہے اور زید کے
 بیٹا ہوا اس کے سے عمر و پس ہند اس عمر و کی دو جہت سے جہہ ہو
 اس واسطے کہ اس کے ام ام الام یعنی پر نانی بھی ہے اور ام اب الاب
 یعنی پردادی بھی ہے اور صالحہ اس کی ایک جہت سے جہہ ہے
 کہ ام ام الاب ہے سو ان دونوں کو ترک عمر و میں برابر ملے گا یہ نہوگا
 کہ نہہ کو زیادہ دیں اور صورت اس مثال کی واسطے سمجھانے کے
 بطور تجربہ کے ماثیہ پر لکھی ہے

(۲۲۱۶) عصبہ وہ شخص ہے جو کہ لے لیوے جو کچھ باقی رہے
 حصہ ذوی الفروض کے اور کل لیوے جو اکیلا ہوے چنانچہ یہ
 تعریف ہم فصل اول میں لکھ چکے ہیں۔ عصبہ کی چار قسمیں ہیں ایک
 فرع یعنی جو لوگ اس کی اولاد میں ہیں دوسری اصول یعنی وہ لوگ جن کی
 یہ اولاد میں ہے تیسری فرع باپ کی یعنی وہ لوگ جو میت کے باپ کی
 اولاد میں ہیں جیسے بھائی بھتیجے بھتیجیوں کی اولاد جو تھی فرع
 جہ کی یعنی وہ لوگ جو میت کے جد کی اولاد میں ہیں جیسے چچا یا چچا کی
 اولاد سو ان چار قسموں کے مذکر عصبہ میں مؤنث عصبہ نہیں مگر مؤنث
 میں بیٹیاں اور قسم سوم میں بہنیں مذکر کی ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں
 چنانچہ اس کا بیان احوال بنات اور اخوات میں ہو چکا ہے۔ ان چار
 قسموں میں قریب تر بیٹا ہے پھر بیچے اوس سے جیسے پوتا یا پوتیا

یعنی مستند فروع کو عصبیات میں سب سے تقدیم ہے اور انکے ہوتے
 ہوئے اصول عصبہ نہیں بلکہ باپ یا دادا کو سدس بطور فرض کے انکے
 ساتھ ملتا ہے نہ بطور عصبوبت کے۔ بعد فروع کے قریب تر اصول میں
 یعنی باپ اور اوس سے مالی دادا پر دادا وغیرہ۔ بعد اصول کے
 قریب تر سند فروع الاب میں جیسے بھائی بیٹے اور پھر فروع الجدة
 جیسے میت کا چچا میت کے باپ کا چچا میت کی دادا کا چچا ان
 سب میں قریب تر کو دیوین اوسکے بعد اور قریب تر کو ف
 عصبیات کی تو ریت میں دو باتوں پر لحاظ رہے ایک یہ کہ یہ پانچ
 قسمیں بہ ترتیب جو بیان کیں ان میں سے مقدم قسم اول کتنا ہی
 بعید ہو مومنہ قسم والی پر اگرچہ قریب ہو مقدم ہے مثلاً قسم اول
 میں سے پر دتا ہو کہ میت سے دو واسطے کے علاقہ رکھتا ہے قسم دوم
 کی بلا واسطہ پر یا ایک واسطے والی پر بھی اس سے تقدیم ہے پس
 اس کے ہوتے ہوئے باپ یا دادا کو بعصبوبت کچھ غلے کا یا مثلاً
 قسم سوم میں بھائی کا پوتا ہو کہ کئی واسطے کے میت سے منتسب ہے
 اور قسم چہارم میں سے چچا ہو کہ میت سے نسبت ابن ابن اللہ
 کی قریب تر ہے تو ابن ابن اللہ ہی وارث ہے اور چچا محروم
 ہے و علیٰ ہذا القیاس اور بھی مقدم قسم والیکو اگرچہ قرابت ضعیفہ
 رکھتا ہو ترجیح ہے اوپر مومنہ قسم والے کے جس میں قرابت قویہ ہو
 مثلاً بھائی غلامی کو ترجیح ہے عینی چچا پر حال آنکہ غلامی قرابت بہ نسبت
 عینی کے ضعیف ہے پس غلامی بھائی کے ہوتے چچا کو کچھ غلے کا
 دوسری یہ کہ ایک درجہ والوں میں باعتبار شدت اتصال کے اور

قوت قرابت کی ترجیح ہے پس ابن کے ہوتے ہوئے ابن اللابن
محررم ہے اور اب کے ہوتے ہوئے جد محروم ہے اس واسطے کہ
ابن کو بنیت ابن اللابن کی اور اب کو بنیت جد کے اتصال زیادہ
ہے اور حقیقی بھائی یا حقیقی چچا کے ساتھ علاقائی بھائی اور علاقائی چچا
محررم ہیں اس واسطے کہ حقیقی کی قرابت قوی ہے بہ نسبت علاقائی کے

باب للمخارج

یہ باب ہے مخارج کی بیان میں

(۲۲۱) مخارج ہے جمع مخرج کی

(۲۲۱) مخرج اوس عدد کو کہتے ہیں جس سے کوئی کسر یعنی حصہ
جیسے نصف یا ثلث یا ربع صحیح نکل سکے اور اوس سے کم ہو تو بغیر
لوٹے نہ نکلے حصہ کو کسر کہتے ہیں۔ مخرج نصف کا دو ہے اور حصہ کا
ہنام اونکا اگر مسئلہ میں ایک ہی حصہ ہو اور اگر ایک سے زیادہ
ہوں ایک نفع کے لئے مخرج ہنام چھوٹے حصہ کا ہے مطلب یہ ہے
کہ مخرج نصف کا یعنی ایسا عدد جس سے نصف صحیح نکلے اور اوس سے
کم سے بغیر لوٹے نہ نکلے دو ہے کہ نصف اوس کا ایک ہے اور دو
سے کم ایک ہے اوس کا نصف عدد صحیح نہیں نکلا بلکہ آدھا نکلا ہی
اور مخرج باقی حصوں کا جیسے ثلث ربع ثمن ہم نام ہے ثلث کا
ثلث یعنی ۳ ربع کا اربع یعنی ۴ ثمن کا ثمانیہ یعنی ۸ اگر نصف یا اور حصہ
بتما ہوں ایک کے ساتھ دوسرا نہ ہو تب یہ قاعدہ مخرج کا ہے کہ
نصف کا دو ہے اور اوس کا ہم نام پس اگر ایک شخص ساتھ عید
کے ایک بیٹی کو کہتی نصف ہے چھوڑے تو مسئلہ اوس کا درست ہے

ہوگا اس طرح پر مسئلہ مستقل اور جو زوجہ بے اولاد کے
 کہ مستحق ربع ہے چھوڑے تو مسئلہ اسکا ہم سے ہوگا اس طرح پر
 مسئلہ مستقل اور جو زوجہ ساتھ اولاد کے کہ مستحق ثمن ہے
 چھوڑے تو مسئلہ اسکا آٹھ سے ہوگا اس طرح پر مسئلہ مستقل
 اور اگر مسئلہ بین ایک حصہ سے زیادہ ہوں جیسے نصف اور ربع یا ربع
 اور ثلث تو اسکا یہ فائدہ ہے کہ اگر وہ سب حصہ ایک نوع کے
 ہیں جیسے نصف اور ربع یا ربع اور ثمن کہ سب نوع اول کے ہیں
 یا ثلثان اور ثلث یا ثلث اور سدس کہ یہ سب نوع ثانی کے
 ہیں تو چھوٹے حصہ کا ہتمام ٹھنچے ہے پس نصف اور ربع میں چار
 مخارج ہیں اور نصف اور ثمن میں آٹھ اور ثلث اور سدس میں چھ
 پس اگر میت ساتھ عصبہ کے بیٹی اور شوہر چھوڑے کہ اس میں
 نصف اور ربع یکجا ہے تو اسکا مسئلہ اس طرح پر مستقل
 اور اگر بیٹی اور جو زوجہ چھوڑے کہ اس میں ثمن اور نصف یکجا
 ہے تو آٹھ سے ہوگا اس طرح پر مستقل اور جو دو انیائی
 بھائی اور جدہ چھوڑے کہ ثلث اور سدس اکٹھے تو اس سے اس
 طرح پر مستقل

دو اخ لام مستقل
 نصف اگر مجتمع ہو ساتھ کل نوع دوسرے کے یا ساتھ بعض
 نوع دوسرے میں سے تو مسئلہ اس سے ہوگا عورت اجتماع نصف
 کی ساتھ تمام نوع دوسرے کے یہ ہے کہ ایک عورت شوہر
 اور دو بہن جعت تھی اور دو بہنیں انیائی اور مان چھوڑے شوہر
 کو نصف پہنچتا ہے اور حقیقی بہنوں کو ثلثان اور انیائی بہنوں

اور طر ت. ۱۰ کی یہی مسئلہ
(۲۲۲۰) راج یکجا ہوتا ہے کل نوع ثانی یا بقض نوع ثانی کی تو

مسئلہ ۱۲ سے ہے مثال اوسکی یہ ہے مسئلہ
عول ۱۲ کا طاق ۷ ایک ہے یعنی عول ۱۲ کا جفت نہیں آتا ہے
طاق ہی آتا ہے ۳ آتا ہے اور ۵ آتا ہے اور ۷ آتا ہے ۱۷
اور ۱۹ نہیں آتا مثال ۳۱ کی مسئلہ

مسئلہ ۱۵ دو اخیست دو اخیست لام ف اس مثال میں خلط
راج لگا ہے ساتھ کل نوع ثانی کے اور باقی مثالوں میں ساتھ بعض
نوع ثانی کے۔

(۲۲۲۱) ثمن ساتھ نوع ثانی کے ہو تو مسئلہ ہوتا ہے ۲
سے مثال اوسکی یہ ہے مسئلہ
عول ۲۷ کا ۲۷ ہے ایک فقط مثال اوسکی یہ ہے۔

مسئلہ
(۲۲۲۲) ایک لسا ہونا دو عدد کا شامل ہے جیسے ۳ اور ۳۔
اور ۷۔ اور ۱۲ یعنی دو عدد اگر برابر ہوں تو اون دونوں میں نسبت
تامل ہے اور وہ دونوں متماثلین کہلاتے ہیں۔

(۲۲۲۳) شمار کرنا کم عدد کا زیادہ کو تداخل ہے یعنی اگر
نسبت تامل ہو تو بالضرورت دونوں عدد کم بیش ہوں گے۔
پھر اگر کم کو بیش میں سے چند بار نکالیں اور بیش ختم ہو جائے
تو اسی تداخل کہتے ہیں جیسے دو اور چھ دو کو ۳ بار چھ میں سے

سے لکھالین ۶ فٹا ہو جائیگا یا ۴ اور ۶ چار بار چار کو ۱۶ میں لکھالین
۶ فٹا ہو جائے اور یہ دو عدد متداخلین کہلاتے ہیں۔

(۲۲۲۴) اگر ایک عدد دوسرے کو فٹا نہ کرے پھر دیکھیں گے
کہ واحد کے سوا کوئی اور اون دونوں کو فٹا نہیں کرتا تو نسبت
تباہ ہے اور وہ دونوں عدد متباہین کہلاتے ہیں جیسے ۱۲ اور
۵ اور ۷ اور ۱ کہ ان دونوں میں نہ ایک دوسرے کو فٹا کرتا ہے نہ
سوا واحد کے کوئی اور انہیں فٹا کرتا ہے۔

(۲۲۲۵) اور نسبت درمیان دونوں عدد کے توافق ہے
اگر فٹا کرے اون دونوں کو کوئی عدد سیڑا زیادہ واحد سے
جیسے ۶ اور ۹ کم دو عدد کم بیش ہیں اور ایک دوسرے کو فٹا نہیں
کرتا اور سوا واحد کے ۳ ان دونوں کو فٹا کرتا ہے یا ۴ اور ۱۰ کہ
ان دونوں کو فٹا کرتا ہے اس قسم کے دونوں عدد کو متوافقین
کہتے ہیں۔

(۲۲۲۶) توافق منصف ہوتا ہے اگر عدد ثالث فٹا کر نیوالا
ہو اور توافق بہ ثلث اگر فٹا کر نیوالا ہو یعنی عدد ثالث فٹا کر نیوالا
کسر کا مخرج ہو اسی کسر میں توافق ہوتا ہے اور وہ کسر وفق کہلاتی
ہے پس دو مخرج نصف کا ہے جن دو عددوں کا مخرجی دو ہو جیسے
۴ اور ۶ یا ۸ اور ۲۴ اول میں توافق بالنصف ہے اور نصف
ہر ایک کا وفق ۴ اور ۶ میں دو باعتبار ۴ کی وفق ہے اور ۳
باعتبار ۳ کے اور ۳ مخرج ثلث کا ہے پس ۱۲ اور ۵ میں توافق
بالثلث ہے ۱۲ میں ۴ وفق ہے اور ۵ میں ۵ اور ۴ مخرج ربع

کے ۱۶ اور ۲۰ میں کہ معنی اولکا ہے توافق یا رابع ہے اور
۱۶ میں وفق ۴ ہے اور ۲۰ میں وفق ۵ و علیٰ ہذا القیاس۔

اصح

(۳۳۳) اگر وارثوں کے ایک گروہ پر حصہ صحیح نہ ہو بلکہ
ٹوٹے ٹوٹے لیا جائے کہ عدہ و حصہ میں اور عدد وارثوں میں کیا نسبت
ہے اگر توافق ہو جائے ایک شخص سے اور ایک جہہ اور ۶

بیہیمان اور ایک چچا چوڑے ٹوٹے ۶ سے ۶ ہے اور اس میں
سے جہہ کو ایک پہنچتا ہے اور ۶ بیٹیوں کو ۴ پہنچتے ہیں
سو ان پر ٹوٹے ہیں چار کو ۶ جگہ برابر بانٹیں تو ہون پون ہر ایک
کو لے صحیح عدہ نہیں ملتا اور ۴ اور ۶ میں توافق ہے پس عدد
وارثوں کی وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب کریں جو کچھ حاصل
ہو اس سے سب وارثوں کو صحیح مل جائیگا پس مثال مذکور میں ۶
اور ۴ میں توافق بالنصف ہے اور وفق ۶ کا ۳ ہے اس سے

مخرج مسئلہ میں یعنی ۶ میں ضرب کیا ۱۶ حاصل ہوئے اب ۱۶
سے سب وارثوں کو صحیح مل جائیگا جہہ کو سدس کے تین پہنچیں گے
اور بیٹیوں کو ثلثان کے ۱۲ ہر ایک بیٹی کو دو دو اور ۳ باقی
عم کو ۴ عدد وارثوں کو عدد رؤس کہتے ہیں اور عدد
حصہ کو سهام۔

(۲۲۲۸) اگر عدد رؤس اور سهام میں بتا میں ہو تو کل عدد
رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب کریں حاصل سے سب کو صحیح
مل جائیگا مثال اسکی یہ ہے مسئلہ

اصل مسئلہ ۶ سے ہے اب اور رقم کو ایک ایک سدس کا پہنچتا

ہے اور ۵ نسبت کو ثلثان کی ۴ جو پونچھنے میں سو ٹوٹے ہیں
 اور ۵ اور ۴ میں بتا میں ہے لہذا ۵ کو اصل مسئلہ میں یعنی ۶ میں
 ضرب کیا ۳ حاصل ہوئے اوس میں سے پانچ پانچ سدس کی
 اب اور ام کو پونچھنے اور ثلثان کے ۲۰ پانچوں بیٹوں پر
 چار چار بٹ گئے **ف** اگر درمیان عدد روس اور سہم کے
 تداخل ہو تو اوسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ ہے کہ عدد روس
 کم ہوں اور سہام زیادہ تو اس صورت میں حصہ صحیح بجا نیگا کچھ
 ضرورت ضرب کی نہ ہوگی جیسے اس مثال میں مسئلہ
 دوسری یہ کہ سہام کم ہوں اور عدد روس زیادہ ہوں
 تو اوسکا حکم توافق کا سا ہے یعنی وفق عدد روس کو اصل مسئلہ
 میں ضرب کر کے جیسے اس مثال میں مسئلہ سہام نیا
 کے ۴ ہیں اور عدد روس یعنی ۸ سے نسبت تداخل اگر کھتے ہیں
 اور ۸ زیادہ ہیں لہذا بموجب توافق کے وفق عدد روس
 یعنی ۲ کو اصل مسئلہ یعنی ۶ میں ضرب کیا ۱۲ حاصل ہوئے اس سے
 سب وارٹون کو صحیح بجا تا ہے چنانچہ مندرسہ اوسکے ہر وارٹن
 کے نیچے لکھے ہیں بیان تک بیان تھا اسکا کہ ایک ہی گروہ ہر وارٹن
 کے حصہ ٹوٹے اور اگر ایک گروہ سے زیادہ پر حصہ صحیح نہ بٹے
 تو وہ جتنے فرقہ ہوں اولاً اون کے باہم عدد روس کی نسبت
 کا لحاظ کر کے کہ ایک فرقہ کو دوسرے سے کیا نسبت ہے۔
 تامل یا تداخل یا توافق یا بتا میں لیکن اس نسبت کے لحاظ کر نہیں
 اور ایک دستور ہے کہ جس فرقہ کے سہام اور روس میں

توافق ہو اور اسکے عدد روس کے وفق کو لیکے اور اسکے ساتھ
دوسرے کی نسبت ملاحظہ کر لے ہیں اور جس فرقہ کے سهام
اور روس میں بتایں ہو تو کل عدد روس کی نسبت دوسرے
کے ساتھ دیکھتے ہیں مثلاً ۳ بیٹیان اور ۴ اونہیں پہونچے اور
۳ چہ ہوں اور ایک اونہیں پہونچے پس دونوں کے سهام
اور روس میں بتایں ہے تو ان دونوں فریق کے کل یعنی
۳ اور ۳ کو باہم لحاظ کریں گے کہ کیا نسبت رکھتے ہیں
اور اگر ۳ بیٹیان ہوں اور اونہیں چار پہونچیں اور ۳ چہ کو
ایک تو بتایں سبب کہ ۶ اور ۴ میں توافق بال نصف ہے ۶
میں سے وفق اور ۳ کا یعنی ۳ رہنے دینگے اور اسکی نسبت
ساتھ دوسرے فریق کے دیکھیں گے اسی قاعدہ بیان میں
مصنف کہتا ہے۔

(۲۲۲۹) جب حصہ لٹے کئی وارٹون کا توافق ہر گروہ
کا یا کل ہر گروہ کا لحاظ کیجیے ساتھ کل یا وفق دوسرے گروہ کے
مطلب یہ ہے کہ فیما بین روس اور سهام کے توافق ہو تو اسکے
وفق کی نسبت کا اور بتایں ہو تو کل روس کی نسبت کا ساتھ
دوسرے فرقہ کے لحاظ کریں اور دوسرے فرقہ کا بھی یہی حال
ہے کہ اگر اسکے سهام اور روس میں بتایں ہے تو اسکی
کل کا اعتبار ہے اور اگر توافق ہے تو وفق کا پھر اگر اون سب
فرقوں میں نسبت شامل ہو تو ایک کو اون میں سے اصل مسئلہ
میں ضرب کریں کہ حاصل سے سب کو صحیح حصہ مل جائیگا مثال

شامل کی یہ ہے مسئلہ ۱۸
 اصل مسئلہ سے ہے اور اس میں ۳۰ سندس کا ایک ۳ ہجہ کو
 پہنچتا ہے اور ان پر منکسر ہی اور بتاؤں رکھتا ہے لہذا کل
 ۳۰ کا اعتبار ہوا اور ۶ اخت کو نشان کے ۳۰ چار پہنچتے ہیں وہ
 بھی منکسر ہیں مگر نسبت توافق بالانصاف رکھتے ہیں لہذا وہین
 سے وفق اور سکالینی ۳۰ معتبر ہوا اور اس سے نسبت ۳۰ پہلے
 کی لحاظ کی تو شامل معلوم ہوا اور ۳۰ عم کو ایک پہنچتا ہے وہ
 بھی منکسر ہے اور نسبت بتاؤں رکھتا ہے لہذا کل ۳۰ کا یہاں بھی
 اعتبار رہا پس تینوں فرقہ وارثوں کے عدد روس میں بموجب
 قاعدہ کے نسبت جو ملحوظ ہوئی شامل معلوم ہوا اب ان میں سے
 ایک کو یعنی فقط ۳۰ کو اصل مسئلہ میں یعنی ۶ میں ضرب کیا ۱۸ حاصل
 ہوئے اس میں سے ۳۰ تینوں حصہ کو پہنچے اور ۲۰ حصہ تینوں
 اور ۳۰ تینوں عم کو ہر ایک کو صحیح حصہ مل گیا اور مثال تداخل
 کی یہ ہے مسئلہ ۱۸ اخت ۱۸
 حدات کا حصہ ہے اور ۲۰ اخوات کا اور ایک اعمام کا اور سب
 کے سهام اور روس میں بتاؤں ہے لہذا یہ سب روس کل
 معتبر ہوئے اور ان میں باہم نسبت تداخل ہے ۳۰ تینوں متداخل
 ہیں اور ۹-۱۸ میں پس ۱۸ کو کہ بڑا عدد ہے اصل مسئلہ یعنی ۶
 میں ضرب کیا ۱۰۸ حاصل ہوئے یہ ۱۰۸ سب پر صحیح بٹجاتے ہیں
 ۱۸ حدات کو پہنچتے ہیں ہر حصہ کو ۶ اور ۲۰ اخوات کو ہر خست
 کو ۱۸ اور ۱۸ عمون کو ہر عم کو ایک مثال دوسری مسئلہ ۱۸
 ۱۸

اس مسئلہ میں بھی بسبب ہونے بتاؤں گے عد درتوس اور سهام
 میں کل عد درتوس معتبر ہونگے اور اگرچہ ۳ اور ۴ میں بتاؤں
 ہے لیکن دونوں ۲ میں شد اعل ہیں اسلئے اصل مسئلہ یعنی
 ۲ میں ضرب کیا ۱۲۲ حاصل ہوئے اوس سے سب کو صحیح ملتا ہے
 (۲۲۳) اگر عد درتوس نہ تون میں توافق ہو تو ایک
 کے وفق کو دوسرے میں اور جو بتاؤں ہو تو کل کو دوسرے
 میں ضرب کریں اور جو حاصل ہوا اسکی نسبت کا دوسرے فرقہ
 سے لحاظ کریں پھر اگر اس حاصل اور دیگر میں نسبت توافق ہو
 تو وفق کو اور جو بتاؤں ہو تو کل کو نیز کریں ضرب کریں اور
 اس طرح آخر تک کریں پھر اخیر کے حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب
 کریں تو مخرج کل حاصل ہوگا اور ہر ایک فرقہ کے سهام میں ضرب کریں
 تو اوس فرقہ کے سهام حاصل ہونگے مثال موافقت کی

مسئلہ ۲۲ اصل مسئلہ ۲۲ سے ہے اوس میں
 سے ۳ زوجات کو اور ۱۸ بنات کو اور ۴ جدات کو اور ایک اعمام
 کو پہونچتا ہے اور سوا بنات کے اور ون کے سهام اور توس میں
 مہانت ہے لہذا ون سب کے عد درتوس کل معتبر ہوئے اور
 بنات کے توس اور سهام میں توافق بالنصف ہے لہذا ۸ میں
 سے ۴ معتبر کیے اب ان سب میں نسبت ملحوظ کے ۴ عدد زوجات
 اور ۴ اعمام میں توافق بالنصف ہے ایک کے وفق میں یعنی
 نصف کو دوسرے میں ضرب کیا ۱۲ حاصل ہوئے اسکی نسبت
 اور ون سے دیکھی اوس میں ۹ اور ۹ میں توافق بالثلث ہے اسکی

ثلث یعنی ۴ کو ۵ میں ضرب کیا ۲۰ ہوا اسکی نسبت ۵ اسے دیکھی
موافقہ بالثلث پائی ایک کے ثلث کو دو سے ۲۰ میں ضرب کیا ۱۰
ہوے اسکو اصل مسئلہ یعنی ۲۲ میں ضرب کیا چار ہزار تین سو بیس حاصل
ہوے اس سے سب کو صحیح ملجاتا ہے زوجات کو اصل مسئلہ سے
بہن ملے تھے اسکو ۱۰ میں ضرب کیا ۵۰ ہوے وہ زوجات
کے سهام ہیں ہر ایک کو ۳۵ ملے ہیں اور بیات کو ۶۰ ملے ہیں۔
اونہیں ۱۰ میں ضرب کیا ۲۰ حاصل ہوے وہ سهام بیات کے
ہیں ہر بیٹ کو ۵ پہونچتے ہیں اور جدات کو اصل مسئلہ سے ۲۷ پہونچتے
تھے اونہیں ۱۰ میں ضرب کیا ۷۰ حاصل ہوے وہ سهام جدات
کے ہیں ہر ایک کو ۲۸ پہونچتے ہیں اور اعمام کو اصل مسئلہ سے ایک
پہونچا تھا اس سے ۱۰ میں ضرب کیا ۱۰ حاصل ہوے یہی اعمام
کے سهام ہیں ہر ایک کو ۳۰ پہونچتے ہیں مثالی مبانیت کی

اصل مسئلہ ۲۲

۲۲ کو ۳ پہونچتے ہیں اور ۶ چہ کو ۴ اور ۱۰ نسبت کو ۶
اور ۷ عم کو ایک سو سب غیر تقیم ہیں اور فیہا میں سهام اور زوج
زوجات اور اعمام کی مبانیت ہے لہذا اونکے کل عدد ورس کو
اعتبار کیا اور باقی کے عدد ورس اور سهام میں موافقت بالنصف
ہے لہذا عدد ورس جدات کے ۳ اعتبار کے اور بیات کے ۵
اب ان میں یعنی ۲ اور ۳ اور ۵ اور ۷ میں نسبت لحاظ کی بتایں
معلوم ہوا ۲ کو ۳ میں ضرب کیا ۶ ہوے وہ ۵ سے متباین ہے
اسلئے ۶ کو ۵ میں ضرب کیا ۳۰ ہوے وہ ۷ سے متباین ہے پس

۳۰ کوے میں ضرب کیا ۲۱۰ حاصل ہوے اور ۳۴ میں ضرب کیا ۵۰۴ حاصل ہوے یہ نصیح کامل ہے مسئلہ کی اس سے ہر وارث کو بے کسر پہونچتا ہے زوجین کو اصل مسئلہ سے ۳ پہونچتے تھے اور ۲۱۰ میں ضرب کیا ۶۳۰ حاصل ہوے وہ ان کے سهام ہیں ہر زوجہ کو ۳۱۵ پہونچتے ہیں اور جدات کو ۴ ملے تھے انہیں ۲۱۰ میں ضرب کیا ۸۴۰ ہوے ہر جدہ کو ۲۸۰ ملے بیٹیوں کا حصہ اصل مسئلہ سے ۶ تھا اور ۲۱۰ میں ضرب کیا ۱۲۶۰ ہوے ہر بنت کو ۳۳۶ پہونچتے ہیں اور اعمام کو ایک ملتا تھا اور ۲۱۰ میں ضرب کیا وہی حاصل ہوے ہر ایک کو ۳ پہونچتے ہیں و اکثر اشخاص کو یہ خلیجان ہوتا ہے کہ توریث جدات میں دو سے زیادہ کا اجتماع ممکن نہیں اس واسطے کہ ساتھ ام الاب اور ام الام کی سب اول سے اعلیٰ رتبہ کے ہونگے مثلاً ام ام الام ہو یا ام اب الاب ہو اور دور والی ساتھ نزدیک والی کے محبوب ہوتی ہے پھر مثالوں میں جو کہیں ۶ جدہ کہیں زیادہ لکھ دیتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے سو دفع اس خلیجان کا یہ ہے کہ جب قدر جدہ یقین ہو اور سب قدر اوس میں کثرت ممکن ہے اول مرتبہ میں دو ہیں ام الاب اور ام الام اور دوسرے مرتبہ میں تین ام ام الام اور ام ام الاب اور ام اب الاب اور تیسرے مرتبہ میں چار ام ام الام اور ام ام الاب اور ام اب الاب اور ام اب اب الاب اور اسطرح پر ہر مرتبہ میں بڑھتے جاتے ہیں عینی شرح کنز میں ایک قاعدہ واسطے لکھنے جدات کی شرح ایک مرتبہ کے خوب لکھا ہے وہ یہ ہے کہ جب قدر جدات ایک مرتبہ کے منطبق

ہوں اوسقدر لفظ ام لکھ جائے پھر آخر ام کی جگہ اب لکھے باقی ام
رہنے دے پھر آخر سے اوپر والے ام کی جگہ بھی لفظ اب لکھے اور
اسطرح اوپر کو اب بڑھاتا جاوے یہاں تک کہ فقط ایک ام اوپر کی رہ جاوے
یا فی سبب اب ہو جائیں پس اوسقدر حیات ایک مرتبہ کے حاصل

ہو جائیگے مثلاً ۱۰ جدہ ایک مرتبہ کے دریافت کرنے منظور ہیں پس ہم
نے لکھا ام ام ام ام ام ام ام ام ام ام اب اب اور ام ام
ام ام اب اب اور ام ام ام اب اب اب اور ام ام اب اب اب اب
اور ام اب اب اب اب اب پس یہ جدہ صحیحہ ہیں ایک مرتبہ
کے اور سبب اسکا یہ ہے کہ ام اب الام جدہ فاسدہ ہے پس مانگی
جانب سے کسی مرتبہ میں ایک جدہ صحیحہ سے زیادہ ممکن نہیں اور
باب کی جانب سے باوجود کہ ہر اب کی ام اب اور ام الام جدہ صحیحہ
ہے بقدر شروع الصدور ہو سکتی ہیں۔

(انہم ۲۲) جو نسبت سهام کی اصل مسئلہ سے طرفت وقوع کے
بعد اویسی نسبت پر حصہ ایک فرد کا اوس قدر قد میں سے ہے مثلاً
سائل بتائیں میں سے دو زوجہ کو اصل مسئلہ سے ۳ پہنچتی تھے
اور ۳ نسبت دو کی مثل و نصف ہے یعنی ڈیوڑ با سو مضروب
یعنی ۲۱ کا ڈیوڑ با حصہ ہر زوجہ کا ہے یعنی ۵۱۳ اور ۱۰ بیات کو ۱۶
پہنچتے ہیں ۱۰ نسبت ۱ کی ایک مثل اور ۳ خمس ہے سو مضروب
یعنی ۲۱ کا ایک مثل اور ۳ خمس حصہ ہر نسبت کا ہے یعنی ۳۳
اور ۹ جدہ کو ۷ پہنچتے ہیں ۷ دوثلث ہیں ۷ کے اس نسبت سے
۱۰۲ میں سے دوثلث یعنی ۱۲۰ ہر جدہ کو پہنچتے ہیں اور ۷ عم کو

ایک پونچھا ہے ایک سب سے ۷ کاپس ہر غم کو سب سے ۲۱۰ کے
 یعنی ۳۰ پونچھے ہیں اور جو طریقہ قسمت کا سب سے سہل ہے اور باقی
 قواعد قسمت کے اوس سے مطلب جلد حاصل ہو جاتا ہے وہ یہ
 ہے کہ جو کچھ بعد ضرب کے سهام فریق کے ٹھہریں اوسکو عدد درو
 فریق پر قسمت کریں خارج قسمت حصہ ہر منہ دکا ہے پس مثال
 مذکور میں ۲۳۰ سهام زوجین کو ۲ پر قسمت کیا خارج قسمت یعنی
 ۳۱۵ ہر زوجہ کا حصہ ہے اور ۱۷۰ سهام جدات کو ۲ پر قسمت کیا
 خارج قسمت یعنی ۱۷۰ ہر جدہ کا حصہ ہے اور ۳۳۰ سهام بیات
 کو ۱ پر قسمت کیا ۳۳۰ حاصل ہوئے وہی ہر بنت کا حصہ ہے اور
 ۲۱۰ سهام اعمام کو ۲ پر قسمت کیا خارج قسمت یعنی ۳۰ حصہ ہر غم کا ہی
 (۲۳۳۳) جو کچھ بچ رہے ذوی الفروض سے در صورت
 نہونے عصبیات کے اوسی بطور رد کے لے لیوین ذوی الفروض
 ساتھ ہر اور زوجات کے اور اسکی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ زوج
 یا شوہر ساتھ ذوی الفروض کے ہوں دوسری یہ کہ فقط
 ذوی الفروض ہوں زوج یا شوہر ان کے ساتھ نہون
 اور یہ دونوں صورتیں دو حال سے خالی نہیں یا مستحق رد کے
 ایک ہی صنف ہیں یا کئی صنف پس مسائل رد کی چار صورتیں ہوں
 جب کہ شوہر یا زوجہ ساتھ اور ذوی الفروض کے ہوں تو زوج
 یا شوہر کو اولیٰ مرتبہ فریق سے حصہ دیکے باقی اور
 ذوی الفروض مستحق کو دیکے لیوین پھر اگر وہ عین واحد ہوں
 تو باقی کو ان کے عدد درو سے برابر بانٹ دیں مثال

مسئلہ ۲۱۔ اصل مسئلہ ۲۱ سے تھا ایسے کہ زوج مستحق
 زوجہ کا ہے اور نبات مستحق نثان کی اور ۲۱ میں سے ۳ زوج
 کو پہنچتے ہیں اور ۸ نبات کو ایک بچ رہتا ہے لہذا قاعدہ رد
 اس میں جاری کیا پس زوج کو اول اقل خارج فرض اوس کے
 سے کہ ۲۱ تھے ایک دیا اور ۳ باقی نبات کو دیدے چونکہ اہل
 رد وہی ایک صنف تھی ۳ اوس کے رد و ۳ پر تقسیم ہو گئی
 اور اگر مستحق رد کی کئی صنف ہوں باقی کو اوس کے سهام پر تقسیم
 کریں سهام پر تقسیم کرنے سے مراد ہے کہ ایسی صورت فرض
 کریں جہاں فقط یہی صنفیں ذوی العشر فرض کی جو بہان مستحق
 رد ہیں ہوں اور اوس کی تصحیح مسئلہ ۱۷ کے اوس میں سے ہر صنف
 کو حصہ دیں جو حصے اوس تصحیح میں سے ان میں پہنچتے ہیں وہی
 ان کے سهام ہیں مثال بر زوجہ ۲۱۔ اختتام اصل مسئلہ ۱۲
 سے تھا اوس میں سے ۳ زوجہ کو پہنچتے تھے اور ۲۱ جہ اور ۲۱
 اختین لام کو اور ۳ بچہ رہتے تھے لہذا قاعدہ رد جاری کیا پس زوج
 کو اول خارج فرض اوس کے یعنی ۲۱ سے حصہ دیا باقی ۳ کو سهام
 جہہ اور اختین لام پر کہ وہ بھی ۳ تھے تقسیم کر دیا ۲۱ اختین لام کو
 دیتے اور ایک جہہ کو اور اوس کے سهام ایسے ۳ ہیں کہ اگر کوئی
 شخص فقط جہہ اور اختین لام کو ذوی العشر فرض چھوڑی مثلاً
 مسئلہ ۲۲۔ اختتام ۲۱۔ سواون کو یہی ۳ سهام پہنچتے
 (۲۲۳۳) اگر مسئلہ ردیہ میں زوجہ یا شوہر نہ ہوں فقط
 وہی اصحاب فرائض ہوں چہرہ ہو تا ہے تو مسئلہ اوان کے

عدد رؤس ہوگا اگر ایک صنف ہوں اور ان کے سهام سے
 اگر کسی ہوں مثال اول کی مسئلہ اصل مسئلہ سے ہے
 ۲ مثالان کے نبات کو پہنچتے ہیں ایک بچہ بنا ہے لہذا قاعدہ
 رد جاری کیا پس عدد رؤس نبات سے مسئلہ کر کے اون پر
 بانٹ دیا مثال ثانی کی مسئلہ اصل مسئلہ سے ہے
 ایک مان کو پہنچتا ہے اور کم دونوں بی بیوں کو ایک بچہ بنا
 لہذا قاعدہ رد جاری کیا پس جب قدر سهام اصل تصحیح میں سو آئین
 پہنچتے تھے اوس سے مسئلہ کر کے اون پر تقسیم کیا
 (۴۴۴) اگر مسائل رد میں انکسار ہو اور سهام وارثوں
 پر صحیح نہ ہو سکے تو درست کرنا چاہیے موافق اون قاعدہ
 کے جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں پس اگر ایک ہی فرقہ پر انکسار ہو تو
 در صورت بنایں ضیاع بین رؤس اور سهام کے کل عدد رؤس
 کو مخرج مسئلہ رد میں ضرب کرینگے اور در صورت لواحق و فقی
 رؤس کو اور اگر چند فرقوں پر انکسار ہو تو در صورت شامل
 جمیع رؤس کے ایک کو رؤس میں سے مخرج مسئلہ میں ضیاع
 کرینگے اور در صورت تدافل اکثر کو اور در صورت لواحق و فقی
 ایک کا دوسرے میں ضرب کر کے حاصل کو مخرج میں اور در
 صورت بنایں کل ایک کا دوسرے میں ضرب کر کے حاصل کو
 مخرج میں ضرب کریں گے اوس سے سب وارثوں کو سهام
 صحیح منقسم ہو جائینگے پس جانا چاہیے کہ جب صورت میں زوجین
 بنون اور ذوی الفروض ایک ہی صنف ہوں وہاں انکسار

نہ ہوگا اس واسطے کہ مسئلہ اس صورت میں وارثوں کے رؤس سے ہوتا ہے جتنے آدمی ہوں اون پر برابر بٹ جاتا ہے پس انکسار ممکن نہیں اور باقی سب صورتوں میں انکسار ہوتا ہے چند مثالیں واسطے توضیح کی ذکر کی جاتی ہیں مثال

مثال ۴
۱۲

زوج ۴

اس مثال میں بعد دینے فرض زوج کے اقل خراج یعنی ۴ سے ۳ جو باقی رہے ۴ بنت پر منکسر ہیں اور ۴ اور ۳ میں بنائیں ہے لہذا ۴ کو کہ عدد دروس خراج مسئلہ میں ضرب کیا ۱۲ حاصل ہو اوس سے مسئلہ صحیح ہو گیا ۴ زوج کو پونچھے اور ۲ اثبات کو ہر بنت کو ۳ مثال دوسری مسئلہ

مثال ۵

اس مثال میں جب زوج کو اقل خراج فرض اوسکے سے ایک دیا ۳ باقی رہے اوسمیں اور عدد دروس اثبات یعنی ۱۲ میں اگرچہ تداخل ہے لیکن باقی وجہ کہ فصل تصحیح میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ تداخل نیچا میں رؤس و سهام کی جبکہ سهام کم ہوں موافقت قرار پاتا ہے لہذا یہاں پر معتبر فیما بین ۳ سهام اور ۴ رؤس کی موافقت بالثلث ہے پس ۶ کے ثلث یعنی دو کو ۴ میں جو خراج مسئلہ ہے ضرب کیا ۱۲ ہوے اوسمیں سے ۲ زوج کو اور ۱۲ اثبات کو پونچھتے ہیں ہر بنت کو ایک مثال سیری

مثال ۶
۱۲

زوج ۲

اس مثال میں اقل مخرج فرض زوجہ یعنی ۸ میں سے ایک جو
 دو لونج کو پہنچتا ہے اون پر منکر ہر اور ۷ باقی عدد درتوس
 نبات پر منکر ہیں پس دو قسم منکر علیہم کی پائی گئیں ہر
 دو لون کے درتوس میں شامل ہے لہذا ایک کو اون دو لون
 میں سے مخرج مسئلہ یعنی ۸ میں ضرب کیا ۱۱ ہوئے اوس میں سے
 ۲ دو لون زوجہ کو پہنچتے ہیں ہر ایک کو ایک اور ۱۱ دو لون بیٹوں
 کو ہر ایک کو ۷ مثال جو مٹی مسئلہ

اس مثال میں جب کہ اقل مخرج فرض زوجہ یعنی ۸ میں سے
 زوجہ کو ایک دیا ۳ باقی رہے اور اہل رد یعنی جدات اور اخوات
 ۳ سهام کے مستحق ہیں ۲ کے اخوات اور ایک کے جدات اور ایک
 جدات کا ۴ پرستقیم نہیں بلکہ بتایں رکھتا ہے لہذا عدد درتوس
 جدات کل مستحق شہرے اور ۲ اخوات لام کے عدد درتوس یعنی
 اسے توافق بالنصف رکھتے ہیں لہذا اون کے عدد درتوس کا
 نصف لے لیا یعنی ۳ اور ۴ اور ۳ میں نسبت بتایں ہے پس
 ۸ کو ۳ میں ضرب کیا ۱۲ ہوئے ۲ کو ۴ میں ضرب کیا ۸ ہوئے
 اوس سے سب کو صحیح بیجاتا ہے جیسا کہ زیر مذمت لکھا ہے
 و کہی ایسی صورت واقع ہوتی ہے کہ باقی بعد دینے سهام
 احد الزوجین کے سهام اہل رد پرستقیم نہیں ہوتا تب مجموع
 سهام اہل رد کو مخرج مندرج احد الزوجین میں ضرب کرنا چاہیے
 اوس سے نصیب سب فرقون پر ہو جائیگی پھر اگر اکسار ہو تو توافق
 فتوا عدم شرحہ الصدر کے عمل کرنا چاہیے مثال

۹ جلد
۲۵۲۹ ہجرت
۱۰۰۸۴ زوجہ
۱۸۰

۱ میں سے ایک زوجات کو دیا جو باقی رہے وہ مسئلہ نبات
اور جدات پر کہ ۵ ہے مستقیم نہیں پس ۵ کو ۱ میں ضرب کیا ۴۰
ہوے اوسمیں سے ۵ حق زوجات ہے اور ۳۵ باقی حق
نبات و جدات کہ ۵ مسئلہ پر مستقیم ہے لیکن ۵ سهام زوجات
اور ۴ اونکے عدد درتوس میں بتایں ہے اور ۲۱ سهام نبات
کے اونکے عدد درتوس یعنی ۴ سے اور ۷ سهام جدات اونکے
عدد درتوس یعنی ۶ سے بھی متباین ہیں پس لحاظ نسبت کا
نہجائیں ۴ اور ۴ اور ۶ کے کیا ۴ اور ۶ میں توازن یا نصف
ہے لہذا ۳ کو ۴ میں ضرب کیا ۱۲ ہوے اوس میں اور ۴ میں
توازن بالثلث ہے ۳ کو ۲ میں ضرب کیا ۶ ہوے ۶ کو ۴
میں ضرب کیا ۲۴ ہوے اوس سے ہر ایک کو صحیح ملجاتا
ہے زوجات کو ۱۸ ہر زوجہ کو ۵ ۴ اور نبات کو ۱۰۰۸ ہر نبات
کو ۱۱۲ اور جدات کو ۲۵۲ ہر جدہ کو ۴۲

باب توثیث الارحام

یہ باب ہے توثیث ذوی الارحام کے بیان میں

(۲۲۳۵) ذورحم بمعنی صاحب قرابت ہے رشرکا ذورحم

اوس قرابت کو کہتے ہیں جو نہ ذی شریض ہو نہ عصبہ ہو نہ
مارغون کے پیشری شتم ٹھہری امام اور صاحبین انکی توثیث
کے قابل ہیں امام مالک اور شافعی انکی نفی کرتے ہیں

(۲۲۳۳۴) عصبہ کی مانند ذوی الارحام چوتھیں ہیں مگر وجہ ہے کہ
 ذوی الارحام کو میراث بطور عصبیات کے ملتی ہے یعنی اونکی
 لیے کچھ حصہ مقرر نہیں ہے بلکہ جس طرح عصبیات کو درحالت افراد
 کل مال ملتا ہے اور ساتھ ذوی الفرض کے باقی ایسے ہی ذوی الارحام
 کو درحالت افراد کل مال ملتا ہے اور ساتھ زوجین کے مابقی سو
 اونکی چار تہیں ہیں۔ اول اولاد بیٹی اور پوتی کی یعنی فرزند
 جو ذوی الفروض یا عصبیات نہیں ہیں جیسے نواسہ لڑائی یا
 پوتی کا بیٹا بیٹی قسم اول ذوی الارحام کے ہیں۔ دوسری
 قسم جدہ ناسدہ ہیں اور اجداد ناسدین یعنی اصول میں جو ذوی
 الفروض اور عصبیات نہیں ہیں دوسری قسم ہیں ذوی الارحام
 کی۔ تیسری قسم بھتیجیاں ہیں اور بہن کی اولاد یعنی شریع
 ابوہن سبت کی جو عصبہ یا ذوی الفروض نہیں ہیں۔ چوتھی قسم
 فرج حدین کی جو ذوی الفروض اور عصبیات نہ ہوں جیسے عم
 یعنی پھوپھی یا مامون یا خالہ یا عمام لام یعنی باپ کا اخیانی بھائی
 و ثریب ذوی الارحام میں مثل ثریب عصبیات کے سبب
 کہ مقدم سب سے فرج ہیں بعد اسکے اصول بعد اسکے
 فرج ابوہن بعد اسکے فرج جد اور قسم اول کے ہوتے
 دوسری قسم کو نہیں پہنچتا اور دوسری کے ہوتے تیسری
 کو نہیں پہنچتا ہے و علیٰ ہذا القیاس ایک قسم میں فرج کے ہوتے
 بعد کو نہیں پہنچتا مثلاً نانا کے ہوتے ہوئے پر نانا محروم ہے۔
 (۲۲۳۳۵) ہر درجہ میں ایک دو ہرے پر ترجیح ہے باعتبار

قوت قرابت اور وصف اصل کے پس عمہ حقیقی کے ہونے عمہ علانی محروم ہے اس واسطے کہ حقیقی کی قرابت بہ نسبت علانی کے قوی ہے اور جس ذی رحم کا اصل وارث ہے اس کے ساتھ بغیر وارث کے علاقہ دار کو کچھ نلیگا مثلاً نبت نبت الابن کے ساتھ ابن نبت النبت محروم ہے حالانکہ دولون ایک درجہ میں ہیں اس واسطے کہ اصل اول کے نبت الابن وارث یعنی ذی ضرر ہے اور اصل دوسرے کی نبت النبت ذی رحم ہے یا مثلاً اب ام الام کے ساتھ اب اب الام محروم ہے اس واسطے کہ اول کو علاقہ میت سے بسبب ام الام ذی ضرر کے ہے اور دوسرے کو یہ سبب اب الام ذی رحم کے یا مثلاً نبت ابن اخ کے ساتھ ابن نبت اخت کو کچھ نہیں ملتا اس لیے کہ اول کو بواسطہ ابن اخ کے جو عصبہ سے علاقہ ہے اور ثانی کو بواسطہ نبت اخت کے جو ذی رحم ہے یا مثلاً نبت عم یعنی کے ساتھ ابن عمہ یعنی محروم ہے اس لیے کہ اول ولد عصبہ ہے اور ثانی ولد ذی رحم ف صنف اول کے اگر ایک درجہ میں سب اولاد وارث کی ہوں یا کوئی اولاد وارث کی ہوں اور اصول میں اون کے کہیں اختلاف مذکور و الوثیت ہوں تو بالاتفاق ترکہ موجودین پر باعث بار ابدان اون کے تقسیم کریں گے اور مذکور کو دو حصہ اور مونث کو ایک حصہ دینگے مثال

مثالی

ابن نبت الابن

نبت نبت الابن

مسئلہ

نبت نبت النبت

ابن نبت النبت

پہلی مثال میں دو لون ولد وارث ہیں اور دوسری مثال میں دو لون ولد غیر وارث اور دو لون کے اصول میں اختلاف مذکور واثوت نہیں لکن الذکر مثل حظ الانثین باعتبار موجودہ کے تقسیم ہوئی اور اگر اصول میں مذکور واثوت اختلاف ہو جیسے کہ مسئلہ

سنت ابن النبت ابن بنت النبت
۲ عند ابی یوسف ۲ عند محمد ۲ عند ابی یوسف ۲ عند محمد

کہ دو لون غیر وارث کی اولاد ایک درجہ میں ہیں اور ایک کی اصل مذکور ہے یعنی ابن النبت اور دوسرے کی اصل موثقتی بنت النبت پس ایسی صورت میں امام ابو یوسف باعتبار ابدان فروع کے تقسیم کرتے ہیں اور ان کے نزدیک مثال مذکور میں مسئلہ ۳ سے ہو کر بنت ابن النبت کو ایک حصہ اور ابن بنت النبت کو دو حصہ پہنچیں گے اور امام محمد جس جگہ پر اصول میں اختلاف واقع ہوا ہے وہاں پر مسئلہ کی تصحیح کر کے اصول پر موافق ان کے ابدان کے تقسیم کر کے حصہ ان کا ان کی اولاد کو دیتے ہیں پس مثال نکین بنت النبت کو دو حصہ پہنچیں گے اور ابن بنت النبت کو ایک حصہ بانی وجہ کہ مرتبہ ابن النبت اور بنت النبت میں جو تقسیم کی تو ابن النبت کو دو حصہ پہنچے اور بنت النبت کو ایک وہی ان کی اولاد کو دیدیا امام محمد جب محل اختلاف اصول مذکور واثوت میں تقسیم کرتے ہیں ہر اصل میں اس کے عد و نہ فروع کا لحاظ کر کے تقسیم کرتے ہیں اور ان کو اسی عدد کے موافق قرابت کے حصہ دیتے ہیں پھر اس حصہ کو اس کے فروع کو پہنچاتے ہیں

مسئلہ محمد

ابی یوسف

مسئلہ

مثال

۲ بنت بنت البنت

بنت ابن البنت

۳ عتدما

۱ ابوسف ۲ محمد

امام ابو یوسف کے نزدیک اس مثال میں مسئلہ ۲ سے ہوگا اور
 ہر بنت کو ایک ایک پہنچ جائیگا اور امام محمد کے نزدیک مسئلہ
 ۳ سے ہو کر ۱ بنت ابن البنت کو پہنچیں گے اور دو دونوں
 بنت بنت البنت کو اس سبب سے کہ ان کے اصول میں بذکوت
 والذوت اختلاف ہے یعنی بطن ثانی میں اور جب وہاں تقسیم
 کی اور عدو منہوع کا لحاظ کیا بنت البنت بمنزلہ ۲ بنت کے قرار
 پائی اور ابن البنت بمنزلہ ایک ابن کے پس ۳ سے مسئلہ کر کے
 ۴ ابن کو دیئے اور دو بنت کو پھر دو ابن والے او سکی بنت
 کو پہنچے اور ۲ مسئلے او سکی دونوں بیٹوں کو

اگر کتابوں میں لکھا ہے کہ جمیع مسائل ذوی الارحام میں
 فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے اور وہی روایت مشہور ہے
 امام ابی حنیفہ صاحب سے بھی لیکن منہ ایض شریفی میں بعض
 علماء نقل کیا ہے کہ مشایخ بخاری نے قول امام ابی یوسف
 کا اختیار کیا ہے کہ وہ آسان ہے اور اس کے موافق مسئلہ لکھنا
 سہل ہے اور اسی سبب سے یہاں اس کتاب میں قول امام
 ابو یوسف کا بھی لکھا یا ورنہ ہر محل خلافت میں فقط قول
 مفتی پر لکھا ہے و اگر ایک ذی رحم دو جہت سے استحقاق

میراث رکھتا ہو تو دونوں جہت سے اسے میراث ملیگی بخلاف
 مہراث کے کہ ایک جہت والے اور دو جہت والے برابر ہیں پس
 امام ابو یوسف مطلقاً ابدان شروع میں دونوں جہت کا اعتبار
 کر کے تقسیم کرتے ہیں اور امام محمد اپنے قاعدہ کے موافق محل
 اختلاف اصول بذکورت والتوثیق میں تقسیم کر کے اون کی اولاً
 کو باعتبار جہات کے حصہ دیتے ہیں مثال :-
 مسئلہ خد ابی یوسف ۴ عند محمد

نبت بنت النبت کہ وہ نبت ابن النبت بھی ہو ابن نبت النبت
 اخذ ابی یوسف ۴ عند محمد اخذ ابی یوسف اخذ محمد
 اس مثال میں امام ابو یوسف کے نزدیک مسئلہ ۴ سے ہوگا اور
 ۳ ابن نبت النبت کو اور ایک نبت بنت النبت کو پہنچے گا اس
 واسطے کہ یہ ایک نبت بنت النبت بمنزلہ ۲ کے ہے گویا ایک
 نبت بنت النبت ہے اور ایک نبت ابن النبت پس جب کہ اعتبار
 ابدان شروع کے للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوئے مسئلہ ۴ سے
 ہوا ابن نبت النبت کو حصہ پہنچے اور نبت بنت النبت کو باعتبار
 ہر قرابت کے ایک ایک پھر باقیوہ کہ مستحق دو دو حصہ کا آیا ایک
 شخص ہے اختصار کے لیے مسئلہ ۴ سے کر لیا اور نزدیک امام
 محمد کے مسئلہ ۴ سے ہوگا ۴ اس نبت بنت النبت کو پہنچے گی
 جو نبت ابن النبت بھی ہے اور ایک ابن نبت النبت کو اس سبب
 سے کہ ان کے مذہب کے موافق اول تقسیم محل اختلاف اصول

اگر کچھ مان کی جانب کے ہیں اور کچھ باپ کی جانب کے تو باپ کی جانب والوں کو دو حصے اور مان کی جانب والوں کو ایک حصہ دیکھا مثال مسئلہ

اور اگر سب مان کی طرف سے ہوں یا سب باپ کی طرف سے ہوں تو امام ابو یوسف کے نزدیک قسمت ابدان موجود ہیں پر ہے مطلقاً لکن مسئلہ خط الانثین اور امام محمد کے نزدیک بھی اس طرح اگر ان کے اصول میں بدورت والوشت اختلاف نہ ہو اور جو اختلاف ہو تو اول محل خلافت پر تقسیم کر کے اولیٰ حصہ ان کے علاوہ دارون پر تقسیم کریں جیسا کہ صنف اول میں معلوم ہو چکا مثال۔

مسئلہ علی بن ابی یوسف ۳ عند محمد

اب ام اب الام

عند ہما

اب اب اب الام

ابو یوسف ۲ عند محمد

امام ابو یوسف کے نزدیک یہاں مسئلہ دو سے چکر کر ایک ایک حصہ دونوں کو پہنچ جائیگا اور امام محمد کے نزدیک مسئلہ ۳ سے ہوگا ۲ اب اب اب الام کو ملینگے اور ایک اب ام اب الام کو ف سببری صنف یعنی حبشہ بھان اور یہاں بھان بھان اور اخوانی بھائی باہن کی اولاد کا حکم بھی مثل صنف اول کے ہے اور امام ابو یوسف اگر دو شخص اولاد ام کے فروغ میں سے ہوں ان پر لکن مسئلہ خط الانثین

تفہیم کرتے ہیں اور امام محمد دو وزن کو برابر دیتے ہیں اور
 کہتے ہیں کہ ماں کی اولاد میں مذکر کو مونث پر فضیلت نہیں مثال
 سلمہ عند ابی یوسف و عند محمد

بنٹ الاخت لام
 عند ہمس

ابن الاخت لام
 ابو یوسف و محمد

اس صنف میں بھی اولاد وارث کو اوپر اولاد وغیرہ وارث کے
 ترجیح ہے پس اگر ایک اولاد عصبہ کی ہو اور دوسرا اولاد
 ذمی رحم کی جیسے بنت ابن اللخ اور ابن بنت اللخ تو اولاد ذمی
 رحم کو سمجھ نلیگا خانیجہ اوپر اس بات کی طرف اشارہ ہو چکا ہے
 اور اگر کوئی اولاد عصبہ کی نہ ہو جیسے بنت بنت اللخ اور
 ابن بنت اللخ یا سب اولاد عصبہ کی ہوں جیسے دو بنت اللخ یا بعض
 اولاد عصبہ کی ہوں اور بعض اولاد اصحاب فرائض کی جیسے
 بنت اخ عینی اور بنت اخ لام تو امام ابو یوسف کے نزدیک
 بابتار قوت قرابت کے ترجیح ہے پس اولاد عینی کے ساتھ
 اولاد علانی اور اخانی کی اونکے نزدیک محروم ہے اور
 اسی طرح اولاد علانی کے ساتھ اولاد اخانی کی محروم ہے
 اور امام محمد موافق اپنے قاعدہ کے فقہم اوپر اصول کے بابت
 بعد ذریعہ کے

ذریعہ کو پہونچاتے ہیں مثال سلمہ عند محمد
 ابو یوسف و محمد
 اس صورت میں امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال بنت اخ عینی

کو پہونچیکا اور دونوں سنت اخ لام محروم ہو گئی اور امام محمد
 کے نزدیک اول فتم اوپر اخ عینی اور اخت لام کے اس طرح
 کرینگے کہ اخت لام کو باعتبار عد داوس کی فروع کے دو ٹھہرینگے
 پس گویا میں نے ایک اخ عینی اور دو اخت لام چھوڑ دیں
 اور ایسی صورت میں ثلث اختین لام کو پہونچتا ہے اور باقی
 اخ عینی کو پس سنت اخ عینی کو ثلثان پہونچینگے جو اون کی
 اصل کو پہونچے تھے اور بنتین اخت لام کو ثلث پہونچیکا جو
 اون کی اصل کا حصہ تھا اور اصل مسئلہ سے ہوگا اور بسبب
 انکار واحد کے اوپر بنتین اخت لام کے ہر سے صحیح ہوگی
 صنف رابع کے احکام بھی مثل صنف اول کے ہیں اور وہ اگر
 فقط مان کی طرف کے ہوں یا فقط باپ کی طرف کے تو اوپر
 لکھ کر مثل خط الانثین فتم ہوگی جیسے عم لام اور عمہ لام کہ
 یہ دونوں باپ کی جاسکتے ہیں یا مامون اور خالہ کہ یہ دونوں
 مان کی طرف کے ہیں اور اگر کچھ مان کی طرف کے ہوں اور کچھ
 باپ کی طرف کے تو دو ثلث باپ کی طرف والوں کو پہونچینگے اور
 ایک ثلث مان کی طرف والوں کو مثال۔

حالت
 قوت قرابت ایک جانب والے میں باعث حرمان دوسری
 جانب کے ضعیف کا نہیں پس خالہ عینی کے ساتھ عمہ علانی
 محروم نہ ہوگی بلکہ دو ثلث پاہریگی اور خالہ عینی کو ایک ثلث
 ملے گا البتہ ایک جانب میں قوت قرابت باعث حرمان ضعیف کا

اوسى جانب ميں ہے پس خالہ عینی کے ساتھ خالہ علانی یا عمہ عینی کیساتھ
 عمہ علانی محروم اور اس طرح ایک جانب کا ولد وارث باعث خردمان دونوں
 جانب کے ولد ذی رحم کا نہیں پس نیت عم کیساتھ میں کہ وہ ولد عصبہ ہے
 نیت خال کہ ولد ذی رحم ہے محروم ہونگی اور نیت عم کو بلحاظ قرابت اب
 کے دو ٹکٹ اور نیت خال کو بلحاظ نیت اب عم کے ایک ٹکٹ
 پہونچیکا و اولاد اعمام اور عمت میں اگر دو ایک رہنے کے
 ہوں اور ایک ولد عصبہ ہو مگر قرابت ضعیف رکھتا ہو اور دوسرا
 ولد ذی رحم ہو اور قرابت قویہ رکھتا ہو جیسے ابن عمہ عینی اور
 نیت عم لاب ایسی صورت میں موافق ظاہر الروایت کی ترجیح
 باعتبار قرابت کے ہے اور ولد عصبہ ہونے کو اعتبار نہیں۔
 پس سب مال ابن عمہ عینی کو پہونچیکا اور نیت عم لاب محروم پہیلی
 (۲۲۳۸) شراح اسے کہتے ہیں کہ کوئی وارث اپنے حصہ
 کے بدلے کچھ لیکے تقسیم سے علیحدہ ہو جائے۔ اگر صلح کرے کوئی
 وارث کسی چیز پر تو تصحیح میں سے اس کے حصہ کو نکالنا چاہیے
 مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی وارث اس طرح چاہے اتنا وارثوں
 کے مصالح کرے کہ مجھے غلامی چیز سے دو یا اوتنے روپے
 دید و تو مجھے حصہ سے کچھ کام نہیں میں نے اپنا حصہ بدلے اس
 چیز یا روپیوں کے چھوڑا تو ایسی صورت میں وہ چیز خاص یا اس
 قدر رعبہ اوسى ترکہ میں سے دیدینا چاہیے اور تصحیح مسئلہ میت
 کی بشمول اس کے کر کے اوس میں سے اس کے حصہ کو نکالالہ الین
 اور باقی ترکہ کو بلقی سهام پر تقسیم کریں مثال۔

مسئلہ
زوجہ

ام

م

زوجہ نے اس طرح صلح کی کہ منجملہ متروکات شوہر کے ایک جوڑی
کڑیوں کی ادسنے لے لی اور اپنے حصہ سے درگزرے پس
مسئلہ کو تصحیح کر کے تصحیح یعنی ۱۲ میں سے ۳ جو حصہ زوجہ تھے۔
نکال دالے باقی رہے ۹ بعد نکال دالے جوڑی کڑیوں کے حصہ
نہ کہ میت کا ہے ادسنے ۹ حصہ کر کے ۷ مان کو دینگے اور ۲ عم کو۔
(۴۲۳۹) مناسخہ اسے کہتے ہیں کہ کوئی وارث قبل تقسیم نہ کرے
مرباعے اور حصہ اور کا ادسنے وارثوں کی طرف منتقل ہو سو
ایسے وارث کے ورثہ اگر وہی ہوں جو میت اول کے وارث
تھے اور طریقہ تقسیم اسکے مرباعے سے متغیر نہ ہو مثلاً

مسئلہ

ابن ابن بنت
کان لم یکن عمرو یکہ بنت
اور عمر و قبل تقسیم نہ کر کے مر گیا اور ادسنے سوا بکراغ
اور سلمیٰ اور منہدہ اختین کے کوئی وارث نہ چھوڑا اور
جس طرح زید کی میراث سب ورثہ پر للذکر مثل حظ الاثین
تقسیم ہوتی تھی ایسے ہی اسکی میراث بنتی ہے تو ایسی صورت
میں اس وارث کے نام کے نیچے لفظ کان لم یکن لکھ دینگے
اور میت اول کے مسئلہ کی تصحیح بغیر شمول اسکے کرینگے جیسا کہ
اس مثال میں کیا ہے اور اگر تقسیم میں تغیر ہوتا ہو جیسے میت

اول ایک ابن ایک زوجہ سے اور ۳ بنت دوسری زوجہ سے
چھوڑے اور ان بنات میں سے کوئی مر جاوے تو میت اول
کی میراث لکڑ کر مثل خط الانثین بٹی تھی اور اسکی میراث اس
طرح نہ بٹے گی بلکہ اسکی دواخت یعنی کوٹھان پہونچنے اور
اخ لاب کو باقی سوا اسکا حکم ایسا ہی ہے جیسے کہ وارث متوفی
سوا ورنہ میت اول کے اور وارث چھوڑے اور تفصیل اس
حکم کی یہ ہے۔

(۲۲۴) اگر کوئی وارث مر جاوے اور سہوڑتر کہ تقسیم نہ ہوا
ہو تو مسئلہ اسکا اس کے وارثوں کے موافق نکالنا چاہیے
بعد اس کے دیکھیں کہ جو کچھ حصہ اوسے اوپر والی میت سے ملا
ہے اس مسئلہ پر مستقیم ہے اور صحیح تقسیم ہو جاتا ہے یا نہیں اگر
صحیح تقسیم ہو جائے تو بہتر ہے کچھ اور عمل کی احتیاج نہیں مثال۔

مسئلہ زید مسئلہ عمرونی یہ

زوجہ	عم	ابن	بنت
۱	۲	۲	۱

عمر وہ ایک وارث زید کا تھا قبل تقسیم ترکہ کر گیا اور اسے ایک ابن اور ایک
بنت وارث چھوڑی موافق ان وارثوں کے اسکی تقسیم مسئلہ
سے ہوئی اور میت اعلیٰ یعنی زید کی تقسیم میں سے بھی اس کے
ہاتھ میں سوتے مواب بہان کچھ اور عمل کی احتیاج نہیں ابن ۲
کو اس تقسیم کے موافق تقسیم کر دینگے ۲ ابن کو دینگے اور ایک بنت کو

فت جو تجھ وارث کا اوپر کی میت سے ایک بطن یا کئی بطنوں
میں ملا ہو اسے مافی الید کہتے ہیں۔ اور جو مافی الید اس وارث
کا اس مسئلہ پر صحیح تقسیم نہ ہو سکے تو دو مال سے خالی نہیں یا مافی
الید میں اور اس تصحیح مسئلہ میں موافقت ہوگی یا مباہرت اگر موافقت
ہو تو وفق مسئلہ کو اور جو مباہرت ہو تو کل مسئلہ کو میت اعلیٰ کے
مسئلہ میں ضرب کریں، اور بھی سب اوپر والے وارثوں کے
سہام میں ضرب کریں۔ سوامیت کے یعنی منجملہ وارثان میت اعلیٰ
کے میت ہذا کے سہام میں کل مسئلہ یا وفق مسئلہ کے ضرب نہوگی
اور میت ہذا کے سب سہام یعنی کل مافی الید کو اس کے وارثوں
کے سہام میں ضرب کریں در صورت ثباین اور وفق مافی الید کو
اس کے وارثوں کے سہام میں ضرب کریں در صورت توافق
حاصل حصہ ہر وارث کا ہوگا اور اس تصحیح مسئلہ اعلیٰ میں سے
جواب بعد ضرب کے قرار پائی ہے مثال۔

زید

مسئلہ

زید زیدہ خاندن بطن منبہ بکر بن بطن صبیہ ولید بن بطن صبیہ سلیم بن بطن صبیہ

مسئلہ $\frac{1}{2}$ $\frac{1}{3}$ $\frac{1}{4}$ $\frac{1}{5}$ $\frac{1}{6}$ $\frac{1}{7}$ $\frac{1}{8}$ $\frac{1}{9}$ $\frac{1}{10}$ $\frac{1}{11}$ $\frac{1}{12}$ $\frac{1}{13}$ $\frac{1}{14}$ $\frac{1}{15}$ $\frac{1}{16}$ $\frac{1}{17}$ $\frac{1}{18}$ $\frac{1}{19}$ $\frac{1}{20}$ $\frac{1}{21}$ $\frac{1}{22}$ $\frac{1}{23}$ $\frac{1}{24}$ $\frac{1}{25}$ $\frac{1}{26}$ $\frac{1}{27}$ $\frac{1}{28}$ $\frac{1}{29}$ $\frac{1}{30}$ $\frac{1}{31}$ $\frac{1}{32}$ $\frac{1}{33}$ $\frac{1}{34}$ $\frac{1}{35}$ $\frac{1}{36}$ $\frac{1}{37}$ $\frac{1}{38}$ $\frac{1}{39}$ $\frac{1}{40}$ $\frac{1}{41}$ $\frac{1}{42}$ $\frac{1}{43}$ $\frac{1}{44}$ $\frac{1}{45}$ $\frac{1}{46}$ $\frac{1}{47}$ $\frac{1}{48}$ $\frac{1}{49}$ $\frac{1}{50}$ $\frac{1}{51}$ $\frac{1}{52}$ $\frac{1}{53}$ $\frac{1}{54}$ $\frac{1}{55}$ $\frac{1}{56}$ $\frac{1}{57}$ $\frac{1}{58}$ $\frac{1}{59}$ $\frac{1}{60}$ $\frac{1}{61}$ $\frac{1}{62}$ $\frac{1}{63}$ $\frac{1}{64}$ $\frac{1}{65}$ $\frac{1}{66}$ $\frac{1}{67}$ $\frac{1}{68}$ $\frac{1}{69}$ $\frac{1}{70}$ $\frac{1}{71}$ $\frac{1}{72}$ $\frac{1}{73}$ $\frac{1}{74}$ $\frac{1}{75}$ $\frac{1}{76}$ $\frac{1}{77}$ $\frac{1}{78}$ $\frac{1}{79}$ $\frac{1}{80}$ $\frac{1}{81}$ $\frac{1}{82}$ $\frac{1}{83}$ $\frac{1}{84}$ $\frac{1}{85}$ $\frac{1}{86}$ $\frac{1}{87}$ $\frac{1}{88}$ $\frac{1}{89}$ $\frac{1}{90}$ $\frac{1}{91}$ $\frac{1}{92}$ $\frac{1}{93}$ $\frac{1}{94}$ $\frac{1}{95}$ $\frac{1}{96}$ $\frac{1}{97}$ $\frac{1}{98}$ $\frac{1}{99}$ $\frac{1}{100}$

اخت یعنی
ولید

مسئلہ

بالنصف ولید

فخیدہ ۱۰

بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
حمیدہ	سعدہ	مجیدہ	صالحہ	اغت
$\frac{1}{5}$	$\frac{1}{5}$	$\frac{1}{5}$	$\frac{1}{5}$	$\frac{1}{5}$

المبلغ

الاح

سندہ	خالہ	سلی	حمیدہ	سعدہ	مجیدہ	صالحہ
۹	۱۸	۲۵	۵	۵	۵	۵

شرح اس مثال کی یہ ہے کہ زید میت اعلیٰ ہے اور سنے ایک زوجہ سندہ اور خالہ ایک بطن سندہ سے اور ولید و بکرو و ابن اور سلی ایک بنت بطن اور زوجہ سے جسکا نام حبیبہ تھا چھوڑے پس مسئلہ اسکا ۸ سے ہوا ایک سندہ کو ملا اور ۱ اولاد پر دو دو بیٹیوں کو اور ایک بیٹی کو منقسم ہو گئے بعد اسکے بیکر قبل تقسیم ترکہ کے مر گیا اور اسنے ولید اخ عینی اور سلی اغت عینی کو وارث چھوڑا سو مسئلہ اسکا ۳ سے ہوا ایک سلی کو پونچا اور ۲ ولید کو پونچے اور اسکے ہاتھ میں میت اعلیٰ سے ۲ تھے اور سین اور اس مسئلہ یعنی ۳ میں بہا بنت ہے پس ۳ کو مسئلہ اولیٰ یعنی ۸ میں ضرب کیا ۲۴ ہوئے اور اسے بطرح سندہ اور خالہ اور ولید اور سلی کے سهام میں ۳ کو ضرب کیا سندہ اور سلی کے ایک ایک کے تین تین اور خالہ اور ولید کے دو دو کے چھ چھ ہو گئے اور اس

میت کے وارثوں کے سهام میں ۲ کو ضرب کیا پس سلی کے ۲ ہو گئے
 اور ولید کے ۴ بعد اسکے ولید مر ۱۱ اور اس کے ۴ بنت چھوڑیں حمیدہ
 سعیدہ مجیدہ صالحہ اور سلمیٰ اخت عینی اور سہرا اور سکاہ سے ہوتا
 ہے ایک ایک حمیدہ وغیرہ چاروں بنت کو اور ۲ سلی کو پہنچنے
 میں اور اس کے پاس تقسیم سابق سے ۱۰ ہیں ۶ بطن اول سے لے
 پائے تھے اور ۲ بطن دوم سے اور ۱۰ ہیں اور ۶ میں توافق ہنصفا
 ہے پس وفق ۶ یعنی ۲ کو مسئلہ اولیٰ اور جمیع سهام وارثان مائیل
 میت نہ این ضرب کیا پس مسئلہ اولیٰ کہ ۲۴ تھا ۷ ہو گیا اور سندہ
 کے ۳ کے ۴ ہو گئے اور خالد کے ۶ کے ۱۸ ہو گئے اور سلمیٰ کے ۲ کے
 ۵ اور بطن ثانی میں سلمیٰ کے ۲ کے ۴ ہو گئے اور میت نہ کی وارثوں
 کے سهام میں وفق مائیل یعنی ۵ کو ضرب کیا پس ایک ایک حمیدہ
 وغیرہ بنات کے پانچ پانچ ہو گئے اور ۲ سلی کے ۱۰ تقسیم تمام
 ہو چکی اور سندہ اور خالد اور سلمیٰ اور حمیدہ سعیدہ مجیدہ صالحہ
 جو زندہ ہیں ان کو اوس قدر جو ان کے زیر تمام مدالاحیاء کے
 نیچے لکھ دیا ہے پہنچتا ہے وفق طریقہ لکھنے فرائض کا یہ ہے کہ
 میت کی مد کھینچ کے اس کے اوپر پہنچیں نام میت کا لکھتے ہیں او
 نیچے اس کے وارثوں کو لکھ کے نیچے ہر ایک کے نام لکھتے ہیں
 اور ذوی الفروض کو مقدم لکھتے ہیں اور قید اس کے عصبات کو
 اس واسطے کہ پہلے ذوی الفروض کو دیکے جو بچے سو عصبات کو پہنچتا
 ہے اور ذوی الفروض میں زوجین کو مقدم لکھتے ہیں اس واسطے
 کہ صورت زوجین انہیں پہلے دیکے باقی میں رد ہوتا ہے اور

لفظ مسئلہ کا سہرے پر مدیت کے لکھ کے اوپر عدد و لکھتے
ہیں اور نیچے ہر وارث کے عدم سہام کا تحریر کرتے ہیں اور
قریب منتهائی مدیت کے لفظ فی یہ لکھ کے بعد اس کے عدد
مانی الید لکھ دیتے ہیں اور اگر مافی الید اور مسئلہ میں بتا رہے ہوں
تو لفظ بتا رہے اور اگر توافق ہو تو لفظ بالنصف یا بالربع یا بالثلث
وغیرہ منہما میں لفظ مسئلہ اور نام بیت کے مرتوم کرتے ہیں
اور جب ضرب سے تغیر ہوتی ہے ایک لکیر عدد مسئلہ کے اوپر
اور عدد سہام وارث کے نیچے کھینچ کے عدد حاصل کو لکھ دیتے
ہیں اور جو شخص اون وارثوں میں مرے اس کے نیچے ایک لکیر
بصورت قوس کے کر دیتے ہیں اور پھر اس کے سہام کی ضرب
نہیں ہوتی اور بعد تمام ہونے بطون کے مد الاحیاء کی کھینچ
کے اس کے نیچے نام اون اشخاص کے جن کے مریکا ذکر نہوا ہو لکھ
کے جو کچھ ہر ایک کو جمیع بطون سے ملا ہو جمع کر کے نیچے اس کے
نام کے لکھ دیتے ہیں بعد اس کے جمیع ارقام زیر الاحیاء کو جمع
کر کے المبلغ کی مد اوپر مد الاحیاء کے کھینچ کے اس کے نیچے تحریر
کرتے ہیں اگر عدد زیر مبلغ اور مسئلہ بیت اعلیٰ مطابق ہوں تو
فرائض صحیح ہی نہیں تو غلط ہے عوز کر کے غلطی نکال دالے
اس کتاب میں واسطے تعلیم طریقہ تحریر فرائض کی مثال اسی
وضع پر لکھی گئی ہے اگر مسئلہ اور مافی الید میں تنازع ہو پس
اگر مسئلہ کثیر ہو تو اس کا حکم موافقت کا ہے اور اگر مافی الید
کثیر ہو تو صورت تنقاست کی ہے اس مسئلہ پر وہ صحیح بیجا بیگا مثال

شہ

سبزو

سندھ

شہ

محمد

۱۲۵

لغ

انخ لام

ام

سبزو

بکر

سبزو

فی ۵۵۵

خالہ

سبزو

سمہ

ابن

۳

ولید

۳

الاحمر

سمہ

سبزو

۲

سبزو

عمر کے مافی الید یعنی ۳ سے مسئلہ اور سکا یعنی ۶ کثیر ہے لہذا
 حکم موافقت جاری کیا اور وفق ۶ یعنی ۲ کو مسئلہ بیت اعلیٰ اور
 او سکے وار لٹون کے سهام میں ضرب کیا پس مسئلہ بیت اعلیٰ ۶
 ہو گیا اور سبزو کے سهام ۲ اور سهام وار ثمان عمر و کو وفق ۳
 یعنی ایک میں ضرب کیا پس چوتھے وہی رہے اور باقی مافی
 الید خالد کا یعنی ۴ او سکے مسئلہ یعنی ۲ سے کثیر ہے لہذا او سکے
 وار لٹون پر صحیح ہٹ گیا

(۲۲۷۱) در بیان مال اور صحیح مسئلہ کی نسبت لحاظ کرنا چاہیے

کہ مہانت بہت یا موافقت اگر مہانت ہو تو کل مال میں اور جو
 موافقت ہو تو دفعہ مالی میں فریق کے حصہ کو ضرب کریں اگر
 حصہ منفریق کا وریانت کرنا منظور ہو تو فرد کے حصہ کو ضرب
 کریں اگر حصہ فرد کا وریانت کرنا منظور ہو حاصل ضرب کو درصوت
 تیان کل تصحیح پر اور درصوت توافق و تفصح پر منت کریں۔
 خارج منت حصہ دونوں کا ہے یعنی حصہ منفریق کا ہے مال میں
 سے اگر فریق کے حصہ کو ضرب کیا اور حصہ فرد کا ہے اگر حصہ
 فرد کو ضرب کیا اور جو مال میں کسر ہو تو مال اور تصحیح دونوں
 کو کسر کر لیں مطلب یہ ہے کہ جو کچھ مال میں نے چھوڑا ہوا
 عثم دراہم یا دنانیر اور مال کہ حساب ان کا بھی باعتبار قیمت ہو سکی
 دراہم اور دنانیر سے ہوتا ہے یہاں تک کہ اس مال کی
 اور عد تصحیح مسئلہ منت کے اگر مہانت ہو اور حصہ ایک فریق
 کا منجملہ وارثان منت کے وریانت کرنا منظور ہو مثلاً نبات کا
 یا اعمام کا تو حصہ منفریق کو کل عد و مال میں ضرب کریں اور
 حاصل کو کل عد تصحیح پر منت کریں خارج منت حصہ اوس فریق
 کا ہوگا اور اگر حصہ ایک فرد کا وریانت کرنا منظور ہو مثلاً ایک
 بنت کا یا ایک عثم کا تو اوس فرد کے حصہ کو کل مال میں ضرب
 کریں اور حاصل ضرب کو کل تصحیح پر منت کریں خارج منت حصہ اوس
 فرد کا ہوگا مثال۔

مثلاً ۲ بنت ۲ عثم ۲ زک ۲ دینار

سو صحیح اور مال میں مبالغہ است ہے اور منظور دریافت کرنا حصہ
 ایک فریق کا مثلاً بنٹین کا ہے پس اس کے حصہ یعنی ۴ کو کل مال
 یعنی ۷ میں ضرب کیا ۴ ہوئی اس کو کل یعنی ۷ پر قسمت
 کیا خارج قسمت ۴ اور دو ٹکٹ ہے وہی حصہ ہے بنٹین کا مال
 سے یعنی ۷ دینار میں سے بنٹین کو ۴ دینار اور دو ٹکٹ دینار
 ہو چکے ہیں اور اگر دولون غم کا حصہ دریافت کرنا منظور
 ہو ۲ کو ۷ میں ضرب کریں پھر حاصل یعنی ۴ کو ۷ پر قسمت کریں
 خارج قسمت یعنی ۲ اور ایک ٹکٹ حصہ عمید کا ہے اور اگر حصہ
 ایک فرد کا مثلاً ایک بنت کا دریافت کرنا منظور ہو تو ۲ کو کہ اس کا
 حصہ ہے ۷ میں ضرب کر کے حاصل یعنی ۴ کو ۷ پر قسمت کریں
 پس خارج قسمت یعنی ۲ اور ایک ٹکٹ دینار حصہ اس کا ہے و علی
 ہذا القیاس اور اگر نیما میں عدد مال اور عدد صحیح کی ہو وقت
 ہو اور حصہ ایک فریق دریافت کرنا منظور ہو تو اس فریق
 کے حصہ کو وفق مال میں ضرب کریں اور حاصل کو وفق صحیح پر
 قسمت کریں خارج قسمت حصہ اس فریق کا ہوگا اور اگر حصہ
 ایک فرد کا دریافت کرنا منظور ہو تو اس فرد کے حصہ کو وفق
 مال میں ضرب کر کے حاصل کو وفق صحیح پر قسمت کریں خارج
 قسمت حصہ اس فرد کا ہوگا مثال وہی اوپر والی مثال ہے
 جب کہ ترکہ ۱۰ دینار ہو پس صحیح اور مال میں توافق بالنصف
 ہے پس اگر حصہ بنٹین کا دریافت کرنا منظور ہو ۴ کو ۷ میں کہ
 اس کا وفق ہے ضرب کریں اور حاصل یعنی ۴ کو ۷ پر قسمت کریں

خارج مثبت یعنی ۶ اور دو ٹلٹ دنیا حصہ بنتیں گے ۱۰ اور ۱۰
 میں سے اور اسی قیاس پر حصہ عین کا یا جس میں شہد کا چاہیں
 نکال لیں اور اگر مال میں کسر ہو تو مال اور صحیح کو پہلی کسر
 کر لیں یعنی جو کسر ترکہ میں ہو اسی کسر کی جنس سے نہ صحیح
 ترکہ کا اور بھی نہ صحیح کو کر لیں اور یہ اس کسر کر لیتے
 کے جو عدد دو وزن میں حاصل ہوا وہ دو وزن کا یا ہم نسبت
 لحاظ کر کے عمل کریں ۶ صحیح کو از جنس کسر کر لیا اسی
 اصطلاح حساب میں تجنیس کہتے ہیں اور اس سے جو حاصل
 ہوا اسے جنس کہتے ہیں اور طریقہ تجنیس کا یہ ہے کہ جس نہ
 صحیح کا از جنس کسر کرنا منظور ہوا اسے اس کسر کے صحیح
 میں ضرب کریں پس اگر اس عدد صحیح کے ساتھ کوئی کسر
 نہیں تو غلطی ہی حاصل ضرب محض اوسکا ہے اور اگر کوئی
 کسر ہے تو اس حاصل ضرب پر عدد کسر کو بڑھالیں مثلاً مثال مذکور
 میں اگر ترکہ ساڑھے دیتا رہو تو محض صحیح کا ۱۲ ہو گا اور جنس ترکہ
 کا ۱۱۳ واسطے کہ کسر بیان پر نصف ہے جب اس کے صحیح
 یعنی ۲ میں ۶ کو ضرب کیا ۱۲ ہوئی اور صحیح میں ۶ کے ساتھ کوئی
 کسر نہیں پس یہی ۱۲ اوسکا محض ہے اور عدد ترکہ بھی ۶ ہے
 اوس سے بھی ۱۲ حاصل ہوئی لیکن اس کے ساتھ کسر ہے یعنی
 ایک نصف لہذا عدد کسر کو کہ ایک نصف تھا اوس پر بڑھایا ۱۳
 ہوئے پھر نسبت کو ما بین ۱۲ اور ۱۳ کے لحاظ کیا بتا میں پایا پس
 واسطے دریافت کرنے حصہ عین کے ۲ کو ۱۳ میں ضرب کریں گے

اور حاصل یعنی ۲۶ کو ۱۲ پر قسمت کرینگے خارج قسمت یعنی ۲ اور
ایک سدس حصہ عین کا ہے اور واسطے دریافت کرنے حصہ
بنتین کے ۴ کو ۳۱ میں ضرب کریں گے اور حاصل یعنی ۵۲ کو
۱۲ پر قسمت کرینگے خارج قسمت یعنی ۴ اور ایک ثلث حصہ بنتین
کا ہے اور اس بطرح حصہ ہر فرد کا بھی نکال لیں اور اگر ترکہ
۱۰ دینار اور دو ثلث ہو تو مجلس ترکہ کا ۳۲ ہو گا اور مجلس صحیح
کا ۱۸ اور ان دونوں میں موافقت بالنصف ہے پس واسطہ
دریافت کرنے حصہ عین کے ۲ کو وقف ۳۲ یعنی ۱۶ میں ضرب
کریں گے پھر حاصل یعنی ۳۲ کو وقف ۱۸ یعنی ۹ پر قسمت کریں گے
خارج قسمت یعنی ۳ اور ایک ثلث اور دو شفع حصہ عین کا ہے
اور واسطہ دریافت کرنے حصہ بنتین کے ۴ کو ۱۶ میں ضرب
کریں اور حاصل یعنی ۶۴ کو ۹ پر قسمت کریں خارج قسمت یعنی ۷
دینار اور ایک شفع دینار حصہ بنتین کا ہے اور اس بطرح حصہ
ہر فرد کا نکال لیں

(۲۲۴۲) قرض اور قرض دہندہ مانند حصہ اور وارث
کے ہیں اور مانند تصحیح کے مجموع بہت سے قرضوں کا یعنی اگر
ایک شخص مرے اور ترکہ اتنا چھوڑے کہ سب قرضخواہوں
کا قرض اس سے وصول ہو سکے تو ہر قرض خواہ بمنزلہ
ایک وارث کے قرار دیا جائے اور قرض بمنزلہ سهم وارث
کے اور مجموعہ سب قرضوں کا بمنزلہ تصحیح مسئلہ کے پھر نسبت
درمیان اس مجموع کی اور مال مسترد کے لحاظ کریں اگر

میانیت ہو تو ہر مقرر کے فرض کو کل مال میں ضرب کریں پھر
مجموع دیون کے عدد پر قسمت کریں اور اگر موافقت ہو تو وہی
مال میں ضرب کر کے وہی مجموعہ دیون پر قسمت کریں خارج
قسمت حصہ رسی اوس مقرر کا ہے اوس مال میں مثال

مجموعہ دیون ^۹ زید ترکہ دینار

عمر و مقرر ض خالد مقرر ض بکر مقرر ض
۳ دینار ۴ دینار ۲ دینار

۷ میں اور ۹ میں میانیت ہے لہذا واسطے دریافت حصہ رسی
عمر و کے ۳ کو ۷ میں ضرب کریں گے اور ۲ کو ۹ پر قسمت کریں گے
پس خارج قسمت یعنی ۲ اور ایک ثلث دینار حصہ رسی عمر و کا
نظیکاً اور جب چار کو ۷ میں ضرب کر کے حاصل یعنی ۲۸ کو ۹ پر
قسمت کریں گے خارج قسمت یعنی ۳ اور ایک شیع دینار حصہ رسی
خالد کا نظیکاً اور جب ۲ کو ۷ میں ضرب کر کے ۱۴ کو ۹ پر قسمت
کریں گے خارج قسمت یعنی ایک اور ایک ثلث اور دو شیع دینار
حصہ رسی بکر کا نظیکاً اور اسی مثال میں اگر مال ۶ دینار ہو تو
صحیح یعنی ۹ کے ساتھ مال کو نسبت موافقت بالثلث ہے تو
ہر مقرر کو ۲ میں کہ وہی مال ہے ضرب کریں گے اور حاصل
کو ۳ پر کہ وہی مجموعہ دیون ہے قسمت کریں گے خارج قسمت حصہ
رسی ہو گا پس حصہ رسی عمر و کا ۲ دینار اور خالد کا دو
اور دو ثلث دینار اور بکر کا ایک اور ایک ثلث دینار نظیکاً

(۳۳۳) ضنی او سے کہتے ہیں جو عضو مردی اور عضوی زن
 دونوں رکھتا ہو یا دونوں میں سے ایک بھی نہ رکھتا ہو پھر اگر کسی
 طرح پر جانب مردی یا زنی غالب ہو جائے مثلاً آلہ مردی سے
 پیشاب کرے اور آلہ زنی سے نہ کرے یا بالکس یا مردوں کی
 طرح وطی کرے یا عورتوں کی طرح وطی کرے یا کسی اور طرح
 سے تو جس جانب کا غلبہ پایا جاوے وہی ٹھہر لگیا اور اگر کوئی
 جانب غالب نہ ہو مثلاً دونوں عضو سے پیشاب کرے یا کوئی عضو
 نہ رکھتا ہو اور پیشاب کی جگہ ایک سو راخ ہو کہ کسی عضو کی ہیٹ
 پر نہیں تو وہ جنٹنی مشکل ہے۔ ضنی کو اگر مشکل ہو وہ قرار دینگے
 جو صورت نقصان کی ہو یعنی اگر مرد ٹھہرانے سے او سے کم ملے
 یا کچھ نہ ملے تو او سے مرد ٹھہرانے اور جو عورت ٹھہرانے سے
 او سے کم ملے یا کچھ نہ ملے تو او سے عورت ٹھہرانے اور اگر
 مشکل نہ تو برابر ہے سبھوں کے اگر غلبہ جانب مردی کا ہے
 سب مردوں کی برابر او سے میراث ملے گی اور اگر غلبہ جانب زنی
 کا ہے تو سب عورتوں کی برابر مثال او کی کہ عورت ٹھہرانے
 ضنی کو کم ملے یہ مسئلہ

بیان ضنی کو نیت ٹھہرانے کے مثال او کی کہ عورت قرار دے اسے ضنی
 کو کچھ نہ ملے یہ مسئلہ

بیان اگر جنٹنی کو نیت ٹھہراوین وہ بھی ایک این عم ہو اور اسکو
 مثل این عم اول کی میراث ملے اور جو مونٹ ٹھہراوین وہ نیت
 عم ہو اور نیت عم ذوی الارحام سے ہے او سے ساتھ این عم کے

کہ عصبہ سے کچھ نہیں ملتا پس ختنی کو بیان مونث قرار دینگے۔
مثال اسکی کہ مذکر ٹھہرانے سے ختنی کو کم ملے۔
مسئلہ

زوج ام اخت لام ختنی لاب

۳ ۱ ۱ ۲
بیان ختنی کو مذکر قرار دیا پس وہ اخ لاب عصبہ ہوا اور اسکو
ایک جو اصحاب فرائض سے بچ رہا تھا پہونچا اور اگر اسے مونث
قرار دیں وہ اخت لاب ذی منرض قرار پاوے مستحق نصف
کی اور مسئلہ ۱ کی طرف عمل کرے اور او سمین سے ۳ او سے
پہونچیں پس بیان مذکر ٹھہرانے میں ختنی کا نقصان ہے لہذا
وہ مذکر قرار پایا مثال اسکی کہ مذکر ٹھہرانے سے ختنی کو کچھ ملے
مسئلہ

زوج اخت عینی ختنی لاب

۳ ۳ ۴
اس مسئلہ میں اگر ختنی کو عورت قرار دیں وہ اخت لاب
ذی منرض ہوگی سدس پاوے اور مسئلہ ۱ سے بطور عمل
کے ہو جائے اور جو مذکر قرار دیں تو وہ اخ لاب عصبہ ہوا اور
ذوی الفروض سے جب کچھ نہ بچے عصبہ محروم رہتا ہے اسکی
لیے عمل نہیں ہوتا لہذا ختنی بیان مذکر ٹھہرا
(۲۲۲۲) حصہ حل کے واسطے رکھ چھوڑ دیں جو زیادہ ہر اگر
مرد کا حصہ زیادہ ہو تو بقدر حصہ مرد کے اور اگر عورت کا حصہ

زیادہ ہو تو بقدر حصہ عورت کے مثال مرد کے حصہ زیادہ ہو سکتی۔
مسئلہ

حاصل

ابن

بیان اگر حل کو مذکر ٹھہراوین تو اوستہ نصف ترکہ ملے اور اگر
مونث ٹھہراوین تو ثلث لہذا وہ حصہ یعنی نصف ترکہ رکھ چھوڑینگے
مثال عورت کے حصہ زیادہ ہونے کی۔

مسئلہ

حل از اب

اخت لام

ام

زوج

بیان حل کو اگر مونث ٹھہراوین تو وہ اخت لاب ہو اصحاب فرائض
میں مستحق نصف کی اور مسئلہ ۱ سے ہوا اور اگر مذکر ٹھہراوین
اخت لاب ہو عصبہ مستحق باقی کا اصحاب فرائض سے یعنی ایک کا
بین سے پس مونث کا حصہ رکھ چھوڑینگے یعنی ۱ سے مسئلہ کر کے
اوسمیں سے ۳ رکھ چھوڑینگے۔ لیکن خاصن لے لیا جا ہے یہ بات
کے لیے کہ اگر حل ایک سے زیادہ متولد ہو مثلاً دو ابن پیدا ہوں
یا دو بنت تو استحقاق اون کا اوس قدر سے جو رکھ چھوڑا گیا ہو
زیادہ ہو گا پس خاصن کنیل ہو اس امر کا کہ جب قدر اوستہ استحقاق
حل کا ہو گا وارثوں سے بین واپس کرادون گا۔ اگر مستحق
اوس حصہ کا پیدا ہو تو بتر ہے اپنا حصہ لے لے اور اگر وہ
نہ پیدا ہو بلکہ کم والا پیدا ہو مثلاً حصہ ابن کا رکھا گیا تھا اور بنت

پیدا ہونے کی وجہ سے ریت کا حق ہے اسے دیکھ باقی وارثوں
کو اتفاق اوتے حصص کے ویدین اور اس طرح اگر ایسا شخص پیدا ہو
کہ اسے کچھ نہ ملتا ہو مثلاً ابن اللخ کے لیے رکھ چھوڑا تھا اور ریت
اللخ پیدا ہوئی اس میں۔

مثلاً

زوجه ابن اللخ حل من اخ

پس یہ کل حصہ وارثوں پر منقسم ہو جائے گا اور اس مولو کو کچھ
نہ ملے گا۔

(۲۳۷۵) حل جو میت سے ہو اگر اکثریت تک پیدا ہو تو وارث
ہے اس میت کی اسے میراث ملے گی اور جو مورث ہے یعنی
اگر بعد پیدا ہونے کے مر جائے تو اس سے اور لوگوں کو اعتبار
اسی قرابت کے میراث ملیگی اور جو اکثریت سے زیادہ پر پیدا
ہو تو وارث ہوگا اس میت کا اور نہ اس قرابت سے مورث
ہوگا اکثریت حل کی دو برسی اگر دو برس تک بعد موت
ایک شخص کے اسکی زوجہ سے لڑکا پیدا ہو تو سکا نسب اس میت
سے ثابت ہوگا یعنی وہ اس میت کا بیٹا قرار پاوے گا پس اسکو
اس میت سے میراث ملیگی اور باعتبار اس قرابت کے اور وٹکو
اس سے میراث ملیگی اور جو بعد زیادہ مدت کے دو برس سے
پیدا ہو تو اسکا نسب اس میت سے ثابت نہ ہوگا نہ اسے میت
سے میراث ملیگی اور نہ اس سے باعتبار اس قرابت کے کسی اور کو

میراث یلگی۔

(۴۲۷۶) حل غیر میت کا جو اقل مدت حل پر پیدا ہو میراث پاوے نہ جو اقل سے زیادہ پر پیدا ہوا اقل مدت حل کی جہننے بین پس اگر ایک شخص مرے اور اسکے بھائی کی زوجہ حاملہ ہو اور سختی اسکی میراث کی اولاد داغ ہوں اگر چھ جہننے پر یا چھ جہننے کے اندر بعد مرنے اس شخص کے وضع حل ہو تو وہ اس میت سے میراث پاوے گا اور جو چھ جہننے سے زیادہ پر پیدا ہو تو اسے اس میت سے میراث نلگی

(۴۲۷۷) لڑکا اگر پیر اور ناف یا سر اور سینہ زندہ پیدا ہو اور مر گیا تو وارث ہے لڑکا یا سید یا پیدا ہوتا ہے کہ پہلی اور سکا سر نکلے پھر باقی بدن یا اولٹا پیدا ہوتا ہے پہلے پاؤں نکلے بین پھر باقی بدن پس اگر پیدا ہو بین لڑکا مر گیا تو اسکا یہ حکم ہے کہ اگر سید یا پیدا ہوا اور سینہ نکلے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا اور اگر اولٹا پیدا ہوا اور ناف نکلے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا اور اگر پہلی صورت میں فقط سر نکلے ہی تک زندہ تھا اور سینہ نکلے ہی پہلے مر گیا اور دوسری صورت میں پاؤں نکلے تک زندہ تھا ناف نکلے سے پہلے مر گیا تو وارث نہ ہوگا و اس کے وارث قرار دینے پر یہ اثر مترتب ہے کہ جو حصہ اس کے لیے موقوف ہوگا اسے پہنچ کر اسکا متروکہ بھائی کے وارثوں پر تقسیم ہوگا اور جب وارث نہ ٹھہریگا تو وہ حصہ موقوف اگلی میت کے وارثوں پر مترتب ہو جائیگا اور باعتبار سهام اولیاء کے

اوس میت سے اوپر منقسم ہو جائیگا۔
(۲۲۷۸) مفقود اوس سے کئے گئے جو گھر سے چلا جائے اور
اوس کے بچے مرے کی کچھ خبر نہ معلوم ہو۔

(۲۲۷۹) مال مفقود کا موطل رہے تو وہ برس تک اوسکی
پدائش سے یعنی جو شخص مفقود ہو گیا ہو جب تک اوس کے پیدا
ہونے سے نو برس نگزین اوسکا مال رکھا رہے تقسیم نہیں
اگر ۴ برس کی عمر میں مفقود ہوا ۵ برس اور اوسکا مال رکھا
رہے اور اگر ۳ برس کی عمر میں مفقود ہوا ۶ برس اور اگر
مال رکھا رہے و علی هذا القیاس۔ ایسے ہی حصہ اوسکا غیر موطل
رہے یعنی جب تک نو برس مفقود کی ولادت سے نگزین جو
کچھ اوسکو کسی مورث سے کہ ایام غیبت اوس کے میں مرے حصہ
پہنچے وہ بھی موطل رکھا رہے۔ یعنی مفقود نو برس تک اپنی مال
میں حکم زندہ کا رکھتا ہے اور نسبت حصہ کی جو اوس کے لیے غیر
اسکی میراث میں سے موطل رکھا جائے حکم مردے کا رکھتا ہے پس
مال اوسکا ملے مال کے وارث کو اور حصہ پھر جائے اوپر والے
وارث کو یعنی جب کہ نو برس گزے جائیں حکم موت مفقود کا
کیا جائے اب میراث اوسکی اور وارثوں کو لیکر جو حال میں
موجود ہیں اور جو اس سے پہلے مر گئے اور کو میراث ملے گی۔
اس واسطے کہ یہ مفقود کی نو برس تک مفقود کی ولادت
سے اوسے حکم زندہ کا ہے اپنے مال میں پہنچ لوگ کہ اس عرصہ
میں مرے گویا اوسکی حیات میں مرے اور جو حصہ اوسکی واسطے

کسی مورث سے معطل رکھا گیا وہ واپس ہو جائے گا اور سنی مورث کے وارثوں پر مفقود کے وارثوں کو اوس میں سے کچھ نلیگا اس واسطے کہ اوس حصہ کی نسبت مفقود کو ایام غیبت میں حکم مردے کا ہے پس گویا کہ وہ مورث بحالت موت مفقود کے وارث (۲۲۵) مرتد یعنی وہ کہ دین اسلام سے پھر گیا ہو کسی کا وارث نہیں ہوتا نہ مسلمان کا نہ دوسرے مرتد کا نہ کافر کا مگر یہ کہ ایک ملک کے سب لوگ مرتد ہو جائیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہونگے ملک سے مراد یہ ہے کہ ایک بستی یا ایک پرگنہ یا ایک ضلع کے سب لوگ مرتد ہو جائیں (۲۲۵۱) مال عورت مرتدہ کا مطلقاً اور مال مرد مرتد کا جو اسنے حاصل کیا ہو حالت اسلام میں اوسکے ورثہ مسلمین کو پہنچے گا اور جو ایسا نہ ہو یعنی مال مرتد کا جو اسنے حالت ارتداد میں حاصل کیا ہو حق ہے عوام مسلمین کا یعنی بیت المال میں رکھا جائے اور مصالح مسلمین میں صرف ہو ف مرتد جب دارالاسلام سے چلا جائے اور دارالحرب میں جا رہے اور قاضی حکم کر دے اس بات کا کہ وہ دارالحرب میں جا ملا ایمان سے بے علاقہ ہو گیا پس گویا کہ وہ مر گیا اوس وقت سب احکام موت کے جاری ہو جائیں گے اور اوسکا مال اوسکے ورثہ مسلمین کو حسب شرح صدر پہنچے گا۔ مرتدہ کے شوہر کو میراث اوسکے مال میں نہیں ملتی اس واسطے کہ بجز وارثانہ کے وہ اپنے شوہر سے باہن ہو گئی اوسکی زوجہ نہ رہی پس بوقت موت یا حقوق بدارالحرب وہ اوسکا رقوم نہیں

کہ میراث پائے۔

(۲۳۵۴) جن مسلمانوں کو کہ کفار دارالحرب کو اسیر کر کے لیجاویں اور پھر ان کا حال کچھ معلوم نہ ہو سکے ان کا مثل مفقود کے ہے اور اگر حال معلوم ہو تو مثل سب مسلمانوں کے ہے۔

کتاب الحبیات

یہ کتاب ہے مسائل خیایات میں

(۲۲۵۳) خیایات لغت عرب میں نام ہے بڑے کام کرنیکا اور اصطلاح شریع میں نام ہے اوس فعل حرام کا جو جان یا مال میں واقع ہو۔ اس تعریف میں چوری قتل غصب اور دوسرے جرم بدنی و مالی داخل ہیں لیکن فقہانے اپنی اصطلاح خیایات خاص کر لی ہے اوس فعل ممنوع کے ساتھ جو جان اور اطراف یعنی ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھ میں واقع ہو اور غصب اور سرقہ وغیرہ خاص کیا ہے اوس فعل حرام کے ساتھ جو مال میں واقع ہو۔

(۲۲۵۴) خیایات علی النفس کو قتل اور خیایات علی الاطراف کو قطع کہتے ہیں۔

(۲۲۵۵) قتل عبارت ہے اوس فعل سے جو عہد کی جگہ مصافحہ ہو اور اس کے سبب سے دوسرے کی زندگی زائل ہو جائے زوال حیات یا فعل عبد مسمی ہوت ہے کذا فی الزیلعی والشمسی۔

(۲۲۵۶) وہ قتل جس سے قصاص اور دیت اور کفارہ اور گناہ اور حرمان ارث مثل ہے پانچ قسم کا ہے قتل عمد شہید عمد

خطا جاری مجرا فی خطا قتل بالسبب ورنہ اقسام قتل کے پہلے
ہیں چنانچہ سنگسار کرنا زانی کا اور سولی دینا قطع الطریق کا اور
قتل کرنا باغ و رکاب۔

(۲۲۵) قتل عمد وہ ہے کہ آدمی کے ماریکا قصہ کیا جائے
یا واسطے کسی ہتیار کے جو اس کے اجزائے بدن کو بھاڑ دے اسلئے اور
وہ ضرب آدمی کے بدن میں کسی جگہ لگے (چنانچہ آلات خفگی
اور بھاری وزنی چیز لوہے کی کذا فی الجوہرہ) یا بواسطے کسی
لوہدار بارہ والی چیز کے قتل قتل میں (چنانچہ تیز لکڑی یا فاس
نر قتل کا تیز چھکا شیشہ پتھر سولی کذا فی البرہان) یا بواسطے
آگ کے کیونکہ آگ بھی جسم پہاڑ دیتی ہے اور عمل فوج کرتی ہے
بشرطیکہ قاتل یا قاتل بالغ ہو۔ خلاصہ قتل عمد وہ ہے جس میں بقصد
ضرب ہو سلاح یا جاری مجرا فی سلاح سے تفریق اجزائے بدن کذا فی
اکثر المنون عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ خلافاً للصاحبین وائمہ
الثلاثہ کہ اونکے نزدیک کسی شخص کو قصہ ادا ہو جس سے مارنا
جسکی ضرب اور کھانگی بدن انسان کو طاعت نہ ہو (چنانچہ ایک
بڑی لکڑی سے کسی کو مارنا) قتل عمد ہے بجملة امام کے کہ
اونکے نزدیک شبیہ عمد ہے اور موجب قتل عمد کا عین قصاص
ہے بلا لزوم قال یعنی قتل عمد میں قصاص واجب ہے بشرطیکہ
قاتل اور مقتول میں قصاص تلجائیکا شبہ نہ ہو مثلاً ولادت
یا ملک یا اذن مستول واسطے قتل کے خلافاً للناس فی اونکے
نزدیک قصاص غیر متین ہے بلکہ وارث مقتول مختار ہے قصاص

اور خون بہا لینے میں لیکن ورنہ رشتہ منقطع ہو کر جائز ہے کیونکہ قصاص
معاذ کر دین یا بعوض قصاص کے مال پر مسلح کر لین خواہ مال
تھوڑا ہو یا بہت طبع دیت سے ہو یا نہ ہو حال ہو یا موجد کذا فی
الجوہرہ۔ اور حسد مان ہے ارث مقتول سے

(۲۲۵۱) ایک شخص نے تھور گرم کیا اور کسی آدمی کو اوس میں
گرا دیا یا ایسی جلتی آگ میں ڈال دیا جس میں سے وہ نکل نہیں سکتا تو
قاتل پر قصاص ہے خواہ وہ شخص اوسی روز مر جائے یا مرتے دم
تک صاحب فرائض رہے لیکن اگر چلتا پھرتا رہیگا اور پھر مر جائیگا
تو قصاص ساقط ہو جائیگا کذا فی النسخ الفقار لیکن مجتبیٰ میں ہے کہ
اگر تھور گرم ہوا اور اوس میں آگ نہ ہو اور کوئی ڈال دیا جائے
اور مر جائے تو بھی قصاص واجب ہے

(۲۲۵۲) قتل شبہ عمدہ ہے جس میں بعد ضرب ہو اوس
خیز سلاح نہ ہو اور نہ قایم مقام سلاح ہو خواہ ہلاکت اوس سے
قائمت الواقع ہو (چنانچہ سنگ عظیم۔ لہر موسل دھولی کا)
یا نہ ہو (چنانچہ لٹیا) اور موجب شبہ عمدہ کا گناہ اور کفارہ ہی
اور دیت منغلط مددگار ان و برداران قاتل پر اور حسد مان ہی
ارث مقتول سے اور شبہ عمدہ میں قصاص واجب نہیں ہے مگر
جب کہ قاتل سے قتل شبہ عمدہ مرتبہ واقع ہوا ہو تو حاکم
مسلمان کو بطریق سیاست اسکا قتل کرنا جائز ہے کذا فی
الاضیاء لیکن شبہ عمدہ سوائے جان کے اطاعت یعنی پاسخ
بالنوں وغیرہ میں عمدہ ہے اور قصاص کا موجب ہے یعنی تلافی

نفس باختلاف آله مختلف ہوتا ہے اور ماورائے نفس مختلف نہیں ہوتا مثلاً عصا کے کبیر مثل نفس کا آله نہیں ہے لیکن ہاتھ پائون توڑنیکا البتہ آله ہے تو اگر عصا وغیرہ سے ہاتھ پائون تلف ہوگا تو اوسین کفارہ اور دیت نہیں بلکہ قصاص واجب ہو یومی فاعل کا بھی ہاتھ پائون توڑا جاویگا (دیت منقطع عبارت ہے سواونٹ کے دینے سے جنہیں سے ۲۵ یکسالہ اور ۴۰ دو سالہ اور ۲۵ سے سالہ اور ۴۰ چار سالہ ہوں)

(۲۲۶۰) قتل خطا وہ ہے جس میں بوجہ چوک اور غلطی کے قتل ہو اسکی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ فاعل کے گمان میں خطا اور چوک ہو مثلاً فاعل نے تیر مارا ایک شخص کو شکریا کا فخر خربی یا مرتد جانکر اور ناگمان وہ آدمی یا مسلمان لکھا دوسرے یہ کہ خطا نفس فعل میں واقع ہو مثلاً تیر مارا نشانہ یا شکریا کو اور کسی آدمی کے لگ گیا یا کسی نشانہ پر مارا اور لگ نہ پلنگے یا بڑبکھری آدمی کے لگ گیا یا ارادہ کیا ایک شخص کے ہاتھ پر مارنیکا اور دوسرے کی گردن میں جا لگا اگر شخص اول کی گردن پر لگے گا تو قتل عمد ہوگا یا ارادہ کیا ایک شخص کے مارنیکا اور وہ دیوار میں لگا اور دیوار سے پلٹ کر دوسرے آدمی کے جا لگا یا ایک شخص کے ہاتھ سے لکڑی یا اینٹ چھوٹ پڑی اور اس کے صدر سے کوئی مر گیا۔ یا ارادہ کیا اُچی کے مارنیکا اور وہ دوسرے کے جا لگا

(۲۲۶۱) موجب قتل خطا کا کفارہ اور گناہ کم از گناہ قتل عمد ہے اور دیت ہے مددگار قاتل پر اور جس پر مان ہے ارش

مقتول سے

(۲۲۶۲) قتل جاری مجرانی خطا وہ ہے جو درحقیقت خطا نہ ہو بلکہ بمنزلہ خطا کے ہو مثلاً کوئی شخص بلند چوڑا یا بلند سخت یا بخت کے کنارے پر سوتا ہے سو کر وہ بدلتے ہیں اوپر سے گر گیا اور نیچے کا آدمی دیکر مر گیا تو ناایم قتل غلطی کے معذور ہے تو یہ قتل خطا نہیں بلکہ بمنزلہ خطا کے ہے یا ایک شخص جانور پر سوار تھا سو جانور نے دوسرے آدمی کو کچل کر مار ڈالا اور موجب اسکا بھی کفارہ۔ اور گناہ اور حرمان ارث مقتول اور ویت

ہے مددگار ان فاعل پر

(۲۲۶۳) قتل بالسبب وہ ہے کہ فاعل ایسے اسباب کا باعث ہو جس سے اور لوگ قتل ہو جائیں مثلاً کوئی شخص کنوان کہو کا یا لٹھا یا اینٹ پتھر ملک غیر میں پلا اذن حاکم والدے اور اس میں کوئی گڑبگ یا اون سے ٹکرا کر مر جائے جو شخص جان پوچھ کر کنوین میں گر پڑا تو کہو والے والا قاتل منوگا اور موجب قتل بالسبب صرف ویت ہے مددگار ان فاعل پر نہ حرمان ارث مقتول سے۔

(۲۲۶۴) ہر انسان محفوظ الدم دائمی کے عہد سے قود (قود بالتحریک قاتل کو قتل کرنا بدلے مقتول کے) یعنی قصاص واجب ہے یعنی جو مقتول کہ نظر قاتل داتا محفوظ الدم ہے اسکی خونریزی قاتل کو کہیں مباح نہیں بلکہ اس کے قتل عہد سے قصاص (قصاص بہ کہ فاعل کے ساتھ وہ فعل کیا جائے جو اسے مقتول کیساتھ

کیا خواہ وہ فعل قتل ہو یا قطع عضو یا ضرب یا جرح است (واجب ہے) امراد محفوظ الدم سے یہ ہے کہ بنظر اوس کے قاتل سے خون اوس کا محفوظ ہے (محفوظ الدم کی قید سے مباح الدم سے احتراز ہے) یہی نامی محصن اور حری اور مرد اور دوام کی تہہ سے متاسن سے احتراز ہوا یعنی اوس کا خون تا قیام دلائل سلام محفوظ ہے نہ ہمیشہ پس ظاہر ہوا کہ وہ انسان محفوظ ہے مسلمان اور ذمی ہیں کہ جو اون کو عمدہ قتل کرے گا وہ اوس کے بدلے مقتول ہوگا بشرطیکہ قاتل عاقل بالغ ہو کیونکہ مخفیہ مجنون کے واسطے عذر نہیں۔

(۲۲۶۵) قاتل پر حکم قصاص ہوا پھر وہ قبل سے دگی وایمان مقتول کے دیوانہ ہو گیا تو قصاص بد لکر دیت ہو جائیگا اور اگر بعد سے دگی کے دیوانہ ہوا تو قصاص ساقط نہ ہوگا کذا فی البرزازیہ و المنہج۔

(۲۲۶۶) قاتل کیا اوس قاتل نے جو کبھی دیوانہ ہو جاتا ہو اور کبھی اوس کو افاقہ ہو جاتا ہے تو حالت افاقہ میں قتل کیا جاویگا لیکن اگر بعد قتل کے مجنون دوامی ہو جائے تو قتل نہ کیا جاویگا اور سحسانا اوس کے مال سے دیتہ واجب ہوگی کذا فی العالمگیریہ

(۲۲۶۷) کسی نے وقف کے غلام کو قتل کیا تو اس میں قصاص نہیں بصلحت مداعات وقف بلکہ قاتل سے اوسکی میت لیا جائے اور دوسرا غلام وقف کے واسطے خرید

کیا جائے۔

(۲۳۶۸) قتل کیا جاتا ہے آزادیدے آزاد اور عورت اور غلام کے بجز غلام وقت کے خلافاً للشافعی (کہ اونکے نزدیک یدے غلام کے قتل نہ ہوگا بلکہ اوسکی میت عاید ہوگی)

اور ہوشیار یدے دیوانہ کے اور بالغ یدے صغیر کے اور صحیح البدن آنکھ والا یدے اندھے طویل المرض ناقص الاطراف یعنی لو لے لنگڑے کے اور شروع یدے اپنے اصول کے اگرچہ اصل بید ہو بالکس اسکے (لیکن امام مالک کے نزدیک اگر باپ قصداً قتل کریگا تو قتل کیا جاویگا) تو اگر بیٹا اپنے باپ یا دادا دادی یا پردا پردادی یا مان یا نانانی یا پردا پردا یا پردا پردا قتل کریگا تو قتل کیا جاویگا اگر باپ یا دادا دادی یا پردا پردا یا پردا پردادی مان یا نانانی وغیرہ قتل کریگے تو قصاص واجب نہ ہوگا بلکہ دیت واجب ہوگی اور اصول و شروع کی

قصاص بین جان اور اطراف دونوں برابر ہیں یعنی شروع پر قصاص اطراف میں بھی ہوگا نہ اصول پر ولہذا ولہ کو جائز نہیں اپنے باپ کو قتل کرنا اگرچہ اوسکو صفت کفار میں یا مرتد یا عی یا زانی محض دیکھنے کذا فی الہدایہ

(۲۳۶۹) قاتل نے اپنے داماد کو عداً قتل کیا اور مالانکہ قاتل کی بیٹی مقتول کے نکاح میں ہے تو قصاص ساقط ہوگا کیونکہ خانیہ میں ہے کہ اگر مقتول کے وارثان میں قاتل کا سرزند ہو یا فرزند کافر زند ہو تو قصاص باطل ہے

اور دیت واجب ہے چنانچہ بیان بھی مقتول کے وارثوں
میں سے قاتل کی بی بی کی منافع خاص ساقط کذا فی الطحاوی
(۳۳۷) اگر مرد اپنے ذاتی غلام کو اگرچہ مسکات ہو یا مدبر
ہو یا اپنے فرزند کے غلام کو قتل کرے تو قصاص ساقط ہے
بدلیل اجماع کذا فی الصغیر اس کی غلام نے اپنے اقا کو قتل کیا تو
اس میں امام اور صاحبین سے کچھ روایت نہیں لیکن ابو جعفر
حقی فقیہ نے کہا کہ غلام مذکور قتل کیا جاوے گا مالک پر سوچ
سے قصاص نہیں کہ غلام اس کا مال ہے اور انسان پر اپنے
مال کے تلف کرنے سے کچھ واجب نہیں لیکن خاتجہ میں ہے کہ
مالک مالک کو تفریر دے جو ہرہ میں ہے کہ مالک پر کفارہ واجب
ہے کذا فی الطحاوی

(۳۳۷) قصاص نہیں باپ یا مالک یا مخطی یا صغیر یا مجنون
کے شریک قتل پر یعنی شخص اجنبی باپ کا شریک ہو اور اسکے فرزند
کے قتل میں یا مالک کا شریک ہو اور اسکے غلام کے قتل میں یا عابد
شریک ہو قاتل مخطی یا مجنون یا صغیر کا تو شریک پر بھی قصاص
واجب نہیں قتل والد اور مولے اور مخطی اور صغیر اور مجنون
کے اس واسطے کہ قصاص عدم صحت پذیر ہے نہ دیک ہم حنفیوں
کے بخلاف امام شافعی کے کذا فی البرہان

(۳۳۷) اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو جو شریک ہے قتل
کیا تو قاتل پر قصاص نہیں ہو جو مجبزی قصاص کے یعنی جب بعض
قصاص ساقط ہوا ملک بعض کے سبب تو کل ساقط ہوا عدم

تجزی کی وجہ سے تو قاتل دوسرے شریک کو اٹھراوے کے حصہ کے قیمت ادا کر دے۔

(۳۷۷۲) اگر کوئی شخص غلام مرہون کو قتل کرے تو اس کے قاتل پر تا اجتماع عاقدین یعنی ماہن و مرثن کے قصاص واجب نہیں اس واسطے کہ مرثن مالک نہیں جو قصاص کا مالک ہو اور اگر ماہن قصاص لینے پر مستقل ہو تو مرثن کا حق باطل ہو جاتا ہے لہذا وجوب قصاص بعد مرہون میں اجتماع عاقدین شرط ہے تا حق مرثن اس کی رضامندی سے ساقط ہو جائے مگر امام محمد کے نزدیک بعد مرہون کے قتل میں مطلقاً قصاص نہیں اگرچہ عاقدین موجود ہوں کذا فی الجواب فیہ ثم یوجب مذہب امام محمد کے قیمت مقتول قاتل سے لیکر مرثن کے پاس مرہون ہوگی کذا فی الدرر نقلاً عن الکافی والمنع والطحطاوی اگر ماہن اور مرثن قصاص اور قیمت لینے میں اختلاف کریں تو دونوں کے واسطے قیمت دلائی جاوے گی اور وہ قیمت بجائے عبد مرثن کے پاس مرہون رہے گی بالاجماع۔

(۳۷۷۳) اگر کسی نے غلام اجارہ کو قتل کیا تو قصاص لینی کا حق مالک کا ہے نہ مستاجر کا۔

(۳۷۷۴) اگر مسلمان اور کفار لڑائی میں رابل جاویں اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو مار دلوے تو اوپر قصاص نہیں بلکہ کفارہ اور دیت ہے اور اگر رابل نہ گئے بلکہ مسلمان صفت کفار میں مل گیا تو اس کے قتل سے نہ قصاص ہے

نہ کفارہ نہ دیت۔

(۲۲) قصاص بجز تلوار کے اور کسی چیز سے نہ لیا جاوے
اگرچہ قاتل نے کسی اور ہتیار سے مارا ہو کذا فی العینی عن المدلیہ
کیونکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ لا تؤذوا بالسیف پر خلاف
امام شافعی کے کہ اونہ کے نزدیک اوسبیطی قاتل کا قتال ضرور
جسطن اوسے مقتول کو مارا۔ سہرا بیہ میں ہے کہ جو قصاص
لینے کا مالک ہے وہ تلوار سے قصاص لے تو اگر وہ قاتل کو
کفرین میں ڈالے گا یا اوسکو پھر سے قتل کرے گا یا اور کسیطرح
ہلاک کرے گا تو وہ شخص قہریرہ دیا جاوے گا۔

(۲۳) اگر کسی شخص کا فرزند نامتص العقل ہو تو اوسکے
شیخ یہ اور اوسکے قرابت دار کے قتل سے بد لے اوسکے باپ
کو متا طع او قاتل سے قصاص لینا واسطے تشفی صدر اور تسکین
دل کے جائز ہے اور جب کہ باپ اوسکا قصاص کا مالک ہوا
تو صلح کرنا یا ہدیہ اور مالی مالک ہو گا لیکن معاف کرنا یا اوسکو
اختیار نہیں اسواسطے کہ نفعت معاف کرنا فرزند ہوش کے حق کو
باطل کرتا ہے اور باپ ابطال حق فرزند کا مالک نہیں اور
صلح میں بھی شرط ہے کہ صلح مدت دار دیت یا اوس سے زیادہ
پر ہو اگر کم از دیت پر واقع ہوگی تو صحیح نہ ہوگی اور پوری دیت
واجب ہوگی اسواسطے کہ یہی بہتر اور نافع تر ہے مدہوش
کے حق میں اگر کوئی شخص مارا گیا اور اوسکا کوئی وارث نہیں
تو قاضی باپ کی مانند ہے جمیع احکام مذکورہ میں نہ قول الاصح

اور وصی مدہوش اور برباد و صغیر اور وصی فقط صلح کر سکتے ہیں نہ قصاص و عفو لیکن وصی مدہوش اطراف کا قصاص نہیں کر سکتا استعنان لیسکتا ہے برادر اور وصی کی صلح میں بھی شرط ہے کہ مقدار دیت سے کم پر صلح نہ ہو

(۲۲۷۸) اگر کسی مقتول کے کچھ وارث مائل بالغ ہوں اور بعض نابالغ تو بالغ وارث قبل بلیغ نابالغان قصاص لیسکتے ہیں برخلاف صاحبین کے کہ اس کے نزدیک قصاص نہ ہو گا تا وقتیکہ نابالغ جو ان نہ ہو جائیں مگر جب کہ مقتول کا ولی بیگانہ ہو ولی صغیر کا تو کبیر تا بلیغ صغیر بالفاق امام اور صاحبین کے قصاص کا مالک نہیں کذا فی الزیلعی مثلاً کسی شخص کی اولاد صغیر ہو زوجہ اول سے اور زوجہ ثانیہ ہو تو زوجہ ثانیہ نابلیغ مندرجہ ان مقتول قصاص نہیں لے سکتی۔

(۲۲۷۹) اگر قاتل کو کوئی شخص قتل کرے جو اجنبی ہو مقتول سے تو اس شخص یعنی قاتل کے قاتل پر قتل عمد میں قصاص واجب ہے یعنی قاتل کا قاتل بھی قتل کیا جاوے گا اس واسطے کہ قاتل اول معصوم الدم ہے بنظر اپنے قاتل کے اور قتل خطا میں دیت قتل بدد گاران قاتل ثانی پر واجب ہوگی اور اگر وارث مقتول نے بدم قتل کرنے میں جینی کے کہا کہ میں نے اس اجنبی کو قاتل کے قتل کر لیا امر کیا تھا اور اس کے پاس گواہ نہیں تو وارث کے قول کی تصدیق نہوگی اور اجنبی قاتل قتل کیا جاوے گا اور وارث مقتول اول کا حق ساقط ہو گیا اور اگر کوئی وارث مقتول قتل کرے تو اس پر

کچھ نہمان نہیں نہ قاتل کے واسطے نہ ورنہ مقتول کے واسطے
اگرچہ صغیر ہوں کذا فی الزیلعی۔

(۲۲۸) وارث مقتول کو جائز ہے کہ قاتل کو بذات خود قتل کرے
یا غیر کو امر کر کے قتل کراوے استیفاء قصاص بہ صورت بیوگان کذا فی
البنازیہ لیکن اگر متاع ثانی دعوی کرے کہ مجھ کو وارث مقتول نے
ام کیا اور موافق اس کے امر کے میں نے قتل کیا اور وارث مقتول
بھی تصدیق کرے تو یہ امر بدون شہادت کے ثابت نہ ہوگا۔ یعنی
اگر اس امر کے گواہ نہ ہوں گے تو قاتل ثانی مارا جاوے گا بخلاف اس کے
کہ جسے دوسرے کی ملک میں کنواں کھودا اور اس میں کوئی گھر گر گیا
اور صاحب خانہ نے کہا کہ میں نے کنواں کھودنے کا امر کیا تھا تو وہ
خانہ کی بدون شہادت کے تصدیق ہوگی اور کنواں کھودنے والے
پر دیت واجب نہ ہوگی اس واسطے کہ صاحب خانہ استیفاء اور ابتداء
حضر کافی الحال مالک ہے اور صورت اول میں ابتداء امر بالقول فی
الحال متصور نہیں بسبب فوت ہونے محل قتل کے۔

(۲۲۸) قاعدہ تصدیق اور عدم تصدیق کا یہ ہے کہ جو شخص
ایک چیز کا بیٹ کرے مثلاً یوں کہ میں نے زوجہ مطلقہ سے حرمت
کر لی تو اگر وہ شخص بالفصل استیفاء اور ابتداء رجعت کا مالک ہے
اس طرح کہ بنو زعدت طلاق باقی ہے تو اس کی تصدیق بلا شہادت
ہوگی اور اگر استیفاء رجعت کافی الحال اسوجہ سے مالک نہیں کہ
بعد انقضائے عدت کے رجعت کا دعوی کیا تو اب اس کی بدون شہادت
تصدیق نہ ہوگی کذا فی الطحاوی

(۴۳۸۳) خون کے دو وارث ہیں اوسمیں سے ایک وارث فی
 قصاص عفو کر دیا اور دوسرے نے قاتل کو قتل کیا اگر وارث قاتل
 یہ جانتا ہے کہ بغض و رشتہ کا معاف کرنا حق قصاص یا حق وارث ثانی
 کو ساقط کر دیتا ہے تو وارث قاتل سے قصاص لیا جاوے گا اور اگر
 نہیں جانتا تو قصاص نہ لیا جاوے گا بلکہ اوسکے مال میں دیت واجب
 ہوگی بر غلاف اوس صورت کے کہ ایک شخص نے دوسرے کو پکڑا
 کہ وہ عہد قتل کیا جاوے تو مقتول کے وارث نے پکڑنے والے کو
 قتل کیا تو وارث قاتل پر قصاص واجب ہوگا

(۴۳۸۴) ایک شخص نے ایک آدمی کو زخمی کیا اور زخمی مر گیا تو
 مقتول کے وارثوں نے گواہ گزرائے کہ وہ زخم کے سبب سے مرا
 اور ضارب نے گواہوں سے ثابت کیا کہ اوسکا زخم اچھا ہو گیا تھا اور
 بعد مدت کے مرانوارث مقتول کے گواہ اولی بالقبول ہیں۔ کذا
 فی معین الاحکام عن النجاشی بر غلاف اسکے کہ ورثہ مقتول نے اسپر
 گواہ قایم کیے کہ مقتول کو زید نے زخمی او قتل کیا اور زید نے اسپر گواہ
 قایم کیے کہ مقتول نے خود کھاتھا کہ زید نے مجھ کو زخمی نہیں کیا اور نہ
 مجھ کو مارا تو زید کے گواہ اولی بالقبول ہیں کذا فی المشتل عن جمیع
 القضاوی کیونکہ زید کے گواہ صاحب حق کے قول پر تسلیم ہیں نہ
 نفی پر۔

(۴۳۸۵) مجروح نے کہا کہ مجھ کو فلا نے شخص نے زخمی نہیں
 کیا پھر زخمی مر گیا تو اسکے وارثوں کو زخم لگانے والے پر مطلقاً
 دعویٰ نہیں پونچنا خواہ اوسکا زخم معلوم ہو یا نہ ہو اور دوسرا

قتل یہ ہے کہ اگر زخم قاضی اور لوگوں کو معلوم ہو تو دعویٰ وارثوں
کا مقبول ہے کذا فی القینہ۔

(۲۲۸۵) زخمی کہا کہ مجھ کو فلا نے شخص نے قتل کیا اور مر گیا سو
اوسکے وارثوں نے دوسرے شخص پر گواہ قایم کیے کہ دوسرے
نے مارا ہے تو گواہ مسوع نہ ہونگے اس واسطے کہ یہ حق تھا سو شہ کا
اور وہ گواہوں کو یا وارث اور گواہ دو لون کو چھوٹا کر گیا کذا
فی الوہیانہ۔

(۲۲۸۶) مجروح نے کہا کہ مجھ کو فلا نے شخص نے زخمی کیا اور
وہ مر گیا اور اوسکے بیٹے نے دوسرے بیٹے پر گواہ قایم کیے کہ
اوسنے ازراہ خطا اوسکو زخمی کیا تھا تو یہ گواہی مقبول ہوگی
یہ سبب قایم ہونے اس گواہی کے اوسکی میراث کی مجروحیت پر
(۲۲۸۷) ایک شخص نے دوسرے کو زہر پلایا اور وہ مر گیا
تو اگر اوسنے بجبر پلایا تھا تو اوسکے مددگاروں پر دیت چب
ہوگی اور اگر اوسکے سامنے کر دیا اور اوسنے خود کھایا یا پی لیا
تو دینے والے پر نہ قصاص ہے نہ دیت بلکہ مجبوس ہوگا اور
تقریر دیجائیگی اگرچہ پینے والے کو زہر کا حال معلوم نہ ہو کذا
فی النخانیہ۔

(۲۲۸۸) قتادی قاضی خان مین ہے کہ اگر قتل لوہے یا شاہ
لوہے سے واقع ہو تو قصاص ہے اگرچہ زخم ہوا ہو اور جھٹاوی
کی روایت عن الامام یہ ہے کہ بد ذن زخم کے قصاص واجب نہیں
ہے اور یہی اصح ہے کذا فی الخلاصہ اور شہ ج وہیانہ مین ہے کہ جس

چہیت نہج کر سکتے ہیں اگر اوس سے قتل کیا جائے تو قصاص نہ
 ورتہ نہیں اور برہان میں ہے کہ جو چہیز لوہے کی نوکدار نہ ہوا وہیں نہج
 روایتیں ہیں ایک یہ کہ قصاص واجب ہے دوسری یہ کہ وجہ
 نہیں تو بموجب ظاہر الرویتہ فاضل خان کے اور قول طحاوی
 اور برہان کے مذکور سے قتل کرنے میں قصاص ہے کیونکہ گولی
 لوہے کی جس سے اور بدن کو زخمی کر دیتی ہے لیکن بموجب روایت
 شرح وہبانیہ کے قصاص نہ ہوگا کیونکہ مذکور آئے نہج نہیں

(۲۲۸۹) ایک شخص نے دوسرے کو اوس تلوار سے مارا
 جو اپنے بیان کے اندر سے سو تلوار نے میان گو کاٹا اور اسکو
 قتل کیا تو اس قتل میں امام کے نزدیک قاتل پر قصاص نہیں کیونکہ
 قاتل نے زخم کر دیا لے ہتیار سے اسکو نہیں مارا بلکہ دہ
 واجب ہو گئی۔

(۲۲۹۰) اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کو پانی میں ڈبو دیا
 تو نزدیک امام اعظم کے اچھے قصاص نہیں بخلاف صاحبین
 اور امام شافعی کے اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے
 کو پانی میں ڈبو دے تو اگر پانی کم ہے کہ جس سے غالباً آدمی نہیں
 مرنا اور پیر کر نکلیجائے سے غالباً نجات ممکن ہے تو یہ بالاتفاق
 نہیں شہدہ ہے اور قصاص نہ ہوگا اور اگر پانی زیادہ ہو اور
 ڈوبنے والے گم ہاتھ یا لون بستہ نہ ہوں اور تیراک بھی ہو
 اور تیر کر نکلیجائے ممکن ہو تو بھی بالاتفاق شہدہ ہے لیکن اگر
 پانی اسقدر کثرت سے ہو کہ تیر کر بھی اوس سے نکلیجائے نہ تو

ثبہ عہد ہے نزدیک امام کے اور قصاص نہیں ہو محمد بن نزدیک صاحبین
اور امام شافعی کے اور قصاص واجب ہے کذا فی العالمگیریہ عن
المحیط اور اگر ہاتھ یا لون باند ہے اور دریابین ذالہ یا سو وہ
تہ نشین ہو گیا اور دو پیکر فوراً مر گیا تو باند بننے والے اور گراسنے
والے کے برادر و ن پر امام اعظم کے نزدیک دیت ہے اور اگر
وہ شخص ساعت بھر تیرا اور پھر دُوب گیا تو دیت نہیں اس واسطے
کہ وہ اپنی عاجزی سے دُوبا اور صورت اول میں شخص پانی میں
گرادینے سے دُوبا اگر گلا دیکر مارینیکی کی عادت ہو تو اسکو
سیاست قتل کرنا چاہیے کذا فی الجیمی۔ تو معلوم ہوا کہ حاکم کو
سکھون کا ازراہ سیاست قتل کرنا درست ہے کیونکہ اونکو پچاسی
سے ماری کی عادت ہے اور یہی اونکا پیشہ ہے

(۲۲۹۱) اگر ایک شخص کو کوٹھری میں بند کر دیا اور وہ بوجہ
گرسنگی کے مر گیا تو امام کے نزدیک قاتل پر کچھ تاوان لازم نہیں
نچلاں صاحبین کے کہ اونکے نزدیک دیت واجب ہے اور
قاضی خان بن امام محمد سے منقول ہے کہ اوسپر عتاب بھی کرنا
چاہیے۔

(۲۲۹۲) اگر کسی شخص کو زندہ دفن کر دیا اور وہ مر گیا تو
امام محمد کے نزدیک اوسپر قصاص و بیعت ہے برخلاف قتل
کرنے منقول کے علی الاتصال کوڑا مارینے

(۲۲۹۳) اگر کسیکے ہاتھ یا لون باند بکھر شیر یا کسی اور
کے سامنے ڈال دیا اور اسنے اوسکو قتل کیا یا کسی کو ٹھیکہ

دوسرے یا سانپ یا کچھو کہ نڈ کر کے آدمی کو بھی اوس میں
 بند کر دیا اور اوسے اوسکو قتل کیا تو اس میں قصاص اور دیت
 نہیں بلکہ باندھنے والے کو حبس دوام کی سزا دی جائیگی اور امام
 سے ایک رعایت یہ ہے کہ باندھنے والے پر دیت ہے اور اگر
 صغیر کے ساتھ یہ جبر ہو گا تو دیت ہے کذا فی عالمگیر المجتبیٰ
 اور اگر کسی کے ساتھ یا لون باندھ کر دھوپ یا سردی میں ڈال دیا
 حتیٰ کہ وہ مر گیا تو قاتل کے مددگاروں پر دیت ہے کذا فی عالمگیر
 (۲۲۹۴) ایک نے دوسرے کی گردن کاٹی اور زخم

میں سے کچھ باقی رہ گیا اور روح بھی باقی ہے سو دوسرے
 آدمی نے اوسکو بالکل الگ کر دیا کہ روح فنا ہو گئی تو اس صورت
 میں قاتل ثانی پر قصاص نہیں اس واسطے کہ وہ مقتول در حکم
 میت ہے تو اگر مقتول مذکور کا بیٹا اس حالت نیم جان میں
 مر گیا تو مقتول کا پوتا اپنے باپ کا وارث ہو گا مقتول اپنے
 نوزند کا وارث نہ ہو گا کذا فی الطحطاوی عن الذخیرہ لیکن کسی
 کو حالت نزع میں قتل کیا تو قاتل اوسکے بدلے قتل ہو گا لیکن
 جب کہ یہ معلوم ہو جاوے کہ وہ شخص اس حالت نزع سے زندہ
 نہ رہیگا کذا فی النحانیہ لیکن خلاصہ میں ہے کہ اگرچہ یہ بھی معلوم
 ہو جاوے کہ زندہ نہ رہیگا تو بھی قتل کیا جاوے گا کذا فی عالمگیر

(۲۲۹۵) ایک نے دوسرے کا بیٹ لودھنے سے بھاڑا اور
 دوسرے نے اوسکی گردن کاٹی تو اگر بعد بیٹ بھاڑنے کے
 اوسکا زندہ رہنا متوہم ہو تو گردن کاٹنے والا قاتل کیا جاوے

اور پیٹ پہاڑ نیوالے پر ٹلٹ دیت ہے پھر لیگہ شوقی دوسری
جانب ٹکنا فاقہ ہو گئی ہو اور اگر دوسری جانب ٹکنا شوق ہو گئی
ہو تو دو ٹلٹ دیت واجب ہوگی اور اگر ایسے کسی زندگی متوہم
ہو تو پیٹ پہاڑ نیوالا قتل کیا جاوے اور گردن کاٹنے والا
تغزیر دیا جاوے قاطع گردن اور پیٹ پہاڑ نیوالے پر قصاص
بقتل عمدہ ہے وبصورت خطا دیت ہے کذا فی الیزازیہ والعالملکیر
(۲۲۹۶) ایک نے دوسرے کو عمدہ زخمی کیا اور وہ صدمہ
فراس ہو کر مر گیا تو زخمی کر نیوالے سے قصاص لیا جاوے گا
لیکن اگر کوئی اور زخمی کو قتل کر ڈالے یا زخمی کو افاقہ ہو جائے
اور چلنے پھرنے لگے اور مر جائے تو زخم لگانے والے سے قصاص
ساقط ہو جائیگا۔

(۲۲۹۷) ایک شخص اپنے ذاتی فعل اور کسی دوسرے کے
فعل اور شیر اور سانپ کے فعل سے مر گیا تو یہ دوسرے شخص
ٹلٹ اپنے مال سے دیت دے اگر عمدہ قتل ہو اور اگر عمدہ
نہ ہو تو پیرا دلورہ کا رٹلٹ دیت ادا کریں مثلاً ایک شخص نے اپنی
سرین جسم لگایا اور دوسرے مرد نے بھی اس کے سرین
زخم لگایا اور شیر اور سانپ نے بھی اس کو کاٹا اور وہ مر گیا
تو مرد واجب ہی پر ٹلٹ دیت واجب ہوگی کذا فی العالملکیر عین
الکافی لیکن اگر مقتول مجنون یا صغیر ہو گا تو مرد واجب ہی پر نصف
دیت واجب ہو کذا فی الطحاوی۔

(۲۲۹۸) اگر کوئی شخص مسلمانوں پر میان سے تلوار لگا

یعنی متصف قتل کرے سوا اسکا قتل فی الحال واجب ہے کہ
 انتشار الیہ این الکمال از دست اٹھانے پر نہ قصاص ہے نہ دیت نہ تعزیر
 پر خلاف جملہ صائل کے قتل کے یعنی اگر اونٹ آدمی پر حملہ کرے
 اور وہ اسکو مار ڈالے تو ہر چند کہ اس کے قتل میں گناہ نہیں
 لیکن متاثر ہوا اسکی میت دنیا واجب ہوگی
 (۲۲۹۹) اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر لوہے کا بتیا مارے
 کے واسطے رات یا دن میں شہ یا جنگل میں لٹکائے اور اونٹ
 یا رات کو شہر میں یا دن میں رات کو جنگل میں لٹکائی اور اونٹ
 شخص جب ہتیا رہا لٹکائی اور لٹکائی گئی اور اونٹ ہٹا ہوا لے کو مار
 ڈالے تو اس پر نہ قصاص ہے نہ دیت نہ تعزیر کیونکہ ہتیا فوراً بین
 میں گھس جاتا ہے استمداد کی صلت نہیں دیتا اسبطح لٹکائی اگرچہ
 دن میں گھس نہیں جاتی لیکن شہر میں رات کو اور دن یا رات
 میں جنگل میں منط لوم کی مدد کار سے منقطع ہے کذا فی صد الشریعہ
 والطحطاوی۔ اگر تلوار وغیرہ کھینچنے والا مجنون یا صغیر ہے تو
 قاتل کے مال میں دیت واجب ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک
 سمجھتے نہیں اسواسطے کہ یہ قتل واسطے دفع شر کے ہے اور ہتیا
 دلیل یہ ہے کہ مجنون اور صغیر کا فعل متصف بجرمت نہیں لہذا
 بغاوت ثابہ نہ ہوتی اور جب بغاوت نہ ہوتی تو اون کے خون
 کی عصمت ساقط نہ ہوگی دفع شر نے اون کا خون مباح کر دیا اور
 قصاص بہ سبب دفع شر کے ساقط ہوا تو خون بہا واجب ہوا
 کذا فی الزیلعی۔

(۳۳۰۰) اگر ایک شخص کو تلوار کھینچنے والے نے مارا بھڑکا اور باز رہا اس طرح کہ دوسری بار مارنیکا قصد نہیں کیا اور اوس شخص نے جسکے ایک تلوار لگی تھی یا کسی اور شخص نے قتل کیا تو قاتل مثل کیا جاویگا اس واسطے کہ تلوار کھینچنے والے کے خون کی عصمت پلٹنے سے ثابت ہو گئی۔

(۳۳۰۱) اگر کسی شخص کے گھر میں کوئی غیر شخص داخل ہو کر اوسکا مال چور کر لے اور صاحب خانہ اوسکا بیچھا کرے اور مار ڈالے تو اوس پر کچھ نہیں نہ قصاص نہ دیت نہ تعزیر نہ گناہ بدلیل حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ مقاتلہ کراپنے مال کے اتس پاس بشرطیکہ صاحب مال کے نزدیک سوائے قتل کے اوسکا مال نہیں بچ سکتا ورنہ قاتل سے قصاص لیا جاویگا مانتہ منصوص منہ کے (جسکا مال چھینا گیا) کہ اگر وہ غاصب کو قتل کر لے گا تو قتل کیا جاویگا کیونکہ وہ اوسکے دفع پرست درہے مسلمانوں اور حاکم سے فریاد کر کے اور اگر مسلمین اور قاضی غاصب کے دفع پر قادر نہ ہوں تو ظاہر امتثل غاصب جائز ہے کذا فی الطحاوی اسی طرح اگر مال لیجانیا لے سے پہلے اوسوقت قتل کرے جبکہ وہ مال لیجانیکا قصد کرتا ہو اور اوسکے دفع کرنے پر بجز مار ڈالنے کے قدر نہ رکھتا ہو تو بھی کچھ نہیں کذا فی صدر الشریعہ متساوی صفرے میں ہے کہ سارق مال لینے کا قصد کرے اور مال دس درم یا زیادہ کا ہے تو سارق کو قتل کرے ورنہ اوسکا مقابلہ کرے اور قتل نہ کرے لیکن نہ الفایق میں ہے کہ انسان کو اپنے

مال پر قتل کرنا درست ہے اگرچہ مال بقدر نصیب ہو یا لیل
اس حدیث کے کہ مَنْ قَتَلَ ذُوْنَ مَالٍ مُّشْتَرِئاً یَعْنِیْ جِوَانِیَ مَالِ
کے درے پر مارا جاوے وہ شہید ہے کذا فی الطحاوی۔ عن
ابی السعد۔

(۳۳۰۳) ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھ کو قتل کر سو
اور میں نے موافق اور اس کے کہنے کے تلواریں سے قتل کیا تو قصاص نہیں
بلکہ قاتل کے مال میں دیت واجب ہے بقول صحیح کیونکہ اباحت جان
میں جاری نہیں ہوتی اور قصاص بشبہ اذن مقبول کے ساتھ نہیں
یعنی ہر جہز کہ حقیقت میں اذن مقبول کا صحیح نہیں لیکن شبہ اباحت
کا پیدا ہو گیا اور قصاص میں شبہ در حکم حقیقت ہے اور قول
ضعیف یہ ہے کہ دیت بھی واجب نہیں اس طرح اگر کسی نے کہا کہ
میرے بھائی یا فرزند یا باپ کو قتل کر اور اسے موافق اس کے
کہنے کے قتل کیا تو قاتل پر بدلیل استحسان دیت لازم ہوگی کذا
فی البرازیہ عن الکاغیہ طحاوی نے کہا کہ دیت اس وقت واجب
ہوگی جب کہ آمر مقتولین کے خون کا وارث ہو۔ لیکن اگر شہید
صغیر ہو گا تو قاتل سے قصاص لیا جاوے گا کذا فی البرازیہ عن الواثق
حموی نے کہا یہی حکم ہے برادر صغیر کا اور اگر کہا کہ میں نے اپنا خون
تیرے ہاتھ ایک پیسے یا ہزار کو بیچا سواوے اور اس کو قتل کیا تو قصاص
لیا جاوے گا کیونکہ یہ قتل کا اذن نہیں ہے یا کہا کہ میرے باپ کا ہاتھ
کاٹ سواوے اور اس کا ہاتھ کاٹ لیا تو قصاص لیا جاوے گا نہ دیت
اور اگر کہا میرے فرزند کا سر پھوڑ ڈال سواوے اور اس کا سر پھوڑا

تو اس پر کچھ نہیں اگر مر جاوے گا تو دیت لازم ہوگی اگر مولا بیٹے کہا
 کہ میرے غلام کو قتل کر دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ سوا دے اور اس کو قتل
 کیا یا ہاتھ کاٹا تو اس پر بالائی تاوان نہیں کیونکہ غلام مال میں
 داخل ہے اور مال میں ابتداء جاری ہے لیکن اگر وہ مامور دے تو اسے
 گناہ گار ہونے کے کذا فی الجموعی اگر کہا کہ میرا ہاتھ یا پاؤں کاٹ ڈال
 اور اسے کاٹ ڈالو اگر قطع جان تک پہنچ جائے اور وہ مر بھی
 جائے تو ضمان نہیں اس واسطے کہ اطراف مثل اموال کے ہیں تو ان
 میں امر کرنا بھی صحیح ہوگا

لیکن اگر کہا کہ ہاتھ کاٹ اس شرط پر کہ تو مجھ کو پیہ کپڑا
 یا پیہ دراہم دے اور اسے قتل کیا تو ہاتھ کا خون بہا تو واجب ہوگا
 نہ قصاص اور شرط عطاے ثواب یا دراہم یا بطل ہوگی کذا فی البرزخ
 (۲۳۰۳) ممانعت کرنا قاتل کو افضل اور بہتر ہے مال پر صلح
 کرنے سے اور صلح کرنا بہتر ہے قصاص سے اور یہی حکم ہے عفو
 مجروح کا۔

(۲۳۰۴) ایک شخص نے دوسرے کے گھر میں دروازہ کے
 اندر سے جھانکا اور صاحب خانہ نے اس کی آنکھ پھڑوئی تو صاحب
 خانہ پر ضمان نہیں بشرطیکہ جھانکنے والے کا دفع کرنا بدوون آنکھ پھڑوئے
 کے ممکن نہ ہو اور اگر بدوون اسکے ہیٹ سکتا ہو تو اس پر تاوان
 لازم ہوگا بخلاف امام شافعی کے کہ اس کے نزدیک دو وون صوفی
 میں تاوان نہیں اور اگر اوس شخص نے اپنا سر اندر کر دیا اور
 صاحب خانہ نے اس کو پتھر سے مارا اور اس کی آنکھ کو پھڑو دیا

تو صاحبِ ضمانت پر باتفاق امام اعظم امام شافعی ضمانت نہیں کذا فی طحاوی

عن القنیہ عن کثیر الرعوس

(۲۳۰۴) ایک شخص کے غمّ ایتھار اسواؤس کے بدن سے چار

ہو کر دوسرے کے جالگا سود و لون مر گئے تو پہلے مرد کیواسطے

قصاص لیا جاویگا اسلئے کہ وہ قتل عمد ہے اور دوسرے مرد

کے واسطے قاتل کے برادر و ن پر دیت واجب ہوگی کیونکہ وہ

قتل خطا ہے ہر چند کہ یہ فعل واحد ہے لیکن قتلہ و اثر سے متعدد ہیں

کذا فی الرنبلی

(۲۳۰۵) ایک شخص کے اوپر سانپ گر پڑا اسواؤس نے اپنے

اوپر سے پھینکا اور وہ دوسرے شخص پر جا پڑا پھر دوسرے

اپنے اوپر سے پھینکا اور تیسرے پر جا پڑا اور اس نے تیسرے کے

کاٹ کھایا اور وہ مر گیا تو شخص اول پر ضمان نہ ہوگا اور شخص ثانی

پر اس وقت دیت واجب ہوگی جب کہ سانپ نے اوپر گرتے

ہی کاٹ کھایا ہو اور اگر سانپ نے فوراً انہیں کاٹا تو اس دوسرے

پر بھی ضمان نہ ہوگا اسواسطے کہ فوراً کاٹنے سے دفع سبب ٹھہرا

موت کا لہذا اوپر غمّ نہما واجب ہوا اور اگر مہلت سے کاٹا تو

دفع سبب نہما اسبطح اگر کسی نے راہ میں سانپ یا بچھو ڈالا اور

اوس نے ایک مرد کو کاٹا اور وہ مر گیا تو ڈالنے والے پر دیت لازم

ہوگی مگر جب کہ سانپ ڈالنے کی جگہ سے ہٹ گیا پھر اوس نے کاٹا

تو اس پر کچھ ضمان لازم نہ ہوگا طحاوی نے کہا کہ اگر فوراً کاٹا

تو ضمان ہے اور اگر ڈالنے کے بعد ایک ساعت ٹھہر کر کاٹا

تو اس پر کچھ ضمان نہوگا۔

(۲۳۰۶) ایک شخص نے راہ میں تلوار ڈال دی سو اس سے ایک آدمی اٹھ کر کھا کر گر پڑا اور مر گیا اور تلوار اس کے گرنے سے ٹوٹ گئی تو اس کا خون بہا تلوار کے مالک پر ہے اور تلوار کی میت گرنیوالے پر ہے۔

(۲۳۰۷) ایک شخص اپنے گھر میں داخل ہوا سو ایک مرد کو اپنی زوجہ یا اپنی لونڈی کے ساتھ دیکھا اور مار ڈالا تو اس پر نہیں کفارہ نہ دیت نہ قصاص اور طریقہ سی نے کہا کہ احسان شرط حلت قتل ہے چنانچہ قاضی خان نے اس کو مصرع بیان کیا ہے کیونکہ زنا موجب قتل نہیں بدون احسان کے لیکن جمہوری میں زنا ہی سے منقول ہے کہ اصل یہ ہے کہ جو شخص مسلمان کو زنا کرنے دیکھے تو اس کو قتل کرنا حلال ہے اور قتل سے اس وجہ سے باز رہنا چاہیے کہ مالک وغیرہ سچا نہ چاہے کہ اسے زنا کرنے دیکھ کر قتل کیا ہے اور شیخ الفقارین خانیہ سے منقول ہے کہ حلت قتل اس وقت ہے جب کہ شور کرے زانی نہ بھاگے اور زنا سے باز نہ رہے کذا فی الطحاوی

(۲۳۰۸) ایک شخص نے صنغیر ما ذون سے کہا کہ میرا گھوڑا باندہ دے سو اس نے اس کے باندہ سے کا ارادہ کیا سو گھوڑے نے اس کو پالون سے کچلا اور وہ مر گیا تو اس کا خون بہا ام کر نیوالے کے برابر اور مددگاروں پر ہے اس طرح صنغیر کو لاش یا ہتیار تھامنے کو دیا یا کسی چیز کے اوٹھانیکا امر کیا یا لکڑی چیرنے کو کہا یا مثل اسکے کہا اور یہ امر بلا ذن ولی صنغیر کے کیا اور وہ لاکھ مر گیا مثلاً تلوار اس کے

ہاں سے گرنی یا گھاسڑی ایک گئی یا کڑی اور ٹھٹھائی میں ہر گیارہ
 اور سب دیت واجب ہوگی لیکن اگر اس سے قصداً اسٹپا کرے یا کسی
 دوسرے کو ہلاک کیا تو واقع ہٹیا پر ضمان نہیں کذا فی الخطاوی
 من تائار فانیہ و فلاحہ

(۳۳۵) ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اور پھر اس کو
 مار ڈالا تو دونوں امر لینی متشکل اور قطع میں پکڑا جاویگا اور دونوں
 قتل کا بدلہ اس سے لیا جاویگا اگرچہ دونوں متشکل عہد ہوں یا خطا
 یا ایک عہد ہو اور دوسرا خطا خواہ درمیان دونوں قتلوں کے
 صحت واقع ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو لیکن اگر دو خطاؤں میں صحت
 واقع نہ ہوئی ہو تو متداخل ہو جائیگا اور ایک ہی دیت واجب ہوگی
 تو اگر قطع اور متشکل دونوں عہد ہوں اور قطع کے بعد صحت ہو گئی ہو
 تو اول قطع کا قصاص لیا جاویگا پھر متشکل کا اور اگر درمیان میں
 صحت واقع نہ ہوئی تو بھی امام کے نزدیک یہی حکم ہے کہ بعد قطع کی
 قصاص ہوگا اور صاحبین کے نزدیک فقط قتل ہوگا نہ قطع اور اگر
 قتل اور قطع دونوں خطا ہوں تو اگر درمیان میں صحت ہوئی ہو تو
 قطع اور متشکل دونوں کی دیت واجب ہوگی یعنی نصف دیت قطع
 کی اور پوری دیت قتل کی اور اگر درمیان میں صحت نہ ہوئی تو فقط
 قتل کی دیت کفایت کرتی ہے اور اگر قطع عہد ہے اور متشکل خطا
 خواہ درمیان میں صحت ہوئی ہو یا نہ ہو تو ہاتھ کا قصاص واجب
 ہوگا لینی قاطع کا ہاتھ بھی کاٹا جاویگا اور قتل کی دیت واجب ہوگی
 اور اگر قطع خطا ہے اور قتل عہد ہے خواہ صحت ہوئی ہو یا نہ ہو تو

قطع کی دیت اور قتل کا قصاص لیا جائیگا کذا فی شرح الوقایہ
 (۲۳۱) ایک نے دوسرے کو ایسا زخمی کیا کہ دو گمانی است
 عاجز ہو گیا تو زخم لگانے والے پر مامحت اور سکا ناب و شفا اور جان
 کرنا واجب ہے کذا فی جواب الفتاویٰ والطحطاوی
 (۲۳۱) ایک شخص کا ہاتھ یا پاؤں قطع کیا گیا اور اسے اس کے
 قطع یا جراحت کو معاف کر دیا اور بعد معاف کر کے اسے اسی زخم کے
 صدمہ سے مر گیا تو قاطع پر دیت واجب ہوگی (قطع عمدہ یا خطا)
 پر خلاف صاحبین کے کہ اس کے نزدیک عفو قطع سے عفو نفس بھی
 ہو گیا اور اگر عفو کر دیا جنایت قطع سے اور اس موت سے عفو قطع
 سے پیدا ہو تو بعد موت کے بھی قاتل پر کچھ ضمان نہ ہوگا اس واسطے کہ
 جنایت اتم نہیں ہے جو شامل ہے قتل کو اور جسم کو موت تک
 سرایت کرے یا نہ کرے تو اگر جنایت ازراہ خطا ہے تو مقتول کے
 ثمالی مال سے معتبر ہوگی یعنی اگر مقتول کا ثلث مال خون بہا کی
 برابر یا زیادہ ہے تو قاتل پر کچھ نہیں اور اگر ثلث مال نو شہا کی
 گنجائش نہ رکھتا ہو تو جب قدر مال ثلث مال میں ملکر دیت کی برابر
 ہو اس وقت پر قاطع کے مددگاروں پر واجب ہوگا اس واسطے کہ دنیا
 مال ہے اور مقتول کے وارثوں کا حق اس سے متعلق ہے نہ تو
 مقتول کا عفو کرنا وصیت ٹھہرا لیا ثلث مال سے صحیح ہے۔
 پر خلاف قتل عمد کے کہ اس کا موجب قصاص ہے اور قصاص
 مال نہیں ہے لہذا وارثوں کا حق بھی اس سے متعلق نہیں
 (۲۳۱) قاعدہ کلیہ ضمان اور عدم ضمان کا یہ ہے کہ قاتل

واجب مقید بوصف سلامت نہیں ہوتا اور غسل ساج مقید بسلا
 ہے یعنی چونکہ حاکم پر قصاص لینا اور حجام اور ختان اور فصا و پر
 پہنچنے لگانا اور ختنہ کرنا اور قصہ کو لٹا پس سبب عفو اجارہ کو
 واجب ہے لہذا صورت ضرر کے اوپر کچھ تاوان نہیں رہتا مثلاً
 منجلہ فعل واجب کے مارنا ہے باپ یا وصی یا مسلم کا صغیر کو باذن
 باپ کے واسطے تعلیم دین کے لہذا اگر صغیر مر جائے تو اوپر کچھ ضمان
 نہیں ہے بشرطیکہ ضرب حسب عادت و سراج ہو یا اعتبار کسیت اور
 کیفیت اور محل کے ورنہ ضمان ہوگا لہذا اگر منہ پر یا آلات تناسل پر ضرب
 واقع ہو اور صغیر مر جائے لہذا بالاتفاق ضارب پر ضمان واجب
 ہے اگرچہ ایک ہی کوڑا یا چھری ماری ہو کذا فی الطحطاوی عن
 ابی السعود عن تلخیص الکبیر اور منجلہ فعل مباح کے مارنا ہے باپ
 یا مالک صغیر کو اور زوج کا زوجہ کو اور وصی کا سیم کو واسطے تادیب
 کے کذا فی المجتبیٰ۔

باب الشہادۃ فی القتل

یہ باب ہی قتل کی گواہی اور حالت قتل کے معتبر ہونے میں

(۳۳۳) نزدیک امام کے ثبوت و وارثوں کے واسطے ابتدائے
 ہوتا ہے بطریق خلافت کے اور صاحبین کے نزدیک بطریق وراثت
 کے۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کے وارث مالک ہیں بطریق وراثت
 کے وہ ان ایک شخاصم ہوتا ہے باقی وارثوں کی جانب سے اور
 خصوصیت میں تمام وارثوں کا قایم مقام ہوتا ہے اور جس چیز کے
 وارث مالک ہوتے ہیں سوائے طریق وراثت کے وہ ان ایک

وارث مخاصم نہیں ہوتا یا فی وارثوں کی طرف سے مثال ارث
ایک وارث نے متروکہ سے کسی چیز کا دعویٰ کیا اور گواہ لایا تو
سب وارثوں کا حق ثابت ہو گیا تو باقی وارثوں کو تجدید دعویٰ
اور گواہ لانے کی حاجت نہیں۔ یا کسی شخص نے ایک وارث پر متروکہ
میں سے کسی چیز کا دعویٰ کیا اور گواہ لایا تو وہ دعویٰ سب وارثوں
پر ثابت ہو گیا ہر شخص پر دعویٰ کرنا کی حاجت نہیں مثال سو کا
ارث ایک بھائی نے گواہ قتل عہد اپنے باپ کے دو سکر بھائی
کی غیبت میں واسطے قصاص لینے کے قایم کیے تو قصاص لیا
جاوے بلکہ قید رکھا جاوے تا ماضی برادر غائب کی بالائفاق
امام صاحب کے نزدیک بوجہ ثبوت قایم مقام کے اور صاحبین
کے نزدیک احتمال عفو و قصاص غائب ہے امام صاحب کے نزدیک
غائب حاضر ہو کر اعادہ محبت کرے دو قتل کریں صاحبین کے
ز نزدیک محبت نہیں ہے اور قتل خطا میں بالائفاق اعادہ محبت
نہیں کیونکہ قتل خطا کا موجب مال ہے اور مال میں ثبوت ملک
بطریق میراث ہوتا ہے۔

(۲۳۱۴) اگر قاتل غائب کے عفو کرنے پر گواہ لایا تو بوجہ
اسکے کہ قصاص ساقط ہو کر تنقیب مال ہو گیا تو وارث حاضر
جانب غائب سے مخاصم ہو گا اگر غائب پر تنبا حکم ہو گیا اور غائب
حاضر ہو کر عفو کا منکر ہو اور گواہ غائب ہوں یا مر گئے ہوں
تو نصف دیت اور سکا حق ہو گا کذا فی الطحاوی یہ ہی حکم ہے جبکہ
دو مالکوں کا غلام عہد ایا خطا متل ہو اہو۔

(۲۳۱۵) قصاص کے دو وارثوں نے اپنے پیسے بھائی کے عفو کر سیکے جنہیں دی تو یہ جنہ عفو قصاص ہے کیونکہ ایک وارث کے عفو سے قصاص قائم نہیں رہتا اس مسئلہ کی بار صورتیں ہیں۔ اول یہ ہے کہ اگر قاتل اور تیس کے شریک بھائی نے دو لونہ مخبر وارثوں کی تصدیق کی تو تیس کے شریک کو دیت میں سے کچھ حصہ نہیں اور دو لونہ مخبر بھائیوں کے واسطے دو تہائی ان دیت کی ہیں دوسری یہ کہ قاتل اور تیس بھائی نے دو لونہ کی تکذیب کی تو دو لونہ مخبر بھائیوں کا کچھ حصہ نہیں اور تیس کی تہائی دیت ہے۔ تیسری یہ کہ دو لونہ مخبر بھائیوں کی تصدیق صرف قاتل نے کی تو تیسوں کی دسٹے تہائی دیت ہے۔ چوتھی یہ کہ مخبر دو لونہ بھائیوں کی فقط تیس بھائی نے تصدیق کی تو تیس بھائی کو تہائی دیت ہے اسوجہ سے کہ بوجہ تکذیب قاتل کے اسکا اقرار مردود ہو گیا۔

(۲۳۱۶) اگر دو گواہوں نے کہا کہ اہم نے زخمی کو ہوائی چیز سے مارا اور وہ ہمیشہ بستر پر پڑا رہا یہاں تک کہ مر گیا تو خصم لگانہ والی چیز سے قصاص لیا جاویگا کیونکہ حکم مضاف ہوتا ہے سبب سابق کی طرف اگر قتل کے گواہ اختلاف کریں زمان قتل یا مکان قتل یا آلہ قتل میں یا ایک کہے کہ لاشی سے مارا دوسرا کہے کہ میں نہیں جانتا کس سے مارا یا ایک بغایتہ قتل کی گواہی دی دوسرا اقرار قاتل کی تو یہ شہادت باطل ہے اس طرح باطل ہوگی اگر شہادت کی نصاب فقہین پر واحدین پوری ہیں

یوچہ عدم اولویت اور ترجیح ایک کے دوسرے پر اور اگر ایک
شوق میں دو شاہد ہیں اور دوسری طرف ایک تو دو شاہدوں
کی گواہی مقبول ہوگی

(۲۳۱) اگر دو گواہوں نے قتل کی گواہی دی اور الہ قاتل
کو کہا میں معلوم نہیں تو دیت ہوگی قاتل کے مال میں استحسانا
(۲۳۱۸) دو مردوں میں سے ہر مرد نے اقرار کیا کہ میں نے
اوسکو قتل کیا اور مقتول کے وارث نے کہا کہ تم دونوں نے اسکو
قتل کیا تو وارث کو دونوں کا قتل کرنا جائز ہے یوچہ اون کے
اقرار کے اور اگر وارث نے کہا کہ تم سچے ہو اپنے اقرار میں تو ایک
کا بھی قتل جائز نہیں کیونکہ وارث کی تصدیق ہر مقرر کے تنہا قتل
کرنے کا اقرار ہے۔

(۲۳۱۹) ایک مرد نے اقرار کیا کہ میں نے قتل کیا اور گواہ قائم
ہوئے اسپر کہ دوسرے شخص نے اوسکو قتل کیا اور وارث
نے کہا کہ دونوں نے قتل کیا تو وارث کو مقرر کا قتل کرنا جائز ہے
کیونکہ قول بالاسنتہ اک وارث سے مکذیب شاہدوں کی ہوگی
(۲۳۲۰) وارث نے دو اقرار کر نیوالوں میں سے ایک مقرر
سے کہا کہ تو سچا ہے تو ہی نے تنہا اوسکو قتل کیا ہے تو وارث
کو اوس مقرر کا قتل کرنا جائز ہے ایسا ہی حال قول ولی کا ہے قتل
غیر کی مانند ہر ایک امر میں حکم قتل خطا کا ہے ویچوب دیت میں۔

(۲۳۲۱) قتل عہد یا قتل خطا پر دو مردوں نے گواہی دی اور
قضاص یا دیت کا حکم ہو گیا پھر مشہود علیہ زندہ آیا تو قاتل کے وارث

قتل عمد میں اور مددگار قتل خطا میں مٹا رہیں کہ وارث مقبول مفروض
سے دیت کا ضمان لیں یا گواہوں سے تاوان لیں قتل خطا میں بالافت
گواہ رجوع تاوان کریں وارث مقبول مفروض پر اور قتل عمد میں
نزدیک امام صاحب کے رجوع نہ کریں نزدیک صاحبین کے رجوع
کریں کذا فی الطحاوی اور اگر گواہوں نے قاتل کے اقرار پر گواہی
دی ہو تو گواہوں پر کسی طرح تاوان نہیں لیکن وارث مقبول
مفروض پر ہر طرح دیت ضمان ہوگی طحاوی

(۲۳۲۳) حلال ہونے اور ضمان لازم ہونے میں تیر اندازی
کی حالت معتبر ہے نہ تیر لگنے کی حالت

کتاب الحج

بہ کتاب ہے حجر کے بیان میں

(۲۳۲۴) حجر لغت میں معنی منع ہے مطلقاً اور شرع میں منع
کرنا ہے ایسے تصرف قوی کے لزوم سے جس میں ضرر ہو کیونکہ فعل
نافع صغیر مثل قبول ہیہ اور اسلام کے مانند بائع کے ہے بسبب
حجر طفلی۔ محبوبیت قوی یعنی دیوانگی اور ملکیت ہے

(۲۳۲۵) جو عقد نچور کا مثل ہو اور پر نفع اور ضرر کے اور
عاقہ سمجھا ہو کہ بیع سے ملکیت بائع جاتی رہتی ہے اور خرید
ملک مشتری کو پہنچ لاتی ہے تو عاقہ کا ولی (یعنی فاضی اور باپ
اور دادا اور وصی اور مولیٰ) چاہے عقد جائز رکھے چاہے منسوخ
کروے بہ حالت نہ مان لے باپ کے اذن فاضی صحیح ہے

کذا فی الطحاوی

اگر مجبور عقد کو نہ بجاتا ہو تو باطل ہے۔

(۲۳۲۵) صغیر پر چسپندہ کے تلف کر سنے میں تاوان اور عقل نہ سنے میں دینچہ اور سکی برادری پر ہر گرجا سے منکرین میں تلف پڑاؤ نہیں۔ جو اوٹ سے قرض لیا جو اوٹ کے پاس دوایت رکھی گئی۔ جو اوٹ کے واسطے عاریت لی گئی۔ جو اوٹ کے باقی بیع کی گئی۔ لیکن اگر یہ امور باذن ولی ہوئی تو تاوان لازم ہوگا کذا فی الشیاء

(۲۳۲۶) ایک صغیر مال دوسرے کا بدون اذن مالک کے دوسرے صغیر کو دیدے تو اوٹ کے تلف میں مالک جس سے چاہتاوان لے۔

(۲۳۲۷) نزدیک صاحبین کے حجر کیا جاوے آزاد بالغ پر سبب سفاہت اور غفلت کے اسی پر نشووی ہے اور اختلات صاحبین اور امام صاحب کا اذن تصرفات میں ہے جنہیں فسخ کا احتمال ہو یعنی نہرل اور بیہودگی باطل کر دیتی ہو مثل بیع شر اور غیرہ میں نکاح و طلاق وغیرہ میں۔

(۲۳۲۸) صغیر بالغ ہو حالت غیر زندہ میں یعنی نفع نقصان سمجھتا ہو تو اوٹ کا مال ۲۵ برس کی عمر کے بعد دیدیا جاوے لگا بخلاص صاحبین کے کہ اوٹ کے نزدیک اخیر تک دنیا جائز نہیں۔

(۲۳۲۹) بلوغ صغیر کا انزال ہے یعنی احتلام اور عورت کا حاملہ کر دینا اور بلوغ صغیرہ کا احتلام اور حیض اور حاملہ ہونا ہے۔ کذا فی الطحاوی۔ اور اگر امور مذکور سے کوئی پنا یا جاوے تو حکم بلوغ صغیرہ اور صغیرہ کا بقول صاحبین و روایت امام صاحب

پورے پندرہ برس کی عمر ہے۔ اسی پر غوثی ہے۔ اور نزدیک
 امام صاحب کے عمر بلوغ صغیر کی ۱۱ سال اور صغیرہ سنی ۷ سال ہے
 (۳۳۳) کمترین بلوغ صغیر کی بارہ برس اور صغیرہ کی نو برس
 بین کذا فی الطحاوی۔

(۳۳۳) صغیر اور صغیرہ وقت قریب البلوغ کے اقرار بلوغ کری
 تو اون کی تصدیق ہوگی ظاہر حال پر اور بعد اقرار کے انکار
 مقبول نہ ہوگا بصورت احتمال رکھنے اسکی حالت کے

تمت بالتحییر

فہرست صحیح نامہ کتاب زبدۃ الاوطار

صفحہ نمبر	غلط	صحیح	صفحہ نمبر	غلط	صحیح
۸	۱۳	نہیں	چاہے	۳۲	۱
۶	۱۵	گو	.	۵	۵
۱۱	۱۶	مطلق	مطلق	۱۹	۱۹
۱۳	۱	دوست	دوست	۳۴	۱۴
۱۴	۲	سینے	باسوٹیلے	۳۵	۸
۱۷	۱۷	حال	ظلال	۳۹	۳
۱۸	۲۱	حال	ظلال	۵	۵
۱۹	۱۲	دلت نہوگی	شہوت نہوگی	۴۷	۱۷
۲۰	۱۹	نظر کر نیے	نظر کر نیے	۴۹	۲
۲۱	۵	معنی	یعنی	۱۹	۱۹
۲۲	۱۸	نہیں	لیکن	۵۰	۵
۲۳	۱۵	مرد نے کہا	مرد سے کہا گیا	۵۱	۱۷
۲۴	۱۱	سے کیا کیا	سے کیا	۵۲	۱۷
۲۵	۱۶	بیٹی سے	بہنسی سے	۵۷	۱۲
۲۶	۸	دایہ	دایہ پر	۵۸	۱۲
۲۷	۲۱	عقد صحیح	عقد صحیح میں	۶۳	۱۶
۲۸	۹	جینک کر محنت	جینک کر محنت کی ملک	۶۴	۱۳
۲۹	۱۹	ہر جو صاحب	ہر صاحب	۶۵	۱۵
۳۰	۱۵	ہی تو	ہی تو	۱	۱
۳۱	۱۵	محل	محل	۵	۵
۳۲	۱۶	معلوم ہی تو تھا	معلوم ہی تو تھا	۱۹	۱۹
۳۳	۱	کیا تو اوستے	کیا تو اوستے	۳۴	۱۴
۳۴	۲	اور نہیں	اور نہیں	۳۵	۸
۳۵	۱۷	کفایت	کفایت	۳۹	۳
۳۶	۲۱	کفایت	کفایت	۵	۵
۳۷	۱۲	ہونگے زوج	ہونگے زوج	۴۷	۱۷
۳۸	۱۹	خیچہ کھوسے یا نقشہ	خیچہ کھوسے یا نقشہ	۴۹	۲
۳۹	۵	روبرویا	روبرویا	۱۹	۱۹
۴۰	۱۸	کرتا	آتا	۵۰	۵
۴۱	۱۵	کھاج کے	کھاج ہو کے	۵۱	۱۷
۴۲	۱۱	وہ ہے	وہ ہے	۵۲	۱۷
۴۳	۱۶	چپ	چپ	۵۷	۱۲
۴۴	۸	امر کرے	امر کرے	۵۸	۱۲
۴۵	۲۱	مالکداری	مالکداری	۶۳	۱۶
۴۶	۹	سے نہ	سے نہ	۶۴	۱۳
۴۷	۱۹	بلکہ ايجاب باطل	بلکہ ايجاب باطل	۶۵	۱۵

سوی	سوی	۱۰	۱۰	سوی کی	سوی کی	۱۰	۱۰	سوی کی	سوی کی	۱۰	۱۰
یے	یے	۱۰	۱۰	یے کی	یے کی	۱۰	۱۰	یے کی	یے کی	۱۰	۱۰
دوسرے کی	دوسرے کی	۱۰	۱۰	دوسرے کی	دوسرے کی	۱۰	۱۰	دوسرے کی	دوسرے کی	۱۰	۱۰
سو کیل	سو کیل	۱۵	۱۵	سو کیل	سو کیل	۱۵	۱۵	سو کیل	سو کیل	۱۵	۱۵
یعنی ہو گیا	یعنی ہو گیا	۱۳	۱۳	یعنی ہو گیا	یعنی ہو گیا	۱۳	۱۳	یعنی ہو گیا	یعنی ہو گیا	۱۳	۱۳
داخل ہو گا	داخل ہو گا	۱۱	۱۱	داخل ہو گا	داخل ہو گا	۱۱	۱۱	داخل ہو گا	داخل ہو گا	۱۱	۱۱
نے جاز	نے جاز	۱۶	۱۶	نے جاز	نے جاز	۱۶	۱۶	نے جاز	نے جاز	۱۶	۱۶
ٹوڑ کا	ٹوڑ کا	۲۱	۲۱	ٹوڑ کا	ٹوڑ کا	۲۱	۲۱	ٹوڑ کا	ٹوڑ کا	۲۱	۲۱
کیا نام	کیا نام	۱۵	۱۵	کیا نام	کیا نام	۱۵	۱۵	کیا نام	کیا نام	۱۵	۱۵
قبضہ کر کے	قبضہ کر کے	۱۶	۱۶	قبضہ کر کے	قبضہ کر کے	۱۶	۱۶	قبضہ کر کے	قبضہ کر کے	۱۶	۱۶
نفس	نفس	۱۹	۱۹	نفس	نفس	۱۹	۱۹	نفس	نفس	۱۹	۱۹
کیا مت	کیا مت	۱	۱	کیا مت	کیا مت	۱	۱	کیا مت	کیا مت	۱	۱
دونوں تو	دونوں تو	۹	۹	دونوں تو	دونوں تو	۹	۹	دونوں تو	دونوں تو	۹	۹
پیمان	پیمان	۱۶	۱۶	پیمان	پیمان	۱۶	۱۶	پیمان	پیمان	۱۶	۱۶
مہر مثل	مہر مثل	۵	۵	مہر مثل	مہر مثل	۵	۵	مہر مثل	مہر مثل	۵	۵
ادب احاد	ادب احاد	۱۳	۱۳	ادب احاد	ادب احاد	۱۳	۱۳	ادب احاد	ادب احاد	۱۳	۱۳
شوہر سے	شوہر سے	۱۸	۱۸	شوہر سے	شوہر سے	۱۸	۱۸	شوہر سے	شوہر سے	۱۸	۱۸
کے طلاق	کے طلاق	۲۹	۲۹	کے طلاق	کے طلاق	۲۹	۲۹	کے طلاق	کے طلاق	۲۹	۲۹
تماز متعلق	تماز متعلق	۱۱	۱۱	تماز متعلق	تماز متعلق	۱۱	۱۱	تماز متعلق	تماز متعلق	۱۱	۱۱

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ
مذکور کو	مذکور کے	حرم مستحبابہ	حرم مستحبابہ	۱۲۸	۵
اپنی یا قبل سے	اپنی یا قبل سے	شوخی اللہ	شوخی اللہ	۱۲۹	۶
سیدل منہ مذاق	سیدل منہ مذاق	ہوئی	ہوئی	۱۳۰	۷
ہو جائے یا ہو جائے	ہو جائے یا ہو جائے	لوٹ گیا	لوٹ گیا	۱۳۱	۸
لے میرے مال	مرے مال	جمع بین الاضنیہ	جمع بین الاضنیہ	۱۳۲	۹
واقع ہوگی تین	واقع ہوگی دو طلا	کیونکہ سبب	کیونکہ سبب	۱۳۳	۱۰
طلاتی	طلاتی	جمع	جمع	۱۳۴	۱۱
دو طلاق	تین طلاق	خصی ہو یا عین	خصی ہو یا عین	۱۳۵	۱۲
ضرب ہر دو کی	ضرب کی	حرم	حرم	۱۳۶	۱۳
نیت ہو	نیت ہو	گوئی کے	گوئی کے	۱۳۷	۱۴
اجزا زیادہ	اجزا زیادہ اگر	منفی علیہ	منفی علیہ	۱۳۸	۱۵
ہیں نہ افراد اگر	ہیں نہ افراد اگر	صورت	صورت	۱۳۹	۱۶
طول	عول	نہ عطا	نہ عطا	۱۴۰	۱۷
مخالفت ہے	مخالفت کے	ہوگی اور اگر	ہوگی اور اگر	۱۴۱	۱۸
ماہ جبکہ	جبکہ	پانچ	پانچ	۱۴۲	۱۹
جب تک کہ طلاق	جب تک کہ طلاق	توبہ طلاق	توبہ طلاق	۱۴۳	۲۰
یا تا وقتیکہ	یا تا وقتیکہ	واقع نہ ہوگی	واقع نہ ہوگی	۱۴۴	۲۱
طلاق ندون	طلاق ندون	مجھے	مجھے	۱۴۵	۲۲
عدم	غلام	ہو تا ہوا	ہو تا ہوا	۱۴۶	۲۳
تطلق	تطلق	نے	نے	۱۴۷	۲۴

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
اور موت یا	یا	۱۱	حسب فقرات	۹	۳۱۷
یا دونوں جگہ میں	طلاق جنگل میں	۱۲	کے عوض عورت	۱۰	۳۱۹
فرنی سے کم ہوں	ہو تو مختار ہو		یا پنے	۲۱	۳۳۳
کے لوٹنے اور			زوال پذیر نہیں	۱۵	۳۴۱
مکان مقصود			ہوگا	۳	۳۴۹
جائیداد			غلام کا	۱	۳۵۰
محرم ہو یا نہ ہو	اور جائز ہے	۱۶	غیر صحیح	۳	۳۵۱
اور طلاق واقع	لو مکان مقصود	۱۷	رحمت	۱۶	۳۶۶
ہو شہر یا جنگل میں	کو چلی جاوے		غیبت اور غیبت سے		
وہ	یہ دونوں	۱۷	اور اگر لطف	۱۳	۳۶۵
انکار کیا یا نوج	انکار کیا	۲۰	زمان	۶	۳۷۹
نے بلایا کہ سفیر			نہ ہوا	۳	۳۸۶
ساتھ لجاوے			نہ ہوگا	۱۷	۳۸۷
اور اسے جانی			موظوہ	۱۶	۳۹۸
سے انکار کیا			جاوے اور نہ	۱۶	۴۰۰
احتیاج	احتیاط	۱	نئے مقدمہ پسند		
تھوڑے	نہ دلوادے	۲۱	گھر سے موافق		
زوجہ	زوجہ	۹	نص قرآنی کی		
ہو جاوے	نہ ہو جاوے	۲	شہر یا جنگل		
صحیح نہیں ہے	صحیح ہے	۷	سور نکودا جب کہ		
			عورت	۹	

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
			احتمال سے	۲۱	۵۰۹
			ملکیت	۷	۵۱۵
			اسمیں ہیں	۳	۵۲۴
			منجبر	۳	۵۵۲
			سوس دوسرے	۱	۵۶۱
			موصیٰ ل	۱۱	۵۶۵
			جو نظر دقیق	۲	۵۸۲
			چہرہ	۱۱	۶۲۰
			لوا	۱۶	۶۵۲
			اگر	۱۵	۷۷
			-	۱	۸۱۵
			اس مسلمان		
			قنات النسب		
			ہوگی غلات		
			صاحبین کے		
			مراونے نزدیک		
			نسب ثابت ہوگا		
			کیونکہ امام کے		
			مزدیک		

Checked
1987

۷۳۲۶

الف ۲۰

۷۶

اشعار

جدید اور کامل مجموعہ قوانین کی یو آئی سرکار عالی اسپین کل دستور العمل و گشتیات
اد کام و نظائر آخر و مقدمہ و تفسیر و تالیف فی جلد ۱ ص ۱
مجموعہ قوانین کو تو آئی اسپین کل دستور العمل و گشتیات احکام مدارالہام ص ۱
کو تو آئی و عدالت و مجلس عالیہ عدالت و ناظم کو تو آئی اصلاحات ہندوستان آخر جمادی الآخر ۱۲۸۰
مک ورج ہن۔ یہ کتاب عمدہ داران کو تو آئی و قانون پیشہ صاحبوں کے واسطے نہایت ہی
کار آمد ہے فی جلد ۱ ص ۱
قانون محبوبیہ مع شرح بابۃ سیادۃ باعث نشان سر بطوں مولفہ
مالک و ایڈیٹر مفتی کن فی جلد ۱ ص ۱
قانون اسطاس جو کیم وی شریف کو نافذ ہوا ہے فی جلد ۱ ص ۱
مجلہ بیرون اردو و وجود تحت اصلاح و تعلیم ہر فی جلد ۱ ص ۱
اصول سود سنہی بیگم جناب قاپر کوئی حدی حسن علی خاں خاں جنگ سیاد
بیگم شریف اسکاترین و جیف جیس و بیگم کوئی حدی تالیف اسکاترین و جیف جیس
کتاب ہر کتاب حکام و قانون و جیف جیس و بیگم کوئی حدی تالیف اسکاترین و جیف جیس
لیکچر و حکم شریف و بیگم کوئی حدی تالیف اسکاترین و جیف جیس
بیگم کوئی حدی تالیف اسکاترین و جیف جیس و بیگم کوئی حدی تالیف اسکاترین و جیف جیس
بیگم کوئی حدی تالیف اسکاترین و جیف جیس و بیگم کوئی حدی تالیف اسکاترین و جیف جیس